تخریج شدہ

صحیح مسلم 2

مع مختصر شرح نووی

ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ

۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ

ترجمہ

علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ تعالیٰ

تخریج

فضیلۃ الشیخ احمد زہوۃ

فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ



الکتاب انٹرنیشنل

جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵



قرآن لرننگ اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن

حافظ بابا نگر، حیدرآباد، دکن۔

www.qlrf.net

QLRF Islamic Library

گلشن اقبال کالونی، حیدرآباد، دکن۔

صحیح مسلم

مع مختصر شرح نووی

ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری
۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ



ترجمہ
علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ

تخریج
فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ
فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ



ناشر
الکتاب انٹرنیشنل

Vol. 1-1

صحیح مسلم

مع مختصر شرح نووی

تالیف

ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری

۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ

ترجمہ

علامہ وحید الزمان

تصحیح

فضیلۃ الشیخ احمد زہوۃ
فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

مکتبہ اسلامیہ

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الصَّلٰوة

نماز کے مسائل

فائدہ: ایمان کے بعد تمام عبادات میں نماز مقدم ہے اور طہارت نماز کی شرط ہے۔ یعنی طہارت کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔ نیز طہارت کے احکام کے بعد نماز کے احکام لکھے گئے ہیں۔ قیامت میں سب اعمال سے پہلے نماز کی بابت دریافت کیا جائے گا۔ جس کی نماز درست ثابت ہوگی اس کے اعمال کا حساب با آسانی لیا جائے گا اور جس کی نماز ہی درست نہ ہوگی اس کے دیگر اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہ ہوگی۔ اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ نماز کا خاص طور پر خیال رکھے۔ ہر نماز اپنے مقررہ وقت پر دل لگا کر اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور وہ کام جو عبادت الٰہی میں خلل ڈالتے ہیں۔ جیسے کھانا، پینا اور پیشاب و پاخانہ وغیرہ پہلے ان سے فراغت کرے اور اس کے بعد مقررہ وقت پر نماز ادا کرے۔ آخرت میں نماز سے بے انتہا فوائد حاصل ہوں گے جن کے تذکرے احادیث میں موجود ہیں۔ اس کے ماسوا اس دنیا میں بھی بے انتہا فوائد ہیں۔

اول: یہ کہ نماز کے ذریعہ بچپن ہی سے انسان کو پابندی وقت کی عادت ہو جاتی ہے اور یہ امر بالکل واضح ہے کہ پابندی اوقات دراصل بہترین صفت ہے، جس کی اچھائیوں سے مشرق و مغرب میں کسی کو انکار نہیں۔

دوم: یہ کہ ہر نمازی صرف نماز کی وجہ سے اپنی ظاہری و باطنی صفائی و پاکیزگی کا انتظام رکھتا ہے اور صفائی درحقیقت صحت کی ضامن ہے جو انسانی تندرستی کیلئے بے انتہا ضروری ہے۔

سوم: یہ کہ ہر نماز میں قیام، رکوع، سجود اور قعود کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے جسم کے ہر جوڑ میں طاقت پیدا ہوتی ہے۔ اور جسم میں جو سستی اور کاہلی پیدا ہو جاتی ہے وہ ادائیگی نماز یعنی نماز کی نشست و برخاست کی وجہ سے رفع ہو جاتی ہے۔

چہارم: یہ کہ پنج وقتہ نماز پڑھنے کی وجہ سے انسان میں شکر گزاری اور خلوص و اخلاص کی خصلت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ لوگوں کے احسان و کرم کو وہی مانتا ہے جو پروردگار عالم کا شکر ادا کرتا ہے۔ اور ایک انسان نماز کی حالت میں پروردگار کے احسانات کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

پنجم: یہ کہ اکثر و بیشتر گناہوں سے روکنے والی چیز صرف نماز ہے۔ بعض اوقات ایک شخص اپنی شامت نفس کی وجہ سے کسی گناہ کے ارتکاب کیلئے تیار ہو جاتا ہے لیکن جونہی اسے نماز کے ناغہ ہو جانے کا خیال آتا ہے تو وہ فوراً ہی اس گناہ کے کام سے الگ ہو جاتا ہے۔

ششم: یہ کہ دل کی صفائی اور ازدیاد قوت، توجہ کا سبب اصلی صرف نماز ہے اور جب تک کوئی شخص نماز کا عادی نہ ہو جائے اس وقت تک قوت توجہ اسے حاصل نہیں ہوتی اور جب تک یہ قوت حاصل نہیں ہوتی اس وقت تک فکر سلیم اور عقل و شعور حاصل نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جانتا ہے۔

بَابُ بَدْءِ الْأَذَانِ.

باب: اذان کی ابتدا۔

(۸۳۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ : كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ يَجْتَمِعُوْنَ فَيَتَحَيَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ وَلَيْسَ يُنَادِيْ بِهَا اَحَدٌ فَتَكَلَّمُوْا يَوْمًا فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : اِتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِّثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ : قَرْنًا مِّثْلَ قَرْنِ الْيَهُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ : اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا يُّنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا بِلَالُ اِقُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ)) .

[بخاری: ٦٠٤؛ ترمذی: ١٩٠؛ نسائی: ٦٢٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ مسلمان جب مدینہ میں آئے تو جمع ہو کر وقت مقررہ پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے اور کوئی شخص اذان نہیں دیتا تھا۔ ایک دن ان مسلمانوں نے مشورہ کیا کہ اطلاع نماز کیلئے عیسائیوں کی طرح ناقوس بجا لیا کریں یا یہودیوں کی طرح نرسنگا بجا لیا کریں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ ایک آدمی کو مقرر کر دیا جائے جو لوگوں کو نماز کیلئے مطلع کر دیا کرے جس پر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے بلال! اٹھو اور نماز کیلئے اعلان کر دو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کو رسول اکرم ﷺ نے قبول فرمایا۔ اس حدیث سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فضیلت ثابت ہوئی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ دینی امور اور اسلامی کاموں میں مشورہ کرنا بہتر ہے۔ حضرت محمد ﷺ کو یہ مشورہ کرنا واجب تھا یا مستحب اس کے بارے میں علما کا باہمی اختلاف ہے لیکن صحیح مسئلہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو یہ مشورہ کرنا واجب تھا کیونکہ پروردگار نے کہا ہے: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ﴾ علاوہ ازیں رسول اکرم ﷺ کا حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد کہ ''اے بلال اٹھو اور نماز کے لیے اعلان کر دو۔'' یہ اس وقت شرعی اذان نہ تھی بلکہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کے خواب بیان کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے موجود شرعی اذان کہنے کا حکم صادر فرمایا ہے اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ اذان کھڑے ہو کر کہی جائے اور علما کے نزدیک بیٹھ کر اذان دینا درست نہیں ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ہمارے علما کے نزدیک کھڑے ہو کر اذان دینا سنت ہے اور بیٹھ کر بھی اذان دی جا سکتی ہے جو سنت کے خلاف ہے۔

بَابُ الْاَمْرِ بِشَفْعِ الْاَذَانِ وَاِيْتَارِ الْاِقَامَةِ اِلَّا كَلِمَةَ الْاِقَامَةِ فَاِنَّهَا مَثْنَاةٌ.

باب: اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور تکبیر کے کلمات قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے سوائے ایک ایک مرتبہ کہے جائیں۔

(۸۳۸) عَنْ اَنَسٍ قَالَ : اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوْتِرَ الْاِقَامَةَ . زَادَ يَحْيٰى فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ : فَحَدَّثْتُ بِهٖ اَيُّوْبَ فَقَالَ : اِلَّا الْاِقَامَةَ. [بخاری: ٦٠٣، ٦٠٥، ٦٠٦، ٦٠٧، ٣٤٥٧؛ ابوداود: ٥٠٨، ٥٠٩؛ ترمذی: ١٩٣؛ نسائی: ٦٢٦؛ ابن ماجہ: ٧٢٩، ٧٣٠]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اذان کے الفاظ دو دو مرتبہ اور اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہنے کے لیے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا۔ اور یحییٰ نے ابن علیہ کے ذریعہ یہ اضافہ کیا ہے کہ میں نے اسے حضرت ایوب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اقامت میں صرف قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کے الفاظ دو دو مرتبہ کہے جائیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارا اور جمہور علما کا قول یہی ہے کہ تکبیر کے گیارہ کلمات ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ۔ حَيَّ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) عَلَى الْفَلَاحِ۔ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ - اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تکبیر کے دس کلمات ہیں جن میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ بھی ایک ہی مرتبہ کہی جاتی ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا قدیم قول امام مالک رحمہ اللہ کے بالکل موافق ہے نیز انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ اول و آخر میں "اللہ اکبر" ایک ایک مرتبہ کہے اس بنا پر امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک تکبیر کے صرف آٹھ کلمات ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب شاذ ہے ان کے نزدیک ہر کلمہ کو دو۲ دو۲ مرتبہ کہنا چاہیے۔ اس طرح کلمات تکبیر کی تعداد سترہ ہو جاتی ہے خطابی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حرمین، حجاز، شام، مصر، یمن، اور مغربی ممالک میں جمہور علما کا مذہب یہی ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کو دو مرتبہ اور باقی کلمات اقامت کو ایک ایک مرتبہ کہنا چاہیے اور "اللہ اکبر" جو اول و آخر میں دو دو مرتبہ کہا جاتا ہے وہ درحقیقت ایک ہی بار کی طرح ہے اس لیے کہ اذان میں اللہ اکبر جو چار مرتبہ کہا جاتا ہے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ دو مرتبہ اللہ اکبر کو ایک ہی سانس میں کہا جاتا ہے اور بعد میں پھر دو مرتبہ اللہ اکبر ایک ہی سانس میں ادا کیا جاتا ہے اور اسی طرح کہنا چاہیے (امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٣٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: ذَكَرُوْا اَنْ يُّعْلِمُوْا وَقْتَ الصَّلٰوةِ بِشَيْءٍ يَعْرِفُوْنَهُ فَذَكَرُوْا اَنْ يُّنَوِّرُوْا نَارًا اَوْ يَضْرِبُوْا نَاقُوْسًا فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوْتِرَ الْاِقَامَةَ. [راجع:٨٣٨]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے باہمی طور پر تذکرہ کیا کہ لوگوں کو نماز کا وقت بتانے کیلئے کسی چیز کا تعین ہونا چاہئے۔ جس پہ بعض لوگوں نے کہا: اس کیلئے آگ روشن کی جائے یا ناقوس بجایا جائے۔ چنانچہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ دو دو مرتبہ اذان کے کلمات ادا کریں اور اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہا کریں۔

فائدہ: چونکہ اذان دراصل نماز کے لیے جمع ہو جانے اور نماز کا وقت شروع ہو جانے کا اعلان ہے، اس لیے اذان کے الفاظ کو دو دو مرتبہ کہنا چاہئے تا کہ سب لوگ سن سکیں اور مسجد میں مقررہ وقت پر جمع ہو جائیں اور اقامت میں اس کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس لیے اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ ہی کہنا چاہیے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٤٠) عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ ذَكَرُوْا اَنْ يُّعْلِمُوْا بِمِثْلِ حَدِيْثِ الثَّقَفِيِّ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: اَنْ يُّنَوِّرُوْا نَارًا. [راجع:٨٣٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث ایک یا دو الفاظ کے فرق سے آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٨٤١) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوْتِرَ الْاِقَامَةَ. [راجع:٨٣٨]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ دو دو مرتبہ اذان کے کلمات ادا کریں اور اقامت کے الفاظ ایک ایک مرتبہ کہا کریں۔

بَابُ صِفَةِ الْاَذَانِ.

باب: اذان کہنے کی ترکیب۔

(٨٤٢) عَنْ اَبِيْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ هٰذَا الْاَذَانَ: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) ثُمَّ يَعُوْدُ فَيَقُوْلُ: ((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ.

ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے انہیں اس طرح اذان سکھائی ہے جو درج ذیل ہے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ...... اس کے بعد پھر از سر نو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ [دو مرتبہ] کہے۔ اور اس کے بعد اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ...... اور اس کے بعد حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ...... دو دو مرتبہ کہے۔ اور اسحاق کا بیان ہے کہ اس کے بعد اَللّٰهُ

مَرَّتَیْنِ ۔ زَادَ اِسْحٰقُ: اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ))۔[ابوداود: ٥٠٠، ٥٠١، ٥٠٣، ٥٠٤؛ ترمذی: ١٩١، ١٩٢؛ نسائی: ٦٢٨، ٦٢٩، ٦٣٠، ٦٣٢؛ ابن ماجه: ٧٠٨، ٧٠٩]

اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: رسول اکرم ﷺ نے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کی ترکیب اور اس کے الفاظ سکھائے۔ صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں لکھا ہے کہ "اللہ اکبر" دو مرتبہ کہا جائے اور دیگر کتب میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہنا درج ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ صحیح مسلم کے بعض نسخوں میں بھی اللہ اکبر چار مرتبہ کہنا لکھا ہوا ہے الحاصل اللہ اکبر کہنے کے بعد اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو دو مرتبہ کہے۔ اور اس کے بعد پھر اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ اور اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو مرتبہ کہے اور اسے ترجیع کہتے ہیں یعنی کلمات شہادتین کو پہلی بار دو دو مرتبہ آہستہ کہے اور دوسری بار خوب بلند آواز سے کہے۔ امام مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ اور جمہور علما کا یہی مسلک ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ترجیع جائز نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ترجیع کہنے کا ثبوت نہیں۔ جس کا صحیح جواب یہ ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت بہت پہلے کی ہے اور اس کے بعد ٨ ہجری میں ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے جو حدیث ترجیع کے ثبوت میں بیان کی ہے وہ بالکل صحیح حدیث ہے اور قاعدہ اصول یہ ہے کہ پہلی روایت پر آخری روایت کو اولیت و برتری حاصل ہوتی ہے۔ نیز صحیح حدیث ترجیع اس لیے بھی قابل قبول ہے کہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ ثقہ ہے۔ علاوہ ازیں اہل مکہ و مدینہ اور تمام علما کا عمل ترجیع پر ہی ہے۔ (امام نووی رحمۃ اللہ علیہ)

کلمہ شہادتین کہنے کے بعد حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ کہے۔ پھر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ کہہ کر اذان مکمل کی جائے اذان فجر میں حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ دو مرتبہ کہا جائے۔ جسے تھویب کہتے ہیں اذان فجر کے علاوہ کسی اور اذان میں تھویب کہنے کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ دوسری اذانوں میں تھویب کہنا مکمل بدعت ہے اگرچہ شیعہ فرقہ کی کتب میں درج ہے کہ اذان میں "حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ" کہنے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں موقوف کر دیا لیکن اس کے جواز کا کسی صحیح کتاب میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بیہقی نے سنن کبریٰ میں باسناد عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ وہ بزمانہ قدیم کبھی کبھی اذان میں حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ کہتے تھے۔ نیز علی بن حسین کی بھی روایت اسی طرح ہے۔ بہر حال جو کچھ کہا گیا ہے وہ موقوف روایت ہے اور "حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ" کے اذان میں کہنے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ نیز بزمانہ رسالت مآب ﷺ اس کا جو رواج بتایا جاتا ہے اس کا عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی کسی مشہور روایت میں سرے سے پتہ ہی نہیں۔ اور اگر اس روایت کو مان بھی لیا جائے تو ٨ ہجری سے پہلے ہی اس کو رسول اکرم ﷺ نے منسوخ فرما دیا تھا۔ (نیل الاوطار)

بَابُ اسْتِحْبَابِ اتِّخَاذِ الْمُؤَذِّنَيْنِ لِلْمَسْجِدِ الْوَاحِدِ.

باب: دو مؤذن ایک مسجد کیلئے مقرر کرنا مستحب ہے۔

(٨٤٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ: بِلَالٌ وَّابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ الْاَعْمٰی.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دو مؤذن تھے ایک حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور دوسرے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جو نابینا تھے۔

فائدہ: ایک مسجد میں دو مؤذنوں کا تقرر ایک یا دوسرے کے غائب رہنے کی وجہ سے نہیں بلکہ اکرام، احسان اور عرفان کے لیے ہے اور حدیث شریف کے معنی بالکل صاف ہیں کہ ایک مسجد میں دو مؤذن مامور و مقرر کیے جاسکتے ہیں۔ جس طرح کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا دستور تھا کہ ایک صبح صادق نکلنے سے پہلے اذان دے اور دوسرا صبح صادق کے وقت۔ اصحاب حدیث کا بیان ہے۔ بشرط ضرورت دو سے بھی زیادہ مؤذن مقرر کیے جاسکتے ہیں۔ جس طرح کہ ذوالنورین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار مؤذن مقرر فرمائے تھے۔ الحاصل ایک مؤذن کے بعد دوسرا مؤذن اذان دے۔ البتہ اگر مسجد بہت ہی وسیع و کشادہ ہو اور وقت بالکل تنگ ہو تو الگ الگ کونوں میں دونوں مؤذن

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) بوقت واحد اذان دے سکتے ہیں۔لیکن (تکبیر) اقامت وہی شخص کہے گا جس نے پہلے اذان دی ہو۔اور اگر اذان دینے میں جھگڑا ہو کہ پہلے کون شخص اذان دے تو باہمی طور پر قرعہ اندازی سے کام لیا جائے اور جس کے نام قرعہ نکلے، وہی اذان دے۔(مختصراً امام نووی رحمہ اللہ)اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی بھی یہی روایت موجود ہے۔

(٨٤٤) وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

[بخاري: ٦٢٢، ٦٢٣، ١٩١٨، ١٩١٩؛ مسلم: ٢٥٣٤؛ نسائي: ٦٣٨]

قاسم سے بھی مذکورہ بالا حدیث ان اسناد سے مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ أَذَانِ الْأَعْمٰى إِذَا كَانَ مَعَهُ بَصِيرٌ.

باب: اندھا اذان دے سکتا ہے بشرطیکہ کوئی آنکھ والا اس کے ساتھ ہو۔

(٨٤٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَذِّنُ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ وَهُوَ أَعْمٰى.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسالت مآب ﷺ کیلئے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا اذان دیا کرتے تھے۔

فائدہ۔ اس بیان سے مقصود کلام یہ ہے کہ اگر اندھے کے ساتھ کوئی آنکھ والا بھی ہو تو اس اندھے کا اذان دینا کراہۃً درست ہے جیسے عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رہا کرتے تھے۔اور ہمارے دیگر ساتھیوں اور بزرگوں کا بیان ہے کہ اگر صاف تنہا اندھا شخص اذان دے تو مکروہ ہے۔(امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٤٦) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللهِ وَ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [ابوداود: ٥٣٥]

ان اسناد سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْإِمْسَاكِ عَنِ الْإِغَارَةِ عَلٰى قَوْمٍ فِي دَارِ الْكُفْرِ إِذَا سُمِعَ فِيهِمُ الْأَذَانُ.

باب: دارالکفر میں جب کسی قوم کو اذان دیتے سنا جائے تو ان پر غارت گری کرنے کی ممانعت۔

(٨٤٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُغِيرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْأَذَانَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ: اللهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((عَلَى الْفِطْرَةِ)) ثُمَّ قَالَ:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ صبح سویرے ہی دشمنوں پر حملہ کرتے تھے اور اذان کی آواز پر کان لگائے رکھتے تھے اور اگر مخالفوں کے شہر میں سے آپ ﷺ کو اذان کی آواز سنائی دیتی تو ان پر حملہ نہ کرتے تھے۔ایک مرتبہ ایک شخص کو آپ ﷺ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے سنا تو فرمایا: "یہ مسلمان۔" اس کے بعد آپ ﷺ نے اس کو اشهد

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ)) فَنَظَرُوْا فَإِذَا هُوَ رَاعِيْ مِعْزًى.

[ابوداود: ٢٦٣٤؛ ترمذی: ١٦١٨]

اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ، اَشْھَدُ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتے سنا تو ارشاد فرمایا: ”اے شخص! تو نے دوزخ سے نجات پائی۔“ اس کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقَوْلِ مِثْلَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ لِمَنْ سَمِعَهُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَسْأَلُ اللهَ لَهُ الْوَسِيْلَةَ.

باب- اذان سننے والا وہی کلمات کہے جو مؤذن کہتا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے اور آپ ﷺ کیلئے وسیلہ مانگے۔

(٨٤٨) عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَاءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَايَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ)) . [بخاری: ٦١١؛ ابوداود: ٥٢٢؛ ترمذی: ٢٠٨؛ نسائی: ٦٧٢؛ ابن ماجه: ٧٢٠]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا یہ حکم بیان کیا کہ ”جب تم اذان سنو تو مؤذن کے الفاظ دہراتے رہو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ- اذان میں جب مؤذن ”حی علی الصلوٰۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ کہے تو بر بنائے حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سننے والے کو لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ ...... کہنا چاہیے (امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٤٩) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَاسَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَايَقُوْلُ: ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللهِ وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ)) . ابوداود: ٥٢٣؛ ترمذی: ٣٦١٤؛ نسائی: ٦٧٧]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جب مؤذن کی اذان سنو تو تم وہی کہو جو مؤذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود پڑھو کیونکہ جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس ١٠ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ مانگو کیونکہ وسیلہ دراصل جنت میں ایک مقام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ کو دیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا اور جو کوئی میرے لئے وسیلہ (مقام محمود) طلب کرے گا اس کیلئے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔“

○ ○ ○ ○

(٨٥٠) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ: اَللّٰهُ أَكْبَرُ اللهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جب مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو سننے والا بھی یہی الفاظ دہرائے اور جب وہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشھد ان محمدًا رسول اللہ کہے تو

اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّةَ.)) [ابوداود:٥٢٧]

سننے والا بھی یہی الفاظ کہے۔اور جب مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہے تو سننے والا لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہے۔ پھر مؤذن جب حی علی الفلاح کہے تو سننے والے کو لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا چاہیے۔ اس کے بعد مؤذن جب اللہ اکبر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہے تو سننے والے کو بھی یہی الفاظ دھرانے چاہئیں اور جب سننے والے نے اس طرح خلوص اور دل سے یقین رکھ کر کہا تو وہ جنت میں داخل ہوا۔“ (بشرطیکہ ارکان اسلام کا بھی پابند ہو)

○ ○ ○ ○

(٨٥١) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَ بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا غُفِرَلَهٗ ذَنْبُهٗ)) ٩.قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ: ((مَنْ قَالَ: حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ: وَاَنَا اَشْهَدُ)) وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ قَوْلَهٗ :وَاَنَا

[ابوداود: ٥٢٥؛ ترمذی: ٢١٠؛ نسائی: ٦٧٨؛ ابن ماجه:٧٢١]

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا کہ مؤذن کی اذان سن کر جس نے یہ کہا: ”میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی اور دوسرا معبود نہیں ہے اللہ تعالیٰ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کی ربوبیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت سے مسرور وخوش ہوں اور میں نے مذہب اسلام کو قبول کر لیا ہے تو ایسے شخص کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔“ ابن رمح کی روایت میں اَشْهَدُ کی بجائے اَنَا اَشْهَدُ ہے معنی و مفہوم ایک ہی ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان احادیث سے ثابت ہوا کہ مؤذن کے ہر کلمہ کو سننے والا دہراتا جائے اور اذان کے ختم ہونے کا انتظار نہ کرے۔اور کلمہ شہادتین کے بعد وہ دعا پڑھے جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔

واضح رہے کہ ہر عمل میں خلوص لازمی ہے وگرنہ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔علاوہ ازیں اذان کا جواب دینا مستحب ہے۔اگر چہ اذان سننے والا ناپاک، جنبی یا حائضہ ہو البتہ سننے والا اگر پاخانہ یا جماع کی حالت میں ہو تو اذان کو نہ دہرائے۔اسی طرح بحالت نماز بھی اذان کے الفاظ دہرانا مکروہ ہے۔قاضی عیاض رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اذان دراصل تمام عقائد ایمانی کی جامع ہے جس میں اثبات ذات ربانی توحید الٰہی اور شہادت رسالت ہے۔اور اس کے ساتھ ہی نماز جو بہترین عبادت ہے اس کے پڑھنے کی تاکید اور آخرت کی تدبیر ہے۔الحاصل اذان کے الفاظ سے توحید باری تعالیٰ کا ثبوت اور رسالت ہے تاکہ ہر شخص کو بخوبی معلوم ہو جائے کہ تمام اعمال کا نتیجہ حسن خاتمہ پر موقوف ہے اور حسن خاتمہ کا ثبوت یہی ہے کہ انسان توحید ورسالت کے عقیدہ پر قائم رہ کر فوت ہو۔واللہ اعلم۔(امام نووی رحمہ اللہ)

بَابُ فَضْلِ الْاَذَانِ وَهَرَبِ — باب: اذان کی فضیلت جس سے شیطان بھاگ کھڑا

الشَّيْطٰنِ عِنْدَ سَمَاعِهٖ. ہوتا ہے۔

(٨٥٢) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَمِّهٖ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ فَجَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ يَدْعُوْهُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلْمُؤَذِّنُوْنَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

[ابن ماجة: ٧٢٥]

طلحہ بن یحییٰ نے اپنے چچا کی زبانی بیان کیا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں انہیں مؤذن نماز کیلئے بلانے آیا، جس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''قیامت کے دن مؤذن کی گردن سب سے زیادہ لمبی ہوگی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اذان کے الفاظ سنتے ہی شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور مؤذنوں کی گردن سب سے زیادہ لمبی ہونے کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ رحمت وفضل ربی کے سب سے زیادہ مشتاق ومنتظر ہوں گے اس لئے اوپر کی چیز دیکھنے کے باعث شوق میں ان کی گردنیں سب سے زیادہ لمبی نظر آئیں گی۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ قیامت کے دن جب کہ دوسرے لوگ پسینہ میں ڈوب جائیں گے مؤذنوں کی گردن لمبی ہوگی، وہ پسینہ میں غرق نہ ہوں گے بلکہ عذاب آخرت سے محفوظ رہیں گے۔ بعض لوگوں نے کہا: گردن لمبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ چونکہ اہل عرب ہر سردار کو لمبی گردن والا اور گردن فراز کہتے ہیں اور مؤذن بھی قیامت کے دن گردن فراز سردار ہوں گے۔ ابن عربی نے کہا: لمبی گردن ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مؤذنوں کے اعمال دوسرے لوگوں کی بنسبت زیادہ اچھے ہوں گے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کچھ لوگوں نے حدیث کے لفظ اَعْنَاقًا کو الف کے زیر سے لکھا ہے اس صورت میں یہ معنی ہوں گے کہ دوسروں کی بنسبت مؤذن حضرات سب سے جلد جنت میں دوڑتے جائیں گے اور شاد وخرم رہیں گے۔ (امام نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(٨٥٣) وَحَدَّثَنِيْهِ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ: اَخْبَرَنَا اَبُوْعَامِرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

[راجع: ٨٥٢]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٨٥٤) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ الشَّيْطٰنَ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُوْنَ مَكَانَ الرَّوْحَآءِ)) قَالَ سُلَيْمَانُ: فَسَاَلْتُهُ عَنِ الرَّوْحَاءِ؟ فَقَالَ هِىَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ سِتَّةٌ وَّثَلَاثُوْنَ مِيْلًا.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ ''نماز کیلئے اذان کے الفاظ سن کر شیطان اتنی دور بھاگ جاتا ہے جیسے روحاء۔'' اعمش نے کہا: میں نے ابوسفیان سے پوچھا: روحاء کہاں ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر روحاء کی آبادی واقع ہے۔

(٨٥٥) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٨٥٦) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ قَالَ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اذان

((اِنَّ الشَّیْطٰنَ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوۃِ اَحَالَ لَہٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ صَوْتَہٗ فَاِذَا سَکَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ فَاِذَا سَمِعَ الْاِقَامَۃَ ذَھَبَ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ صَوْتَہٗ فَاِذَا سَکَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ)).

کی آواز سنتے ہی شیطان پادتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان کے کلمات نہ سن سکے اور اذان ختم ہو جاتی ہے تو شیطان پھر لوٹ آتا ہے اور لوگوں کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے اور تکبیر اقامت کے وقت پھر چل دیتا ہے تاکہ اقامت کی آواز سنائی نہ دے۔ اور جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو پھر لوٹ کر لوگوں کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔"

(۸۵۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ اَدْبَرَ الشَّیْطٰنُ وَلَہٗ حُصَاصٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "مؤذن جب اذان دیتا ہے تو شیطان وہاں سے پیٹھ موڑ کر دوڑتا ہوا بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔"

فائدہ: اذان کے وقت شیطان اس لئے بھاگ کھڑا ہوتا ہے تاکہ اسے اذان کے کلمات سنائی نہ دیں۔ اور قیامت کے دن اس کو گواہی نہ دینی پڑے گی۔ کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ "جنات یا انسان جو کوئی دنیا میں اذان کے کلمات سنے گا اسے قیامت کے دن اس کی گواہی دینا پڑے گی۔" بعض لوگوں نے کہا کہ گواہی دینے والے مسلمان ہوں گے کیونکہ کافر کی گواہی صحیح اور لائق قبول نہیں ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ شیطان دراصل اذان کی عظمت و بڑائی سے بھاگتا ہے اور بعض لوگوں کا بیان ہے کہ شیطان دراصل اذان کے الفاظ سے ناامیدی اور مایوسی کی وجہ سے بھاگتا ہے۔ کیونکہ اذان میں توحید الٰہی اور رسالت پناہی کا اقرار واعلان ہے۔ (مختصراً امام نووی رحمہ اللہ)

(۸۵۸) عَنْ سُھَیْلٍ قَالَ: اَرْسَلَنِیْ اَبِیْ اِلٰی بَنِیْ حَارِثَۃَ قَالَ: وَمَعِیَ غُلَامٌ لَّنَا. اَوْ صَاحِبٌ لَّنَا. فَنَادَاہُ مُنَادٍ مِّنْ حَائِطٍ بِاسْمِہٖ قَالَ: فَاَشْرَفَ الَّذِیْ مَعِیَ عَلَی الْحَائِطِ فَلَمْ یَرَشَیْئًا فَذَکَرْتُ ذٰلِکَ لِاَبِیْ فَقَالَ: لَوْ شَعَرْتُ اَنَّکَ تَلْقٰی ھٰذَا لَمْ اُرْسِلْکَ وَلٰکِنْ اِذَا سَمِعْتَ صَوْتًا فَنَادِ بِالصَّلٰوۃِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ اَبَا ھُرَیْرَۃَ یُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اَنَّہٗ قَالَ: ((اِنَّ الشَّیْطٰنَ اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلٰوۃِ وَلّٰی وَلَہٗ حُصَاصٌ)).

سہیل کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد نے بنو حارثہ کے پاس روانہ کیا۔ جاتے وقت میرے ساتھ ایک لڑکا یا ایک آدمی بھی تھا۔ چنانچہ دوران مسافت ایک باغ کے احاطہ میں سے کسی نے اس کا نام لے کر اسے آواز دی اور میرے ساتھی نے دیکھا کہ باغ میں کوئی نہ تھا۔ اس واقعہ کی میں نے اپنے والد کو اطلاع دی تو انہوں نے کہا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم اس واقعہ سے دوچار ہو گے تو میں تم کو ہرگز نہ بھیجتا۔ اب آئندہ کیلئے یاد رکھو کہ اگر تم اس قسم کی کوئی آواز سنو (اور آواز دینے والا تم کو دکھائی نہ دے) تو یقین کر لینا کہ وہ شیطان ہے اور اس وقت اسی طرح اذان دینا جس طرح نماز کیلئے اذان دی جاتی ہے۔ کیونکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان وہاں سے پادتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔"

❖ ❖ ❖ ❖

(۸۵۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ الشَّیْطٰنُ لَہٗ ضُرَاطٌ حَتّٰی لَا یَسْمَعَ التَّاْذِیْنَ فَاِذَا قُضِیَ التَّاْذِیْنُ اَقْبَلَ حَتّٰی اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوۃِ اَدْبَرَ حَتّٰی اِذَا قُضِیَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کے پادتا ہوا بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان نہ سن سکے اور اذان کے بعد پھر لوٹ آتا ہے اور جب تکبیر اقامت کہی جاتی ہے تو پھر بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور تکبیر اقامت کے بعد پھر واپس آجاتا

التَّثْوِيْبُ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُوْلُ لَهُ: اُذْكُرْ كَذَا وَاذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ مِنْ قَبْلُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَايَدْرِىْ كَمْ صَلّٰى)).

ہے اور لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے اور ان کو وہ باتیں یاد دلاتا ہے جو نماز سے پہلے اس شخص کے خیال میں بھی نہ تھیں جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نمازی کو یاد ہی نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔"

(٨٦٠) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ((حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اَنْ يَدْرِىْ كَيْفَ صَلّٰى)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ بالا حدیث کی طرح فرمایا۔ نیز ارشاد فرمایا: "آدمی کو خیال ہی نہیں رہتا کہ اس نے کیوں کر نماز پڑھی" (یعنی اس کے منتشر خیالات میں اس کا دھیان بٹ جاتا ہے)۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ مَعَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ وَالرُّكُوْعِ وَفِى الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوْعِ وَاَنَّهُ لَايَفْعَلُهُ اِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ.

باب: تکبیر تحریمہ، رکوع اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت مونڈھوں تک دونوں ہاتھ اٹھانے اور سجدوں کے درمیان ہاتھ نہ اٹھانے کے احکام۔

(٨٦١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِىَ مَنْكِبَيْهِ وَقَبْلَ اَنْ يَرْكَعَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ وَلَايَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ.

[ابوداود: ٧٢١؛ ترمذی: ٢٥٥؛ نسائی: ١٠٢٤؛ ابن ماجہ: ٨٥٨]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز پڑھتے تو اپنے مونڈھوں تک اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اسی طرح رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے تھے اور سجدوں کے درمیان میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔



فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نماز کی ابتدا میں رفع الیدین (کندھوں تک دونوں ہاتھ اٹھانے) کرنے کے لیے پوری امت کا اجماع ہے لیکن اور دوسرے مقامات میں ان کا باہمی اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر جمہور علما کے نزدیک رکوع کرتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔ نیز امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ جب تشہد پڑھ کر کھڑا ہو تو اس وقت بھی رفع الیدین کرے کیونکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بحوالہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے اور ابوحمید ساعدی نے بھی باسانید صحیحہ یہی بیان کیا ہے۔ جنہیں ابوداؤد رحمہ اللہ اور ترمذی رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے علاوہ ازیں ابوبکر بن منذر، ابوعلی طبری اور بعض اہلحدیث کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان میں رفع الیدین کرنا مستحب ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اہل کوفہ اور امام مالک رحمہ اللہ کی مشہور روایت یہی ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت کے علاوہ دیگر اوقات میں رفع یدین نہیں ہے۔ اور بالاجماع رفع الیدین کرنا کسی وقت بھی واجب نہیں ہے (ہاں سنت نبوی ضرور ہے) اس کے برخلاف امام داؤد ظاہری نے بوقت تکبیر تحریمہ رفع الیدین کرنے کو واجب لکھا ہے نیز امام ابوالحسن احمد بن سیار کا قول ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت رفع الیدین واجب ہے۔

کہاں تک ہاتھ اٹھائے جائیں۔

جمہور علما کا عمل اور بیان ہے کہ دونوں ہاتھوں کو دونوں مونڈھوں تک اس طرح اٹھایا جائے کہ انگلیوں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) کے سرے کانوں کے اوپر تک پہنچ جائیں اور انگوٹھے کانوں کی لو تک رہیں۔

رفع الیدین کرنے کا وقت۔

پہلی روایت کے بموجب تکبیر سے پہلے ہے اور دوسری روایت کے مدنظر تکبیر کے بعد ہے اور تیسری روایت کے تحت عین تکبیر کے ساتھ ہی ہے۔

(٨٦٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا بِحَذْوِ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُهُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُوْدِ.

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں مونڈوں تک اٹھا کے اللہ اکبر کہتے اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے تب بھی ایسا ہی کرتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو ایسا نہ کرتے یعنی رفع الیدین سجدوں کے درمیان نہ کرتے۔

(٨٦٣) حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا حُجَيْنٌ وَهُوَ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ وَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ. [بخاري: ٧٣٦؛ نسائي: ٨٧٦]

اس سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اٹھاتے پھر تکبیر کہتے۔

○ ○ ○ ○

(٨٦٤) عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ أَنَّهُ رَأَى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ هٰكَذَا. [بخاري: ٧٣٧]

ابوقلابہ کا بیان ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے نماز پڑھنے کیلئے تکبیر کہی اور رفع الیدین کیا اور پھر رکوع میں جاتے وقت رفع الیدین کیا۔ اور رکوع سے سر اٹھا کر بھی، اور بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٨٦٥) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ.

[ابو داود: ٧٤٥؛ نسائي: ٨٧٩، ٨٨٠، ١٠٢٣]

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک اٹھاتے اور جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے اور رفع الیدین کرتے تھے۔

۱۰۵۵، ۱۰۸٤، ۱۱٤۲؛ابن ماجه: ۸٥۹]

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام مالک، ثوری، شافعی، احمد، ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اکثر و بیشتر علما کے نزدیک تکبیر تحریمہ واجب ہے۔ لیکن قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بروایت ابن مسیب، حسن زہری قتادہ، حکم اور اوزاعی رحمہ اللہ یہ بیان کیا کہ تکبیر دراصل سنت ہے اور واجب نہیں ہے نیز نماز پڑھنے کے لیے صرف (دل میں) نیت کر لینا کافی ہے۔ اور صحیح احادیث سے تکبیر کا وجوب ثابت ہے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(۸٦٦) وَ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سَعِیْدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّهٗ رَاٰى نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: حَتّٰى یُحَاذِیَ بِهِمَا فُرُوْعَ اُذُنَیْهِ. [راجع: ۷٦٥]

اس سند سے بھی گزشتہ روایت آئی مگر اس میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ نبی ﷺ کو دیکھا آپ نے ہاتھ اٹھائے یہاں تک کہ آپ اپنی کانوں کی لو تک لے گئے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اِثْبَاتِ التَّكْبِیْرِ فِیْ كُلِّ خَفْضٍ وَرَفْعٍ فِی الصَّلٰوةِ اِلَّا رَفْعَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ فَیَقُوْلُ فِیْهِ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ.

باب: نماز میں جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہنے اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنے کا حکم۔

(۸٦۷) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ كَانَ یُصَلِّیْ لَهُمْ فَیُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: وَاللّٰهِ! اِنِّیْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [بخاری: ۷۸٥؛ نسائی: ۱۱٥٤]

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھاتے تو ہمیشہ جھکتے اور اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے پھر انہوں نے نماز سے فراغت کے بعد کہا: میں تم سب لوگوں کی بنسبت رسول اکرم ﷺ جیسی نماز پڑھتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

(۸٦۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ ثُمَّ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَرْكَعُ ثُمَّ یَقُوْلُ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) حِیْنَ یَرْفَعُ صُلْبَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ یَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: ((رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَهْوِیْ سَاجِدًا ثُمَّ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَسْجُدُ ثُمَّ یُكَبِّرُ حِیْنَ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ ثُمَّ یَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِی الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى یَقْضِیَهَا وَیُكَبِّرُ حِیْنَ یَقُوْمُ مِنَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ پھر رکوع کے وقت تکبیر کہتے اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور پھر یونہی کھڑے کھڑے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ پڑھتے۔ اور پھر جب سجدہ کرتے تو تکبیر کہتے اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت بھی تکبیر کہتے اور ختم نماز تک ہر نشست و برخاست کے وقت تکبیر کہتے تھے اور دو رکعت کے بعد جب قیام کرتے تو پھر اللہ اکبر کہتے۔ اس کے بعد ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم سب لوگوں کی بنسبت میں رسول اکرم ﷺ کی نماز کی طرح نماز پڑھتا ہوں۔

الْمَثْنٰى بَعْدَ الْجُلُوْسِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: اِنِّىْ لَاَ شْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .

[بخاری:۷۸۹؛ ابوداود:۷۳۸؛ نسائی:۱۱۴۹]

○ ○ ○ ○

(۸۶۹) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اِنِّىْ اَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .

[راجع:۸۶۸]

ابن جریج کی روایت کی مانند ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو ہر قیام کے وقت اللہ اکبر کہتے تھے۔ اس روایت میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کہا کہ دوسروں کی بنسبت میں رسول اکرم ﷺ کی طرح نماز پڑھتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

(۸۷۰) عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ حِيْنَ يَسْتَخْلِفُهُ مَرْوَانُ عَلَى الْمَدِيْنَةِ اِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَفِىْ حَدِيْثِهٖ فَاِذَا قَضَاهَا وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلٰى اَهْلِ الْمَسْجِدِ قَالَ: وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنِّىْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . [نسائی: ۱۰۲۲]

ابوسلمہ کا بیان ہے کہ مروان نے جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ کا خلیفہ مقرر کیا تو وہ فرض نماز کیلئے کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے تھے۔ پھر اس کو ابن جریج کی مانند بیان کیا۔ اور اس میں مذکور ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز سے فراغت کے بعد: کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ تم لوگوں کی بنسبت میری نماز رسول اکرم ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔

○ ○ ○ ○

(۸۷۱) عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِى الصَّلٰوةِ كُلَّمَا رَفَعَ وَ وَضَعَ فَقُلْنَا: يَا اَبَا هُرَيْرَةَ! مَا هٰذَا التَّكْبِيْرُ؟ قَالَ: اِنَّهَا لَصَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ..

ابوسلمہ کا بیان ہے کہ جھکتے اور اٹھتے وقت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر نماز میں تکبیر کہتے تھے۔ ہم نے پوچھا: یہ تکبیریں کیسی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو رسول اکرم ﷺ کی نماز ہے۔ (یعنی رحمت دو عالم ﷺ اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے)

(۸۷۲) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ وہ جب نماز میں جھکتے یا اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے اور بیان کرتے کہ رسول اکرم ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۸۷۳) عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ: صَلَّيْتُ اَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ فَكَانَ اِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ كَبَّرَ وَاِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا مِنَ الصَّلٰوةِ قَالَ: اَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِىْ ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ صَلّٰى بِنَا هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ ﷺ اَوْ قَالَ: قَدْ ذَكَّرَنِىْ

مطرف کا بیان ہے کہ میں نے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی، وہ جب سجدے کرتے تو تکبیر کہتے اور جب سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے اور جب دو رکعات پڑھنے کے بعد کھڑے ہوتے تو تکبیر کہتے۔ الحاصل جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ رسول اکرم ﷺ کی نماز کی طرح انہوں نے نماز پڑھائی ہے۔ یا یہ کہا کہ انہوں نے مجھے رسول اکرم ﷺ

هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ ﷺ . [بخاری: ٧٨٦، ٨٢٦؛ ابوداود: ٨٣٥؛ نسائی: ١٠٨١، ١١٧٩] — کی نماز یاد دلا دی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ہر رکعت میں تکبیر کہنی چاہئے، البتہ رکوع کے بعد قیام کرتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے۔ جس پر تمام گزشتہ اور موجودہ علما کا اتفاق ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے اس فعل کی لوگوں کو اطلاع نہ ملنے کی وجہ ہی سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم سب کی بنسبت میری نماز رسول اکرم ﷺ کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔ واضح رہے کہ ہر دو رکعت والی نماز میں گیارہ تکبیریں ہیں۔ ایک تو تکبیر تحریمہ ہے اور باقی ہر رکعت میں پانچ پانچ ہیں۔ اسی طرح تین رکعت میں سترہ اور چار رکعت میں بائیس اور پانچوں نمازوں میں چورانوے تکبیریں کہنی چاہئیں۔ جن کے منجملہ تکبیر تحریمہ واجب ہے اور باقی تکبیریں سنت ہیں البتہ ایک روایت میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ سب تکبیریں واجب ہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

بَابُ وُجُوْبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ وَاِنَّهٗ اِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ وَلَا اَمْكَنَهٗ تَعَلُّمَهَا قَرَاَ مَا تَيَسَّرَ لَهٗ مِنْ غَيْرِهَا.

باب: ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور جب تک سورۂ فاتحہ کا پڑھنا یا سیکھنا ممکن نہ ہو تو اس (نمازی) کو جو آسان ہو فاتحہ کے علاوہ پڑھ لینے کے بیان میں۔

(٨٧٤) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ: ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)). [بخاری: ٧٥٦؛ ابوداود: ٨٢٢؛ ترمذی: ٢٤٧؛ نسائی: ٩١٠؛ ابن ماجه: ٨٣٧]

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔''

○ ○ ○ ○

(٨٧٥) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْتَرِئْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ)). [راجع: ٨٧٤]

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا یہ حکم بیان کیا: ''جس نے ام القرآن یعنی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔''

○ ○ ○ ○

(٨٧٦) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَاْ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ)). [راجع: ٨٧٦]

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ام القرآن سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی اس کی نماز ہی نہیں ہوئی۔''

○ ○ ○ ○

(٨٧٧) وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَزَادَ فَصَاعِدًا. [راجع: ٨٧٤]

اور معمر نے اتنا زیادہ بیان کیا پس زائد۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان احادیث سے سورۂ فاتحہ کا نماز میں پڑھنا واجب ثابت ہوا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ جو کوئی نماز میں سورۂ فاتحہ بآسانی پڑھ سکتا ہو اس کو اس کا پڑھنا ضروری ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ قرآن کریم کی ایک آیت پڑھنا فرض ہے جو ان احادیث کے خلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے ان احادیث کو دلیل بنا کے کہا ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) کہ امام اور مقتدی دونوں کو سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے۔اور منفرد کو بھی سورۂ فاتحہ (الحمد) پڑھنا واجب ہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ہر نماز پڑھنے والے کو سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور وہ اتنی آہستہ پڑھے کہ خود ہی سن سکے۔بعض مالکی مسلک کے علما کا بیان ہے کہ صرف دل میں پڑھ لینا کافی ہے لیکن یہ درست نہیں کیونکہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ضروری ہے اور کوئی چیز پڑھی اسی وقت جاتی ہے جب کہ زبان حرکت کرے اور پڑھنے کا کم از کم معیار یہ ہے کہ پڑھنے والا خود سن لے اور جو کوئی زبان ہلائے بغیر صرف اوپری دل سے پڑھے تو وہ قراءت نہیں ہوتی۔حالانکہ سورۂ فاتحہ کی قراءت واجب ہے۔قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ، ربیعہ اور محمد بن ابی صفر از اصحاب مالک کی زبانی جو بیان کی ہے کہ قراءت بالکل واجب نہیں یہ صرف شاذ اور غیر مرفوع روایت ہے۔علامہ ثوری اوزاعی اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ کا قول ہے کہ آخر کی دو رکعتوں میں قراءت واجب نہیں بلکہ نمازی کو اختیار ہے خواہ پڑھے خواہ چپ رہے اور خواہ سبحان اللہ کہہ لے۔لیکن صحیح مذہب جس پر تمام سلف و خلف کا اجماع ہے یہی ہے کہ ہر نمازی کو ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے جیسا کہ ایک دیہاتی سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھا کرو۔

(٨٧٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَّمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَهِيَ خِدَاجٌ)) ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيْلَ لِاَبِیْ هُرَيْرَةَ: اِنَّا نَكُوْنُ وَرَآءَ الْاِمَامِ فَقَالَ: اِقْرَأْ بِهَا فِیْ نَفْسِكَ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ الْعَبْدُ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ: ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَثْنٰى عَلَیَّ عَبْدِیْ وَاِذَا قَالَ: ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ قَالَ: مَجَّدَنِیْ عَبْدِیْ وَقَالَ مَرَّةً: فَوَّضَ اِلَیَّ عَبْدِیْ فَاِذَا قَالَ ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ قَالَ: هٰذَا بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ فَاِذَا قَالَ: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ قَالَ: هٰذَا لِعَبْدِیْ وَلِعَبْدِیْ مَا سَاَلَ)) قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثَنِیْ بِهِ الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوْبَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ مَرِيْضٌ فِیْ بَيْتِهِ فَسَاَلْتُهُ اَنَا عَنْهُ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز پوری نہیں ہوئی بلکہ اس کی نماز ناقص رہی۔'' یہ جملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار ارشاد فرمایا۔لوگوں نے پوچھا کہ جب ہم امام کے پیچھے ہوں تو کیا کریں؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: اس وقت تم لوگ آہستہ سورۂ فاتحہ پڑھ لیا کرو۔کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل کا یہ قول فرماتے سنا ہے: ''نماز میرے اور میرے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم ہو چکی ہے۔اور میرا بندہ جو سوال کرتا ہے وہ پورا کیا جاتا ہے۔جب کوئی شخص ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف کی۔اور نمازی جب ﴿الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے میری توصیف کی۔اور نمازی جب ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ کہتا ہے تو اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی اور یوں بھی کہتا ہے کہ میرے بندے نے اپنے سب کام میرے سپرد کر دیئے ہیں۔اور نمازی جب ﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ﴾ پڑھتا ہے۔تو اللہ عزوجل فرماتا ہے یہ میرے اور میرے بندے کا درمیانی معاملہ ہے میرا بندہ جو سوال کرے گا وہ اس کو ملے گا۔پھر جب نمازی اپنی نماز میں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ یہ سب میرے اس بندے کیلئے ہے اور یہ جو کچھ طلب کرے گا وہ اسے دیا جائے گا۔'' سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میری دریافت پر یہ حدیث مجھ سے علاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب نے اس وقت

بیان کی جب کہ وہ بیمار تھے اور میں ان کی عیادت کیلئے ان کے گھر گیا تھا۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ہر نمازی کو نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے کیوں کہ سورۂ فاتحہ نماز کا وہ جزو اعظم ہے کہ جس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اور نصف نصف تقسیم ہونے کا معنی یہ ہیں نصف سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و تمجید ہے اور نصف میں وہ دعا ہے جس کے فوائد نمازی کو حاصل ہوتے ہیں جو لوگ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کو سورۂ فاتحہ سے علیحدہ تصور کرتے ہیں وہ اسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر بسم اللہ الخ اس سورت میں داخل ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اس کو بھی بیان فرماتے۔ اور جو لوگ بسم اللہ الخ کو سورۂ فاتحہ میں داخل و شامل کہتے ہیں۔ وہ بھی اسی حدیث سے یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے وہ خصوصیات بیان فرمائیں ہیں جو سورۂ فاتحہ کیساتھ مخصوص ہیں۔ (مختصراً از امام نووی رحمہ اللہ)

چونکہ سورۂ فاتحہ دراصل قرآن کریم کا خلاصہ ہے اور اس کے پڑھنے کا رحمت عالم ﷺ نے حکم دیا ہے اس لئے ہر رکعت میں پڑھی جائے۔ (از مترجم)

(٨٧٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا السَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

[ابوداود: ٨٢١؛ ترمذی: ٢٩٥٣؛ نسائی: ٩٠٨؛ ابن ماجه: ٨٣٨]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث دوسری سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٨٨٠) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلَاةً فَلَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ)) بِمِثْلِ حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَ فِیْ حَدِيْثِهِمَا: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلَاةَ بَيْنِیْ وَبَيْنَ عَبْدِیْ نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِیْ وَنِصْفُهَا لِعَبْدِیْ)). [راجع:٨٧٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے نماز پڑھی اس میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی۔ بقیہ حدیث سفیان کی حدیث کی طرح ہے اور ان دونوں میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں نے تقسیم کر دیا نماز کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا نصف میرے لیے اور نصف میرے بندے کے لیے۔"

○ ○ ○ ○

(٨٨١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِیَ خِدَاجٌ)) يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ. [راجع:٨٧٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے نماز میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس کی نماز نامکمل ہے۔" نبی ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

○ ○ ○ ○

(٨٨٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِقِرَاءَةٍ)) قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: فَمَا اَعْلَنَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَعْلَنَّاهُ لَكُمْ وَمَا اَخْفَاهُ اَخْفَيْنَاهُ لَكُمْ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا کہ بغیر قراءت کے نماز درست نہیں ہوتی۔ اس کے بعد ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے جو نماز بآواز بلند پڑھی ہم نے بھی بآواز بلند پڑھی اور جو نماز آپ ﷺ نے غیر جہری پڑھی اسے ہم نے بھی ویسے ہی ادا کیا۔

(٨٨٣) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فِیْ

عطاء رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول بیان کیا کہ نماز کی ہر رکعت میں

كُلِّ الصَّلٰوةِ يَقْرَأُ فَمَا اَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَسْمَعْنَا كُمْ وَمَا اَخْفٰى مِنَّا اَخْفَيْنَاهُ مِنْكُمْ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ: اِنْ لَّمْ اَزِدْ عَلٰى اُمِّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ اِنْ زِدْتَّ عَلَيْهَا فَهُوَ خَيْرٌ وَاِنِ انْتَهَيْتَ اِلَيْهَا اَجْزَأَتْ عَنْكَ. [بخاری: ۷۷۲؛ نسائی: ۹۶۹]

قراءت کرنی چاہیے۔ رسول اکرم ﷺ نے جس نماز میں ہم کو قراءت سنائی، ویسی ہی ہم نے تم کو سنا دی اور جو نماز رسول اکرم ﷺ نے غیر جہری پڑھی ویسی ہی ہم نے بھی پڑھ کے تم کو بتا دی جس پر ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ اور نہ پڑھوں تو کیا حرج ہے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی مزید آیات پڑھو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور اگر صرف سورۂ الحمد پڑھو تو وہ بھی کافی ہے۔



فائدہ: اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور اسی پر اجماع ہے کہ مزید کسی سورت کا پڑھنا مستحب ہے۔ فجر، جمعہ اور دوسری نمازوں میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے ساتھ اور کسی سورت کا ملانا تمام علما کے نزدیک سنت ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض مالکی مسلک کے اشخاص کا یہ قول بیان کیا ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا واجب ہے حالانکہ یہ قول شاذ اور مردود ہے۔ البتہ تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن کریم کی کسی سورت یا آیت کا پڑھنا مستحب ہے یا غیر مستحب؟ اس بارے میں علما کا باہمی اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ سورت کے ملانے کو مکروہ کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنے آخری بیان میں اسے مستحب قرار دیا ہے۔ اور ان کا قدیم اور ابتدائی بیان یہی ہے کہ سورت ملانا غیر مستحب ہے۔ بعض دوسرے ائمہ کا بیان ہے کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے وہ سورت ملائے یا صرف تسبیح کہے۔ اور یہ قول ضعیف ہے۔ جمہور کا متفقہ بیان کہ نماز جنازہ میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر آمین کہہ لے البتہ نفلی نماز میں سورت ملانا مستحب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا آیت پڑھنا مستحب ہے اور اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔ (مختصراً امام نووی رحمہ اللہ)

(۸۸۴) عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: فِيْ كُلِّ صَلٰوةٍ قِرَاءَةٌ فَمَا اَسْمَعَنَا النَّبِيُّ ﷺ اَسْمَعْنَا كُمْ وَمَا اَخْفٰى مِنَّا اَخْفَيْنَاهُ مِنْكُمْ مَنْ قَرَأَ بِاُمِّ الْكِتَابِ فَقَدْ اَجْزَأَتْ عَنْهُ وَمَنْ زَادَ فَهُوَ اَفْضَلُ.

عطاء رحمہ اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان کیا کہ ہر نماز میں قراءت ہے اور جس نماز میں رسول اکرم ﷺ نے باآواز بلند قراءت کر کے ہمیں اس کی تعلیم دی ویسی ہی ہم نے تم کو سنا دی۔ اور جو نماز آپ ﷺ نے غیر جہری ادا فرمائی ویسی ہی ہم نے تم کو ادا کر کے بتا دی۔ جس نے سورۂ فاتحہ پڑھی اس کی نماز پوری ہوئی اور جس نے اس پر مزید کسی سورت یا آیات کا اضافہ کیا تو یہ بہتر ہے۔



۸۸۵۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلّٰى كَمَا كَانَ صَلّٰى ثُمَّ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ)) ثُمَّ قَالَ: ((اِرْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) حَتّٰى فَعَلَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اتنے میں ایک آدمی آیا اس نے نماز پڑھنے کے بعد آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا: ”جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی۔“ تو اس نے واپس ہو کر پہلے کی طرح نماز پڑھی اور لوٹ کر آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے وعلیکم السلام کہتے ہوئے فرمایا: ”جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز ادا نہیں کی۔“ چنانچہ اسی طرح وہ نماز پڑھتا اور لوٹ کر آپ ﷺ کو سلام کرتا۔ اور آپ ﷺ یہی فرماتے: ”جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز ادا نہیں کی۔“ آخر اس شخص نے عرض کیا: یا

ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ: وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اُحْسِنُ غَیْرَ هٰذَا عَلِّمْنِیْ قَالَ: ((اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَیَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰی تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِیْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا)). [بخاری: ۷۵۷، ۷۹۳، ۶۲۵۱؛ ابوداود: ۸۵۶؛ ترمذی: ۳۰۳؛ نسائی: ۸۸۳]

رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو برحق بنایا ہے، میں اس سے زیادہ اچھے طریقے کے علاوہ مزید کسی چیز سے ناواقف ہوں۔ براہ کرم آپ ﷺ ہی مجھے بتا دیجئے؟ تو ارشاد ہوا: ''تم جب نماز کیلئے کھڑے ہو تو پہلے اللہ اکبر کہو اور پھر جتنا قرآن کریم تم بآسانی پڑھ سکتے ہو وہ پڑھو اس کے بعد رکوع کرو اور پھر بہ آرام بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ اور اس کے بعد بہ اطمینان سجدہ کرو اور پھر بہ اطمینان قعدہ میں بیٹھو اور اسی طرح اپنی پوری نماز میں کیا کرو۔''

○ ○ ○ ○

(۸۸۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰی وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ نَاحِیَةٍ وَسَاقَا الْحَدِیْثَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ وَزَادَا فِیْهِ: ((اِذَا قُمْتَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ)). [بخاری: ۶۲۵۱، ۶۶۶۷؛ ابوداود: ۸۵۶؛ ترمذی: ۲۶۹۲؛ ابن ماجه: ۱۰۶۰، ۳۶۹۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور رسول اکرم ﷺ مسجد کے ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے۔ اس کے بعد پوری حدیث متذکرہ بالا بیان کرتے ہوئے اس کے آخر میں فرمایا: ''تم جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہو تو اچھی طرح وضو کرو پھر قبلہ رو کھڑے ہو اور اس کے بعد تکبیر کہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: ٹھہر ٹھہر کے اطمینان کے ساتھ تمام نماز کے ارکان ادا کئے جائیں۔ اس کو تعدیل ارکان کہتے ہیں۔ جو تمام علما کے نزدیک فرض ہے۔ اور اسی حدیث کو تعدیل ارکان کیلئے جمہور دلیل وثبوت میں پیش کرتے ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اسے واجب کہا ہے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

بَابُ نَهْيِ الْمَاْمُوْمِ عَنْ جَهْرِهٖ بِالْقِرَاءَةِ خَلْفَ اِمَامِهٖ.

باب: مقتدی کو امام کے پیچھے بلند آواز سے قرآن شریف پڑھنے کی ممانعت۔

(۸۸۷) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ: صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الظُّهْرِ۔ اَوِ الْعَصْرِ۔ فَقَالَ: ((اَیُّكُمْ قَرَأَ خَلْفِیْ ﴿بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی؟﴾)) فَقَالَ رَجُلٌ: اَنَا وَلَمْ اُرِدْ بِهَا اِلَّا الْخَیْرَ قَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِیْهَا)). [ابوداود: ۸۲۸، ۸۲۹؛ نسائی: ۹۱۶، ۹۱۷]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ہمیں ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی۔ بعد اختتام نماز آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کس مقتدی نے سورۂ ﴿ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی ﴾ پڑھی؟'' تو ایک مقتدی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! بغرض حصول ثواب میں نے پڑھی تھی۔ جس پر ارشاد فرمایا: ''مجھے معلوم ہوا کہ تم میں سے کوئی مجھ سے قرآن کریم چھین رہا ہے۔''

فائدہ۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے مقتدی کو باآواز بلند قران کریم پڑھنے کی ممانعت ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے مقتدی کو باآواز بلند قرآن پڑھنے سے باز رکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ کچھ لوگ سری نماز یعنی ظہر وعصر میں بھی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) امام کے پیچھے بحیثیت مقتدی الحمد کے بعد کوئی اور سورت پڑھا کرتے تھے، جس کی بابت رحمت عالم ﷺ نے منع فرمایا کہ تم باآواز بلند نہ پڑھو۔ البتہ ایک شاذ ضعیف قول یہ ہے کہ مقتدی سری نماز میں بھی جہری نماز کی مانند کوئی سورت پڑھے اور یہ خیال بالکل غلط ہے کیونکہ جہری نماز میں مقتدی کو بالکل خاموش رہ کر صرف سماع کا حکم ہے اور سری نماز میں سورت پڑھنے کی تاکید ہے۔ علاوہ ازیں اگر جہری نماز میں مقتدی اپنے امام سے اس قدر زیادہ فاصلہ پر ہو کہ وہ امام کی قراءت نہ سن سکتا ہو تو اس مقتدی کو چاہئے کہ وہ خاموش نہ رہے بلکہ الحمد کے ساتھ مزید کوئی سورت یا قرآن کی آیات تلاوت کرے اور یہی مسلک بالکل صحیح ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٨٨٨) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((اَيُّكُمْ قَرَأَ)) اَوْ ((اَيُّكُمُ الْقَارِئُ)) فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا فَقَالَ: ((قَدْ ظَنَنْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا)). [راجع:٨٨٧]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی ظہر کی تو ایک شخص آپ کے پیچھے قراءت کرنے لگا سورۃ الاعلیٰ کی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: تم میں سے کون پڑھ رہا تھا: ایک شخص نے کہا: میں تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے یقین تھا کہ تم میں کوئی مجھ سے تلاوت چھین رہا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(٨٨٩) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ وَقَالَ: ((قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيْهَا)). [راجع:٨٨٧]

اوپر والی حدیث کی طرح یہ حدیث اس سند سے آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ لَا يُجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ.

باب: بسم اللہ زور سے نہ پڑھنے کی دلیل۔

(٨٩٠) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . [بخاري: ٧٤٣؛ نسائي: ٩٠٦]

انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ و فاروق اعظم رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی لیکن ان میں سے کسی ایک کو بھی نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم (جہر سے) پڑھتے نہیں سنا۔

فائدہ: یعنی رحمت عالم ﷺ اور خلفائے راشدین بسم الله الرحمن الرحیم کو آہستہ پڑھ کر سورۂ الحمد سے قراءت شروع کرتے تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور سلف کا یہ قول ہے کہ بسم اللہ الخ دراصل سورۂ فاتحہ کا جزو ہے اس لئے جب سورۂ فاتحہ باآواز پڑھی جائے تو بسم اللہ الخ کو بھی باآواز بلند پڑھنا چاہئے۔ (نووی رحمہ اللہ)

٨٩١۔ عَنْ شُعْبَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ شُعْبَةُ : فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ : اَسَمِعْتَهُ مِنْ اَنَسٍ قَالَ : نَعَمْ نَحْنُ سَاَلْنَاهُ عَنْهُ. [راجع:٨٩٠]

شعبہ رحمہ اللہ نے اسی اسناد کے ساتھ بیان کیا کہ میں نے قتادہ رحمہ اللہ سے پوچھا۔ کیا آپ نے خود یہ حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہاں! ہم نے یہ مسئلہ ان سے پوچھا تھا تو انہوں نے یہ حدیث سنائی تھی۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس حدیث سے وہ شبہ بھی رفع ہو گیا کہ شاید یہ حدیث قتادہ رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے خود نہ سنی ہو بلکہ صرف انس رضی اللہ عنہ کا حوالہ دے دیا ہو۔ شبہ اس لئے کیا جاتا ہے کہ قتادہ رحمہ اللہ کی عادت تدلیس کی ہے ورنہ ہر شخص کے بارے میں یہ شبہ ہرگز ہرگز پیدا نہیں ہو سکتا۔

(۸۹۲) عَنْ عَبْدَةَ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَجْهَرُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ يَقُوْلُ: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَ تَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ. وَ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهُ كَتَبَ اِلَيْهِ يُخْبِرُهُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَعُثْمَانَ فَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ بِـ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ اَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَّ لَا فِيْ اٰخِرِهَا.

عبدہ نے بیان کیا کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعائے ثنا یعنی کلمات ذیل بلند آواز سے پڑھتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ وَ تَبَارَكَ اسْمُكَ.....الخ' نیز قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے یہ حضرات کرام ﴿الحمد لله رب العلمين﴾ سے قراءت شروع کیا کرتے تھے اور سورۂ فاتحہ کے پہلے یا بعد میں بسم اللہ الخ (جہر سے) نہیں پڑتے تھے۔



۸۹۳۔ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ ذٰلِكَ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

بَابُ حُجَّةِ مَنْ قَالَ : اَلْبَسْمَلَةُ اٰيَةٌ مِّنْ اَوَّلِ كُلِّ سُوْرَةٍ سِوٰى بَرَاءَةٍ.

باب: سورۂ براءت (توبہ) کے علاوہ بسم اللہ الخ کو ہر سورت کا جزو کہنے والوں کی دلیل۔

(۸۹٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: بَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ اَظْهُرِنَا اِذْ اَغْفٰى اِغْفَاءَةً ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا: مَا اَضْحَكَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اٰنِفًا سُوْرَةٌ)) فَقَرَاَ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○﴾ ثُمَّ قَالَ: ((اَتَدْرُوْنَ مَا الْكَوْثَرُ؟)) فَقُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ: ((فَاِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيْهِ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيْرٌ وَهُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ اُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اٰنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُوْمِ فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَاَقُوْلُ: رَبِّ اِنَّهُ مِنْ اُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ: مَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ)) زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِيْ حَدِيْثِهِ: بَيْنَ اَظْهُرِنَا فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ: ((مَا اَحْدَثَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن ہم لوگ رسول اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ پر ایک غفلت سی طاری ہوئی۔ پھر مسکراتے ہوئے آپ ﷺ نے سر اٹھایا جس پر ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ کو کس چیز پر ہنسی آ رہی ہے؟ ارشاد ہوا: ''مجھ پر ابھی ابھی قرآن کریم کی ایک سورت نازل ہوئی ہے۔'' چنانچہ آپ ﷺ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ﴿اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَر﴾ کی پوری سورت پڑھی اور فرمایا: ''تم لوگ جانتے ہو کوثر کیا چیز ہے؟'' ہم نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ تو ارشاد ہوا: ''کوثر ایک نہر ہے جس کا پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اس میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ اور بروز محشر میرے امتی اس حوض کا پانی پینے کے لیے آئیں گے۔ اس حوض پر اتنے گلاس ہیں جتنے آسمان کے تارے۔ ایک شخص کو وہاں سے بھگا دیا جائے گا۔ جس پر میں کہوں گا: اے اللہ! یہ شخص میرا امتی ہے۔ کہا جائے گا نہیں یہ آپ ﷺ کا امتی نہیں بلکہ یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے آپ ﷺ کے بعد نئے کام نکالے اور بدعتیں

بَعْدَكَ)) . [ابوداود: ٧٨٤، ٤٧٤٧؛ نسائی: ٩٠٣؛ وانظر فی مسلم: ٥٩٩٧]

کیں۔" ابن حجر رحمہ اللہ نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے پاس مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا: "یہ وہ شخص ہے جس نے آپ ﷺ کے بعد بدعتیں نکالیں۔"



فائدہ: اس حدیث سے ظاہر ہے کہ بسم اللہ الخ سورۂ کوثر کا جزو ہے اور اسی طرح ہر سورت کے اول میں داخل ہے نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ مسجد میں سونا درست اور تابع کو اپنے آقا سے ہنسی کا سبب پوچھنا بھی جائز ہے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٨٩٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ: اَغْفٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِغْفَاءَةً بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((نَهْرٌ وَعَدَنِيْهِ رَبِّيْ فِي الْجَنَّةِ عَلَيْهِ حَوْضٌ)) وَلَمْ يَذْكُرْ: ((اٰنِيَتُهٗ عَدَدُ النُّجُوْمِ)). [راجع: ٨٩٤]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس روایت میں ابن مسہر کی مانند بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پر غفلت سی طاری ہوئی۔ اس روایت میں حوض کوثر کے گلاسوں کا ستاروں کی مانند ہونا مرقوم نہیں بلکہ اتنا تحریر ہے کہ کوثر ایک بہترین نہر ہے، جس کے عطیہ کا مجھ سے میرے پروردگار نے وعدہ کیا ہے کہ جنت کا یہ حوض کوثر آپ ﷺ کو دیا گیا ہے۔

بَابُ وَضْعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى بَعْدَ تَكْبِيْرَةِ الْاِحْرَامِ تَحْتَ صَدْرِهٖ فَوْقَ سُرَّتِهٖ وَوَضْعِهِمَا فِي السُّجُوْدِ عَلَى الْاَرْضِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ.

باب: تکبیر تحریمہ کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر سینہ کے نیچے اور ناف کے اوپر باندھنے اور سجدوں میں مونڈھوں کے برابر ہاتھ رکھنے کا بیان۔

(٨٩٦) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ. وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ اُذُنَيْهِ. ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ.

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کو بدیں طور دیکھا کہ آپ ﷺ نے نماز شروع کرتے وقت اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا۔ اس حدیث کے راوی ہمام کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے پھر چادر اوڑھ لی اس کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر رکھا پھر آپ نے چادر میں سے ہاتھ باہر نکال کے دونوں کانوں تک اٹھا کر تکبیر پڑھی اس کے بعد رکوع میں گئے۔ اور بحالت قیام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ پڑھ کر رفع الیدین کیا اور پھر آپ ﷺ نے دونوں ہتھیلیوں کے درمیان میں سجدہ کیا۔



فائدہ: اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ شروع نماز میں اور رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے بعد رفع الیدین کرنا چاہیے۔ اور تکبیر تحریمہ کے بعد سیدھا ہاتھ الٹے ہاتھ پر سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھے۔ اور سجدہ کے وقت دونوں ہتھیلیوں کو مونڈھوں کے برابر زمین پر رکھے۔ یہ قول جمہور علما محدثین کا ہے جسے اہل حدیث نے اختیار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، ابواسحق بن راہویہ، ابواسحق مرزوی رحمہم اللہ کی روایت جو دارقطنی اور بیہقی نے بحوالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لکھی ہیں وہ بلا اتفاق جمہور علما سب کی سب ضعیف ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) امام احمد، اوزاعی اور ابن منذر رحمۃ اللہ علیہم کا بیان ہے کہ نمازی کو اختیار ہے جیسا چاہے کرے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ نمازی کو اختیار ہے چاہے تو سینہ پر ہاتھ باندھے اور چاہے نہ باندھے اور یہی قول مالکیہ حضرات کے نزدیک مشہور اور رواج یافتہ ہے۔ نیز انہوں نے کہا ہے کہ نفل میں ہاتھ باندھے اور فرض نمازوں میں ہاتھ چھوڑ دے۔ اور لیث بن سعد کا بھی یہی قول ہے۔ علاوہ ازیں جمہور علما اور اہل حدیث نے وائل بن حجر، سہل بن سعد، ہلب طائی رضی اللہ عنہم کی روایات کو ترجیح دی ہے اور اختیار کیا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھاتے وقت سینہ پر ہاتھ باندھے۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

بَابُ التَّشَهُّدِ فِي الصَّلٰوةِ.

باب: نماز میں تشہد پڑھنے کا حکم۔

(٨٩٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ: ((اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا قَعَدَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِذَا قَالَهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْاَلَةِ مَا شَاءَ)).

[بخاري: ٦٣٢٨؛ نسائي: ١١٦٨، ١١٦٩، ١٢٧٦؛ ابن ماجه: ٨٩٩م]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے ہم لوگ یوں کہا کرتے تھے: سلام ہے اللہ پر، سلام ہے فلاں شخص پر۔ چنانچہ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا نام سلام ہے اور وہ تمام برائیوں سے سالم و پاک و صاف ہے اس لیے تم لوگ تشہد میں یہ کلمات پڑھا کرو۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اس کے بعد نمازی جو جی چاہے وہ دعا کرے۔ کیونکہ ان کلمات کے ادا کرنے سے ہر نیک بندہ کو جو زمین پر ہو یا آسمان میں ہو سلام پہنچ جاتا ہے۔''

O O O O

فائدہ: تین طرح کے تشہد احادیث میں بیان کیے گئے ہیں اور بالاتفاق علما ہر ایک کا پڑھنا درست ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض مالکی اشخاص کے نزدیک عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان کردہ تشہد افضل ہے۔ کیونکہ اس میں (مبارکات) کا لفظ ہے جو قرآن کریم کی آیت ﴿تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً﴾ [٢٤/النور: ٦١] کے عین موافق ہے۔ نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو تشہد اس طرح سکھایا جس طرح قرآن کریم کی سورتیں اور آیات سکھائی ہیں۔ اور یہ تشہد امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ جمہور فقہا اور اہل حدیث کے نزدیک بھی افضل ہے کیونکہ بصحت تامہ روایت کیا گیا ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ تشہد کو جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں برسر منبر سکھایا اور جس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا، افضل قرار دیا ہے جس کے الفاظ یہ ہے۔ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ آخر تک۔ علاوہ ازیں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے تشہد کو سنت اور دوسرے کو واجب کہا ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے کو واجب اور دوسرے کو فرض کہا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر فقہا کے نزدیک دونوں تشہد سنت ہیں۔ لیکن بالاتفاق جمہور علمائے اہلحدیث کے نزدیک دونوں تشہد واجب ہیں کہ ان کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ (تشہد کے سہواً ترک سے سجدہ سہو لازمی ہے) (امام نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(٨٩٨) عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَ لَمْ

اس سند سے گزشتہ روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں پھر جو وہ پسند کرے وہ

يَذْكُرْ: ((ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ)).

[راجع:٨٩٧]

مانگ لے باقی حدیث پہلے والی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٨٩٩) عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيْثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ: ((ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ بَعْدُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَاءَ. أَوْمَا أَحَبَّ)).

[راجع:٨٩٧]

منصور سے اسی سند کے ساتھ ان دونوں کی حدیث کی طرح مروی ہے اور اس روایت میں ذکر ہے پھر اس کے بعد جو اس کا جی چاہے دعا کرے۔

○ ○ ○ ○

(٩٠٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلٰوةِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ وَقَالَ: ((ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الدُّعَاءِ)).

[بخاری: ٨٣١، ٨٣٥، ٦٢٣٠، ٦٣٢٨، ٧٣٨١؛ ابوداود: ٩٦٨؛ نسائی:١١٦٤، ١١٦٨، ١١٦٩، ١٢٧٦، ١٢٧٨، ١٢٩٧؛ابن ماجه:٨٩٩م]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ کیساتھ ہم لوگ نماز میں تشہد پڑھتے تھے جیسا کہ منصور نے بیان کیا۔ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ''تشہد پڑھنے کے بعد نمازی کو اختیار ہے کہ جو دعا چاہے کرے۔''

○ ○ ○ ○

(٩٠١) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: عَلَّمَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّدَ كَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَاقْتَصَّ التَّشَهُّدَ بِمِثْلِ مَا اقْتَصُّوْا. [بخاری: ٦٢٦٥؛ نسائی: ١١٧٠]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پکڑ کے مندرجہ بالا تشہد اس طرح سکھایا جس طرح آپ ﷺ مجھے قرآن کی سورتیں سکھایا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٩٠٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَكَانَ يَقُوْلُ: ((اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ: كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْاٰنَ. [ابوداود: ٩٧٤؛ ترمذی: ٢٩٠؛نسائی: ١١٧٣؛ابن ماجه: ٩٠٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو تشہد اس طرح سکھایا کرتے جس طرح قرآن کریم کی سورتیں سکھاتے تھے۔ اور آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''((اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ)) (تا ختم) اور ابن رمح کا بیان ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں کی مانند آپ ﷺ سکھایا کرتے تھے۔''

○ ○ ○ ○

(٩٠٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ. [راجع: ٩٠٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: آپ ﷺ ہمیں تشہد ایسے سکھایا کرتے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے۔

○ ○ ○ ○

(٩٠٤) عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ صَلٰوةً فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: اُقِرَّتِ الصَّلٰوةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكٰوةِ؟ قَالَ: فَلَمَّا قَضٰى اَبُوْ مُوْسَى الصَّلٰوةَ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَقَالَ: اَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: فَاَرَمَّ الْقَوْمُ ثُمَّ قَالَ: اَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟ فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ: لَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ قُلْتَهَا؟ قَالَ: مَا قُلْتُهَا وَلَقَدْ رَهِبْتُ اَنْ تَبْكَعَنِيْ بِهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: اَنَا قُلْتُهَا وَلَمْ اُرِدْبِهَا اِلَّا الْخَيْرَ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى: اَمَا تَعْلَمُوْنَ كَيْفَ تَقُوْلُوْنَ فِيْ صَلٰوتِكُمْ؟ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ: ((اِذَا صَلَّيْتُمْ فَاَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ: ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ﴾ فَقُوْلُوْا: اٰمِيْنَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ فَاِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَ اِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللّٰهُ لَكُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ ﷺ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ وَاِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوْا وَاسْجُدُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَاِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ اَوَّلِ قَوْلِ اَحَدِكُمْ: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا

حطان بن عبداللہ رقاشی کا بیان ہے کہ میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ جب ہم لوگ تشہد میں بیٹھے تھے تو پیچھے سے کسی آدمی نے کہا: نماز نیکی اور زکوٰۃ کے ساتھ فرض کی گئی ہے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نماز کے بعد پوچھا: یہ بات تم میں سے کس نے کہی ہے؟ سب لوگ خاموش رہے تو آپ نے پھر کہا: تم لوگ سن رہے ہو بتاؤ کہ تم میں سے یہ بات کس نے کہی؟ جب سب لوگ چپ رہے تو آپ نے مجھ سے کہا: اے حطان! شاید تم نے یہ کلمے کہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: جی نہیں۔ میں نے نہیں کہے۔ مجھے تو یہ خوف تھا کہ کہیں آپ خفا نہ ہو جائیں۔ اتنے میں ایک شخص نے کہا: یہ کلمات میں نے کہے ہیں اور اس میں میری نیت صرف بھلائی اور نیکی کی تھی۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ تم کو اپنی نماز میں کیا پڑھنا چاہیے۔ حالانکہ رسول اکرم ﷺ نے ہم کو دوران خطبہ تمام امور بتائے اور نماز پڑھنی سکھائی ہے، وہ اس طرح کہ ”تم لوگ نماز پڑھنے سے پہلے صفیں سیدھی کرلو۔ پھر تم میں سے کوئی امام بنے اور جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی کہو۔ اور جب وہ ﴿وَلَا الضَّالِّيْنَ﴾ کہہ چکے تو تم آمین کہو تا کہ اللہ تم سے خوش رہے۔ امام کی تکبیر و رکوع کے بعد تم بھی تکبیر و رکوع ادا کرو۔ اور امام سے پہلے تکبیر و رکوع ادا نہ کرو۔“ کیوں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”تمہارا ایک لحہ تاخیر کرنا امام کے رکوع و تکبیرات کے برابر ہی شمار کیا جاتا ہے پھر جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔ اور اللہ تمہاری دعاؤں کو سنتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی زبانی کہا ہے کہ جو کوئی اللہ کی تعریف و توصیف کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو سنتا ہے۔ امام جب تکبیر کہے اور سجدہ کرے تو تم بھی تکبیر اور سجدہ کرو کیوں کہ تم سے ایک لحہ پہلے امام تکبیر کہتا اور سجدہ و رفع کرتا ہے اور تم ایک لحہ بعد یہ اعمال کرو تو تم اس کے ساتھ رہو گے اور امام جب تشہد میں بیٹھے تو تم میں سے ہر ایک یہ دعا پڑھے: اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔“

وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ)).

[ابو داود: ۹۷۲، ۹۷۳؛ نسائی: ۸۲۹، ۱۰۶۳، ۱۱۷۱، ۱۲۷۹؛ ابن ماجہ: ۸۴۷، ۹۰۱]

○ ○ ○ ○

(۹۰۵) عَنْ قَتَادَةَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ وَفِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ قَتَادَةَ مِنَ الزِّيَادَةِ :((وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا)) وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَحَدٍ مِّنْهُمْ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) اِلَّا فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ كَامِلٍ وَحْدَهٗ عَنْ اَبِيْ عَوَانَةَ. قَالَ اَبُوْاِسْحٰقَ: قَالَ اَبُوْبَكْرِ بْنُ اُخْتِ اَبِي النَّضْرِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ مُسْلِمٌ: تُرِيْدُ اَحْفَظَ مِنْ سُلَيْمٰنَ؟ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ: فَحَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؟ فَقَالَ: هُوَ صَحِيْحٌ يَعْنِيْ:((وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا)) فَقَالَ: هُوَ عِنْدِيْ صَحِيْحٌ. فَقَالَ: لِمَ لَمْ تَضَعْهُ هٰهُنَا؟ قَالَ: لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِيْ صَحِيْحٍ وَضَعْتُهٗ هٰهُنَا اِنَّمَا وَضَعْتُ هٰهُنَا مَا اَجْمَعُوْا عَلَيْهِ.

[راجع:۹۰۲]

قتادہ رضی اللہ عنہ نے ایک دوسری روایت بھی اسی اسناد کیساتھ کی ہے۔علاوہ ازیں جریر نے سلیمان کے ذریعہ قتادہ رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث بیان کی ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ ”امام جب قراءت کرے تو مقتدی خاموش سنتے رہیں۔“ ابو کامل کی روایت جو صرف ابوعوانہ کی زبانی ہے۔اس کے علاوہ کسی اور حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی زبانی یہ فرمایا ہو۔”جو بندہ تعریف الٰہی کرتا ہے تو اللہ اس کی تعریف سنتا ہے۔“ البتہ امام مسلم رحمہ اللہ کے شاگرد ابواسحٰق رحمہ اللہ نے کہا کہ ابوبکر جو ابونضر کے بھانجا ہیں وہ اس روایت کو محل گفتگو کہتے ہیں۔امام مسلم رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ سلیمان سے زیادہ حافظ کون ہے (یعنی یہ روایت بالکل صحیح ہے جسے سلیمان نے بیان کیا ہے کہ امام جب قراءت کرے تو مقتدی کو خاموش سنتے رہنا چاہئے)۔ابوبکر کی دریافت پر امام مسلم رحمہ اللہ نے کہا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث بالکل صحیح ہے کہ امام کی قراءت پر مقتدی خاموش سنتا رہے۔پھر امام مسلم رحمہ اللہ نے دریافت پر جواب دیا، یہ ضروری نہیں کہ جس روایت کو میں صحیح سمجھوں، اسے اپنی کتاب میں لکھوں بلکہ میں نے اس کتاب میں وہ احادیث لکھی ہیں جو متفقہ طور پر صحیح ہیں۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: بعض لوگوں نے امام مسلم رحمہ اللہ کی اس کتاب پر اعتراض کیا ہے کہ اس میں اکثر وہ احادیث ہیں جن پر جمہور کا اتفاق نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ صحیح مسلم میں جتنی احادیث درج ہیں امام مسلم رحمہ اللہ کے نزدیک ان سب پر جمہور کا اتفاق ہے۔جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ امام مسلم رحمہ اللہ اسباب وعلل میں دوسروں کی تقلید نہیں کرتے تھے یعنی اس حدیث میں ((وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا)) کے الفاظ کی زیادتی پر علما کا باہمی اختلاف ہے۔یحییٰ بن معین، ابوحاتم رازی، دارمی، دارقطنی اور حاکم ابوعبداللہ کے شیخ حافظ ابوعلی نیشاپوری نیز امام بیہقی نے اپنی سنن کبیر میں ابوداؤد کی طرح لکھا ہے کہ ان الفاظ کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔نیز سلیمان تیمی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں قتادہ کے تمام دوستوں کی مخالفت کی ہے علاوہ ازیں تمام حافظین حدیث کا اتفاق ہے کہ اس حدیث میں ان الفاظ کی زیادتی صرف ایک ضعیف روایت میں ہے۔اور اس سے بڑھ کے امام مسلم رحمہ اللہ کی صحت بیان کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ انہوں نے خود اس روایت کو اپنی صحیح میں شامل نہیں کیا۔(از امام نووی رحمہ اللہ)

(۹۰۶) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ: ((فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَضٰى عَلٰى

قتادہ رحمہ اللہ نے اسی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبانی کہا ہے جو کوئی اللہ کی تعریف کرتا ہے تو اللہ

لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)). [راجع:۹۰۵]

اس کو سنتا ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشَهُّدِ.

باب: تشہد کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجنے کے احکام۔

(۹۰۷) عَنْ اَبِي مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِيْ مَجْلِسِ سَعْدِبْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيْرُ بْنُ سَعْدٍ اَمَرَنَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ا فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ ؟ قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: حَتّٰى تَمَنَّيْنَا اَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ)). [ابوداود: ۹۸۰، ۹۸۱؛ ترمذی: ۳۲۲۰؛ نسائی: ۱۲۸٤]

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے۔ چنانچہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! اللہ نے ہم کو آپ ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے اس لیے بتائیے کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجیں؟ یہ سننے کے بعد آپ ﷺ بالکل خاموش رہے اور ہم نے تمنا کی کہ کاش ہم آپ ﷺ سے نہ پوچھتے۔ پھر تھوڑی دیر بعد آپ ﷺ نے فرمایا: "اس طرح درود پڑھا کرو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعٰلَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اور سلام بھیجنے کا طریقہ تم کو معلوم ہی ہے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: علما کا باہمی اختلاف ہے کہ درود آخری تشہد کے بعد پڑھنا واجب ہے یا نہیں۔ چنانچہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ اور جمہور علما درود پڑھنے کو سنت کہتے ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص تشہد کے بعد درود نہ پڑھے تب بھی نماز ہو جائے گی۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ، امام شعبی، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک درود پڑھنا واجب ہے۔ یعنی اگر درود نہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ امام بیہقی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ جن لوگوں نے امام شافعی رحمہ اللہ اور امام شعبی رحمہ اللہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ انہوں نے اجماع کی مخالفت کی ہے تو یہ الزام خود غلط ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تشہد کے بعد درود پڑھنا واجب ہے۔

(۹۰۸) عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى قَالَ: لَقِيَنِيْ كَعْبُ ابْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ: اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً؟ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا: قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى

ابن ابی لیلیٰ کا بیان ہے کہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے مل کر کہا: میں تم کو یہ تحفہ دیتا ہوں کہ ایک مرتبہ ہم نے رسول اکرم ﷺ سے کہا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ پر سلام پڑھنے کی ترکیب تو ہم نے معلوم کر لی ہے مگر یہ بتا دیجیے کہ آپ ﷺ پر درود کس طرح پڑھیں؟ ارشاد ہوا: "کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)) .[بخاری: ٣٣٧٠، ٤٧٩٧، ٦٣٥٧؛ ابوداود: ٩٧٦، ٩٧٧؛ ترمذی: ٤٨٣؛ نسائی: ١٢٨٦، ١٢٨٧، ١٢٨٨؛ ابن ماجہ: ٩٠٤]

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ . اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔"

○ ○ ○ ○

(٩٠٩) عَنْ شُعْبَةَ وَ مِسْعَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ مِسْعَرٍ: اَلَا اُهْدِيْ لَكَ هَدِيَّةً. [راجع:٩٠٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے لیکن اس میں ہدیہ کا ذکر نہیں۔

○ ○ ○ ○

(٩١٠) عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ((وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ)) وَلَمْ يَقُلْ: ((اَللّٰهُمَّ)). [راجع:٩٠٨]

ایک اور سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے لیکن اس میں "وبارك على محمد" کے الفاظ ہیں "اللهم" کا لفظ نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(٩١١) عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ اَنَّهُمْ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ)). [بخاری: ٣٣٦٩، ٦٣٦٠؛ ابوداود: ٩٧٩؛ نسائی: ١٢٨٨؛ ابن ماجہ: ٩٠٥]

ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کس طرح بھیجیں؟ ارشاد ہوا: "کہو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔"

○ ○ ○ ○

(٩١٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا .)) [ابوداود: ١٥٣٠؛ ترمذی: ٤٨٥؛ نسائی: ١٢٩٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کیا ہے کہ "جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجے گا۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: قاضی عیاض رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر دس مرتبہ اپنی رحمتیں نازل کرے گا، یا دس گنا زیادہ اس کو ثواب عنایت کرے گا۔ جیسے کہ پروردگار کا یہ حکم ہے کہ جو کوئی نیکی کا ایک کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دس گنا سے بھی زیادہ اچھائیاں عنایت کرے گا۔ (امام نووی رحمہ اللہ)
واضح ہو کہ درود کے معنی رحمتیں، مبارکبادیں اور نوازشیں ہیں۔ علاوہ ازیں درود کے معنی ہیں امداد کرنا، احکام کی پیروی کرنے کا حکم دینا۔ (از مترجم)

بَابُ التَّسْمِيْعِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّاْمِيْنِ۔ باب: سمع الله لمن حمده، ربنا لك الحمد

اور آمین کہنے کا حکم۔

(٩١٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَلَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)).

[بخاری: ٧٩٦، ٣٢٢٨؛ ابوداود: ٨٤٨؛ ترمذی: ٢٦٧؛ نسائی: ١٠٦٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب امام سمع الله لمن حمده کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو کیونکہ جس کا یہ کہنا فرشتوں کے کہنے کے موافق ہو گیا تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

○ ○ ○ ○

(٩١٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ سُمَیٍّ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی حدیث کے ہم معنی دوسری سند سے حدیث مروی ہے۔

(٩١٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَاْمِيْنُهُ تَاْمِيْنَ الْمَلَآئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اٰمِيْنَ)). [بخاری: ٧٨٠؛ ابوداود: ٩٣٦؛ ترمذی: ٢٥٠؛ نسائی: ٩٢٧]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''امام جب آمین کہے تو مقتدی بھی آمین کہیں اور جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے برابر ہو جائے گی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔'' ابن شہاب رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ رحمت دو عالم ﷺ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے بعد آمین کہا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ امام اور مقتدی دونوں کو آمین کہنا مستحب ہے۔ نیز جو شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہو اس کو بھی آمین کہنا ضروری ہے۔ مقتدی کو امام کے ساتھ ہی آمین کہنی چاہیے۔ امام کی آمین سے پہلے ایک لمحہ یا ایک لمحہ بعد آمین نہ کہی جائے۔ نیز رسول اکرم ﷺ کا یہ بھی حکم ہے کہ جب امام آمین کہے تو مقتدی کو بھی ایک سیکنڈ کی دیر کیے بغیر فوراً آمین کہنی چاہیے۔ نیز امام، مقتدی اور منفرد ہر ایک کو باآواز بلند آمین کہنا ضروری ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٩١٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ ابْنِ شِهَابٍ. [ابن ماجه: ٨٥٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے گزشتہ حدیث کی مثل مگر اس میں آخری لفظ ابن شہاب کا قول نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(٩١٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ فِی الصَّلٰوةِ اٰمِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ فِی السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ ''تم جب نماز میں آمین کہو اور فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں پھر تمہاری اور ان کی آمین ایک دوسرے کے برابر ہو جائے تو اس نمازی کے مذکورہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔''

(٩١٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَالْمَلَآئِكَةُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی آمین کہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہیں انہیں سے کسی

فِي السَّمَآءِ آمِينَ فَوَافَقَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَىٰ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

کی دوسرے کے ساتھ موافقت ہو گئی تو گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

(٩١٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

(٩٢٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الْقَارِئُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ فَقَالَ مَنْ خَلْفَهُ: آمِينَ فَوَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَآءِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "قرآن کریم پڑھنے والا جب وَلَا الضَّآلِّينَ کہے اور اس کے پیچھے والا شخص آمین کہے اور اس کا کہنا آسمان والوں کے آمین کہنے کے عین وقت میں ہو تو اس شخص کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"

بَابُ ائْتِمَامِ الْمَأْمُومِ بِالْإِمَامِ.

باب: مقتدی کو امام کی پیروی ضروری ہے۔

(٩٢١) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ: سَقَطَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُودُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلّٰى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ)). [بخاري: ٨٠٥؛ نسائي: ٧٩٣؛ ابن ماجه: ١٢٣٨]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ گھوڑے پر سے گرنے کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ کا دائیں جانب کا بدن چھل گیا۔ ہم آپ ﷺ کی عیادت کے لیے گئے۔ چونکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اس لیے آپ ﷺ نے بیٹھے بیٹھے نماز پڑھائی۔ اور جب ہم سب لوگ نماز پڑھ چکے تو ارشاد ہوا: "امام اسی لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے وہ جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو وہ جب سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو' اور جب وہ سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور وہ جب تسمیع پڑھے تو تم تحمید پڑھو' اور جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر ہی نماز ادا کرو۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرض نماز پڑھائی تھی۔ نیز رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مع واؤ اور بغیر واؤ عطف کے دونوں طرح کہنا جائز اور درست ہے۔ امام کی پیروی مقتدی پر واجب ہے۔ لیکن تکبیر، رکوع، قومہ، سجدہ، اور قعدہ وغیرہ یہ تمام ارکان امام کے بعد کرے۔ امام سے پہلے کوئی رکن ادا نہ کرے ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔ اور مقتدی اپنے امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر امام سے پہلے سلام پھیرے تو نماز نہ ہوگی۔ اور اس روایت میں کہ امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھے تو مقتدی کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنی چاہیے۔ اس روایت میں علما کا باہمی اختلاف ہے۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس حدیث پر عمل کرنا ضروری ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جو شخص کھڑا ہو سکتا ہو۔ اس کی نماز بیٹھ کر پڑھانے والے کے پیچھے درست نہیں۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علما کے نزدیک بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے مقتدیوں کو کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھنی چاہیے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے مرض الموت کی حالت میں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و دیگر صحابہ نے آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ اگر چہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ رسالت مآب ﷺ کے مرض کی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کی تھی۔ امام کی پیروی کا مقصد یہ ہے کہ مقتدی ارکان ظاہری کی ادائیگی میں امام کی پیروی کرے۔ فرض نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے اور اس کے برعکس جائز اور درست ہے نیز عصر کی نماز ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے اور اس کے بالعکس بھی جائز و درست ہے۔ البتہ امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی نماز درست نہیں ہوتی۔ ہماری اور تمام اہلحدیث کی دلیل یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ۞۞)

(گزشتہ سے پیوستہ) نماز خوف دو مرتبہ پڑھی۔ دوسری مرتبہ کی نماز آپ ﷺ کے لیے نفل تھی اور دوسری مقتدیوں کے لیے فرض تھی اسی طرح حضرت معاذ رضی اللہ عنہ عشا کی نماز رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ادا کرنے کے بعد اپنی قوم میں جا کر عشاء کے فرض پڑھاتے تھے۔ اس صورت میں دوسری مرتبہ کی نماز حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے لیے نفل ہوتی اور آپ رضی اللہ عنہ کے مقتدیوں کے لیے فرض تھی۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٩٢٢) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: خَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلّٰى لَنَا قَاعِدًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ. [بخاري: ٧٣٣؛ ترمذي: ٣٦١]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ گر گئے گھوڑے سے اور آپ زخمی ہو گئے آپ ﷺ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی پھر گزشتہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

(٩٢٣) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمَا وَزَادَ ((فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا)). [بخاري: ١١١٤]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے آپ کی دائیں جانب زخمی ہو گئی باقی گزشتہ حدیثوں کی طرح بیان کیا اس میں اضافہ یہ ہے کہ ”جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔“

(٩٢٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ وَفِيْهِ: ((اِذَا صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا)). [بخاري: ٦٨٩؛ ابوداود: ٦٠١؛ نسائي: ٨٣١]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے آپ کی دائیں جانب زخمی ہو گئی باقی گزشتہ حدیثوں کی طرح بیان کیا اس میں اضافہ یہ ہے کہ ”جب امام کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔“

○ ○ ○ ○

(٩٢٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَقَطَ مِنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْاَيْمَنُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَلَيْسَ فِيْهِ زِيَادَةُ يُوْنُسَ وَمَالِكٍ.

ایک اور سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(٩٢٦) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اِشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ يَعُوْدُوْنَهُ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهِ قِيَامًا فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اَنِ اجْلِسُوْا فَجَلَسُوْا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوْا وَاِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوْا جُلُوْسًا)). [ابن ماجه: ١٢٣٧]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی عیادت کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آئے۔ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی لیکن کچھ لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے۔ تو آپ ﷺ نے اشارہ سے انہیں بیٹھنے کا حکم دیا۔ پھر آپ ﷺ نے بعد فراغت نماز فرمایا: ”امام اس لیے ہے کہ اس کی پیروی کرو۔ وہ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ اور وہ جب سر اٹھائے تو تم بھی سر اٹھاؤ اور وہ جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ اشارے یا کسی عمل قلیل سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(٩٢٧) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ

اس سند سے بھی ہشام بن عروہ سے مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

نَحْوَهُ.

(٩٢٨) عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ: اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلٰوتِهِ قُعُودًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ: ((إِنْ كِدْتُمْ آنِفًا تَفْعَلُونَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ يَقُومُونَ عَلَى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا ائْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا)).

[ابوداود:٦٠٦؛ نسائی:١١٩٩؛ ابن ماجه:١٢٤٠]

جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسالت مآب ﷺ کی بیماری میں ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے اس طرح نماز پڑھی کہ آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز پڑھائی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکبر کی حیثیت میں تکبیرات کہتے تھے۔ نماز میں ہمیں کھڑا دیکھ کر آپ ﷺ نے اشارہ سے ہمیں بیٹھنے کا حکم دیا تو ہم بیٹھ گئے۔ پھر بعد فراغت نماز ارشاد عالی ہوا: ''تم نے اس وقت وہ کام کیا جیسا کہ فارس وروم والے اپنے بادشاہ کے سامنے کھڑے رہتے ہیں اور بادشاہ بیٹھا رہتا ہے۔ اب آئندہ ایسا نہ کرنا بلکہ ہمیشہ اپنے امام کی پیروی کرو اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

(٩٢٩) عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ خَلْفَهُ فَإِذَا كَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ لِيُسْمِعَنَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ. [بخاری:٧٩٧]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نماز پڑھائی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے تھے جب آپ ﷺ تکبیر کہتے تو ابوبکر بھی تکبیر کہتے ہمیں سنانے کے لیے پھر مذکورہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

(٩٣٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''امام اس لیے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ تم اس کی مخالفت نہ کرنا۔ وہ جب تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور وہ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ اور وہ جب تسمیع پڑھے تو تم تحمید پڑھو۔ اس کے سجدہ کے ساتھ تم سجدہ کرو اور وہ جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر ہی نماز ادا کرو۔''

○ ○ ○ ○

(٩٣١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث کے مثل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ النَّهْيِ عَنْ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيرِ وَغَيْرِهِ.

باب: تکبیر اور رکن کی تبدیلی وغیرہ میں امام سے جلدی نہ کرنے کے بیان میں۔

(٩٣٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ: ((لَا تُبَادِرُ الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ: وَلَا الضَّالِّينَ فَقُولُوا: آمِينَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہم کو تعلیم دیتے اور فرماتے تھے: ''امام سے پہلے کوئی کام نہ کرنا وہ جب تکبیر کہے اس وقت تکبیر کہنا۔ اور جب وہ وَلَا الضَّالِّينَ کہے تو تم آمین کہو۔ وہ جب رکوع

وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ)).

کرے تو تم بھی رکوع کرو اور وہ جب تسمیع کہے تو تم تحمید پڑھا کرو۔"



(۹۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ اِلَّا قَوْلَهٗ: ((وَ لَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ.)) وَزَادَ: ((وَ لَا تَرْفَعُوْا قَبْلَهٗ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں مذکورہ حدیث والے الفاظ مگر اس میں یہ لفظ ہیں کہ جب امام و لا الضآلین کہے تو تم آمین کہو اور مزید یہ کہ امام سے پہلے (رکوع سجدہ یا رکعت میں) نہ اٹھو۔

(۹۳٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ فَاِذَا وَافَقَ قَوْلُ اَهْلِ الْاَرْضِ قَوْلَ اَهْلِ السَّمَآءِ غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ "امام ایک ڈھال کی طرح ہے، وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو اور وہ جب تسمیع کہے تو تم تحمید کہو۔ کیونکہ جس کا کہنا آسمان والوں کے کہنے کے ساتھ موافق ہو جاتا ہے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔"



(۹۳۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ: ((اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا وَاِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ وَاِذَا صَلّٰى قَآئِمًا فَصَلُّوْا قِيَامًا وَاِذَا صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُوْدًا اَجْمَعُوْنَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسالت مآب ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ "امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے تا کہ تم اس کی پیروی کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور وہ جب رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو۔ اور وہ جب تسمیع پڑھے تو تم تحمید کہو۔ اور وہ جب کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور وہ جب بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز ادا کرو۔"

بَابُ اسْتِخْلَافِ الْاِمَامِ ـ اِذَا عَرَضَ لَهٗ عُذْرٌ مِنْ مَّرَضٍ وَسَفَرٍ وَغَيْرِهِمَا ـ مَنْ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ وَاَنَّ مَنْ صَلّٰى خَلْفَ اِمَامٍ جَالِسٍ لِعَجْزِهٖ عَنِ الْقِيَامِ لَزِمَهُ الْقِيَامُ اِذَا قَدَرَعَلَيْهِ وَنَسْخِ الْقُعُوْدِ خَلْفَ الْقَاعِدِ فِيْ حَقِّ مَنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ.

باب: امام کو اگر بیماری یا سفر وغیرہ کا عذر ہو تو وہ نماز پڑھانے کے لیے اپنا خلیفہ مقرر کرے، امام اگر بیٹھ کر نماز پڑھائے اور مقتدی کھڑا ہو سکتا ہو تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے کیوں کہ مقتدی قادر قیام کو بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

(٩٣٦) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا: اَلَا تُحَدِّثِيْنِيْ عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: بَلٰى ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) قُلْنَا: لَا هُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) قُلْنَا: لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((ضَعُوْالِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) قُلْنَا: لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! فَقَالَ: ((ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ: ((اَصَلَّى النَّاسُ؟)) فَقُلْنَا: لَاوَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَتْ: وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ قَالَتْ: فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّكَانَ رَجُلًا رَقِيْقًا: يَا عُمَرُ ! صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ عُمَرُ: اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ قَالَتْ: فَصَلّٰى بِهِمْ اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَّفْسِهٖ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ. لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَاَبُوْبَكْرٍ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَاٰهُ اَبُوْبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَاَخَّرَ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ

عبیداللہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضری دی اور عرض کیا: آپ مجھے رسول اکرم ﷺ کی بیماری کے واقعات بتائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ بیمار ہوئے تو ارشاد ہوا: ”کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟“ ہم نے کہا: جی نہیں۔ بلکہ وہ آپ ﷺ کے منتظر ہیں۔ ارشاد ہوا ہمارے لیے لگن میں پانی رکھو۔“ ہم نے پانی رکھا تو آپ ﷺ نے غسل فرمایا۔ اس کے بعد چلنا چاہا لیکن آپ ﷺ کو غش آ گیا۔ اور جب افاقہ ہوا تو پھر پوچھا: ”کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟“ ہم نے کہا: جی نہیں۔ یارسول اللہ! وہ سب آپ ﷺ کے منتظر ہیں۔ فرمایا: ”ہمارے لیے طشت میں پانی رکھو۔“ چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی اور آپ ﷺ نے غسل کیا۔ پھر آپ ﷺ چلنے کے لیے تیار ہوئے لیکن دوبارہ آپ ﷺ کو غش آ گیا۔ اور پھر ہوش میں آنے کے بعد ارشاد ہوا: کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟“ ہم نے عرض کیا جی نہیں۔ یارسول اللہ! وہ سب لوگ آپ ﷺ کا انتظار کر رہے ہیں اور ادھر لوگوں کی حالت یہ تھی کہ وہ سب نماز عشا کے لیے رسالت مآب ﷺ کی تشریف آوری کے مسجد میں منتظر تھے۔ آخر آپ ﷺ نے ایک آدمی کے ہاتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہلا بھیجا کہ آپ نماز پڑھائیں۔ چنانچہ اس آدمی نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ رحمت عالم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نہایت نرم دل تھے (وہ جلد رونے لگتے تھے) اسی لیے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اے عمر! تم نماز پڑھا دو۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جی نہیں! آپ ہی امامت کے زیادہ مستحق ہیں اور آپ ہی کو نماز پڑھانے کے لیے حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کئی دن تک نماز پڑھائی۔ اسی دوران ایک دن رسول اکرم ﷺ کی طبیعت ذرا ہلکی ہوئی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کا سہارا لے کر نماز ظہر کے لیے مسجد میں تشریف لے گئے۔ ان دو آدمیوں میں سے ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ (جو آپ ﷺ کے چچا تھے) غرضیکہ رسول اکرم ﷺ مسجد میں اس وقت پہنچے جب کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بحیثیت امام نماز پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے

لَا يَتَاَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا: ((اَجْلِسَانِیْ اِلٰی جَنْبِهٖ)) فَاَجْلَسَاهُ اِلٰی جَنْبِ اَبِیْ بَكْرٍ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ يُصَلِّیْ وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلٰوةِ النَّبِیِّ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوةِ اَبِیْ بَكْرٍ وَالنَّبِیُّ ﷺ قَاعِدٌ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَدَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهٗ: اَلَا اَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِیْ عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ النَّبِیِّ: قَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ حَدِيْثَهَا عَلَيْهِ فَمَا اَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: اَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الْاٰخَرَ الَّذِیْ كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ؟ قُلْتُ: لَا قَالَ: هُوَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ.



[بخاری: ۶۸۷؛ نسائی: ۸۳۳]

جب رسول اکرم ﷺ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا لیکن آپ ﷺ نے اشارہ سے فرمایا: پیچھے نہ ہٹو۔ اور اپنے ساتھ والوں سے فرمایا: مجھے ابوبکر کے برابر میں بٹھا دو۔ چنانچہ ان دونوں نے آپ ﷺ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر بٹھا دیا۔ رسالت مآب ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنے لگے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ویسے ہی کھڑے کھڑے رسول اکرم ﷺ کی نماز میں پیروی کرنے لگے (گویا رسول اکرم ﷺ امام تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مقتدی) اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حسب سابق اس فرض نماز ظہر میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پیروی کررہے تھے۔ عبیداللہ بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر کہا: میں تم کو وہ حدیث سناتا ہوں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے سنائی ہے۔ اور ان کی طلب پہ میں نے پوری حدیث ان سے کہہ سنائی، جسے سننے کے بعد انہوں نے کہا: یہ پوری حدیث بالکل صحیح ہے۔ پھر پوچھا: دوسرے شخص جو رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، کیا ان کا نام ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں بتایا۔ میں نے جواب دیا جی نہیں۔ تو انہوں نے کہا: وہ دوسرے آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: رسول اکرم ﷺ کا غسل کرنا، پھر مسجد کی خواہش کرنا اور پے درپے بے ہوش ہو جانا، یہ سب شدت مرض کی وجہ سے تھا۔ حاشا وکلا ہرگز ہرگز آپ ﷺ کو کسی قسم کا جنون نہیں تھا۔ کیونکہ جنون و پاگل پن ایک نقص ہے اور پیغمبر ﷺ ہر نقص سے بالکل پاک وصاف ہیں۔ بیماریوں کی شدت سے اللہ تعالیٰ کو درجہ اور ثواب بڑھانا منظور ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز کے لیے آپ ﷺ کا انتظار کیا اس سے ثابت ہوا کہ امام کے آنے کی امید ہو تو اس کا انتظار کرنا جائز ہے بشرطیکہ وقت نماز باقی ہو۔ اور ہر مرتبہ بے ہوشی کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ اگر کئی مرتبہ کی بے ہوشی کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کر لیا جائے تب بھی کافی ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث میں غسل سے مراد وضو کرنا ہے کیونکہ بے ہوش ہونے کے بعد غسل واجب نہیں بلکہ وضو کرنا ضروری ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے کہ اے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ! نماز پڑھانے کے آپ زیادہ مستحق ہیں، کئی فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو یہ کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فضیلت ثابت ہے۔ دوسرے یہ کہ امام کو جب کوئی عذر ہو تو وہ اپنا خلیفہ مقرر کرے۔ تیسرے یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمام دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم پر افضل ہیں۔ نیز اس حدیث شریف سے حسب مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اگر امام بیٹھا ہوا ہو تو مقتدیوں کو بشرط طاقت قیام کھڑے ہو کر نماز ادا کرنی چاہیے۔

اس حدیث شریف میں دوسرے سہارا دینے والے شخص کا نام جو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بتایا ہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ دوسرے شخص فضل بن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ دوسرے شخص دراصل اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سب لوگوں نے باری باری آپ ﷺ کو سہارا دیا۔ اور پہلی طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ جوں کے توں سہارا دیتے رہے۔ اسی لیے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس دوسرے شخص کا نام نہیں لیا کیوں کہ وہ صرف ایک ہی شخص نہ تھے بلکہ کئی آدمی تھے جو باری باری رسول اکرم ﷺ کو سہارا دیتے ہوئے مسجد تک گئے تھے۔ اور ان لوگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شریک تھے۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

(٩٣٧) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: اَوَّلُ مَا اشْتَكٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ فَاسْتَأْذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُّمَرَّضَ فِىْ بَيْتِهَا فَاَذِنَّ لَهُ قَالَتْ: فَخَرَجَ وَيَدٌ لَّهُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَيَدٌ لَّهُ عَلٰى رَجُلٍ اٰخَرَ وَهُوَ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ فِى الْاَرْضِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: اَتَدْرِىْ مَنِ الرَّجُلُ الَّذِىْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ هُوَ عَلِىٌّ.

[بخاري:١٩٨، ٦٦٥]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیمار ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات سے مجھ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رہنے کی خواہش کی۔ چنانچہ سب نے اجازت دے دی کہ آپ ﷺ میرے گھر میں رہیں اور میں آپ ﷺ کی تیمارداری کروں۔ ایک دن آپ ﷺ مسجد میں جانے کے لیے اس طرح روانہ ہوئے کہ آپ ﷺ اپنا ایک ہاتھ فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے کندھے پر رکھے ہوئے تھے اور ایک ہاتھ ایک دوسرے شخص کے کندھے پر تھا اور ضعف کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاؤں زمین پر خطوط کھینچ رہے تھے۔ عبید اللہ کا بیان ہے کہ میں نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سنائی تو انہوں نے کہا: تم جانتے ہو کہ دوسرا آدمی جس کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا کون تھا؟ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔



فائدہ: یہ حدیث شریف بھی اس امر کی دلیل ہے کہ باری باری ازواج کے پاس رہنا رسول اکرم ﷺ پر بھی واجب تھا۔ اور جو لوگ سنت کہتے ہیں وہ اس اجازت کو صالح معاشرت اور حسن خلق کی دلیل بناتے ہیں۔ نیز تمام علما کا اتفاق ہے کہ دیگر ازواج مطہرات پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو افضلیت حاصل تھی۔ البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما میں سے باہمی طور پر افضل کون تھا؟

(٩٣٨) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اِسْتَأْذَنَ اَزْوَاجَهُ اَنْ يُّمَرَّضَ فِىْ بَيْتِىْ فَاَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِى الْاَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَاَخْبَرْتُ عَبْدَاللّٰهِ بِالَّذِىْ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِىْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَدْرِىْ مَنِ الرَّجُلُ الْاٰخَرُ الَّذِىْ لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِىٌّ.

[راجع:٩٣٧]

عائشہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم ﷺ کی بیوی ہیں بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ زیادہ بیمار ہو گئے اور تکلیف کی شدت بڑھ گئی تو آپ نے اپنی دوسری بیویوں سے اجازت طلب کر لی تا کہ بیماری کے دن میرے گھر گزاریں تو انہوں نے اجازت دے دی، ایک دن آپ ﷺ نکلے دو آدمیوں کے درمیان سہارا لیکر اور آپ ﷺ کے دونوں قدم زمین پر گھسٹ رہے تھے اور وہ دو شخص ایک عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب تھے اور ایک اور کوئی تھا۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن قتادہ کو یہ بات بتائی تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کیا تو جانتا ہے کہ وہ دوسرا شخص کون تھا جس کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا۔ انہوں نے کہا: نہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

○ ○ ○ ○

(٩٣٩) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِىْ ذٰلِكَ مَا حَمَلَنِىْ عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهِ اِلَّا اَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِىْ قَلْبِىْ اَنْ يُّحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهُ اَبَدًا وَاِلَّا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے جب والد بزرگوار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تو میں نے اس بارے میں آپ ﷺ کو باز رکھنے کی کوشش کی کہ مجھے خیال ہوا کہ آپ ﷺ کے بعد جو کوئی آپ ﷺ کا قائم مقام ہوگا، لوگ اس کو منحوس کہیں گے اور اس

أَبِي كُنْتُ أَرٰى أَنَّهُ لَنْ يَقُوْمَ مَقَامَهُ أَحَدٌ إِلَّا تَشَاءَمَ النَّاسُ بِهِ فَأَرَدْتُ أَنْ يَعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَبِي بَكْرٍ. [بخاری:٤٤٤٥]

سے محبت نہ رکھیں گے۔ اسی خیال کے مدنظر میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ ﷺ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کرنے سے معاف رکھیں تو مناسب ہوگا۔

(٩٤٠) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْتِي قَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ))، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيْقٌ إِذَا قَرَءَ الْقُرْاٰنَ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ: وَاللّٰهِ! مَابِيْ إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ يَتَشَاءَمَ النَّاسُ بِأَوَّلِ مَنْ يَقُوْمُ فِي مَقَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: فَرَاجَعْتُهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَقَالَ: ((لِيُصَلِّ بِالنَّاسِ أَبُوْبَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ)).

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ بحالت مرض الموت جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''حضرت ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔'' جس پہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل ہیں وہ جب قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہہ نکلتی ہیں۔ ان کے ماسوا کسی اور کو امامت کا حکم دیں تو مناسب ہوگا۔ اور اللہ کی قسم! میں نے یہ اس لئے کہا کہ لوگ میرے والد بزرگوار کو منحوس نہ سمجھیں کہ یہی وہ شخص ہیں جو پہلے پہل رسول اکرم ﷺ کے خلیفہ اور قائم مقام ہوئے ہیں۔ میں نے دو تین مرتبہ حضور ﷺ کو والد بزرگوار کی امامت سے باز رکھنے کی کوشش کی لیکن رسول اکرم ﷺ نے یہی فیصلہ دیا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی امامت کریں گے اور تم خواتین حضرات یوسف علیہ السلام کی خواتین کی مانند ہو۔



فائدہ: اس حدیث شریف کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خواتین یوسف بار بار ہٹ کرتی تھیں۔ اسی طرح اے عائشہ وغیرہ آپ اصرار نہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی مصلحت اجرائے حکم امامت کو آپ نہیں سمجھ رہی ہیں۔ اور حضرت صدیقہ کا یہ اصرار بطور مشورہ و نیک صلاح تھا۔ وگرنہ نعوذ باللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کسی نزاع یا مخالفت کو پیدا کرنا نہیں چاہتی تھیں۔ نیز آپ وہ پیاری زوجہ ہیں جن کیلئے قرآن کریم میں گیارہ آیات نازل ہوئیں۔ آپ کو رحمت دو عالم ﷺ سے بے انتہا محبت تھی۔ وہ اپنے خاوند کے حکم کو ٹالنا نہیں چاہتی تھیں۔ اور نعوذ باللہ آپ نے بدنیتی سے بھی یہ اصرار نہیں کیا۔ وگرنہ اپنے والد کے فائدہ کیلئے جو چیز مفید ہوتی ہے اس سے کون انکار کر سکتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کا منشا وہی تھا جو حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے یہ نیک مشورہ صرف اسی لئے دیا تھا کہ لوگ آپ کے والد کو منحوس نہ کہیں۔ (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

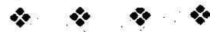
(٩٤١) عَنْ عَائِشَةَ: قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيْفٌ وَإِنَّهُ مَتٰى يَقُوْمُ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ: ((مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ: قُوْلِي لَهُ إِنَّ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بیماری کے زمانہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نماز پڑھانے کے لیے بلانے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ امامت کرائیں''۔ جس پہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ بہت نرم دل ہیں۔ وہ جب آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو قرآن کریم نہ سنا سکیں گے۔ کیوں کہ قرآن کریم پڑھتے وقت ان کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں۔ آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیں تو

اَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ اَسِيفٌ وَاِنَّهُ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعِ النَّاسَ فَلَوْ اَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَتْ لَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ : فَاَمَرُوْا اَبَابَكْرٍ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهٖ خِفَّةً قَالَتْ: فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْاَرْضِ قَالَتْ: فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ سَمِعَ اَبُوْبَكْرٍ حِسَّهٗ ذَهَبَ يَتَاَخَّرُ فَاَوْمَاَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُمْ مَكَانَكَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ : فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ جَالِسًا وَاَبُوْبَكْرٍ قَائِمًا يَقْتَدِيْ اَبُوْبَكْرٍ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَقْتَدِي النَّاسُ بِصَلٰوةِ اَبِيْ بَكْرٍ.

[بخاری:٦٦٤، ٧١٢، ٧١٣؛ ابن ماجه:١٢٣٢]

مناسب ہوگا۔لیکن دوبارہ ارشاد ہوا کہ جاؤ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم پہنچاؤ کہ وہ نماز پڑھائیں اور امامت کریں۔جس پر حفصہ رضی اللہ عنہا سے میں نے کہا: تم رسول اللہ ﷺ سے کہو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بے انتہا نرم دل ہیں، وہ آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہو کر قرآن کریم کی قراءت نہ کر سکیں گے۔اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیجیے، چنانچہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کہا جس پر حضور ﷺ نے فرمایا: ''تم یوسف علیہ السلام کی ساتھ والیوں کی مانند نہ بنو اور جاؤ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو کہ وہ امامت کریں۔'' آخر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ایک دن جب رسالت مآب ﷺ کی طبیعت ذرا ہلکی ہوئی تو آپ ﷺ دو آدمیوں کے کندھوں کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لے گئے لیکن آپ ﷺ کے پاؤں مبارک زمین سے گھسٹتے جا رہے تھے۔اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ چنانچہ حضور ﷺ کی آہٹ پا کر آپ رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا لیکن رسول اکرم ﷺ نے اشارہ سے اپنی جگہ کھڑے رہنے کا حکم دیا۔اور خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھ گئے۔رسول اکرم ﷺ بیٹھے بیٹھے نماز پڑھا رہے تھے اور صدیق رضی اللہ عنہ پہلے کی طرح کھڑے ہوئے رسول اکرم ﷺ کی اقتدا کر رہے تھے۔اور باقی دیگر نمازی پہلے کی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے بحیثیت مقتدی نماز پڑھ رہے تھے۔



(٩٤٢) حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيْمِيُّ: اَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ: اَخْبَرَنَا عِيْسٰى بْنُ يُوْنُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِيْ حَدِيْثِهِمَا لَمَّا مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ وَفِيْ حَدِيْثِ ابْنِ مُسْهِرٍ فَاُتِيَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اُجْلِسَ اِلٰى جَنْبِهٖ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ وَ اَبُوْبَكْرٍ يُسْمِعُهُمُ التَّكْبِيْرَ وَفِيْ حَدِيْثِ عِيْسٰى: فَجَلَسَ رَسُوْلُ

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث نقل کی گئی ہے اور ان دونوں کی حدیث میں ''ثقل'' کے بجائے ''مرض'' کے الفاظ آتے ہیں باقی حدیث میں بھی چند الفاظ کا فرق ہے باقی معنی وہی ہے۔

اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ بِالنَّاسِ وَ اَبُوْبَکْرٍ اِلٰی جَنْبِہٖ وَاَبُوْبَکْرٍ یُسْمِعُ النَّاسَ. [راجع:٩٤١]

○ ○ ○ ○

(٩٤٣) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَبَابَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ فِیْ مَرَضِہٖ فَکَانَ یُصَلِّیْ بِهِمْ. قَالَ عُرْوَةُ: فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ نَّفْسِہٖ خِفَّةً فَخَرَجَ وَاِذَا اَبُوْبَکْرٍ یَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَاٰہُ اَبُوْبَکْرٍ اسْتَاْخَرَ فَاَشَارَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیْ کَمَا اَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حِذَآءَ اَبِیْ بَکْرٍ اِلٰی جَنْبِہٖ فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یُصَلِّیْ بِصَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوۃِ اَبِیْ بَکْرٍ. [بخاری: ٦٨٣؛ ابن ماجہ: ١٢٣٢]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی بیماری کے زمانہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم دیا وہ نماز پڑھاتے تھے۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ کی طبیعت جب ہلکی ہوئی تو بر بنائے تخفیف نفس مسجد میں تشریف لائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے انہوں نے آپ ﷺ کی آہٹ پا کر پیچھے ہٹنا چاہا۔ لیکن رسول اکرم ﷺ نے اشارہ سے فرمایا کہ تم اپنی جگہ کھڑے رہو۔ اس کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر بیٹھ گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی امامت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی اور دوسرے لوگوں نے پہلے کی مانند حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پوری کی۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٩٤٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ کَانَ یُصَلِّیْ لَهُمْ فِیْ وَجَعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَهُمْ صُفُوْفٌ فِی الصَّلٰوۃِ کَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ فَنَظَرَ اِلَیْنَا وَهُوَ قَائِمٌ کَاَنَّ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ضَاحِکًا قَالَ: فَبُهِتْنَا وَ نَحْنُ فِی الصَّلٰوۃِ مِنْ فَرَحٍ بِخُرُوْجِ النَّبِیِّ ﷺ وَنَکَصَ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی عَقِبَیْہِ لِیَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ خَارِجٌ لِلصَّلٰوۃِ فَاَشَارَ اِلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِیَدِہٖ اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَاَرْخَی السِّتْرَ قَالَ: فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مِنْ یَوْمِہٖ ذٰلِكَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانہ علالت میں جس میں آپ ﷺ نے رحلت فرمائی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے تھے۔ پیر کے دن جب کہ تمام لوگ صف باندھے نماز پڑھ رہے تھے، کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے کمرے کا پردہ اٹھا کر ہماری طرف دیکھا۔ آپ ﷺ کھڑے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کا چہرہ مبارک مصحف کے ورق کی طرح درخشاں تھا۔ آپ ﷺ نے ہم لوگوں کو مذہب اسلام پر مستعد اور نماز میں مشغول دیکھ کر تبسم فرمایا اور ہنسے۔ اور ہم لوگوں کی حالت یہ تھی کہ ہم نماز پڑھنے کے دوران ہی بے انتہا مسرور ہو گئے کہ رسول اکرم ﷺ نماز پڑھانے تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی آہٹ محسوس کر کے کہ آپ ﷺ تشریف لا رہے ہیں پیچھے ہٹنا چاہا۔ کہ رسول اکرم ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ سے فرمایا: کہ ''تم لوگ اپنی نماز مکمل کرو''۔ اس کے بعد رسالت مآب ﷺ پھر اپنے کمرہ میں واپس تشریف لے گئے اور دروازہ کا پردہ چھوڑ لیا اور اسی دن آپ ﷺ نے رحلت فرمائی۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: ممکن ہے کہ آپ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لا رہے ہوں لیکن آپ ﷺ خود میں اتنی طاقت نہ پا کر واپس تشریف لے گئے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ چونکہ آپ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اور آپ ﷺ کو معلوم بھی ہو چکا تھا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امامت کر رہے ہیں تاہم بچشم خود معاینہ کرنے کے لیے تشریف لائے تھے کہ دوسرے لوگ ان کے پیچھے کس طرح نماز پڑھتے اور اقتدا کر رہے ہیں۔ الحاصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی امامت کی اور آپ ہی خلیفہ اول ہیں۔ (از مترجم)

(٩٤٥) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: اٰخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ كَشْفَ السِّتَارَةَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ وَحَدِيْثُ صَالِحٍ اَتَمُّ وَاَشْبَعُ.

[نسائی: ١٨٣٠؛ ابن ماجه: ١٦٢٤]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آخری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اس وقت دیکھا جب آپ نے سوموار کو پردہ اٹھایا۔ یہ بات اسی قصہ کے ساتھ بیان کی مگر مذکورہ حدیث زیادہ مکمل ہے۔

○ ○ ○ ○

(٩٤٦) عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمَا.

انس رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیثوں کی مثل اس سند سے بھی حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٩٤٧) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: لَمْ يَخْرُجْ اِلَيْنَا نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَذَهَبَ اَبُوْبَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ فَلَمَّا وَضَحَ لَنَا وَجْهُ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ مَانَظَرْنَا مَنْظَرًا قَطُّ كَانَ اَعْجَبَ اِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِيِّ ﷺ حِيْنَ وَضَحَ لَنَا فَاَوْمَاَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهٖ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ اَنْ يَّتَقَدَّمَ وَاَرْخٰى نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ الْحِجَابَ فَلَمْ يُقْدَرْ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ ﷺ.

[بخاری: ٦٨١]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانہ میں تین دن تک ہم کو نماز نہیں پڑھائی۔ اس زمانہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امامت کر رہے تھے۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اٹھایا، ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا دیدار کیا اور یہ انوکھا منظر ہم کو بے انتہا اچھا معلوم ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھاتے رہنے کا دست مبارک سے اشارہ کیا اور پھر حجرہ کا پردہ چھوڑ لیا۔ اس کے بعد ہم لوگوں نے وفات تک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔

○ ○ ○ ○

(٩٤٨) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: مَرِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فَقَالَ: ((مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ اَبَا بَكْرٍ رَّجُلٌ رَّقِيْقٌ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يَسْتَطِعْ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ: ((مُرِيْ اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُفَ)) قَالَ: فَصَلّٰى بِهِمْ اَبُوْبَكْرٍ حَيَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

[بخاری: ٦٧٨، ٣٣٨٥]

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس سخت علالت کے زمانہ میں حکم دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ جس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یا رسول اللہ! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہت نرم دل ہیں، وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام امامت کریں گے تو نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ تو پھر دوبارہ ارشاد ہوا: ”جاؤ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دو کہ وہ امامت کریں۔“ اور اے عائشہ! تم عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کی صاحبات ہو۔ اور پھر تادم آخر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔

بَابُ تَقْدِيْمِ الْجَمَاعَةِ مَنْ يُّصَلِّي بِهِمْ اِذَا تَاَخَّرَ الْاِمَامُ وَلَمْ يَخَافُوْ مَفْسَدَةً بِالتَّقْدِيْمِ.

باب: جب امام کے آنے میں تاخیر ہو اور کسی فتنہ و فساد کا خوف نہ ہو تو اندریں حالت کسی اور کو وقتی امام بنا سکتے ہیں۔

(٩٤٩) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ نِ السَّاعِدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ اِلٰى بَنِيْ عَمْرِوبْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: اَتُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَاُقِيْمَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَصَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَايَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى مَا اَمَرَهٗ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْبَكْرٍ حَتَّى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: ((يَا اَبَابَكْرٍ! مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: مَا كَانَ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا لِيْ رَاَيْتُكُمْ اَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيْقَ؟ مَنْ نَّابَهٗ شَيْءٌ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهٗ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَيْهِ وَاِنَّمَا التَّصْفِيْحُ لِلنِّسَآءِ)).

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ بنی عمرو بن عوف والوں میں رسول اکرم ﷺ بغرض مصالحت تشریف لے گئے۔ چونکہ نماز کا وقت ہو چکا تھا، اس لیے مؤذن نے اذان دینے کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں تکبیر کہتا ہوں آپ نماز پڑھائیے۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے کہ رسول اکرم ﷺ پیچھے سے آئے اور لوگوں میں سے نکلتے ہوئے صف میں شریک ہو گئے مقتدی دستک دینے لگے۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی دوسری طرف متوجہ نہ ہوتے تھے۔ مقتدی جب بکثرت دستک دینے لگے تو آپ متوجہ ہوئے اور رحمت دو عالم ﷺ کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہا۔ جس پر حضور ﷺ نے اشارہ سے فرمایا: "تم اپنی جگہ کھڑے رہو۔" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے اس شرف امامت بخشنے پر اپنے دونوں ہاتھ بلند کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ اور پیچھے آ کر صف میں شریک ہو گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ آگے بڑھ گئے اور نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد آپ ﷺ نے پوچھا: اے ابوبکر! تم اپنی جگہ کھڑے کیوں نہیں رہے، میں نے تو تم کو کھڑے رہنے کا حکم دیا تھا؟" جس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے میں اتنی سکت نہیں کہ وہ رسول اکرم ﷺ کی امامت کرے۔ پھر حضور ﷺ نے مقتدیوں کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا: "تم نے بہت زیادہ دستک دی۔ دستک تو عورتوں کے لیے ہے تمہیں جب نماز میں کوئی حادثہ پیش آ جائے تو تم لوگ سبحان اللہ کہو۔ جب تم سبحان اللہ کہو گے تو امام تمہاری طرف متوجہ ہو جائے گا۔"

فائدہ: اس حدیث شریف سے کئی فائدے ثابت ہوئے۔ پہلا یہ کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی امامت اور باقی دیگر صحابہ پر آپ کی فضیلت۔ دوسرے یہ کہ امام کا خود جا کر لوگوں میں مصالحت کرانا۔ تیسرے یہ کہ امام کی غیر موجودگی میں کسی اور کو خلیفہ بنا لینا بشرطیکہ اس خلافت کو خود امام پسند کرے اور کسی فساد کا اندیشہ نہ ہو۔ چوتھے یہ کہ وہ شخص خلیفہ بنایا جائے جو امامت کے لیے سب سے زیادہ موزوں ہو۔ پانچویں یہ کہ مؤذن اسی کو امامت کے لیے کہے جو سب سے زیادہ افضل ہو۔ اور ایسی حالت میں مؤذن کی بات کو ماننا چاہیے۔ چھٹے یہ کہ عمل قلیل مثلاً دستک دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ساتویں یہ کہ بشرط ضرورت نماز میں ایک دو قدم آگے پیچھے ہٹنا درست ہے۔ آٹھویں یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مزید نعمت (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) ملنے پر ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر کرنا درست ہے۔ نویں یہ کہ بشرط ضرورت نماز میں دوسری طرف دیکھنا جائز ہے۔ دسویں یہ کہ نماز پوری کرنے کے لیے امام کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر سکتا ہے اور یہی مذہب تمام اہل حدیث کا ہے۔ گیارہویں یہ کہ امام نماز میں شریک ہونے کے بعد بحیثیت تابع و مقتدی امامت کرنے والے سے اس کی عزت و توقیر بڑھانے کے لیے کوئی بات کہے تو اس امامت کرنے والے کو بلحاظ ادب و عزت اپنے امام کی جو بحالت موجودہ مقتدی ہو بات نہ ماننا چاہیے کیوں کہ حقیقی عزت امام کی یہی ہے۔ بارہویں یہ کہ بزرگوں کا ادب کیا جائے۔ تیرہویں یہ کہ اگر نماز میں کوئی حادثہ پیش آجائے تو مرد بآواز سبحان اللہ کہے اور عورت اپنی داہنی ہتھیلی اپنے بائیں ہاتھ کی پشت پر مار کر دستک دے ورنہ اگر کھیل کود کی مانند تالی بجائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ چودھویں یہ کہ اول وقت نماز پڑھنا پندرہویں یہ کہ تکبیر اس وقت کہی جائے جب کہ نماز پڑھانے کے لیے امام تیار ہو۔ سولہویں یہ کہ اذان دینے والا ہی تکبیر اقامت کہے۔ سترہواں یہ کہ بشرط ضرورت صف چیر کر آگے بڑھنا۔ یا پیچھے لوٹ جانا درست ہے۔ اٹھارہویں یہ کہ امام اس شخص کی اقتدا کر سکتا ہے جب کہ اس نائب یا خلیفہ کے ساتھ ہی اس امام نے تکبیر تحریمہ کہی ہو اور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز پڑھاتے میں شرکت کی تھی۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٩٥٠) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ وَفِيْ حَدِيْثِهِمَا فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَاللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآءَهٗ حَتّٰى قَامَ فِى الصَّفِّ. [بخاري: ١٢٣٤؛ نسائي: ٧٨٣]

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں یہی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بحالت نماز اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ کی تعریف کی اور پھر الٹے پیچھے ہٹ کر صف میں شریک ہو گئے۔

○ ○ ○ ○

(٩٥١) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ: ذَهَبَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ وَزَادَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَقَ الصُّفُوْفَ حَتّٰى قَامَ عِنْدَالصَّفِّ الْمُقَدَّمِ وَفِيْهِ: اَنَّ اَبَابَكْرٍ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى. [نسائي:١١٨٢]

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ بنی عمرو بن عوف میں مصالحت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہاں سے واپسی پر آپ ﷺ پچھلی صفوں سے نکلتے ہوئے پہلی صف میں آکر کھڑے ہو گئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے ہٹ گئے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ امام بحالت نماز جب پیچھے ہٹے تو قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے پیچھے نہ ہٹے۔ بلکہ اس کو الٹے پاؤں پیچھے ہٹنا چاہیے۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٩٥٢) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّهٗ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ تَبُوْكَ قَالَ الْمُغِيْرَةُ: فَتَبَرَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهٗ اِدَاوَةً قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَىَّ اَخَذْتُ اُهْرِيْقُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنَ الْاِدَاوَةِ وَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ جُبَّتَهٗ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهٖ فَاَدْخَلَ يَدَيْهِ فِى الْجُبَّةِ حَتّٰى اَخْرَجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْ اَسْفَلِ الْجُبَّةِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ تَوَضَّاَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ

مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ جنگ تبوک میں شرکت کی۔ ایک صبح قبل نماز فجر اسی مقام تبوک میں آپ ﷺ رفع حاجت کے لیے روانہ ہوئے اور میں پانی کا لوٹا لئے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ رفع حاجت کے بعد جب آپ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپ ﷺ نے پہلے تین مرتبہ ہاتھ دھوئے پھر منہ دھویا پھر جبہ کو ہاتھوں پہ چڑھانا چاہا لیکن اس کی آستینیں چھوٹی تھیں اس لئے آپ ﷺ نے جبہ کے نیچے سے اپنے دونوں ہاتھ نکال کر کہنیوں تک دھوئے اور اس کے بعد مسح کیا اور اس کے بعد موزوں پر مسح کیا۔ پھر میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی روانہ ہوا۔ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نماز

قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَاَقْبَلْتُ مَعَهُ حَتّٰى نَجِدُ النَّاسَ قَدْ قَدَّمُوْا عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَصَلّٰى لَهُمْ فَاَدْرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الْاٰخِرَةَ فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُتِمُّ صَلٰوتَهٗ فَاَفْزَعَ ذٰلِكَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاَكْثَرُ التَّسْبِيْحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوتَهٗ اَقْبَلَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ: ((اَحْسَنْتُمْ)) اَوْ قَالَ: ((قَدْ اَصَبْتُمْ)) يَغْبِطُهُمْ اَنْ صَلَّوُا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا. [راجع:٦٢٦]

پڑھا رہے ہیں۔ چنانچہ ان کے پیچھے حضور اکرم ﷺ نے ایک رکعت پڑھی۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے دونوں رکعتیں پڑھنے کے بعد سلام پھیر کے دیکھا تو رسول اکرم ﷺ نماز پوری کرنے کی خاطر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو گئے تھے۔ مسلمان یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور انہوں نے بکثرت تسبیح پڑھی۔ پھر رحمت عالم ﷺ نے بعد فراغت نماز فرمایا: ''تم لوگوں نے اچھا کیا اور بحالت مسرت فرمایا: تم لوگ وقت مقررہ پر نماز پڑھا کرو۔''



(٩٥٣) عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ نَحْوَ حَدِيْثِ عَبَّادٍ قَالَ الْمُغِيرَةُ: فَاَرَدْتُ تَاْخِيْرَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((دَعْهُ)).

[راجع: ٦٣٣]

حمزہ بن مغیرہ نے بھی عباد کی مانند حدیث بیان کی۔ مغیرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو پیچھے ہٹانا چاہا لیکن رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انہیں نماز پڑھانے دو۔''



فائدہ۔ اوپر والی حدیث کتاب الطہارت میں بیان ہو چکی ہے۔ ان ہر دو احادیث سے ثابت ہوا کہ اچھی طرح وضو کیا جائے اور دوسرا آدمی بھی وضو کرا سکتا ہے۔ نیز امام کو ہٹانے کی بجائے اس کے پیچھے امام وقت نماز پڑھ سکتا ہے۔ بہر حال نماز وقت مقررہ پر پڑھنا ضروری ہے اگر مقررہ امام کی آمد میں تاخیر ہو تو اس کا خلیفہ بنایا جا سکتا ہے۔

بَابُ تَسْبِيْحِ الرَّجُلِ وَتَصْفِيْقِ الْمَرْاَةِ اِذَا نَابَهُمَا شَيْءٌ فِي الصَّلٰوةِ.

باب: نماز میں اگر کوئی حادثہ پیش آجائے تو مرد تسبیح کہیں اور خواتین دستک دیں۔

(٩٥٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلتَّسْبِيْحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيْحُ لِلنِّسَاءِ)) زَادَ حَرْمَلَةُ فِيْ رِوَايَتِهٖ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَقَدْ رَاَيْتُ رِجَالًا مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ يُسَبِّحُوْنَ وَيُشِيْرُوْنَ. [بخاری: ١٢٠٣؛ ابوداود: ٩٣٩؛ ابن ماجه: ١٠٣٤]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہئے اور خواتین کو دستک دینا چاہئے۔'' حرملہ نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول بیان کیا: میں نے چند علما کو دیکھا جو بحالت نماز تسبیح پڑھتے اور اشارہ کرتے تھے۔



فائدہ۔ بشرط ضرورت دوران نماز مردوں کو تسبیح پڑھنا و اشارہ کرنا اور خواتین کو دستک دینا جائز ہے، اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ دستک دینے کی ترکیب یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر زور سے مارا جائے۔ (از مترجم اقبال الدین احمد)

(٩٥٥) عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

○ ○ ○ ○

(٩٥٦) عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَ زَادَ: ((فِي الصَّلَاةِ)).

اس سند سے بھی وہی حدیث مروی ہے مگر اس میں اس لفظ کا اضافہ ہے کہ (نماز میں)۔

بَابُ الْأَمْرِ بِتَحْسِيْنِ الصَّلٰوةِ وَإِتْمَامِهَا وَالْخُشُوْعِ فِيْهَا.

باب: دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھنے کے احکام۔

(٩٥٧) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: ((يَا فُلَانُ! أَلَا تُحْسِنُ صَلٰوتَكَ؟ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّيْ إِذَا صَلّٰى كَيْفَ يُصَلِّيْ؟ فَإِنَّمَا يُصَلِّيْ لِنَفْسِهِ إِنِّيْ وَ اللّٰهِ! لَأُبْصِرُ مِنْ وَّرَآئِيْ كَمَا أُبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ)).

[نسائی: ٨٧١]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک دن نماز پڑھانے کے بعد فرمایا: "اے فلاں! تم اپنی نماز اچھی طرح کیوں ادا نہیں کرتے؟ کیا نمازی کو یہ دکھائی نہیں دیتا کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے؟ حالانکہ نمازی اپنے فائدوں کے لیے نماز پڑھتا ہے اور اللہ کی قسم! میں جس طرح آگے سے دیکھتا ہوں اسی طرح پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔"

○ ○ ○ ○

(٩٥٨) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا؟ فَوَاللّٰهِ! مَا يَخْفٰى عَلَيَّ رُكُوْعُكُمْ وَلَا سُجُوْدُكُمْ إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ)). [بخاری: ٤١٨، ٧٤١]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کیا: "تم سمجھتے ہو کہ میں صرف قبلہ کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ حالانکہ واللہ! مجھ پر تمہارے رکوع وسجود پوشیدہ نہیں۔ میں تم کو پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔"

○ ○ ○ ○

(٩٥٩) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((أَقِيْمُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِيْ. وَرُبَّمَا قَالَ: مِنْ بَعْدِ ظَهْرِيْ إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُّمْ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کیا: "رکوع وسجود اچھی طرح ادا کرو اور تم جب رکوع وسجود کرتے ہو تو واللہ! میں پیٹھ پیچھے سے یا اپنے پیچھے سے تم کو دیکھتا ہوں۔"

○ ○ ○ ○

(٩٦٠) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَتِمُّوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِيْ إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُّمْ)) وَفِيْ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ: ((إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُّمْ)).

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "لوگو! تم اپنے رکوع وسجود اچھی طرح ادا کرو اور جب تم رکوع وسجود کرتے ہو تو اللہ کی قسم! میں پیٹھ پیچھے سے تم کو رکوع وسجود کرتے دیکھتا ہوں۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کو پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھنے کی اس طرح قوت عطا فرمائی تھی جس طرح ہم کو سامنے سے دیکھنے کی طاقت دی ہے۔ پیٹھ پیچھے یعنی پشت کی چیزوں کو دیکھنے کی قوت بطور خرق عادات انسانی آپ ﷺ کو عنایت کی گئی تھی۔ اور یہ امر خلاف شرع یا مخالف عقل نہیں۔ آج ہزار میل دور کی چیزیں معمولی لوگ بھی دیکھ رہے ہیں اور جب کہ رسالت مآب ﷺ نے پشت کی اشیاء کو خود ملاحظہ فرمایا تو یہ عین شریعت ہے، جس کا ماننا واجب ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر بڑے بڑے علما کا قول ہے کہ پیٹھ پیچھے سے دیکھنے کا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) مطلب حقیقۃً دیکھنا ہے۔ (اور یہ پشت کے پیچھے سے دیکھنا نماز ہی کے ساتھ مخصوص تھا جیسا کہ احادیث میں صراحت ہے) نیز اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز باطمینان ادا کی جائے۔ اور بشرط ضرورت اللہ تعالیٰ کی قسم کھانا جائز ہے۔ علاوہ ازیں بغیر ضرورت قسم نہ کھائی جائے۔

بَابُ تَحْرِيْمِ سَبْقِ الْإِمَامِ بِرُكُوْعٍ أَوْ سُجُوْدٍ وَنَحْوِهِمَا.

باب: امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کرنا حرام ہے۔

(٩٦١) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: ((أَيُّهَا النَّاسُ! إِنِّيْ إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُوْنِيْ بِالرُّكُوْعِ وَلَا بِالسُّجُوْدِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَ لَا بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّيْ أَرَاكُمْ أَمَامِيْ وَمِنْ خَلْفِيْ)) ثُمَّ قَالَ: ((وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا)) قَالُوْا: وَ مَا رَأَيْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ)). [نسائی: ١٣٦٢]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک دن نماز پڑھانے کے فوراً ہی بعد ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''لوگو! میں تمہارا امام ہوں۔ اس لیے مجھ سے پہلے رکوع، سجدہ، قومہ اور سلام نہ پھیرو۔ میں آگے اور پیچھے سے تم کو دیکھتا ہوں۔ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے جو چیزیں میں دیکھتا ہوں اگر تم انہیں دیکھ لو تو ہنسو کم اور روؤ زیادہ' لوگوں نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے کیا دیکھا ہے؟ ارشاد ہوا میں نے جنت۔ اور دوزخ دیکھی ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ مقتدی پر واجب اور فرض ہے کہ وہ نماز میں امام سے پہلے کوئی فعل نہ کرے۔ ورنہ اس کا وہ فعل حرام ہے۔

(٩٦٢) عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ: ((وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ)). [راجع: ٩٦١]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے مگر اس میں یہ لفظ نہیں کہ (اور سلام نہ پھیرو۔)

○ ○ ○ ○

(٩٦٣) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((أَمَا يَخْشَى الَّذِيْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ؟)). [ترمذی: ٥٨٢؛ نسائی: ٨٢٧؛ ابن ماجہ: ٩٦١]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد بیان کیا کہ ''امام سے پہلے سجدہ سے جو کوئی سر اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بلاشک اس کا سر گدھے کے سر کی طرح کر دے گا۔''

○ ○ ○ ○

(٩٦٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا يَأْمَنُ الَّذِيْ يَرْفَعُ رَأْسَهُ فِيْ صَلٰوتِهِ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهُ فِيْ صُوْرَةِ حِمَارٍ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی امام سے پہلے سجدہ سے اپنا سر اٹھاتا ہے اسے ڈرنا چاہیے کہ پروردگار عالم اس کی صورت پلٹ کر گدھے کی مانند کر دے گا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ جنہوں نے انسانی پیدائش کارہائے فطرت سمجھنے کے لیے معمولی سا بھی غور و فکر کیا' وہ جانتے ہیں کہ انسان کو گدھا اور گدھے کو انسان بنا دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دشوار نہیں ہے۔ البتہ عقل کے اندھے اور دل و دماغ کے کمزور، تقلید پہ مرنے والے اس تبدیلی کو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) خارج از امکان سمجھتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جن میں غور و فکر کا مادہ ہے ہی نہیں اور عقل و شعور سے بے بہرہ ہیں ان کا سر پروردگار نے گدھے کی طرح کر دیا ہے جو بظاہر انسان نظر آتے ہیں لیکن دل و دماغ سر اور بھیجہ کے مد نظر وہ گدھے سے بھی بدتر ہیں۔ (العیاذ باللہ)

(٩٦٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ الرَّبِيعِ بْنِ مُسْلِمٍ: ((أَنْ يَجْعَلَ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَجْهَ حِمَارٍ)). [بخاري: ٦٩١؛ ابو داود: ٦٢٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں مذکورہ حدیث کی طرح مگر اس سند سے یہ لفظ بھی آئے ہیں کہ ”اللہ اس کے چہرے کو گدھے کا چہرہ نہ بنا دے۔“

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ.

باب: نماز میں آسمان کی طرف دیکھنے کی ممانعت۔

(٩٦٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ)). [ابن ماجه: ١٠٤٥]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد بیان کیا: ”جو لوگ نماز میں آسمان کی طرف دیکھتے ہیں، وہ اس حرکت سے باز آئیں وگرنہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں گی۔“

○ ○ ○ ○

(٩٦٧) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَآءِ فِي الصَّلٰوةِ إِلَى السَّمَآءِ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ)). [نسائي: ١٢٧٥]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رحمت دو عالم ﷺ کا ارشاد بیان کیا: ”لوگ نماز میں آسمان کی جانب نہ دیکھیں وگرنہ ان کی قوت بینائی زائل کر دی جائے گی۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: ذات مقدس پروردگار عالم ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی ہے، اس بنا پر نمازی کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز میں اپنی نظریں نیچی رکھے۔ نماز میں آسمان کی جانب دیکھنا بالاجماع ممنوع ہے۔ البتہ دعا کی حالت میں آسمان کی جانب دیکھنے کی بابت قاضی عیاض رحمہ اللہ نے علما کا باہمی اختلاف بیان کیا ہے۔ قاضی شریح وغیرہ نے بحالت دعا بھی آسمان کی جانب نظریں جمائے رکھنے کو مکروہ کہا ہے۔ علاوہ ازیں جمہور علما کا بیان ہے کہ بحالت دعا آسمان کی طرف دیکھنا جائز ہے کیونکہ جس طرح نماز کے لیے کعبہ کو قبلہ گردانا گیا ہے۔ بالکل اسی طرح دعا کے لیے آسمان کو قبلہ کہا گیا ہے۔ اسی لیے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے اور ہر دعا کو صرف اللہ تعالیٰ ہی قبول کرتا اور بامراد بناتا ہے۔

بَابُ الْأَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلٰوةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ وَرَفْعِهَا عِنْدَ السَّلَامِ وَإِتْمَامِ الصُّفُوفِ الْأُوَلِ وَالتَّرَاصِّ فِيهَا وَالْأَمْرِ بِالْإِجْتِمَاعِ.

باب: نماز میں بے جا حرکت، سلام کے لیے ہاتھ اٹھانے کی ممانعت نیز اگلی صف پوری کرنے اور باہم مل کر کھڑے ہونے کے احکام۔

(٩٦٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَالِيْ اَرَاكُمْ رَافِعِيْ اَيْدِيكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَرَاٰنَا حلَقًا فَقَالَ: ((مَالِيْ اَرَاكُمْ عِزِيْنَ؟)) قَالَ: ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((اَلَا تَصُفُّوْنَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلٰئِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟)) فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: ((يُتِمُّوْنَ الصُّفُوْفَ الْاُوَلَ وَيَتَرَاصُّوْنَ فِي الصَّفِّ)).

[ابوداود:٦٦١؛ نسائی:٨١٥؛ ابن ماجه:٩٩٢]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''میں تم کو اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تم لوگ نماز میں کوئی حرکت نہ کیا کرو۔'' پھر ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ہم کو حلقہ باندھے دیکھ کر فرمایا: ''تم لوگ الگ الگ کیوں ہو؟'' پھر ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اس طرح صف باندھا کرو جس طرح بارگاہ الٰہی میں فرشتے صف بستہ رہتے ہیں۔ تم لوگ سب سے پہلے اگلی صف پوری کیا کرو اور صف میں مل کر کھڑے ہوا کرو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: صفیں پوری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ سب سے پہلے اگلی صف پوری کی جائے اس کے بعد دوسری اور پھر تیسری وغیرہ۔ یعنی جب تک پہلی صف پوری نہ ہو جائے اس وقت تک دوسری شروع نہ کی جائے۔ نیز نماز کی صفوں میں اس طرح کھڑا ہونا چاہیے کہ دو آدمیوں کے درمیان کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ ادب کے ساتھ ایک قطار میں برابر کھڑا ہوا کریں۔ اس حدیث شریف میں ہاتھ اٹھانے کی جو ممانعت ہے اس سے مراد یہ ہے کہ سلام پھیرتے وقت ہاتھ نہ اٹھائیں۔ جیسے کہ دوسری روایت میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اس سے رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع الیدین کرنے کی ممانعت مقصود نہیں ہے کیونکہ وہ تو مستحب بلکہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ جو احناف اس حدیث کو رفع الیدین کی ممانعت کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں وہ بے علم اور احادیث نبویہ سے ناواقف ہیں۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٩٦٩) حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ.

[راجع:٩٦٨]

اس سند سے بھی اعمش سے مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٩٧٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَاَشَارَ بِيَدِهِ اِلَى الْجَانِبَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَلَامَ تُوْمُوْنَ بِاَيْدِيكُمْ كَاَنَّهَا اَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ اِنَّمَا يَكْفِيْ اَحَدَكُمْ اَنْ يَّضَعَ يَدَهُ عَلٰى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى اَخِيْهِ مَنْ عَلٰى يَمِيْنِهِ وَشِمَالِهِ)). [ابوداود:٩٩٨، ٩٩٩؛ نسائی:١١٨٤، ١٣١٧، ١٣٢٥]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ جب ہم لوگ نماز پڑھتے تو نماز کے اختتام پر دائیں بائیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ یہ ملاحظہ فرما کر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم لوگ اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو جیسے شریر گھوڑوں کی دمیں ہلتی ہیں۔ تمہیں یہی کافی ہے کہ تم قعدہ میں اپنی رانوں پر ہاتھ رکھے ہوئے دائیں اور بائیں منہ موڑ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا کرو۔''

○ ○ ○ ○

(٩٧١) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِيْنَا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مَا شَأْنُكُمْ؟ تُشِيْرُوْنَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ؟ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلٰى صَاحِبِهِ وَلَا يُوْمِئْ بِيَدِهِ)). [راجع: ٩٧٠]

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے ہم لوگ رسالت مآب ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تو نماز کے اختتام پر السلام علیکم ورحمة الله کہتے ہوئے ہاتھ سے اشارہ بھی کرتے تھے۔ یہ دیکھ کر رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں یہ کیا ہو گیا ہے؟ تم اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے ہو گویا وہ شریر گھوڑوں کی دمیں ہیں۔ تم میں سے جب کوئی نماز ختم کرے تو اپنے بھائی کی جانب منہ کر کے صرف زبان سے السلام علیکم ورحمة الله کہے اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے۔“

فائدہ۔ نماز کا سلام پھیرتے وقت صرف السلام علیکم ورحمة الله کہنا چاہیے اور ہاتھ سے کوئی اشارہ نہ کرنا چاہیے۔

بَابُ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ وَإِقَامَتِهَا وَفَضْلِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ مِنْهَا وَ الْإِزْدِحَامِ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْمُسَابَقَةِ إِلَيْهَا وَتَقْدِيْمِ أُولِي الْفَضْلِ وَتَقْرِيْبِهِمْ مِنَ الْإِمَامِ.

باب: صفوں کو برابر کرنے، پہلی صف کی فضیلت اور پہلی صف پر ازدحام اور سبقت کرنے اور اصحاب فضل کو مقدم کرنے اور امام کے قریب کرنے کے احکام۔

(٩٧٢) عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُوْلُ: ((اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ وَلْيَلِنِيْ مِنْكُمْ أُولُوا الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ)) قَالَ أَبُوْ مَسْعُوْدٍ: فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا. [ابوداود: ٦٧٤؛ نسائي: ٨٠٦، ٨١١؛ ابن ماجه: ٩٧٦]

ابو مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نماز کے لیے رسول اکرم ﷺ ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ”برابر کھڑے رہو اور آگے پیچھے نہ ہو ورنہ تمہارے دلوں میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ نیز میرے قریب وہ کھڑے ہوں جو کہ بہت سمجھدار اور عقل مند ہیں اور پھر جو ان سے قریب ہوں۔“ اس کے بعد ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: آج تم لوگوں میں بے انتہا اختلافات رونما ہو گئے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوا کہ امام کے پاس وہ لوگ کھڑے ہوں جو صاحبان عقل و شعور اور دوسروں سے افضل ہوں تا کہ امام بوقت ضرورت کسی کو خلیفہ مقرر کر سکے۔ امام بھول چوک جائے تو اس کی اصلاح کرنے کے اہل ہوں اور نماز کی ترکیب سیکھ کر دوسروں کو بھی سکھا سکیں۔ ان کے بعد وہ لوگ کھڑے ہوں جو اتنے زیادہ فضیلت کے حامل نہ ہوں اور پھر ان اوسط درجہ والوں کے بعد دوسرے لوگ کھڑے ہوں۔ واضح رہے کہ یہ حکم صرف نماز کے لیے ہی خاص نہیں بلکہ ہر مجلس میں صاحبان فضل و کمال اور اہل علم کی عزت کی جائے۔

(٩٧٣) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٩٧٢]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٩٧٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((لِيَلِنِيْ مِنْكُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثَلَاثًا وَاِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْاَسْوَاقِ)). [ابوداود: ٦٧٤؛ ترمذی: ٢٢٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے نزدیک وہ لوگ کھڑے ہوں جو عقل وشعور کے مالک ہوں، ان کے بعد متوسط لوگ پھر ان کے بعد اور لوگ۔ نیز بازاری حرکات سے تم لوگ پرہیز کرو۔''

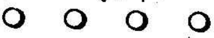
(٩٧٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ)). [بخاری: ٧٢٣؛ ابوداود: ٦٦٨؛ ابن ماجه: ٩٩٣]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنی صفیں برابر رکھا کرو کیوں کہ صف بندی سے نماز کی تکمیل ہوتی ہے۔''



(٩٧٦) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَتِمُّوا الصُّفُوْفَ فَاِنِّيْ اَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِيْ)). [بخاری: ٧١٨]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ صفیں پوری کیا کرو کیونکہ میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔''



(٩٧٧) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ: ((اَقِيْمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ)).

ہمام کا بیان ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کئی حدیثیں بیان کرتے ہوئے ہم سے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''نماز میں صفیں سیدھی رکھا کرو کیونکہ عمدہ صف بندی سے نماز اچھی معلوم ہوتی ہے۔''



(٩٧٨) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ)). [بخاری: ٧١٧]

حضرت نعمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے۔ ''تم اپنی صفیں سیدھی رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں مخالفت پیدا کر دے گا۔''



فائدہ: وجوہ کا ترجمہ بعض لوگوں نے یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں بدل دے گا یعنی تمہیں مسخ کر دے گا، واللہ اعلم۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٩٧٩) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّيْ صُفُوْفَنَا حَتّٰى كَاَنَّمَا يُسَوِّيْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ! لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ)). [ابوداود: ٦٦٣، ٦٦٥؛ ترمذی: ٢٢٧؛ نسائی: ٨٠٩؛ ابن ماجه: ٩٩٤]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں برابر کیا کرتے تھے حتی کہ ایسا معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ ان سے تیر کی لکڑی برابر فرما رہے ہوتے اور یہ سلسلہ جاری رہا، تاوقتیکہ آپ ﷺ نے سمجھا کہ ہم لوگ اس بات کو آپ ﷺ سے معلوم کر چکے ہیں پھر ایک روز آپ ﷺ نکلے تو کھڑے ہو گئے تھے کہ آپ ﷺ تکبیر کہتے۔ اتنے میں آپ ﷺ نے ایک آدمی دیکھا جس کا سینہ صف سے نکلا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ کے بندو! تم لوگ ضرور بالضرور اپنی صفیں برابر کر لو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں مخالفت ڈال دے گا۔''

(۹۸۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ: حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ. [بخاري:۷۱۷]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۹۸۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَوْيَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي التَّهْجِيْرِ لَاسْتَبَقُوْا اِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا)). [بخاري: ٦١٥، ٦٥٤، ٧٢١، ٢٦٨٩؛ ترمذي: ٢٢٥؛ نسائي: ٥٣٩، ٦٧٠]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اذان اور پہلی صف کا ثواب اگر لوگوں کو معلوم ہوتا تو وہ قرعہ اندازی کرتے اور اگر اول وقت نماز پڑھنے کی فضیلت سے لوگ واقف ہوتے تو ایک دوسرے پر سبقت کرتے۔ اور اگر عشاء وفجر کی برتری جانتے تو ان دونوں کے لیے سرین کے بل رگڑتے ہوئے آتے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: عشاء اور فجر کی جماعت کی فضیلت اس لیے زیادہ ہے کہ ان دونوں وقتوں میں نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(۹۸۲) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى فِيْ اَصْحَابِهِ تَاَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ: ((تَقَدَّمُوْا فَاْتَمُّوْا بِيْ وَلْيَاْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَاَخَّرُوْنَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ)). [ابو داود: ٦٨٠؛ نسائي: ٧٩٤؛ ابن ماجه: ٩٧٨]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو پچھلی صف میں دیکھ کر فرمایا: ''میرے قریب آؤ اور پہلی صف پوری کرو، پھر دوسری صف والے تمہاری پیروی کریں اور جو لوگ پیچھے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں بھی ان کو پیچھے رکھے گا۔''

○ ○ ○ ○

(۹۸۳) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا فِيْ مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ. [نسائي: ٧٩٥]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کو کہ وہ مسجد کے کنارے میں بیٹھے ہوئے تھے پھر مذکورہ حدیث کے مثل بیان کی۔

(۹۸۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَوْ تَعْلَمُوْنَ اَوْ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَكَانَتْ قُرْعَةً)) قَالَ ابْنُ حَرْبٍ: ((اَلصَّفِّ الْاَوَّلِ مَا كَانَتْ اِلَّا قُرْعَةً)). [ابن ماجه: ٩٩٨]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم لوگ پہلی صف کی فضیلت جانتے تو اس میں شرکت کے لیے قرعہ اندازی کرتے۔'' ابن حرب نے کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ یہی معنی بیان کیا ہے۔

(۹۸۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ صُفُوْفِ الرِّجَالِ اَوَّلُهَا وَشَرُّهَا اٰخِرُهَا وَخَيْرُ صُفُوْفِ النِّسَآءِ اٰخِرُهَا وَشَرُّهَا اَوَّلُهَا)). [نسائي: ٨١٩]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی صفوں میں سب سے بہتر پہلی صف ہے اور سب سے بری آخری صف ہے۔ اور خواتین کے لیے سب سے بری پہلی صف ہے (جب کہ مردوں کی صفیں ان کے قریب ہوں) اور اچھی صف پچھلی صف ہے۔'' (جو کہ مردوں سے دور ہو)



فائدہ۔ جماعت میں اگر صرف خواتین ہی ہوں تو مردوں کی طرح پہلی ہی صف ان کے لیے اچھی ہے۔ پہلی صف سے وہ صف مراد ہے جو امام کے پاس ہو۔ عام ازیں کہ یہ صف ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک برابر ہو یا درمیان میں کسی چیز کے حائل ہو جانے کی وجہ سے ناقص ہو۔ اور خواہ اس صف بندی سے پہلے کچھ مرد اس مقام پر موجود ہوں یا صف بندی کے بعد آئے ہوں۔ (امام نووی رحمہ اللہ)

(٩٨٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ يَعْنِى الدَّرَاوَرْدِيَّ. عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [ترمذی:٢٢٤؛ ابن ماجه:١٠٠٠]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اَمْرِ النِّسَآءِ الْمُصَلِّيَاتِ وَرَآءَ الرِّجَالِ اَنْ لَّا يَرْفَعْنَ رُؤُوْسَهُنَّ مِنَ السُّجُوْدِ حَتّٰى يَرْفَعَ الرِّجَالُ.

باب: خواتین اگر مردوں کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہوں تو مردوں کے سر اٹھانے تک وہ اپنا سر نہ اٹھائیں۔

(٩٨٧) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: لَقَدْ رَاَيْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِىْ اُزُرِهِمْ فِىْ اَعْنَاقِهِمْ مِثْلَ الصِّبْيَانِ مِنْ ضِيْقِ الْاُزُرِ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ قَائِلٌ: يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ! لَاتَرْفَعْنَ رُؤُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَرْفَعَ الرِّجَالُ. [بخارى: ٣٦٢، ٨١٤، ١٢١٥؛ ابوداود: ٦٣٠؛ نسائى: ٧٦٥]

سہل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے دیکھا ہے کہ کپڑا کم ہونے کی وجہ سے لوگ اپنے تہبند اپنے گلے میں باندھے رسول اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، جس پر کسی نے رسول اکرم ﷺ کا یہ حکم بیان کیا: ''اے خواتین! جب تک مرد سجدہ سے سر نہ اٹھائیں اس وقت تک تم بھی سجدہ سے سر نہ اٹھانا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ کپڑا چھوٹا ہونے کی وجہ سے بعض صحابۂ کرام ستر کھل جانے کے ڈر سے اپنے گلے میں باندھ لیا کرتے تھے اسی لیے عورتوں کو حکم ہوا تا کہ کسی مرد کے ستر پر کسی عورت کی نظر نہ پڑ جائے۔

بَابُ خُرُوْجِ النِّسَآءِ اِلَى الْمَسَاجِدِ اِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ وَّاَنَّهَا لَاتَخْرُجُ مُطَيَّبَةً.

باب: بزمانۂ امن خواتین کو مساجد میں جانے کی اجازت اور خوشبو لگا کر باہر نکلنے کی ممانعت۔

(٩٨٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَااسْتَاْذَنَتْ اَحَدَكُمْ امْرَاَتُهُ اِلَى الْمَسْجِدِ فَلَايَمْنَعْهَا)). [بخارى: ٥٢٣٨؛ نسائى: ٧٠٥]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری خواتین جب مسجد میں جانا چاہیں تو ان کو منع نہ کرو۔''

○ ○ ○ ○

(٩٨٩) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَمْنَعُوْا نِسَآءَ كُمُ الْمَسَاجِدَ اِذَا اسْتَاْذَنَّكُمْ

سالم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ''تمہاری خواتین جب مسجد جانا چاہیں تو انہیں مسجد میں جانے سے نہ روکو۔'' بلال بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن

اِلَيْهَا)) قَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: وَاللّٰهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ قَالَ: فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ: اُخْبِرُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ وَاللّٰهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ.

عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سننے کے بعد کہا: واللہ! ہم ان خواتین کو باز رکھیں گے۔ جس پہ حضرت عبداللہ نے ان کو اتنی بری گالی دی جواب تک میں نے ان سے سنی نہیں تھی۔ پھر اس کے بعد فرمایا: میں تو رسول اکرم ﷺ کی حدیث تم کو بتلا رہا ہوں اور تم کہتے ہو کہ ہم خواتین کو باز رکھیں گے۔

فائدہ: حدیث شریف کا اپنی ذاتی رائے سے مقابلہ نہ کرنا چاہیے۔ بعض مقلد حدیث کے مقابلہ میں اپنے مجتہد کی رائے اور قیاس کو پیش کرتے ہیں (نعوذ باللہ) مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے حکم یا فعل کے مقابلہ میں کسی اور کے قول وفعل کی سند نہ لائے وگرنہ بے ادبی اور شیطانی کام ہے جس میں کفر کا خوف لگا ہوا ہے۔ ہمارا اعتقاد اور عمل یہ ہے کہ حضور ﷺ کے حکم وفعل کے مقابلہ میں پوری دنیا کے قول وفعل کی کوئی حقیقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کا خاتمہ بالخیر کرے اور رحمت عالم ﷺ کی محبت واطاعت کی ہر وقت توفیق دے۔ اطاعت غیر محمد ﷺ نہیں مسلک میرا۔

(۹۹۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَمْنَعُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ)).

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی لونڈیوں کو اللہ کی مساجد میں جانے سے منع نہ کرو۔“

(۹۹۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ نِسَاءُ كُمْ اِلَى الْمَسَاجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ)). [بخاري:۸۷۳]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جب تمہاری خواتین مسجد میں جانے کے لیے تم سے اجازت مانگیں تو انہیں مسجد میں جانے دو۔“

(۹۹۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ)) فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: لَا نَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا قَالَ: فَزَبَرَهُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ: اَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ: لَا نَدَعُهُنَّ. [بخاري: ۸۹۹؛ ابوداود: ۵٦۸؛ ترمذي: ۵۷۰]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جب رسول اکرم ﷺ کی یہ حدیث بیان کی کہ ”تم لوگ رات کے وقت اپنی خواتین کو مسجد جانے سے نہ روکو۔“ تو ان کے لڑکے نے کہا: ہم تو انہیں منع کریں گے تا کہ وہ مکرو فریب نہ کریں۔ جس پر انہوں نے اپنے بیٹے کو برا بھلا کہنے کے بعد کہا: میں تو رسول اللہ ﷺ کا حکم سناتا ہوں اور تم اس کی مخالفت کرتے ہو۔

○ ○ ○ ○

(۹۹۳) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ اَخْبَرَنَا عِيسَى عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع:۹۹۲]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۹۹٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ائْذَنُوْا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ اِلَى الْمَسَاجِدِ)) فَقَالَ ابْنٌ لَهُ: يُقَالُ لَهُ: وَاقِدٌ اِذَنْ يَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا قَالَ: فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِهِ وَقَالَ اُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْلُ: لَا. [راجع: ۹۹۲]

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: ”تم اپنی خواتین کو رات کے وقت مسجد جانے کی اجازت دو۔“ جس پر ان کے ایک بیٹے نے جس کا نام واقد ہے، جواب دیا۔ وہ وہاں جا کر مکرو فریب کریں گی۔ یہ سن کر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ میں تم سے رحمت عالم ﷺ کا حکم بیان کرتا ہوں اور تو کہتا ہے کہ انہیں نہیں جانے دیں گے۔



(۹۹۵) عَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ)) فَقَالَ بِلَالٌ: وَاللّٰهِ! لَنَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ: أَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ أَنْتَ: لَنَمْنَعُهُنَّ.

بلال بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کی زبانی حضور اکرم ﷺ کا یہ حکم بیان کیا: ''بشرط حصول اجازت تم لوگ اپنی خواتین کو مسجد میں ثواب حاصل کرنے کے لیے جانے کی اجازت دو۔'' جس پر میں نے کہا: واللہ! ہم تو انہیں منع کریں گے۔ جس پر والد محترم نے فرمایا: ہم تو رسول اکرم ﷺ کا حکم بیان کرتے ہیں اور تم اس کی مخالفت کرتے ہو۔

(۹۹۶) عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ كَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَطَيَّبْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ)). [نسائی: ٥١٤٤، ٥١٤٥، ٥١٤٦، ٥١٤٧، ٥١٤٨، ٥١٤٩]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کی احادیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا ہے: ''کوئی خاتون جب عشاء کی نماز کیلئے مسجد آنا چاہے تو وہ اس رات کو خوشبو نہ لگائے۔''



(۹۹۷) عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا)). [راجع: ۹۹۶]

حضرت زینب رضی اللہ عنہا زوجہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت مسجد میں آنا چاہے تو وہ خوشبو کو ہاتھ تک نہ لگائے۔''



(۹۹۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ)). [ابو داود: ٤١٧٥؛ نسائی: ٥١٧٣]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جو عورت کسی خوشبو کی دھونی لے تو وہ ہمارے ساتھ نماز عشا میں شریک نہ ہو۔''



(۹۹۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ: لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى مَا أَحْدَثَ النِّسَاءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ: فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ: أَنِسَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مُنِعْنَ الْمَسْجِدَ؟ قَالَتْ: نَعَمْ. [بخاری: ۸۶۹؛ ابو داود: ٥٦٩]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ اگر زمانہ موجودہ کی بناؤ سنگھار کرنے والی خواتین کو دیکھتے تو انہیں بھی یہودیوں کی طرح مسجد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دیتے۔ یحییٰ بن سعید نے پوچھا: اے عمرہ! کیا بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا؟ انہوں نے کہا: ہاں۔



فائدہ۔ احادیث مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ خواتین کو مسجدوں میں نماز کیلئے جانے دینا چاہیے۔ لیکن بناؤ سنگھار کر کے، خوشبو لگا کر اور آواز دار زیور پہن کر مسجد نہ جائیں۔ جس سے فتنہ کا اندیشہ ہے اور فساد کی بو آتی ہے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ عہد نبوی ﷺ میں خواتین بلا مزاحمت مسجدوں میں جایا کرتی تھیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان اس امر کی دلیل ہے کہ بناؤ سنگھار وغیرہ کر کے عورتوں کو گھر سے باہر کسی مقام پر بھی قدم نہیں رکھنا چاہیے۔ یاد رہے کہ جب نیت بری ہو تو ہر مباح اور مستحب کام بھی ممنوع ہو جاتا ہے۔

(۱۰۰۰) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

النَّاقِدُ : حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ الْاَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ: اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع:٩٩٩]

○ ○ ○ ○

بَابُ التَّوَسُّطِ فِي الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلٰوةِ الْجَهْرِيَّةِ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْاِسْرَارِ اِذَا خَافَ مِنَ الْجَهْرِ مَفْسَدَةً.

باب: جب فساد کا اندیشہ ہو تو جہری نماز میں بھی قراءت درمیانی آواز سے پڑھی جائے۔

(١٠٠١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ [١٧/ الاسراء:١١٠] قَالَ: نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ وَكَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْاٰنِ فَاِذَا سَمِعَ ذٰلِكَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْاٰنَ وَمَنْ اَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِنَبِيِّهٖ ﷺ : ﴿ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ﴾ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ قِرَاءَتَكَ ﴿وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ عَنْ اَصْحَابِكَ اَسْمِعْهُمُ الْقُرْاٰنَ وَلَا تَجْهَرْ ذٰلِكَ الْجَهْرَ ﴿ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا﴾ يَقُوْلُ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْمُخَافَتَةِ . [بخاری: ٤٧٢٢، ٧٤٩٠، ٧٥٢٥، ٧٥٤٧؛ ترمذی: ٣١٤٥، ٣١٤٦؛ نسائی: ١٠١٠، ٣٢٠، ١٠١١]

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: درمیانی آواز سے نماز پڑھنے کی آیت مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی جب کہ رسول اللہ ﷺ خوف کی وجہ سے ایک گھر میں پوشیدہ تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ مشرک جب قرآن کریم کی آواز سنتے تو قرآن کریم، اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کو گالیاں دیتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ آپ اتنے زور سے قرآن کریم نہ پڑھیے جسے مشرک سن سکیں اور اتنی آہستہ بھی نہ پڑھیے کہ اصحاب نہ سن سکیں بلکہ درمیانی آواز سے قرآن پڑھیے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٠٢) عَنْ عَائِشَةَ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا ﴾ قَالَتْ: اُنْزِلَ هٰذَا فِي الدُّعَاءِ .

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ یہ حکم الٰہی ﴿ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا﴾ دعا کے بارے میں نازل ہوا ہے۔ (یعنی دعا نہ بہت زور سے مانگے نہ بہت آہستہ)

(١٠٠٣) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

يَعْنِى ابْنَ زَيْدٍ: وَحَدَّثَنَا اَبُوبَكْرِ بْنُ اَبِى شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ وَ وَكِيْعٌ: وَحَدَّثَنَا اَبُوْ كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ.

O O O O

بَابُ الْاِسْتِمَاعِ لِلْقِرَآءَةِ.

باب: قراءت سننے کا حکم۔

(١٠٠٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ﴾ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيْلُ بِالْوَحْيِ كَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهٖ لِسَانَهٗ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَكَانَ ذٰلِكَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ اَخْذَهٗ ﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾ اِنَّ عَلَيْنَا اَنْ نَّجْمَعَهٗ فِیْ صَدْرِكَ وَقُرْاٰنَهٗ فَتَقْرَاُهٗ ﴿فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ﴾ قَالَ: اَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ لَهٗ ﴿اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ﴾ [القيامه: ١٦-١٩] اَنْ نُبَيِّنَهٗ بِلِسَانِكَ فَكَانَ اِذَا اَتَاهُ جِبْرِيْلُ اَطْرَقَ فَاِذَاذَهَبَ قَرَاَهٗ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

[بخاری:٥، ٤٩٢٧، ٤٩٢٨، ٤٩٢٩، ٥٠٤٤، ٧٥٢٤؛ ترمذی:٣٣٢٩]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان کہ ''اپنی زبان کو مت ہلائیے'' کے بارے میں مروی ہے کہ جبرائیل علیہ السلام جب وحی لاتے تو رسول اللہ ﷺ اس خوف سے کہ کہیں آپ بھول نہ جائیں جبرائیل علیہ السلام کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اپنی زبان اور ہونٹ ہلاتے ہوئے دھرایا کرتے تھے اور اس طرح ادائیگی میں آپ ﷺ کو دقت ہوتی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ آپ مشقت برداشت نہ کریں۔ ہم پر لازم ہے کہ وحی کے الفاظ آپ ﷺ کے دل پر نقش کردیں گے اور آپ ﷺ کو یاد کرا دیں گے۔ جبرائیل علیہ السلام جو کچھ کہتے جائیں آپ ﷺ اسے سماعت کرتے رہا کیجئے' اور الفاظ کا یاد کرا دینا اور آپ ﷺ کی زبان سے ان کو دہرا دینا یہ ہمارا ذمہ ہے۔ اس کے بعد جبرائیل علیہ السلام آتے تو آپ ﷺ بخاموشی گردن جھکا کر سنتے اور ان کی روانگی کے بعد وہی الفاظ آپ ﷺ حسب وعدۂ الٰہی اپنے اصحاب کو سنا دیا کرتے تھے۔

O O O O

(١٠٠٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِهٖ: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾ قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِی ابْنُ عَبَّاسٍ: اَنَا اُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَقَالَ سَعِيْدٌ: اَنَا اُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے ''حکم الٰہی کہ آپ اپنی زبان بسرعت یاد کرنے کیلئے نہ ہلائیے۔'' اس کا واقعہ یہ ہے کہ نزول قرآن کریم کے وقت رسول اکرم ﷺ بہ دقت اپنی زبان سے الفاظ وحی ادا کیا کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کی طرح ہونٹ ہلاتے ہوئے سعید سے حدیث بیان کی۔ اور سعید نے کہا: جس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے ہونٹ ہلا رہے تھے، میں بھی اسی طرح اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ آپ بسرعت یاد کرنے کیلئے اپنی زبان نہ ہلائیے۔ آپ کے دل میں الفاظ وحی یاد کرا دینا اور پھر آپ ﷺ کی زبان سے ان کو کہلوا دینا یہ ہمارا کام ہے۔

قَالَ جَمْعَهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَأُهُ ﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ قَالَ: فَاسْتَمِعْ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ: فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا أَقْرَأَهُ. [راجع:١٠٠٤]

جب ہم یعنی ہمارا فرشتہ جبرائیل علیہ السلام اسے پڑھے تو آپ ﷺ خاموش سنتے رہیے۔ اس حکم الٰہی کے بعد جب جبرائیل علیہ السلام وحی لاتے تو آپ ﷺ ان کے الفاظ بہ خاموشی سنتے رہتے۔ اور ان کی روانگی کے بعد آپ ﷺ وہی الفاظ دہرا دیتے جو حضرت جبرائیل علیہ السلام کہہ جاتے تھے۔

بَابُ الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْقِرَاءَةِ عَلَى الْجِنِّ.

باب: نماز فجر میں اور جنات کے روبرو بلند آواز سے قرآن پڑھنے کا حکم۔

(١٠٠٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَا قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْجِنِّ وَمَا رَآهُمْ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا: مَا لَكُمْ؟ قَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوا: مَا ذَاكَ إِلَّا مِنْ شَيْءٍ حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ؟ فَانْطَلَقُوا يَضْرِبُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَمَرَّ النَّفَرُ الَّذِينَ أَخَذُوا نَحْوَ تِهَامَةَ . وَهُوَ بِنَخْلٍ عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلٰوةَ الْفَجْرِ . فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ وَقَالُوا: هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ فَرَجَعُوا إِلَى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا: يَا قَوْمَنَا! ﴿إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا o يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا o﴾ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾. [٧٢/ الجن:١]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنات کو قرآن نہیں سنایا اور ان کو دیکھا بھی نہیں، واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس زمانہ میں عکاظ کے بازار گئے، جب کہ شیطانوں پہ آسمانی دروازے بند ہو گئے تھے اور ان پر آگ کے شعلے برسائے جا رہے تھے۔ چنانچہ شیطانوں کے ایک گروہ نے اپنے لوگوں میں جا کر کہا کہ ہمارا آسمان پر جانا بند ہو گیا اور ہم پر آگ کے شعلے برسنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ اس کا سبب ضرور کوئی نیا امر ہے تو پورب و پچھم یعنی مشرق و مغرب کی طرف پھر کر خبر لو اور دیکھو کیا وجہ ہے جو آسمان کی خبریں آنا بند ہو گئیں۔ وہ زمین میں مشرق و مغرب کی طرف پھرنے لگے۔ ان میں سے کچھ لوگ تہامہ (ملک حجاز) کی طرف عکاظ کے بازار کو جانے کیلئے آئے۔ آپ ﷺ اس وقت (مقام) نخل میں اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو ادھر دل لگایا تو کہنے لگے کہ آسمان کی خبریں موقوف ہونے کا یہی سبب ہے پھر وہ اپنی قوم کے پاس لوٹ گئے اور کہنے لگے: اے ہماری قوم کے لوگو! ہم نے ایک عجب قرآن سنا جو سچی راہ کی طرف لے جاتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے اور ہم کبھی اللہ کے ساتھ شریک نہ کریں گے تب اللہ تعالیٰ نے سورہ جن اپنے پیغمبر پر اتاری: ﴿قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾ آخر تک۔

[بخاری:۷۷۳، ۴۹۲۱؛ ترمذی:۳۳۲۳]

O O O O

فائدہ۔ رسول اللہ ﷺ نے جنوں کو قرآن نہیں سنایا۔ نووی ؒ نے کہا: اس کے بعد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جنوں کا قاصد آیا۔ میں اس کے ساتھ گیا اور جنوں کو قرآن سنایا۔ علما نے کہا کہ یہ دونوں الگ الگ قصے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ابتدائے نبوت کی ہے جب جن خود آئے تھے اور قرآن سن کر گئے تھے لیکن رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم وحی اترنے کے بعد ہوا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس زمانہ کی ہے جب اسلام خوب پھیل گیا تھا۔

شیاطین کہنے لگے: ہمارا آسمان پر جانا بند ہو گیا اور ہم پر آگ کے شعلے (کوڑے) برسنے لگے۔ نووی ؒ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر ہمارے پیغمبر کی نبوت کے بعد ہوا۔ اس سے پہلے کا نہ تھا۔ اسی واسطے شیطانوں کو اس کی فکر پیدا ہوئی اور چاروں طرف پھر کر کھوج لگانے لگے۔ اور اس زمانہ میں ملک عرب میں کاہن اور نجومی بہت تھے۔ ان کو یہ بات معلوم ہوئی کہ آسمان سے خبروں کا آنا بند ہو گیا اور آگ کے کوڑے برسنے لگے۔ جس کو عوام تارا ٹوٹنا کہتے ہیں اور عربی میں اس کو شہاب کہتے ہیں۔ تو شہاب ہمارے پیغمبر ﷺ کی نبوت کی دلیل ہے۔ علما کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ شہاب ہمیشہ سے ہے جب سے دنیا قائم ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور زہری کا بھی یہی قول ہے۔ عرب کے پرانے اشعار سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث بھی اس باب میں مروی ہے۔ زہری سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ اب جو کوئی سنے گا وہ کوڑے کھائے گا؟ انہوں نے کہا کہ شہاب پہلے بھی تھا لیکن پیغمبر ﷺ کی نبوت کے بعد سے وہ نہایت سخت اور موٹا ہو گیا۔ اور بعض نے کہا کہ شہاب قدیم ہے لیکن شیاطین کا شہاب سے جلایا جانا ہمارے پیغمبر ﷺ کی نبوت کے بعد ہوا۔ (واللہ اعلم)

آپ ﷺ مقام نخل میں اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں (یعنی جنوں) نے قرآن سنا تو ادھر دل لگایا اور کہنے لگے کہ آسمان کی خبریں موقوف ہونے کا یہی سبب ہے۔ اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ صبح کی نماز میں قراءت پکار کر کرنی چاہیے امام ابوعبداللہ مازری نے کہا: ظاہر حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وہ قرآن سنتے ہی ایمان لائے۔ اور علما کا اس پر اتفاق ہے کہ جنوں کو آخرت میں گناہوں پر عذاب ہو گا۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ جہنم کو جنوں اور آدمیوں سے بھروں گا۔ اسی طرح صحیح قول یہ ہے کہ ان کو مؤمنین کی طرح ثواب بھی ملے گا اور جنت کی نعمتیں بھی ملیں گی اور بعض کے نزدیک وہ جانوروں کی طرح خاک ہو جائیں گے۔

(۱۰۰۷) عَنْ عَامِرٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَلْقَمَةَ: هَلْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ؟ قَالَ: لَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ فَقُلْنَا: اسْتُطِيرَ أَوِ اغْتِيلَ قَالَ: فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءٍ مِنْ قِبَلِ حِرَاءَ قَالَ: فَقُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَقَالَ: ((أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ)) قَالَ: فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ فَقَالَ: ((لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ

عامر سے روایت ہے کہ میں نے علقمہ سے پوچھا: کیا لیلۃ الجن کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (یعنی جس رات آپ نے جنوں سے ملاقات فرمائی) انہوں نے کہا: نہیں۔ لیکن ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ گم ہو گئے۔ ہم نے آپ ﷺ کو پہاڑ کی وادیوں اور گھاٹیوں میں تلاش کیا مگر آپ ﷺ نہ ملے۔ ہم سمجھے کہ آپ ﷺ کو جن اڑا لے گئے یا کسی نے چپکے سے مار ڈالا اور رات ہم نے نہایت برے طور سے بسر کی۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ آپ ﷺ حرا (جبل نور پہاڑ ہے جو مکہ اور منیٰ کے بیچ میں ہے) کی طرف سے آ رہے ہیں۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! رات کو آپ ﷺ ہم کو نہ ملے۔ ہم نے تلاش کیا جب بھی نہ پایا۔ آخر ہم نے برے طور سے رات کاٹی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے جنوں کی طرف سے ایک بلانے والا آیا۔ میں اس کے ساتھ گیا اور جنوں کو قرآن سنایا۔'' پھر ہم کو اپنے

فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ)) فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ)).

[ابو داود:85؛ ترمذی:3258]

ساتھ لے گئے اور ان کے نشان اور ان کے انگاروں کے نشان بتلائے، جنوں نے آپ ﷺ سے توشہ چاہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس جانور کی ہر ہڈی جو اللہ کے نام پر کاٹا جائے تمہاری خوراک ہے۔ تمہارے ہاتھ میں پڑتے ہی وہ گوشت سے پر ہو جائے گی اور ہر ایک اونٹ کی مینگنی تمہارے جانوروں کی خوراک ہے۔“ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہڈی اور مینگنی سے استنجامت کرو کیونکہ وہ تمہارے بھائی جنوں اور ان کے جانوروں کی خوراک ہے۔“



فائدہ: نووی ؒ نے کہا: اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود ؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لیلۃ الجن کو نہ تھے اور وہ روایت باطل ہوتی ہے جو سنن داؤد میں ہے جس میں نبیذ سے وضو کرنے کا ذکر ہے، اس لئے کہ امام مسلم کی روایت صحیح ہے۔ اور ابو داؤد کی روایت میں زید ہے مولیٰ عمرو بن حریث کا اور وہ مجہول ہے۔

(1008) عَنْ دَاوُدَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ. قَالَ الشَّعْبِيُّ: وَسَأَلُوهُ الزَّادَ وَكَانُوا مِنْ جِنِّ الْجَزِيرَةِ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ مِنْ قَوْلِ الشَّعْبِيِّ مُفَصَّلًا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِ اللهِ.

[راجع:1007]

مطلب دوسری روایت کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔ یہ جو اوپر کی روایت میں مذکور ہے کہ جنوں نے آپ ﷺ سے توشہ چاہا اور وہ جزیرہ کے جن تھے۔ شعبی کا قول ہے اور حدیث ختم ہو گئی یہاں تک کہ ان کے انگلیوں کے نشان بتلائے۔

○ ○ ○ ○

(1009) عَنْ عَبْدِ اللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى قَوْلِهِ: وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

[راجع:1007]

اس سند سے عبداللہ سے روایت ہے نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں اس جملہ تک ان کے انگاروں کے نشان اور اس کے بعد والے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

○ ○ ○ ○

(1010) عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَهُ.

عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں لیلۃ الجن کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ تھا لیکن مجھ کو آرزو رہی کاش! میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتا۔



(1011) عَنْ مَعْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي قَالَ: سَأَلْتُ مَسْرُوقًا مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوكَ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ أَنَّهُ آذَنَتْهُ بِهِمْ شَجَرَةٌ.

[بخاری:3859]

معن سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے مسروق سے پوچھا جس رات جنوں نے قرآن آ کر سنا تو رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر کس نے دی؟ انہوں نے کہا: مجھ سے تمہارے باپ (یعنی عبداللہ بن مسعود ؓ) نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کو جنوں کے آنے کی خبر درخت نے دی۔

فائدہ: نووی ؒ نے کہا: یہ حدیث دلیل ہے اس امر کی کہ اللہ تعالیٰ کبھی جماد کو قوت تمیز عطا کرتا ہے اور قرآن کی آیتوں میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعض پتھر اللہ کے خوف سے گر پڑتے ہیں۔ اور فرمایا کہ ہر چیز اس کی پاکی بولتی ہے لیکن تم نہیں سمجھتے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مکہ میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ دو درخت آپ ﷺ کے پاس آئے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(❀❀ گذشتہ سے پیوستہ) اور ستون حنانہ نے آپ ﷺ کے ہی فراق میں رونا شروع کر دیا اور کھانے نے تسبیح کہی اور موسیٰ علیہ السلام کے کپڑے ایک پتھر لے کر بھاگا اور اُحد اور حرا نے جنبش کی۔انتھی۔

میں کہتا ہوں کہ ان باتوں میں عقل سلیم کی رو سے ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ قوت تکلم اور تمیز جو انسان کے دماغ اور زبان میں ہے یہ بھی اللہ کی دی ہوئی ہے ورنہ دماغ اور زبان فی نفسہ دونوں پہاڑ اور پتھر کی طرح جمادات ہیں۔البتہ ان امور میں وہی لوگ شبہ کرتے ہیں جو رب کریم کی قدرت کاملہ میں غور نہیں کرتے اور بے وقوفوں کی تقلید پر مرتے ہیں اور ہر بات کو بے سوچ سمجھے اختیار کر لیتے ہیں۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ.

باب: ظہر اور عصر میں قراءت کا بیان۔

(۱۰۱۲) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَ سُوْرَتَيْنِ وَ يُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الْاُوْلٰى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ. [بخاري: ۷۵۹، ۷۶۲، ۷۷۶، ۷۷۸، ۷۷۹؛ ابوداود: ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰؛ نسائي: ۹۷۳، ۹۷٤، ۹۷۵، ۹۷۷؛ ابن ماجه: ۸۲۹]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم کو نماز پڑھاتے تھے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو ۲ رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے تھے اور ظہر کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے لمبی ہوتی۔اسی طرح صبح کی نماز میں۔



فائدہ: پہلی رکعت دوسری سے لمبی ہوتی یعنی پہلی رکعت بنسبت دوسری کے لمبی ہوتی۔نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر رکعت میں پوری ایک سورت پڑھنا اگرچہ چھوٹی ہو۔افضل ہے اس سے کہ لمبی سورت میں سے ایک یا دو رکوع پڑھے۔اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ظہر کی پہلی رکعت دوسری کی نسبت لمبی کرنا بہتر ہے اور یہی ٹھیک اور صحیح ہے۔

(۱۰۱۳) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. [راجع: ۱۰۱۲]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور ایک ایک سورت پڑھتے تھے اور کبھی ایک آدھ آیت ہم کو سنا دیتے اور پچھلی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔



فائدہ: پچھلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور دوسری سورت کا پڑھنا افضل ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک پچھلی دو رکعتوں میں قراءت واجب نہیں ہے بلکہ خاموشی یا تسبیح کافی ہے۔

(۱۰۱٤) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كُنَّا نَحْزُرُ قِيَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرَاءَةِ ﴿الٓمٓ تَنْزِيْلُ﴾ السَّجْدَةِ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ظہر اور عصر (کی نماز) میں رسول اللہ ﷺ کے قیام کا اندازہ کرتے تھے تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں اتنی دیر قیام کرتے تھے جتنی دیر میں ﴿الٓمٓ تنزیل﴾ السجدہ پڑھی جائے اور پچھلی دو رکعتوں میں اس کا آدھا اور

فِی الْاُخْرَیَیْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَ حَزَرْ نَاقِیَامَهُ فِی الرَّكْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلٰی قَدْرِ قِیَامِهِ فِی الْاُخْرَیَیْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِی الْاُخْرَیَیْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَلَمْ یَذْكُرْ اَبُوْ بَكْرٍ فِی رِوَایَتِهٖ: ﴿الٓمّٓ تَنْزِیْلُ﴾ وَقَالَ قَدْرَثَلَاثِیْنَ اٰیَةً. [ابوداود: ۸۰۴؛ نسائی: ۴۷۴]

کی پہلی دورکعتوں میں ظہر کی پچھلی دورکعتوں کے برابر اور عصر کی پچھلی دو رکعتوں میں اس کا آدھا۔ اور ابوبکر ایک راوی نے اپنی روایت میں سورہ ﴿الٓمّٓ تنزیل﴾ سجدہ کا ذکر نہیں کیا بلکہ تیس آیتوں کے برابر کہا۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۱۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ یَقْرَأُ فِیْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِی الرَّكْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَثَلَاثِیْنَ اٰیَةً وَفِی الْاُخْرَیَیْنِ قَدْرَخَمْسَ عَشْرَةَ اٰیَةً اَوْقَالَ: نِصْفَ ذٰلِكَ وَفِی الْعَصْرِ فِی الرَّكْعَتَیْنِ الْاُوْلَیَیْنِ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَ ةِ خَمْسَ عَشْرَةَ اٰیَةً وَفِی الْاُخْرَیَیْنِ قَدْرَ نِصْفِ ذٰلِكَ. [راجع: ۱۰۱۱]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں تیس آیتوں کے برابر قراءت کرتے تھے اور پچھلی دورکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا یوں کہا اس کا آدھا۔ اور عصر کی پہلی دورکعتوں میں ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر اور پچھلی دورکعتوں میں اس کا آدھا۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۱۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ اَهْلَ الْكُوْفَةِ شَكَوْاسَعْدًا اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرُوْا مِنْ صَلٰوتِهٖ فَاَرْسَلَ اِلَیْهِ عُمَرُ فَقَدِمَ عَلَیْهِ فَذَكَرَ لَهٗ مَاعَابُوْهُ بِهٖ مِنْ اَمْرِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ: اِنِّیْ لَاُصَلِّیْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا اَخْرِمُ عَنْهَا اِنِّیْ لَاَرْكُدُ بِهِمْ فِی الْاُوْلَیَیْنِ وَاَحْذِفُ فِی الْاُخْرَیَیْنِ فَقَالَ: ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ اَبَا اِسْحٰقَ. [بخاری: ۷۵۵، ۷۵۸، ۷۷۰؛ ابوداود: ۸۰۳؛ نسائی: ۱۰۰۱، ۱۰۰۲]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کوفہ والوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی شکایت کی یعنی ان کی نماز کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا' وہ آئے۔ انہوں نے بیان کیا جو کوفہ والوں نے نماز کی شکایت کی تھی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھاتا ہوں اس میں کمی نہیں کرتا۔ پہلی دورکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دورکعتوں کو مختصر کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابو اسحاق! تم سے یہی امید ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ابواسحاق، سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ منہ پر تعریف کرنا درست ہے اگر کسی ضرر کا ڈر نہ ہو۔ اسی طرح امام کا دریافت کرنا اپنے عاملوں کی شکایت کو ضروری ہے۔

(۱۰۱۷) حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ جَرِیْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَیْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ۱۰۱۶]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۱۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ: قَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي الصَّلٰوةِ قَالَ: اَمَّا اَنَا فَاَمُدُّ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاَحْذِفُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ وَمَا اٰلُوْمَا اقْتَدَيْتُ بِهٖ مِنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ اَوْ ذَاكَ ظَنِّيْ بِكَ. [راجع:۱۰۱٦]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: لوگ تمہاری شکایت کرتے ہیں ہر بات کی یہاں تک کہ نماز کی بھی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو پہلی دو رکعتوں کو لمبا کرتا ہوں اور پچھلی دو رکعتوں کو مختصر پڑھتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں میں کوتاہی نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم سے ایسا ہی گمان ہے یا میرا گمان تمہارے ساتھ ایسا ہی ہے۔

(۱۰۱۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِهِمْ وَزَادَ فَقَالَ: تُعَلِّمُنِي الْاَعْرَابُ بِالصَّلَاةِ؟ [راجع:۱۰۱٦]

اس سند سے جابر بن سمرۃ کے حوالے سے مذکورہ حدیثوں کی مانند آئی ہے مگر اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ دیہاتی مجھے نماز سکھاتے ہیں؟



(۱۰۲۰) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَقَدْ كَانَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقْضِيْ حَاجَتَهٗ ثُمَّ يَتَوَضَّاُ ثُمَّ يَاْتِيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِمَّا يُطَوِّلُهَا. [نسائی:۹۷۲؛ ابن ماجه: ۸۲۵]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ظہر کی نماز کھڑی ہو جاتی تھی۔ پھر جانے والا بقیع کو جاتا اور حاجت سے فارغ ہو کر وضو کر کے آتا اور رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت میں ہوتے، اس قدر اس کو لمبا کرتے۔



(۱۰۲۱) عَنْ قَزَعَةَ قَالَ: اَتَيْتُ اَبَا سَعِيْدِ الْخُدْرِيَّ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مَكْثُوْرٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ: اِنِّيْ لَا اَسْاَلُكَ عَمَّا يَسْاَلُكَ هٰؤُلَاءِ عَنْهُ قُلْتُ: اَسْاَلُكَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: مَالَكَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ خَيْرٍ فَاَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ: كَانَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَنْطَلِقُ اَحَدُنَا اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقْضِيْ حَاجَتَهٗ ثُمَّ يَاْتِيْ اَهْلَهٗ فَيَتَوَضَّاُ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلَى الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى. [راجع: ۱۰۲۰]

قزعہ سے روایت ہے کہ میں ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو ان کے پاس بہت سے لوگ جمع تھے۔ جب سب چلے گئے تو میں نے کہا: میں تم سے وہ باتیں نہیں پوچھتا جو یہ لوگ پوچھتے تھے بلکہ میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھتا ہوں۔ انہوں نے کہا: اس کے پوچھنے میں تیری بھلائی نہ ہوگی (کیونکہ تو ویسی نماز نہ پڑھ سکے گا پھر کیا فائدہ) قزعہ نے دوبارہ یہی پوچھا۔ جب ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ظہر کی نماز کھڑی ہوتی اور ہم میں سے کوئی بقیع کو جاتا، اور حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر آ کر وضو کرتا، پھر مسجد میں آتا، دیکھتا تو رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت میں ہوتے۔

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ.

باب: فجر کی نماز میں قراءت کا بیان۔

(۱۰۲۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُوْرَةَ الْمُؤْمِنِيْنَ حَتّٰى جَاءَ ذِكْرُ مُوْسٰى

عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز مکہ میں پڑھائی اور سورۂ مومنون شروع کی یہاں تک کہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا ذکر آیا۔ یا عیسیٰ علیہ السلام کا۔ شک ہے محمد بن عباد کو (جو اس

وَهٰرُوْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَوْذِكْرُ عِيْسٰى۔ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ يَشُكُّ اَوِاخْتَلَفُوْا عَلَيْهِ. اَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ وَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ ذٰلِكَ وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فَحَذَفَ فَرَكَعَ . [بخاري: ٧٧٤؛ ابوداود: ٦٤٩؛ نسائي: ١٠٠٦؛ ابن ماجه: ٨٢٠]

حدیث کا راوی ہے) یا راویوں کا اختلاف ہے۔ آپ ﷺ کو کھانسی لگی تو رکوع کر دیا۔ عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ اس وقت موجود تھے۔ عبدالرزاق کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے قراءت موقوف کر دی اور رکوع کر دیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ سورت کا پڑھنا ضروری نہیں اور قراءت موقوف کرنا جائز ہے اگر عذر سے ہو باتفاق علما اور جو عذر نہ ہو تب بھی جائز ہے۔ اور مکروہ نہیں مگر ہمارے نزدیک اولیٰ کے خلاف ہے اور مالک رحمہ اللہ کے نزدیک مشہور روایت میں مکروہ ہے۔

(١٠٢٣) عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَءُ فِي الْفَجْرِ: ﴿وَالَّيْلِ اِذَا عَسْعَسَ﴾. [٨١/ التكوير:١٧]

عمرو بن حریث سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فجر کی نماز میں ﴿واللیل اذا عسعس﴾ پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٠٢٤) عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: صَلَّيْتُ وَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ: ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ [٥٠/ ق:١] حَتّٰى قَرَأَ: ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ﴾ [ق:١٠] قَالَ فَجَعَلْتُ اُرَدِّدُهَا وَلَا اَدْرِيْ مَاقَالَ . [ترمذي: ٣٠٦؛ نسائي: ٩٤٩؛ ابن ماجه: ٨١٦]

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی تو سورۂ ق پڑھی۔ جب آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی ﴿والنخل باسقات﴾ میں بھی اس کو پڑھنے لگا لیکن مطلب نہ سمجھا۔ (مطلب اس کا یہ ہے اور کھجور کے لمبے لمبے درخت جن میں گھنے خوشے لگے ہیں)

○ ○ ○ ○

(١٠٢٥) عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾. [راجع: ١٠٢٤]

قطبہ بن مالک نے رسول اللہ ﷺ کو فجر میں پڑھتے سنا: ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾ (یہ آیت سورہ ق میں ہے)۔

○ ○ ○ ○

(١٠٢٦) عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهٖ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ: ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾ وَرُبَّمَا قَالَ ﴿قٓ﴾. [راجع: ١٠٢٤]

زیاد بن علاقہ نے اپنے چچا (قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ) سے سنا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے پہلی رکعت میں یہ پڑھا ﴿وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ﴾ اور کبھی کہا کہ سورہ ق پڑھی۔

(١٠٢٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِـ ﴿قٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۝﴾ وَكَانَ صَلٰوتُهٗ بَعْدُ تَخْفِيْفًا.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ فجر کی نماز میں سورہ ﴿قٓ وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ پڑھتے تھے اور باقی نمازیں ہلکی پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٢٨) عَنْ سِمَاكٍ قَالَ: سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ

سماک سے روایت ہے، میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا رسول

سَمُرَةَ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ ؟ فَقَالَ: كَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ وَلَا يُصَلِّيْ صَلٰوةَ هٰؤُلَاءِ. قَالَ وَاَنْبَأَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِـ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾ وَنَحْوِهَا.

اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں۔ انہوں نے کہا: آپ ﷺ ہلکی نماز پڑھتے تھے۔ ان لوگوں کی طرح (بڑی بڑی سورتیں) نہیں پڑھتے تھے اور فجر کی نماز میں ﴿قٓ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ﴾ یا اس کے برابر سورتیں پڑھتے تھے۔

(۱۰۲۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ ﴿ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝﴾ [۹۲/ الليل:۱] وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ وَفِي الصُّبْحِ اَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں ﴿والليل اذا يغشٰى﴾ پڑھتے اور عصر میں بھی اتنی بڑی سورتیں اور فجر کی نماز میں اس سے لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۳۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِـ ﴿ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ۝﴾ [۸۷/ الاعلىٰ :۱] وَفِي الصُّبْحِ بِاَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ. [راجع:۱۰۲۹]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ پڑھتے تھے اور فجر کی نماز میں اس سے لمبی سورتیں پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۳۱) عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ. [نسائی:۹٤۷؛ ابن ماجہ:۸۱۸]

ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ (۶۰) آیتوں سے لے کر سو (۱۰۰) آیتوں تک پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۳۲) عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ مَا بَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ [آيَةً]. [راجع:۱۰۳۱]

ابوبرزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر میں ساٹھ سے سو آیات تک تلاوت فرماتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ.

باب: نماز مغرب میں قراءت کا بیان۔

(۱۰۳۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اِنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْفًا﴾ فَقَالَتْ : يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِيْ بِقِرَاءَةِ تِلْكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ اِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ . [بخاری: ۷۶۳، ٤٤٢٩؛ ابوداود: ۸۱۰؛ ترمذی: ۳۰۸؛ نسائی: ۹۸۵؛ ابن ماجہ: ۸۳۱]

ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سورۂ ﴿والمرسلات عُرْفًا﴾ پڑھتے سنا تو کہا بیٹا تو نے یہ سورت پڑھ کر مجھ کو یاد دلایا۔ سب سے آخر میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ سورت سنی تھی۔ آپ ﷺ نے مغرب کی نماز میں اسے پڑھا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۱۰۳٤) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ زَادَ

اس سند سے زہری بیان کرتے ہیں اور جو روایت صالح کی آئی ہے اس

فِي حَدِيثِ صَالِحٍ: ثُمَّ مَا صَلَّى بَعْدُ حَتَّى قَبَضَهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ. [راجع:١٠٣٣]

میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اپنی وفات تک دوبارہ نماز نہیں پڑھائی۔

(١٠٣٥) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ فِي الْمَغْرِبِ. [بخاري: ٧٦٥، ٣٠٥٠، ٤٠٢٣، ٤٨٥٤؛ ابوداود: ٨١١؛ نسائي: ٩٨٦؛ ابن ماجه: ٨٣٢]

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سورۂ طور کو مغرب کی نماز میں سنا۔

○ ○ ○ ○

(١٠٣٦) اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع:١٠٣٥]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ.

باب: عشاء کی نماز میں قراءت کا بیان۔

(١٠٣٧) عَنْ بَرَاءٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ فَقَرَأَ فِي اِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ [٩٤/ التين:١] [بخاري: ٧٦٧، ٧٦٩، ٤٩٥٢، ٧٥٤٦؛ ابوداود: ١٢٢١؛ ترمذي: ٣١٠؛ نسائي: ٩٩٩، ١٠٠٠؛ ابن ماجه: ٨٣٤، ٨٣٥]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی تو سورۂ ﴿والتين والزيتون﴾ ایک رکعت میں پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٠٣٨) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللَّهِ ﷺ الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ [٩٤/ التين:١] [راجع:١٠٣٧]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے (اس میں) سورۂ ﴿والتين و الزيتون﴾ پڑھی۔

(١٠٣٩) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِ ﴿وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ﴾ فَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ. [راجع:١٠٣٨]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا' رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں سورۂ ﴿والتين﴾ پڑھی۔ میں نے ایسا خوش الحان کسی کو نہیں پایا۔

(١٠٤٠) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ اَتَى قَوْمَهُ فَاَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوْا لَهُ: اَنَافَقْتَ؟ يَا فُلَانُ! قَالَ: لَا وَاللَّهِ! وَلَاٰتِيَنَّ رَسُوْلَ

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے، پھر گھر آ کر اپنے لوگوں کی امامت کرتے۔ وہ ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے پھر اپنی قوم کی امامت کی اور سورۂ بقرہ شروع کر دی۔ ایک شخص نے منہ موڑ کر سلام پھیر دیا اور اکیلے نماز پڑھ کر چلا گیا۔ لوگوں نے کہا: شاید تو منافق ہے۔ وہ بولا: نہیں۔ میں منافق نہیں ہوں اللہ کی قسم۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس

اللّٰهِ ﷺ فَلَاُخْبِرَنَّهُ فَاَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا اَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَاِنَّ مُعَاذًا صَلّٰى مَعَكَ الْعِشَآءَ ثُمَّ اَتٰى فَافْتَتَحَ بِسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى مُعَاذٍ فَقَالَ: ﴿يَا مُعَاذُ! اَفَتَّانٌ اَنْتَ اقْرَاْ بِكَذَا وَاقْرَاْ بِكَذَا﴾ قَالَ سُفْيَانُ: فَقُلْتُ لِعَمْرٍو اِنَّ اَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ قَالَ: ((اقْرَاْ ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ ﴿وَالضُّحٰى﴾ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ وَ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾)) فَقَالَ عَمْرٌو: نَحْوَ هٰذَا.

[ابو داود: ٦٠٠، ٧٩٠؛ نسائی: ٨٣٤]

جاؤں گا اور آپ ﷺ سے کہوں گا۔ پھر وہ آپ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم اونٹوں والے ہیں (دن بھر اونٹوں سے پانی نکالتے ہیں) اور معاذ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ کر آئے اور سورۂ بقرہ شروع کی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے معاذ! کیا تو فسادی ہے (جو لوگوں کو نفرت دلانا چاہتا ہے اور فتنہ کھڑا کرتا ہے) یہ یہ سورت پڑھا کر۔'' سفیان نے کہا کہ میں نے عمرو سے کہا کہ ابوزبیر نے جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''﴿والشمس وضحها والليل اذا يغشى﴾ اور ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ پڑھا کر۔'' عمرو نے کہا: ان جیسی سورتیں پڑھا کر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہے کیونکہ معاذ رضی اللہ عنہ فرض رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ادا کر چکے تھے پھر ان کی نماز دوبارہ نفل ہوئی اور ان کی قوم کی فرض۔ اور مسلم کے سوا اور کتابوں میں یہ امر تصریح کے ساتھ منقول ہے اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ لیکن ربیعہ رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ نے اس کو جائز نہیں رکھا اور معاذ کی حدیث کی تاویل کی ہے کہ وہ منسوخ ہے یا وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نفل کی نیت کرتے ہوں گے یا حضرت کو اس کی خبر نہ ہوگی۔ اور یہ سب تاویلیں بلا دلیل ہیں اور ظاہر حدیث کو چھوڑنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ عذر کی وجہ سے نماز کا توڑنا اور اقتدا کا ترک کرنا درست ہے۔ تیسرے یہ کہ جو شخص بری بات کرے اس کو سخت لفظ کہنا درست ہے۔ چوتھے یہ کہ مقتدیوں کی رعایت سے نماز کو ہلکا کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

(١٠٤١) عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ قَالَ: صَلّٰى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْاَنْصَارِيُّ بِاَصْحَابِهِ الْعِشَآءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِّنَّا فَصَلّٰى فَاُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ فَقَالَ: اِنَّهُ مُنَافِقٌ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرَهُ مَاقَالَ مُعَاذٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَتُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ فَتَّانًا يَامُعَاذُ؟ اِذَا اَمَمْتَ النَّاسَ فَاقْرَاْ بِ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ وَ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ وَ﴿اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾)). [نسائی: ٩٩٧؛ ابن ماجہ: ٩٨٦]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اپنے لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی تو قراءت لمبی کی۔ ایک شخص نے ہم میں سے نماز توڑ دی اور اکیلے پڑھ لی۔ معاذ رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا: وہ منافق ہے۔ یہ خبر اس شخص کو پہنچی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور معاذ رضی اللہ عنہ نے جو کہا تھا وہ بیان کیا۔ آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''اے معاذ! تو فسادی ہونا چاہتا ہے۔ جب تو امامت کرے تو ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ اور ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ اور ﴿وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ پڑھ۔''

○ ○ ○ ○

(١٠٤٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ مُعَاذَ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز رسول

ابنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ تِلْكَ الصَّلٰوةَ.

اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتے پھر اپنے لوگوں میں آ کر وہی نماز پڑھاتے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٤٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ يَأْتِي مَسْجِدَ قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ. [بخاری: ٧١١]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھتے۔ پھر اپنے لوگوں کی مسجد میں آ کر امامت کرتے۔

بَابُ أَمْرِ الْأَئِمَّةِ بِتَخْفِيْفِ الصَّلٰوةِ فِيْ تَمَامٍ.

باب: اماموں کیلئے نماز کو پورا اور ہلکا پڑھنے کا حکم۔

(١٠٤٤) عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: إِنِّيْ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَضِبَ فِيْ مَوْعِظَةٍ قَطُّ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ: ((يَآ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُوْجِزْ فَإِنَّ مِنْ وَّرَآئِهِ الْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَذَا الْحَاجَةِ)). [بخاری: ٩٠، ٧٠٢، ٧٠٤، ٦١١٠، ٧١٥٩؛ ابن ماجہ: ٩٨٤]

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی جماعت میں نہیں آتا کیونکہ وہ قراءت لمبی کرتا ہے۔ تو میں نے آپ ﷺ کو نصیحت کرنے میں کبھی اتنے غصہ میں نہیں دیکھا جتنا اس دن دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو دین سے نفرت کراتے ہیں۔ جو کوئی تم میں امامت کرے تو مختصر نماز پڑھے اس لئے کہ اس کے پیچھے بوڑھا اور ناتواں اور کام والا ہوتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی مقتدیوں میں سب قسم کے لوگ ہوتے ہیں بوڑھے، بیمار، ضعیف ناتواں، تو فرض نماز کو بہت لمبا نہ کرنا چاہیے۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ارکان کو اچھی طرح سنت کے موافق ادا کرے اور اس میں کوتاہی نہ کرے اور وہ سورتیں پڑھے جو متوسط ہیں جیسے والشمس، والضحیٰ، اقرأ وغیرہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عذر کی وجہ سے جماعت میں اگر شریک نہ ہو تو جائز ہے۔

(١٠٤٥) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ هُشَيْمٍ. [راجع: ١٠٤٨]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٤٦) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيْهِمُ الصَّغِيْرَ وَالْكَبِيْرَ وَالضَّعِيْفَ وَالْمَرِيْضَ فَإِذَا صَلّٰى وَحْدَهٗ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَآءَ)) [ترمذی: ٢٣٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھے اس لئے کہ جماعت میں بچے، بوڑھے، ناتواں اور بیمار ہوتے ہیں۔ اور جب اکیلے نماز پڑھے تو جس طرح جی چاہے پڑھے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی جتنی چاہے قراءت لمبی کرے۔

(۱۰۴۷) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا مَا قَامَ اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفِ الصَّلٰوةَ فَاِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيْرَ وَفِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَاِذَا قَامَ وَحْدَهُ فَلْيُطِلْ صَلٰوتَهُ مَاشَآءَ)).

ہمام بن منبہ سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد ﷺ سے سن کر کئی حدیثیں بیان کیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھے اس لئے کہ جماعت میں بوڑھے اور ناتواں ہوتے ہیں البتہ جب اکیلے پڑھے تو جس طرح اپنا جی چاہے اپنی نماز لمبی کرے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۰۴۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِي النَّاسِ الضَّعِيْفَ والسَّقِيْمَ وَذَا الْحَاجَةِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے نماز پڑھائے تو ہلکی نماز پڑھے اس لئے کہ لوگوں میں ناتواں اور بیمار اور کام والے ہوتے ہیں۔''

(۱۰۴۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ- بَدَلَ السَّقِيْمِ: الْكَبِيْرَ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے وہی فرمایا جو اوپر گزرا اس روایت میں بیمار کی بجائے بوڑھا ہے۔

(۱۰۵۰) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: ((اُمَّ قَوْمَكَ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ اَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ شَيْئًا قَالَ: ((اُدْنُهْ)) فَجَلَّسَنِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهُ فِيْ صَدْرِيْ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ثُمَّ قَالَ: ((تَحَوَّلْ)) فَوَضَعَهَا فِيْ ظَهْرِيْ بَيْنَ كَتِفَيَّ ثُمَّ قَالَ: ((اُمَّ قَوْمَكَ فَمَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْكَبِيْرَ وَاِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَاِنَّ فِيْهِمْ ذَا الْحَاجَةِ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَآءَ)).

عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اپنی قوم کی امامت کرو۔'' انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے دل میں کچھ پاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے نزدیک آ۔'' اور مجھے اپنے سامنے بٹھایا پھر اپنی ہتھیلی میرے سینہ پر رکھی۔ اس کے بعد فرمایا: ''پھر جا۔'' اور اپنی ہتھیلی میری پیٹھ پر مونڈھوں کے درمیان میں رکھی۔ اس کے بعد فرمایا: ''جا اپنی قوم کی امامت کر۔ اور جو کوئی کسی قوم کی امامت کرے وہ ہلکی نماز پڑھے اس لئے کہ لوگوں میں کوئی بوڑھا ہے، کوئی بیمار ہے، کوئی ناتواں ہے۔ کوئی کام والا ہے، البتہ جب اکیلے پڑھے تو جس طرح جی چاہے پڑھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ جو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنے دل میں کچھ پاتا ہوں، اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ڈر ہو گا کہ کہیں امام بننے سے غرور اور تکبر نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو دور کر دیا، رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلی کی برکت سے۔ یا یہ مراد ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے دل میں وسوسے بہت آتے ہوں گے اور ایسا شخص امامت کے لائق نہیں۔ خود مسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! شیطان نے میری نماز میں حرج ڈال دیا ہے مجھے قرآن پڑھتے پڑھتے بھلا دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایک شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے۔ جب تو اس قسم کا وسوسہ پائے تو اللہ کی پناہ مانگ یعنی (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) پڑھ اور بائیں طرف تین بار تھوک''۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ایسا ہی کیا تو وہ کیفیت جاتی رہی۔

(١٠٥١) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ قَالَ: اٰخِرُ مَاعَهِدَ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اَمَمْتَ قَوْمًا فَاَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ)). [ابن ماجه: ٩٨٧]

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آخر بات جو مجھ سے بیان کی وہ یہ تھی کہ ”جب تو لوگوں کی امامت کرے تو نماز کو ہلکا کر۔“

(١٠٥٢) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوْجِزُ فِي الصَّلٰوةِ وَيُتِمُّ. [ابن ماجه:٩٨٥]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مختصر نماز پڑھتے تھے لیکن پوری (یعنی رکوع، سجود اور سب ارکان اچھی طرح ادا کرتے تھے)۔

(١٠٥٣) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ مِنْ اَخَفِّ النَّاسِ صَلٰوةً فِيْ تَمَامٍ.
[ترمذی: ٢٣٧؛ نسائی: ٨٢٣]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے زیادہ ہلکی اور پوری نماز پڑھتے تھے۔



(١٠٥٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ: مَاصَلَّيْتُ وَرَاءَ اِمَامٍ قَطُّ اَخَفَّ صَلٰوةً وَّلَا اَتَمَّ صَلٰوةً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [بخاری:٧٠٨]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے کسی امام کے پیچھے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ہلکی اور پوری نماز نہیں پڑھی۔



(١٠٥٥) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ مَعَ اُمِّهِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَقْرَاُ بِالسُّوْرَةِ الْخَفِيْفَةِ اَوْ بِالسُّوْرَةِ الْقَصِيْرَةِ.

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں بچہ کا رونا سنتے جو اپنی ماں کے ساتھ ہوتا تو آپ ﷺ چھوٹی سورت پڑھتے۔



فائدہ: اور نماز کو جلد ختم کر دیتے تا کہ عورت کو تکلیف نہ ہو اور بچہ زیادہ نہ روئے۔ سبحان اللہ! رسول اللہ ﷺ کو خاص و عام سب پر شفقت تھی اور آپ ﷺ رحمۃ للعالمین تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام کو مقتدیوں کی رعایت ضروری ہے۔ اور عورتوں کا مردوں کے ساتھ نماز پڑھنا اور بچوں کو مسجد میں لے جانا درست ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ بہت چھوٹے بچے جو پائخانہ یا پیشاب ہر جگہ کر دیتے ہیں مسجد میں نہ لائے جائیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(١٠٥٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنِّيْ لَاَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ اُرِيْدُ اِطَالَتَهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَاُخَفِّفُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ اُمِّهِ بِهٖ)).
[بخاری: ٧٠٩، ٧١٠؛ ابن ماجه: ٩٨٩]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”میں نماز شروع کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس کو لمبا کروں۔ میں بچہ کا رونا سن کر نماز کو اس خیال سے ہلکا کر دیتا ہوں کہ ماں کو اپنے بچہ کے رونے پر بہت رنج ہوگا۔“



بَابُ اِعْتِدَالِ اَرْكَانِ الصَّلٰوةِ وَتَخْفِيْفِهَا فِيْ تَمَامٍ

باب: نماز میں سب ارکان اعتدال سے پورے کرنے اور نماز کو ہلکا پڑھنے کا بیان۔

(١٠٥٧) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: رَمَقْتُ الصَّلٰوةَ مَعَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَوَجَدْتُ قِيَامَهٗ فَرَكْعَتَهٗ فَاعْتِدَالَهٗ بَعْدَ رُكُوْعِهٖ فَسَجْدَتَهٗ وَجَلْسَتَهٗ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتَهٗ فَجَلْسَتَهٗ

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو جانچا تو معلوم ہوا کہ آپ کا قیام پھر رکوع پھر رکوع سے کھڑا ہونا پھر سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ پھر دوسرا سجدہ اور سجدے اور سلام کے بیچ کا جلسہ یہ سب برابر سرابر تھے۔

مَابَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالْاِنْصِرَافِ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَآءِ. [بخاری: ۷۹۲، ۸۰۱، ۸۰۲؛ ابو داود: ۸۵۲، ۸۵٤؛ ترمذی: ۲۷۹، ۲۸۰؛ نسائی: ۱۰٦٤، ۱۱٤۷، ۱۳۳۱]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی قریب قریب تھوڑا بہت فرق ہوگا۔ شاید قیام اور تشہد کا جلسہ کچھ زیادہ ہو۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث بعض احوال پر محمول ہے۔ ورنہ دوسری احادیث سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ کا قیام طویل ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ساٹھ آیتوں سے لے کر سو آیتوں تک پڑھتے اور ظہر میں الم تنزیل السجدہ پڑھتے اور نماز کھڑی ہوتی۔ پھر جانے والا حاجت کیلئے بقیع کو جاتا اور حاجت سے فارغ ہو کر آ کر وضو کرتا اور مسجد میں آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں ہوتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ مومنون پڑھی اور مغرب میں والطور اور والمرسلات اور بخاری کی روایت میں سورۂ اعراف۔
بہر حال ان حدیثوں سے یہ امر نکلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قیام کو طویل کرتے اور کبھی ایسا بھی کرتے ہوں گے۔ جیسے اس حدیث میں ہے۔

(۱۰۵۸) عَنِ الْحَكَمِ قَالَ: غَلَبَ عَلَى الْكُوفَةِ رَجُلٌ- قَدْ سَمَّاهُ زَمَنَ ابْنِ الْاَشْعَثِ فَاَمَرَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَكَانَ يُصَلِّيْ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ قَدْرَمَا اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْاَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْاَ الْاَرْضِ وَمِلْاَ مَاشِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ قَالَ الْحَكَمُ: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى فَقَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ: كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَرُكُوْعُهٗ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَسُجُوْدُهٗ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيْبًا مِنَ السَّوَاءِ. قَالَ شُعْبَةُ: فَذَكَرْتُهٗ لِعَمْرِوبْنِ مُرَّةَ فَقَالَ: قَدْ رَاَيْتُ ابْنَ اَبِيْ لَيْلٰى فَلَمْ تَكُنْ صَلٰوتُهٗ هٰكَذَا. [راجع: ۱۰۵۷]

حکم سے روایت ہے کہ ابن اشعث کے زمانہ میں ایک شخص کوفہ پر غالب ہوا۔ اس کا نام حکم نے بیان کیا (وہ شخص مطر بن ناجیہ تھا جیسے دوسری روایت میں اس کی تصریح ہے) اس نے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود کو نماز پڑھانے کا حکم کیا۔ وہ نماز پڑھاتے تھے تو جب رکوع سے سر اٹھاتے اتنی دیر کھڑے ہوتے کہ میں یہ دعا پڑھ لیتا۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْاَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْاَ الْاَرْضِ وَمِلْاَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَ لَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ میں نے یہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام اور رکوع اور رکوع کے بعد قیام اور سجدہ اور سجدوں کے بیچ کا جلسہ یہ سب برابر ہوتے۔ شعبہ نے کہا: میں نے یہ حدیث عمرو بن مرہ سے بیان کی تو انہوں نے کہا: میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو دیکھا تھا ان کی نماز تو ایسی نہ تھی۔ (اس سے معلوم ہوا کہ حکم کی روایت ابن ابی لیلیٰ سے اعتبار کے قابل نہیں ہے)

○ ○ ○ ○

(۱۰۵۹) عَنِ الْحَكَمِ اَنَّ مَطَرَبْنَ نَاجِيَةَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى الْكُوْفَةِ اَمَرَ اَبَا عُبَيْدَةَ اَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ. [راجع: ۱۰۵۷]

حکم سے روایت ہے مطر بن ناجیہ جب کوفہ پر غالب ہوا تو ابو عبیدہ کو نماز پڑھانے کا حکم کیا پھر حدیث کو آخر تک اسی طرح بیان کیا جیسے اوپر گزرا۔

(١٠٦٠) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: اِنِّیْ لَا اٰلُوْ اَنْ اُصَلِّیَ بِكُمْ كَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ بِنَا. قَالَ: فَكَانَ اَنَسٌ یَصْنَعُ شَیْئًا لَا اَرَاكُمْ تَصْنَعُوْنَهٗ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ انْتَصَبَ قَائِمًا حَتّٰی یَقُوْلَ الْقَائِلُ: قَدْ نَسِیَ وَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ السَّجْدَةِ مَكَثَ حَتّٰی یَقُوْلَ الْقَائِلُ: قَدْ نَسِیَ.

[بخاری: ٨٢١]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: میں کوتاہی نہیں کرتا تمہارے ساتھ نماز پڑھنے میں جس طرح رسول اکرم ﷺ ہمارے ساتھ پڑھتے تھے۔ ثابت نے کہا: انس رضی اللہ عنہ ایک کام کرتے تھے میں تم کو وہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھتا۔ وہ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سیدھے کھڑے ہوتے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ وہ بھول گئے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اتنا ٹھہرتے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ بھول گئے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٦١) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: مَا صَلَّیْتُ خَلْفَ اَحَدٍ اَوْ جَزَ صَلٰوةً مِنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ تَمَامٍ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَقَارِبَةً وَّكَانَتْ صَلٰوةُ اَبِیْ بَكْرٍ مُتَقَارِبَةً فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَدَّفِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) قَامَ حَتّٰی نَقُوْلَ قَدْ اَوْهَمَ ثُمَّ یَسْجُدُ وَیَقْعُدُ بَیْنَ السَّجْدَتَیْنِ حَتّٰی نَقُوْلَ: قَدْ اَوْهَمَ.

[ابوداود: ٨٥٣]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کے پیچھے اتنی مختصر نماز نہیں پڑھی جتنی مختصر اور پھر پوری رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پڑھی۔ آپ ﷺ کی نماز قریب قریب ہوتی (یعنی ہر ایک رکن جیسے قیام اور رکوع اور سجود یہ سب ایک دوسرے کے برابر برابر ہوتے) ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز بھی ایسی تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ ہوا تو انہوں نے فجر کی نماز کو لمبا کر دیا اور رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ہم لوگ کہنے لگتے کہ شاید آپ ﷺ بھول گئے۔ پھر سجدہ میں جاتے اور دونوں سجدوں کے بیچ میں اتنی دیر تک بیٹھتے کہ ہم کہتے آپ ﷺ بھول گئے۔

بَابُ مُتَابَعَةِ الْاِمَامِ وَالْعَمَلِ بَعْدَهٗ.

باب: امام کی پیروی کرنے اور ہر ایک کام امام کے بعد کرنے کا بیان۔

(١٠٦٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ: حَدَّثَنِی الْبَرَاءُ وَهُوَ غَیْرُ كَذُوْبٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا یُصَلُّوْنَ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ اَرَاَحَدًا یَعْنِیْ ظَهْرَهٗ حَتّٰی یَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَبْهَتَهٗ عَلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَخِرُّ مَنْ وَّرَاءَهٗ سُجَّدًا. [بخاری: ٦٩٠، ٧٤٧، ٨١١؛ ابوداود: ٦٢٠؛ ترمذی: ٢٨١؛ نسائی: ٨٢٨]

عبداللہ بن یزید سے روایت ہے، مجھ سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی وہ جھوٹے نہ تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے۔ پھر جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو میں کسی کو اپنی پیٹھ جھکاتے نہ دیکھتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنا ماتھا زمین پر رکھتے، اس کے بعد سب لوگ آپ ﷺ کے پیچھے سجدے میں جاتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ جو اس روایت میں ہے وہ جھوٹے نہ تھے۔ عبداللہ بن یزید کا قول ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ براء تو صحابی تھے اور صحابی سب ثقہ ہیں ان کے ساتھ جھوٹ بولنے کا گمان نہیں ہو سکتا تو حدیث کی صحت میں کوئی شبہ نہیں اور ابن معین نے جو کہا ہے کہ یہ قول ابو اسحاق کا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ عبداللہ بن یزید جھوٹے نہ تھے، تو یہ خطا ہے سوائے اس کے عبداللہ بن یزید بھی صحابی ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گذشتہ سے پیوستہ ۞۞) اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مقتدی سجدہ کے لیے نہ جھکے جب تک امام اپنی پیشانی زمین پر نہ لگائے البتہ اگر امام کے جلدی سر اٹھانے کا ڈر ہو تو مضائقہ نہیں کہ امام کے ساتھ ہی سجدہ میں جائے۔ مگر سنت یہی ہے کہ ہر ایک رکن کو امام کے شروع کرنے کے بعد شروع کرے۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(١٠٦٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَ هُوَ غَيْرُ كَذُوْبٍ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ يَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَقَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَهُ. [راجع: ١٠٦٢]

عبداللہ بن یزید سے روایت ہے کہ مجھ سے براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور وہ جھوٹے نہ تھے کہا کہ رسول اکرم ﷺ جب ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہتے تو ہم میں سے کوئی نہ جھکتا (سجدہ کے لیے) جب تک رسول اکرم ﷺ سجدہ میں نہ جاتے۔ پھر ہم آپ ﷺ کے بعد سجدہ میں جاتے۔



(١٠٦٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ اَنَّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاِذَا رَكَعَ رَكَعُوْا فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ نَزَلْ قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ وَضَعَ وَجْهَهُ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ نَتَّبِعُهُ. [ابوداود: ٦٢٢]

عبداللہ بن یزید کہتے تھے منبر پر کہ حدیث بیان کی ہم سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ ﷺ رکوع کرتے تھے ہم بھی رکوع کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہتے تو ہم کھڑے رہتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو زمین پر پیشانی رکھتے دیکھتے اس وقت ہم بھی سجدہ میں جاتے۔

(١٠٦٥) عَنِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَحْنُوْا اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ سَجَدَ. [ابوداود: ٦٢١]

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (نماز پڑھتے) تھے تو ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کو سجدہ میں نہ دیکھتا۔

(١٠٦٦) عَنْ عَمْرِوبْنِ حُرَيْثٍ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ الْفَجْرَ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ: ﴿فَلَا اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ٥ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ﴾ [٨١/ التكوير: ١٥-١٦] وَكَانَ لَا يَحْنِيْ رَجُلٌ مِّنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَسْتَتِمَّ سَاجِدًا.

عمرو بن حریث سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو میں نے سنا آپ کو ﴿فلا اقسم بالخنس٥ الجوار الکنس﴾ (یعنی سورۂ اذا الشمس کورت) پڑھتے ہوئے۔ اور ہم میں سے کوئی اپنی پیٹھ نہ جھکاتا جب تک آپ ﷺ پوری طرح سجدہ میں جاتے۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ.

باب: جب رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے۔

(١٠٦٧) عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ ظَهْرَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنی پیٹھ اٹھاتے تو فرماتے: ((سمع اللہ لمن حمدہ اللھم ربنا لک الحمد)) آخر تک یعنی سنا اللہ نے جو کوئی اس کی تعریف کرے۔ یا

مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَ مِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)). [ابو داود: ٨٤٦؛ ابن ماجه: ٨٧٨]

اللہ! تیری تعریف کرتا ہوں آسمانوں بھر اور زمین بھر اور جو چیز تو چاہے اس کے بعد اس بھر۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تعریف اللہ تعالیٰ کی جسم ہوتی تو آسمان زمین بھر جاتے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ مقتدی اور امام سب کے لیے یہ دعا پڑھنا مسنون ہے۔

(١٠٦٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰاتِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَمَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)). [راجع: ١٠٧١]

عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے: ((اللهم ربنا لك الحمد ملأ السمٰوٰت و ملا الارض وملأ ما شئت من شی بعد))۔

O O O O

(١٠٦٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمَآءِ وَمِلْأَ الْاَرْضِ وَمِلْأَمَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَآءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ)). [نسائی: ٤٠٠، ٤٠١]

عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یوں فرمایا کرتے تھے: ''یااللہ! تیری تعریف ہے آسمان بھر کر اور زمین بھر کر اور پھر جو چیز تو چاہے اس کو بھر کر۔ یا اللہ پاک کر مجھ کو برف اور اولے اور ٹھنڈے پانی سے۔ یااللہ! پاک کر مجھ کو گناہوں سے اور خطاؤں سے جیسے سفید کپڑا صاف ہوتا ہے میل سے۔

O O O O

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ مبالغہ ہے مجازاً گناہوں سے پاک ہونے کے لیے۔ اور گناہ اور خطا ایک ہیں یا گناہ سے حقوق العباد مراد ہے اور خطا سے حقوق اللہ۔

(١٠٧٠) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ فِيْ رِوَايَةِ مُعَاذٍ: ((كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّرَنِ)) وَ فِيْ رِوَايَةِ يَزِيْدَ: ((مِنَ الدَّنَسِ)). [راجع: ١٠٦٩]

شعبہ اس سند سے بیان کرتے ہیں، معاذ کی روایت میں ہے جس طرح سفید کپڑا صاف کیا جاتا ہے میل سے اور یزید کی روایت میں ہے کہ گندگی سے۔

O O O O

(١٠٧١) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: ((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَ مِلْأَ الْاَرْضِ وَ مِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَ كُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَ لَا مُعْطِيَ لِمَا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو فرماتے: ((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ))۔ اخیر تک۔ اے ہمارے پروردگار تجھ کو سراہتا ہوں آسمانوں بھر اور زمین بھر اور پھر جو چیز تو چاہے اس کے بعد اس بھر تو لائق ہے تعریف اور بزرگی کے بہت سچی بات جو بندے نے کہی (اور ہم سب تیرے بندے ہیں) یہ ہے۔ اے ہمارے اللہ! جو تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے

مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)). والا نہیں، کوشش کرنے والے کی کوشش تیرے سامنے فائدہ نہیں دیتی۔ (بلکہ جو تو چاہے وہ ہوتا ہے)

[ابو داود:٨٤٧؛ نسائی:١٠٦٧]

فائدہ: اس دعا کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی کہ بندہ کی سب باتوں میں یہ بڑھ چڑھ کر ہے۔ کیوں کر نہ ہوگی۔ اس میں تفویض ہے ہر امر کی رب کریم کو اور بیان ہے بندوں کی عاجزی کا شہنشاہ مالک کی قدرت کاملہ کا' سبحان اللہ!۔

دنیا کے کاموں اور مقصدوں کے لیے لوگ کوشش کرتے ہیں اور بہت لوگ کوشش سے فائدہ ہونے کے بھی قائل ہیں، مگر بہت بڑے غور اور خوض کے بعد یہ بات نکلتی ہے کہ ہر ایک مقصد کے لیے صدہا، ہزار ہا اسباب ہوتے ہیں اور ان اسباب میں سے بہت سے اتفاقی اور غیر اختیاری اسباب کا جمع کرنا بندہ کی قدرت سے باہر ہے۔ پس ہر ایک مقصد کا حاصل کرنا قدرت سے باہر ہے اور جب باہر ہوا تو تقدیر الٰہی پر شاکر رہنا اور ظاہر میں جھوٹ موٹھ دنیا داروں کی ملامت سے بچنے کے لیے ہاتھ پاؤں کو ہلانا لیکن بھروسا اور اعتقاد اللہ پر رکھنا ٹھیک ہے۔ علما' فضلا اور عرفا کا یہی طریقہ ہے اور اسی میں راحت ہے اور رنج وغم سے خلاصی ہے۔ اس کے خلاف میں تباہی، بربادی اور مصیبت ہے۔ میں تو تدبیر کے بہت خلاف ہوں اور پہلے پہل کچھ تدبیر کا قائل تھا مگر اب نہیں اور اللہ پر اعتماد کرنے کو بہتر سمجھتا ہوں۔ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ۔

(١٠٧٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)).

[نسائی:١٠٦٥]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو "یہ پڑھتے: اے اللہ! تیری ہی تعریف ہے آسمان زمین اور ان دونوں کے درمیان جو خلا ہے ان کے بھرنے کے برابر اور جو چیز اس کے بعد تو چاہے اس کے بھرنے کے برابر تو ہی تعریف اور بزرگی کے لائق ہے اور نہیں ہے کوئی روکنے والا جو تو دے اور نہیں کوئی دینے والا جسے تو روک دے اور تیرے مقابلہ میں کسی کی کوشش اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔"

○ ○ ○ ○

(١٠٧٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى قَوْلِهِ: ((وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ. [راجع:١٠٧٢]

اس سند سے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں مگر اس جملہ تک ((وَمَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) اور اس کے بعد والے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ.

باب: رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے کی ممانعت۔

(١٠٧٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ خَلْفَ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: ((اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰى لَهُ اَلَا وَاِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَقْرَاَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا وَاَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (مرض الموت میں) پردہ اٹھایا اور لوگ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے صف باندھے کھڑے ہوئے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! اب نبوت کی خوش خبری دینے والوں میں کچھ نہیں رہا (کیوں کہ مجھ پر نبوت کا خاتمہ ہو گیا) مگر نیک خواب جس کو مسلمان دیکھے یا اسے دکھایا جائے اور تم کو معلوم رہے کہ مجھے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔ رکوع

فِيْهِ الرَّبَّ عَزَّوَجَلَّ وَاَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ)) قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمٰنَ. [ابوداود: ٨٧٦؛ نسائی: ١٠٤٤، ١١١٩؛ ابن ماجه: ٣٨٩٩]

میں تو اپنے رب کی بڑائی بیان کرو (یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ..... کہو) اور سجدہ کے اندر دعا میں کوشش کرو تو تمہاری دعا قبول ہو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے رکوع اور سجود میں قرآن پڑھنے کی ممانعت نکلی بلکہ رکوع میں صرف تسبیح کرے اور سجدہ میں تسبیح اور دعا کرے۔ اگر کسی نے رکوع یا سجدہ میں سورۂ فاتحہ کی قراءت کے سوا اور کوئی سورت پڑھی تو مکروہ ہے لیکن نماز باطل نہ ہوگی۔ اور سورۂ فاتحہ کے پڑھنے میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ اور سورتوں کی طرح مکروہ ہے اور نماز باطل نہ ہوگی۔ اور دوسرا یہ ہے کہ حرام ہے اور نماز باطل ہو جائے گی۔ یہ جب ہے کہ قصداً پڑھے اور جو بھولے سے پڑھے تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔ لیکن امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں سجدہ سہو کرے۔ اور علما نے رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ اور سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تین تین بار کہنا مستحب جانا ہے۔ اگر ایک بار کہے گا تو بھی کافی ہے اور یہ تسبیح رکوع اور سجود میں سنت ہے واجب نہیں۔ مالک، ابوحنیفہ اور شافعی رحمہم اللہ کا یہی قول ہے اور امام احمد رحمہ اللہ اور اہل حدیث کے ایک طائفہ کے نزدیک ظاہر حدیث کی دلیل کی رو سے واجب ہے۔

(١٠٧٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ السِّتْرَ وَرَأْسُهُ مَعْصُوْبٌ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟)) ثَلٰثَ مَرَّاتٍ: ((اِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ اِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ اَوْتُرٰى لَهُ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ سُفْيَانَ. [راجع: ١٠٧٤]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ اٹھایا اور مرض الموت میں آپ ﷺ کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی تو فرمایا: ”اے اللہ! میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا۔“ تین بار ایسا ہی فرمایا۔ پھر فرمایا: ”اب نبوت کی خبر دینے والوں میں سے کوئی چیز نہیں رہی مگر نیک خواب جو نیک بندہ دیکھے یا اس کے لیے دکھایا جائے۔“ اس کے بعد ایسا ہی بیان کیا جیسے اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(١٠٧٦) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ: نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَقْرَاَ رَاكِعًا اَوْ سَاجِدًا. [ابوداود: ٤٠٤٤، ٤٠٤٥، ٤٠٤٦؛ ترمذی: ٢٦٤، ١٧٢٥، ١٧٣٧؛ نسائی: ١٠٤٣، ١١١٨، ٥١٨٩، ٥١٩٠، ٥١٩٣، ٥١٩٤، ٥١٩٥، ٥١٩٦، ٥١٩٧، ٥٢٨٣، ٥٢٨٤، ٥٢٨٥، ٥٢٨٦، ٥٢٨٧، ٥٣٣٣، ٥١٩٢؛ ابن ماجه: ٣٦٠٢، ٣٦٤٢؛ وانظر في مسلم: ٥٤٣٧، ٥٤٣٨، ٥٤٣٩]

علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب بیان کرتے ہیں، منع کیا مجھے رسول اللہ ﷺ نے کہ میں قراءت کروں رکوع اور سجدہ میں۔

○ ○ ○ ○

(١٠٧٧) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ: نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَ اَنَا

علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ منع کیا مجھے رسول اللہ ﷺ نے قرآن پڑھنے سے اس حال میں کہ میں رکوع یا سجدے میں ہوں۔

رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ. [راجع: ١٠٧٦]

○ ○ ○ ○

(١٠٧٨) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ: نَهَانِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَلَا أَقُوْلُ نَهَاكُمْ. [راجع: ١٠٧٦]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے مجھ کو منع کیا تھا اور میں یہ نہیں کہتا کہ تم کو منع کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے یہ غرض نہیں کہ تم کو رکوع یا سجدہ میں قرآن پڑھنے کی اجازت ہے بلکہ سب کے لیے ممانعت عام ہے مگر احتیاطاً حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حدیث کے نقل کرنے میں اتنا تصرف بھی جائز نہ رکھا۔

(١٠٧٩) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: نَهَانِي حِبِّي أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْسَاجِدًا. [نسائي: ١٠٤٠، ١١١٧، ٥١٨٧، ٥١٨٨، ٥٢٨٢]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ کو میرے محبوب یعنی رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٠٨٠) عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قَالُوْا: نَهَانِي عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ وَلَمْ يَذْكُرُوْا فِي رِوَايَتِهِمُ النَّهْيَ عَنْهَا فِي السُّجُوْدِ. [راجع: ١٠٧٩]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ کو رسول اللہ ﷺ نے رکوع میں قرآن پڑھنے سے منع کیا۔ اس روایت میں سجدہ کا ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٠٨١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ عَلِيٍّ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي السُّجُوْدِ. [راجع: ١٠٧٥]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے مگر اس میں سجدہ کا تذکرہ نہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٠٨٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: نُهِيْتُ أَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ لَا يَذْكُرُ فِي الْإِسْنَادِ عَلِيًّا. [نسائي: ٥٢٨١]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے رکوع میں قرآن پڑھنے کی ممانعت ہوئی۔ اس اسناد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ؟

باب: رکوع اور سجدہ میں کیا کہنا چاہیے؟

(١٠٨٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ)). [نسائي: ١١٣٦]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بندہ سجدہ میں اپنے پروردگار سے بہت نزدیک ہوتا ہے تو سجدہ میں بہت دعا کرو۔''

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: مراد یہ ہے کہ نزدیک ہوتا ہے اس کی رحمت اور فضل سے اور اس حدیث میں رغبت ہے سجدہ میں دعا کے لیے اور دلیل ہے اس شخص کی جو سجدہ کو قیام سے افضل بتاتا ہے۔ اور اس باب میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ سجدہ میں بہت دیر کرنا اور سجدہ اور رکوع زیادہ کرنا طول قیام سے افضل ہے۔ اس کو ترمذی رحمہ اللہ اور بغوی رحمہ اللہ نے علما کی ایک جماعت سے نقل کیا اور ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی سجدہ کے طول کو افضل جانتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ طول قیام افضل ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے کیونکہ جابر رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح مسلم میں موجود ہے کہ افضل نماز وہ ہے جس میں قنوت یعنی قیام طویل ہو۔ اور قیام کا ذکر قراءت ہے اور سجدہ کا ذکر تسبیح ہے اور قراءت افضل ہے اور رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) کہ آپ ﷺ قیام میں سجدہ سے زیادہ طول کرتے۔ تیسرا یہ کہ فضیلت میں دونوں امر برابر ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے اور کوئی حکم نہیں دیا۔ اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ نے کہا کہ دن میں رکوع اور سجود زیادہ کرنا افضل ہے اور رات کو قیام طویل۔ انتہٰی۔

(١٠٨٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ: ((اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ وَ اَوَّلَهٗ وَ اٰخِرَهٗ وَ عَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ)). [ابو داود: ٨٧٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ دعا کرتے: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ)) آخر تک یعنی: ”اے اللہ! بخش دے میرے سب گناہوں کو تھوڑے ہوں یا بہت اول ہوں یا آخر چھپے ہوں یا کھلے۔“

(١٠٨٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ فِیْ رُكُوْعِهٖ وَ سُجُوْدِهٖ: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ)) يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ. [بخاری: ٧٩٤، ٨١٧، ٤٢٩٣، ٤٩٦٧، ٤٩٦٨؛ ابو داود: ٨٧٧؛ نسائی: ١٠٤٦، ١١٢١، ١١٢٢؛ ابن ماجه: ٨٨٩]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں اکثر یہ فرماتے تھے: ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ)) قرآن پر عمل کرتے ہوئے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: قرآن میں یہ وارد ہے: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ اس کے موافق آپ تسبیح اور استغفار بہت کرتے تھے۔

(١٠٨٦) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ اَنْ يَقُوْلَ قَبْلَ اَنْ يَمُوْتَ: ((سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا هٰذِهِ الْكَلِمٰتُ الَّتِیْ اَرَاكَ اَحْدَثْتَهَا تَقُوْلُهَا؟ قَالَ: ((جُعِلَتْ لِیْ عَلَامَةٌ فِیْ اُمَّتِیْ اِذَا رَاَيْتُهَا قُلْتُهَا: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾)) اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ. [راجع: ١٠٨٥]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وفات سے پہلے اکثر فرماتے تھے: ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ)) میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیا کلمے ہیں جن کو آپ ﷺ نے نکالا ہے؟ آپ ﷺ انہی کو کہا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ نے میرے لیے ایک نشانی مقرر کر دی ہے میری امت میں جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو ان کلموں کو کہتا ہوں: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ آخر سورت تک۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: سورۂ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ﴾ مکہ کے فتح ہونے کے بعد اتری۔ جب اسلام پھیل گیا اور لوگ جوق در جوق مسلمان ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں اپنے پیغمبر علیہ السلام کو خوشخبری دی اور فرمایا: اب اللہ کی پاکی بیان کرو اور استغفار کرو اور ضمناً اس سورت میں آپ ﷺ کی وفات کے قرب کی طرف اشارہ ہے کیونکہ نبوت کا کام پورا ہو گیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استغفار بصیغہ متکلم درست ہے اور بعض نے اس کو مکروہ جانا ہے اس خیال سے کہ کہیں پھر گناہ نہ کرے اور جھوٹ میں مبتلا ہو مگر بہتر یہ ہے کہ یوں کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔

(١٠٨٧) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ

مُنْذُ نَزَلَ اِلَيْهِ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ يُصَلِّيْ صَلٰوةً اِلَّا دَعَا اَوْقَالَ فِيْهَا: ((سُبْحَانَكَ رَبِّيْ وَ بِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ)).

[راجع: ١٠٨٥]

کو دیکھا جب سے سورۂ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اتری، آپ ﷺ جب نماز پڑھتے تو دعا کرتے اور فرماتے: ((سُبْحَانَكَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ)) یعنی پاک ہے تو اے میرے رب، اور شکر ہے تیرا، یا اللہ! بخش دے مجھ کو۔''

(١٠٨٨) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ)) قَالَتْ: فَقَالَ: ((خَبَّرَنِيْ رَبِّيْ اَنِّيْ سَاَرٰى عَلَامَةً فِيْ اُمَّتِيْ فَاِذَا رَاَيْتُهَا اَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فَقَدْ رَاَيْتُهَا ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾)).

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ فرماتے تھے: ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ)) کہتی ہیں کہ پھر میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ ﷺ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ زیادہ کہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ سے میرے رب نے بیان کیا کہ تو اپنی امت میں ایک نشانی دیکھے گا۔ پھر جب میں اس نشانی کو دیکھتا ہوں تو تسبیح کہتا ہوں یعنی یہی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ کہتا ہوں۔ وہ نشانی یہ ہے ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ آخر تک یعنی اللہ کی مدد آ گئی اور مکہ فتح ہو گیا اور لوگ اللہ کے دین میں جوق درجوق شریک ہونے لگے تو اللہ کی تعریف کر، پاکی بول اور بخشش مانگ اس سے، وہ بخشنے والا ہے۔

(١٠٨٩) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: كَيْفَ تَقُوْلُ اَنْتَ فِي الرُّكُوْعِ؟ قَالَ: اَمَّا سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ فَاَخْبَرَنِيْ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ: افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ ذَهَبَ اِلٰى بَعْضِ نِسَآءِهٖ فَتَحَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ)) فَقُلْتُ: بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اِنِّيْ لَفِيْ شَاْنٍ وَاِنَّكَ لَفِيْ اٰخَرَ.

[نسائی: ١١٣٠، ٣٩٧١، ٣٩٧٢]

ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے عطاء سے کہا: تم رکوع میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ تو مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے روایت کیا: انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک رات اپنے پاس نہ پایا تو میں سمجھی شاید آپ ﷺ کسی اور بی بی کے پاس گئے ہیں اور میں نے ڈھونڈا، پھر لوٹی تو آپ ﷺ رکوع یا سجدہ میں تھے اور فرما رہے تھے: ((سُبْحَانَكَ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ)) میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر صدقے ہوں میں کس خیال میں تھی اور آپ ﷺ کس کام میں مصروف ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٠٩٠) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِّنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهٗ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمِهٖ وَ هُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات بچھونے پر رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا۔ میں نے ڈھونڈا تو میرا ہاتھ آپ ﷺ کے تلوے پر پڑا، آپ ﷺ سجدہ میں تھے اور دونوں پاؤں کھڑے تھے اور

هُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَ اَعُوذُبِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ)).

[ابوداود:۸۷۹؛ نسائی:۱۶۹، ۱۰۹۹]

فرماتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُ بِرِضَاكَ)) آخر تک یعنی اے میرے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری رضامندی کی تیرے غصہ سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مجھے تیری تعریف کرنے کی طاقت نہیں تو ایسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں عورت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔ مگر مالک، شافعی، احمد رحمہم اللہ اور اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ عورت کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اس حدیث میں تاویل کرتے ہیں کہ شاید یہ لمس حائل کے اوپر سے ہو گا اور وہ ضرر نہیں کرتا۔

(۱۰۹۱) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ فِي رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ: ((سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ)).

[ابوداود:۸۷۲؛ نسائی:۱۰۴۷، ۱۱۳۳]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں کہتے تھے: ((سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَ الرُّوْحِ)) یعنی پاک ہے وہ اللہ برکت والا پروردگار فرشتوں کا اور روح کا۔

فائدہ: روح ایک بڑا فرشتہ ہے یا حضرت جبرئیل علیہ السلام کو کہتے ہیں یا روح ایک مخلوق ہے۔ جس کو فرشتے نہیں دیکھتے جیسے ہم فرشتوں کو نہیں دیکھتے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۰۹۲) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ. [راجع:۱۰۹۱]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ السُّجُوْدِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ.

باب: سجدہ کی فضیلت وترغیب۔

(۱۰۹۳) عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ قَالَ: لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ اَوْ قَالَ: قُلْتُ: بِاَحَبِّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَسَكَتَ ثُمَّ سَاَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: سَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ لِلّٰهِ فَاِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَّحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيْئَةً)) قَالَ مَعْدَانُ: ثُمَّ لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لِيْ مِثْلَ مَا قَالَ لِيْ ثَوْبَانُ. [ترمذی: ۳۸۸، ۳۸۹؛ نسائی: ۱۱۳۸؛

معدان بن ابی طلحہ یعمری سے روایت ہے کہ میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے ملا جو مولیٰ (غلام آزاد) تھے، رسول اللہ ﷺ کے اور کہا کہ مجھ کو ایسا کام بتلاؤ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت میں لے جائے یا یوں کہا کہ مجھ کو وہ کام بتاؤ جو سب کاموں سے زیادہ اللہ کو پسند ہے۔ یہ سن کر ثوبان رضی اللہ عنہ چپ ہو رہے۔ پھر میں نے ان سے پوچھا تو چپ رہے، پھر تیسری بار پوچھا تو کہا: میں نے بھی یہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو سجدہ بہت کیا کر، اس واسطے کہ ہر ایک سجدہ سے اللہ تعالیٰ تیرا ایک درجہ بلند کرے گا۔ اور تیرا ایک گناہ معاف کرے گا۔'' معدان نے کہا: پھر میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا ان سے پوچھا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کہا جیسا ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

ابن ماجه: ۱٤۲۳]

(۱۰۹٤) عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ كَعْبٍ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ: كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاٰتِيْهِ بِوَضُوْءِهٖ وَ حَاجَتِهٖ فَقَالَ لِيْ: ((سَلْ)) فَقُلْتُ: اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ فَقَالَ: ((اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ؟)) فَقُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: ((فَاَعِنِّيْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ)).

[ابوداود: ۱۳۲۰؛ ترمذی: ۳٤۱٦؛ نسائی: ۱۱۳۷، ۱٦۱۷؛ ابن ماجه: ۳۸۷۹]

ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رات کو رسول اللہ ﷺ کے پاس رہا کرتا اور آپ ﷺ کے پاس وضو اور حاجت کا پانی لایا کرتا۔ ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا: "مانگ کیا مانگتا ہے۔" میں نے عرض کیا کہ میں جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کچھ اور۔" میں نے عرض کیا: بس یہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اچھا کثرت سجود سے تو میری مدد کر۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی سجدہ اکثر کیا کر تو امید ہے میرا ساتھ تجھ کو جنت میں مل جائے کیوں کہ سجدہ وہ عبادت ہے جس میں بندہ کو رب سے نہایت قرب حاصل ہوتا ہے۔

بَابُ اَعْضَاءِ السُّجُوْدِ وَالنَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثَّوْبِ وَعَقْصِ الرَّاْسِ فِي الصَّلٰوةِ

باب: سجدہ کے اعضاء، بالوں اور کپڑے کے سمیٹنے کی ممانعت اور جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے کا بیان۔

(۱۰۹۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَ نُهِيَ اَنْ يَّكُفَّ شَعْرَهٗ اَوْثِيَابَهٗ هٰذَا حَدِيْثُ يَحْيٰى وَ قَالَ اَبُو الرَّبِيْعِ: عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَنُهِيَ اَنْ يَّكُفَّ شَعْرَهٗ وَثِيَابَهٗ الْكَفَّيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ وَالْجَبْهَةِ. [بخاری: ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۵، ۸۱٦؛ ابوداود: ۸۸۹، ۸۹۰؛ ترمذی: ۲۷۳؛ نسائی: ۱۰۹۲، ۱۱۱۲، ۱۱۱٤؛ ابن ماجه: ۸۸۳، ۱۰٤۰]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور بال و کپڑے کے سمیٹنے سے منع کیا گیا۔ یہ یحییٰ کی روایت ہے۔ اور ابو الربیع نے کہا: سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا (حکم کیا گیا) اور بال اور کپڑے کے سمیٹنے کی ممانعت کی گئی۔ سات ہڈیاں یہ ہیں: دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں اور پیشانی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ کے سات اعضاء ہیں اور سجدہ کرنے والے کو وہ سب اعضاء زمین سے لگانا چاہیے اور سجدہ پیشانی اور ناک دونوں پر کرنا چاہیے لیکن پیشانی کا تو زمین پر رکھنا واجب ہے اور ناک لگانا مستحب ہے۔ اگر ناک لگائی اور پیشانی نہ لگائی تو سجدہ درست نہ ہوگا۔ امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر علما کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں میں سے ایک لگانا کافی ہے۔ امام احمد اور ابن حبیب کے نزدیک ظاہر حدیث کے بموجب دونوں کے اعضاء آٹھ ہو جائیں گے۔ دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں، دونوں پاؤں، ناک اور پیشانی۔
بال اور کپڑے کے سمیٹنے سے منع کیا گیا۔ بال کا سمیٹنا یہ ہے کہ سر پر جوڑے کی طرح باندھے۔ اس طرح باتفاق علما نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(١٠٩٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ وَّلَا اَكُفَّ ثَوْبًا وَّلَا شَعْرًا)). [راجع: ١٠٩٥]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ہے: ”مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا، کپڑے اور بال نہ سمیٹنے کا حکم ہوا ہے۔“

O O O O

(١٠٩٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يَّسْجُدَ عَلٰى سَبْعٍ وَنُهِيَ اَنْ يَّكُفَّ الشَّعْرَ وَالثِّيَابَ. [بخاري: ٨١٢؛ نسائي: ١٠٩٥، ١٠٩٦، ١٠٩٧؛ ابن ماجه: ٨٨٤]

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ سات اعضاء پر سجدہ کریں اور منع کیا گیا کہ بال اور کپڑوں کو لپیٹنے سے۔

O O O O

(١٠٩٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعَةِ اَعْظُمٍ الْجَبْهَةِ. وَاَشَارَ بِيَدِهٖ عَلٰى اَنْفِهٖ. وَالْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ)). [راجع: ١٠٩٧]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ہوا سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا پیشانی پر اور اشارہ کیا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ناک پر اور دونوں ہاتھوں پر اور دونوں گھٹنوں پر اور دونوں قدموں کی انگلیوں پر اور حکم ہوا کپڑے اور بال نہ سمیٹنے کا۔

(١٠٩٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰى سَبْعٍ وَّلَا اَكْفِتَ الشَّعْرَ وَلَا الثِّيَابَ الْجَبْهَةِ وَالْاَنْفِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ)). [راجع: ١٠٩٧]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے حکم ہوا ہے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا، بالوں اور کپڑوں کو نہ سمیٹنے کا وہ سات اعضاء یہ ہیں: پیشانی اور ناک (یہ دونوں ایک عضو کے حکم میں ہیں) دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، دونوں قدم۔

O O O O

(١١٠٠) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهٗ سَبْعَةُ اَطْرَافٍ: وَجْهُهٗ وَ كَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ)). [ابوداود: ٨٩١؛ ترمذي: ٢٧٢؛ نسائي: ١٠٩٣، ١٠٩٨؛ ابن ماجه: ٨٨٥]

عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے: ”جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات کنارے سجدہ کرتے ہیں اس کا چہرہ اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں گھٹنے اس کے دونوں پاؤں۔

O O O O

(١١٠١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ رَاٰى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّيْ وَرَاْسُهٗ مَعْقُوْصٌ مِنْ وَّرَائِهٖ فَقَامَ فَجَعَلَ يَحُلُّهٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَالَكَ وَرَاْسِيْ؟ فَقَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَثَلُ هٰذَا اِنَّمَا مَثَلُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ وَهُوَ مَكْتُوْفٌ)).

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث کو دیکھا کہ وہ جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے جوڑے کو کھولنے لگے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: تم نے میرا سر کیوں چھوا؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جو شخص بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی ستر کھول کر نماز پڑھے۔“

[ابو داود: ٦٤٧؛ نسائی: ١١١٣]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کا اعادہ ضروری ہے اگر جوڑا باندھ کر نماز پڑھے لیکن جمہور علما کے نزدیک اعادہ ضروری نہیں بلکہ نماز مکروہ ہوگی۔

بَابُ الْاِعْتِدَالِ فِی السُّجُوْدِ وَوَضْعِ الْكَفَّيْنِ عَلَى الْاَرْضِ وَرَفْعِ الْمِرْفَقَيْنِ عَنِ الْجَنْبَيْنِ وَرَفْعِ الْبَطْنِ عَنِ الْفَخِذَيْنِ فِی السُّجُوْدِ.

باب: سجدہ میں دونوں ہتھیلیاں زمین سے لگائے اور دونوں کہنیاں پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنے کا بیان۔

(١١٠٢) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ)). [بخاری: ٨٢٢؛ ابو داود: ٨٩٧؛ ترمذی: ٢٧٦؛ نسائی: ١١٠٩]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سجدہ میں اعضاء کو برابر رکھو اور کوئی تم میں سے اپنی باہوں کو کتے کی طرح نہ بچھائے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی کہنیاں زمین سے نہ لگائے اور نہ پسلیوں سے ملائے جیسے کتا بیٹھتا ہے لیکن کہنیاں زمین سے اٹھی رہیں اور دونوں باہیں کشادہ رکھے اتنی کہ اگر بدن ننگا ہو تو بغلیں نظر آئیں۔

(١١٠٣) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ فِیْ حَدِيْثِ ابْنِ جَعْفَرٍ ((وَلَا يَتَبَسَّطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ)). [راجع: ١١٠٢]

شعبہ اس سند سے بھی بیان کرتے ہیں اور ابن جعفر کی روایت میں صرف یہ لفظ ہیں: "اور نہ پھیلائے اپنی کلائیوں کو کتے کے پھیلانے کی طرح۔"

○ ○ ○ ○

(١١٠٤) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ)).

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ اور کہنیاں زمین سے اٹھا لے۔"

(١١٠٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ. [بخاری: ٣٩٠، ٨٠٧؛ نسائی: ١١٠٥]

عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے (بحینہ عبداللہ کی ماں کا نام ہے، مالک کی بی بی کا) رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو (پہلوؤں سے) جدا رکھتے اتنا کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔

(١١٠٦) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِیْ رِوَايَةِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَجَدَ يُجَنِّحُ فِیْ سُجُوْدِهٖ حَتّٰى يُرٰى وَضَحُ اِبْطَيْهِ. وَفِیْ رِوَايَةِ اللَّيْثِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ يَدَيْهِ عَنْ اِبْطَيْهِ

جعفر بن ربیعہ سے دوسری روایت ایسی ہی ہے۔ جیسے اوپر گزری۔ عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو کشادہ رکھتے (یعنی پہلوؤں سے جدا رکھتے) یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔ اور لیث رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں

حَتّٰى اِنِّي لَاَرٰى بَيَاضَ اِبْطَيْهِ. [راجع:١١٠٥]

ہاتھ بغلوں سے جدا رکھتے یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی دیکھتا۔

(١١٠٧) عَنْ مَيْمُوْنَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَجَدَ لَوْ شَاءَتْ بَهْمَةٌ اَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ .[ابوداود: ٨٩٨؛ نسائی: ١١٠٨؛ ابن ماجه: ٨٨٠]

ام المؤمنین میمونہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سجدہ میں ہوتے اس وقت اگر بکری کا بچہ نکلنا چاہتا تو نکل جاتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ہاتھوں کو اتنا کشادہ رکھتے کہ ان کے تلے سے بکری کا بچہ نکل سکتا۔

(١١٠٨) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَجَدَ خَوّٰى بِيَدَيْهِ تَعْنِيْ جَنَّحَ حَتّٰى يُرٰى وَضَحُ اِبْطَيْهِ مِنْ وَرَآئِهِ وَاِذَا قَعَدَ اطْمَاَنَّ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى . [راجع:١١٠٧]

ام المؤمنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو (پہلوؤں سے) اتنا جدا رکھتے کہ آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی پیچھے سے دکھائی دیتی اور جب بیٹھتے تو اپنی بائیں ران پر ٹیکا دیتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی ؒ نے کہا کہ یہ پہلے قعدے میں ہے لیکن اخیر قعدے میں تورک سنت ہے جیسے بخاری ؒ نے اپنی صحیح میں ابوحمید ساعدی کی روایت کی ہے۔ تورک یہ ہے کہ دونوں پاؤں کو ایک طرف نکال دے اور سرین پر زور دے کر بیٹھے۔

(١١٠٩) عَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا سَجَدَ جَافٰى حَتّٰى يَرٰى مَنْ خَلْفَهٗ وَضَحَ اِبْطَيْهِ قَالَ وَكِيْعٌ: تَعْنِيْ بَيَاضَهُمَا. [راجع:١١٠٧]

ام المؤمنین حضرت میمونہ ؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو دونوں ہاتھوں کو جدا رکھتے یہاں تک کہ پیچھے سے آپ ﷺ کے بغلوں کی سفیدی نظر آتی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يَجْمَعُ صِفَةَ الصَّلٰوةِ وَمَا يُفْتَتَحُ بِهٖ وَيُخْتَمُ بِهٖ وَصِفَةُ الرُّكُوْعِ وَالْاِعْتِدَالِ مِنْهُ وَالسُّجُوْدِ وَالْاِعْتِدَالِ مِنْهُ وَالتَّشَهُّدِ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ وَصِفَةِ الْجُلُوْسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَفِي التَّشَهُّدِ الْاَوَّلِ.

باب: نماز کی صفت کی جامعیت اور جس سے نماز شروع اور ختم کی جاتی ہے اس کا بیان، رکوع، سجدہ میں اعتدال کی ترتیب، چار رکعت نماز میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد کا بیان، دونوں سجدوں کے درمیان اور پہلے تشہد میں بیٹھنے کا بیان۔

(١١١٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ وَالْقِرَاءَةَ بِ ﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى اَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلَاةَ بِالتَّسْلِيْمِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ اَبِيْ خَالِدٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عَقِبِ الشَّيْطٰنِ.

[ابو داود: ۷۸۳؛ ابن ماجه: ۸۱۲، ۸۶۹، ۸۹۳]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے نماز کو اللہ اکبر کہہ کر اور قراءت کو ﴿الحمد للہ رب العالمین﴾ سے (تو بسم اللہ الرحمن الرحیم آہستہ سے کہتے) اور جب رکوع کرتے تو سر کو نہ اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ (پیٹھ کے برابر رکھتے) بیچ میں اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو دوسرا سجدہ نہ کرتے یہاں تک کہ سیدھا بیٹھ جاتے اور ہر رکعت کے بعد (قعدے میں) التحیات پڑھتے اور بایاں پاؤں بچھا کر داہنا پاؤں کھڑا کرتے اور منع کرتے شیطان کی بیٹھک سے اور منع کرتے تھے اس بات سے کہ آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر درندے (جانور) کی طرح بچھائے اور نماز کو سلام سے ختم کرتے تھے۔



فائدہ: منع کرتے تھے شیطان کی بیٹھک سے جس کو اقعاء کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ دونوں سرین کو زمین سے لگائے اور پنڈلیوں کو کھڑا کرے اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھے جیسے کتا بیٹھتا ہے" اور منع کرتے تھے اس بات سے کہ آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر درندے (جانور) کی طرح بچھائے اور نماز کو سلام سے ختم کرتے تھے" اس حدیث سے بہت سے مسئلے معلوم ہوئے پہلے یہ کہ قرأت ﴿الحمدللہ رب العالمین﴾ سے شروع کرے۔ یہ دلیل ہے امام مالک رحمہ اللہ اور ان لوگوں کی جو بسم اللہ کو سورۂ فاتحہ میں داخل نہیں سمجھتے۔ اور شافعی رحمہ اللہ اور اکثر علما نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ مقصود اس عبارت کا یہ ہے کہ قرآن کی سورتوں میں سے پہلے یہ سورت پڑھتے تھے یعنی الحمد کی سورت۔ اور یہ مطلب نہیں کہ ﴿الحمدللہ رب العالمین﴾ کو بغیر بسم اللہ کے پڑھتے تھے۔ اور بہت سی دلیلیں اس امر پر قائم ہوئی ہیں کہ بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزو ہے۔ دوسرے یہ کہ رکوع میں پیٹھ کو آگے پیچھے سے برابر رکھنا چاہیے۔ تیسرے یہ کہ جب رکوع سے سر اٹھائے تو سیدھا کھڑا ہو۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھے۔ چوتھے یہ کہ ہر دو رکعت کے بعد تشہد پڑھے۔ اور امام احمد بن حنبل اور اہل حدیث کے نزدیک اس حدیث کی رو سے دونوں تشہد واجب ہیں۔ مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اکثر علما کے نزدیک دونوں تشہد سنت ہیں اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جس جلسہ کے بعد سلام ہو اس میں تورک سنت ہے اور تورک کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔ شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز میں چار جلسے ہیں اور ایک دونوں سجدوں کے بیچ میں، دوسرے ہر رکعت کے بعد۔ دوسرے سجدہ سے فراغت پا کر قیام سے پہلے اسے جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ تیسرے تشہد اولیٰ کا جلسہ۔ چوتھے تشہد اخیر کا جلسہ۔ پانچواں یہ کہ نماز کو سلام پر ختم کرے۔ مالک، شافعی، اور احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کا یہی قول ہے کہ سلام فرض ہے اور بغیر اس کے نماز صحیح نہیں ہوتی لیکن امام ابوحنیفہ، ثوری اور اوزاعی رحمہم اللہ کے نزدیک سلام سنت ہے۔ اگر نہ کرے تب بھی نماز صحیح ہو جائے گی بلکہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر سلام کے بدلے کوئی فعل نماز کے منافی جیسے حدث وغیرہ کرے تب بھی نماز تمام ہو جائے گی۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

بَابُ سُتْرَةِ الْمُصَلِّي وَالنَّدْبِ إِلَى الصَّلٰوةِ إِلَى سُتْرَةٍ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُرُوْرِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ وَحُكْمِ الْمُرُوْرِ وَدَفْعِ الْمَارِّ وَجَوَازِ الْإِعْتِرَاضِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ وَالصَّلٰوةِ إِلَى الرَّاحِلَةِ وَالْأَمْرِ بِالدُّنُوِّ مِنَ السُّتْرَةِ وَبَيَانِ قَدْرِ السُّتْرَةِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِذٰلِكَ.

باب: نمازی کے سترہ کا بیان، سترہ کی طرف نماز پڑھنے کا استحباب اور نمازی کے آگے گزرنے کی ممانعت، گزرنے والے کو دفع کرنے اور نمازی کے آگے لیٹنے کے جواز کا بیان، سواری کی طرف نماز پڑھنے، سترہ کے نزدیک ہونے کا حکم اور اس کے اندازہ کا بیان' مسائل سترہ کے متعلق کا بیان۔

(۱۱۱۱) عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ .))[ابوداود: ٦٨٥؛ ترمذی: ٣٣٥؛ ابن ماجہ: ٩٤٠]

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کیا کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ''جب تم میں سے کوئی اپنے سامان پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کچھ رکھ لے تو نماز پڑھے اور پرواہ نہ کرے جو چیز چاہے اس کے پرے سے جائے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ پالان کی لکڑی دوڈھائی ہاتھ کے برابر ہوتی ہے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف زمین پر لکیر کھینچ لینا کافی نہیں ہے اگرچہ ایک حدیث اس بات میں آئی ہے کہ لکیر کھینچنا کافی ہے اور امام احمد رحمہ اللہ کا یہ قول ہے مگر وہ حدیث ضعیف ہے۔

(۱۱۱۲) عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ وَالدَّوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ أَيْدِيْنَا فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ تَكُوْنُ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)) وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: ((فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)). [راجع: ١١١١]

موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے سنا۔ہم نماز پڑھتے تھے اور جانور ہمارے سامنے سے نکلا کرتے تھے تو بیان کیا ہم نے اس کا رسول اللہ ﷺ سے۔آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگرچہ پالان کی پچھلی لکڑی برابر کوئی چیز تمہارے سامنے ہوتو پھر سامنے سے کسی چیز کا جانا ضرر نہیں کرتا''

○ ○ ○ ○

(۱۱۱۳) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ؟ فَقَالَ: ((مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ)). [نسائی: ٧٤٥]

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا نمازی کے سترہ کے متعلق تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''سواری کے کجاوے کی لکڑی کے برابر ہو۔''

(۱۱۱۴) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

سُئِلَ فِیْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّیْ؟ فَقَالَ: ((كَمُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ)). [راجع:۱۱۱۳]

سوال ہوا غزوۂ تبوک میں نمازی کے سترہ کا۔آپ ﷺ نے فرمایا: ”پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر چاہیے۔“

(۱۱۱۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ اَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَآءَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْاُمَرَآءُ. [بخاری: ٤٩٤؛ ابوداود: ٦٨٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن باہر نکلتے تو اپنے سامنے برچھا گاڑنے کا حکم فرماتے، پھر اس کی آڑ میں نماز پڑھتے۔اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے ہوتے۔اور یہ امر سفر میں کرتے۔اسی وجہ سے امیروں نے اس کو مقرر کر لیا ہے (کہ برچھا ساتھ رکھتے ہیں)۔

(۱۱۱٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَرْكُزُ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ: يَغْرِزُ الْعَنَزَةَ وَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا. زَادَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: وَهِيَ الْحَرْبَةُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ برچھی کو گاڑتے اور اسی کی طرف نماز پڑھتے۔



(۱۱۱۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَعْرِضُ رَاحِلَتَهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ اِلَيْهَا. [بخاری: ٥٠٧]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی کو قبلہ کی طرف کر کے اس کی طرف نماز پڑھتے تھے۔



فائدہ۔اونٹنی کی آڑ میں۔نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث میں دلیل ہے نماز جائز ہونے پر حیوان کے نزدیک اور اونٹ کے نزدیک۔اور اونٹوں کے تھان میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس ڈر سے کہ کہیں وہ بگڑ کھڑے ہوں اور نماز میں خلل واقع ہو۔

(۱۱۱۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ اِلٰى رَاحِلَتِهِ وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى اِلٰى بَعِيْرٍ. [ابوداود: ٦٩٢؛ ترمذی: ٣٥٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ابن نمیر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اونٹ کی طرف۔

(۱۱۱۹) عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْاَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ قَالَ: فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوْئِهِ فَمِنْ نَائِلٍ وَنَاضِحٍ قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَآءُ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ سَاقَيْهِ قَالَ: فَتَوَضَّاَ وَاَذَّنَ بِلَالٌ قَالَ: فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُ فَاهُ هٰهُنَا وَهٰهُنَا يَقُوْلُ يَمِيْنًا وَشِمَالًا يَقُوْلُ: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ثُمَّ رُكِزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ لَا يُمْنَعُ ثُمَّ

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ ابطح (ایک مقام ہے باب مکہ پر) میں تھے ایک لال چمڑے کے شامیانے میں تو بلال رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کیلئے وضو کا پانی لے کر نکلے (آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا) پھر کسی کو پانی ملا اور کسی کو نہ ملا تو اس نے دوسرے سے لیکر چھڑک لیا پھر رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑا پہنے ہوئے باہر نکلے گویا میں اس وقت آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔آپ ﷺ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔میں نے انکے منہ کی پیروی کی جو دائیں بائیں کی طرف پھیر کر کہتے تھے حی علی الصلوٰۃ، وحی علی الفلاح پھر آپ کیلئے ایک بھالا گاڑا گیا، آپ ﷺ آگے بڑھے اور ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں (سفر

صَلَّى الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ. [ابوداود: ٥٢٠؛ ترمذی: ١٩٧؛ نسائی: ٥٣٩٣]

میں ہونے کی وجہ سے قصر کیا) آپ ﷺ کے سامنے سے گدھے اور کتے گزر رہے تھے (مگر) آپ ﷺ روکتے نہ تھے (کیونکہ بھالے کا سترہ تھا) پھر عصر کی دو رکعتیں پڑھیں دونوں نمازوں کو جمع کیا پھر برابر دو ہی رکعتیں قصر سے پڑھتے رہے یہاں تک کہ واپس مدینہ پہنچے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: کسی کو پانی ملا اور کسی کو نہ ملا تو اس نے دوسرے سے لے کر ذرا سا چھڑک لیا یعنی حضرت محمد ﷺ کے وضو سے جو پانی بچا اس کو لوگوں نے تبرک سمجھ کر لینا شروع کیا۔ کسی کو تو پانی مل گیا اور کسی کو نہ ملا تو دوسرے نے اس پر دو چار قطرے چھڑک دیئے۔ اور دوسری روایت میں یہ امر تصریح سے موجود ہے کہ میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ وضو کا بچا ہوا پانی لے رہے تھے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ صالحین کے آثار سے برکت حاصل کرنا درست ہے اور ان کے بچے ہوئے کھانے یا پانی کا استعمال بطور تبرک کے جائز ہے۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بھی نکلتا ہے کہ مؤذن کو حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح میں دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا چاہیے لیکن قدم اور سینہ اپنا قبلہ کی طرف سے نہ پھیرے صرف سر اور گردن پھرائے۔ اور اس بات میں تین مذہب ہیں ایک یہ کہ حی علی الصلوٰۃ میں دونوں بار داہنی طرف منہ پھیرے اور حی علی الفلاح میں دونوں بار بائیں طرف منہ پھیرے اور یہ صحیح ہے۔ دوسرا یہ کہ پہلے ایک بار حی علی الصلوٰۃ داہنی طرف منہ پھیر کر کہے اور ایک بار بائیں طرف منہ پھیر کر اسی طرح حی علی الفلاح۔ تیسرا یہ کہ پہلے داہنی طرف منہ پھرا کر حی علی الصلوٰۃ کہے پھر قبلہ کی طرف منہ کر لے پھر داہنی طرف منہ پھیرے اور حی علی الصلوٰۃ کہے پھر بائیں طرف منہ پھیرے اور حی علی الفلاح کہے پھر قبلہ کی طرف منہ کر لے پھر بائیں طرف منہ کر کے اور حی علی الفلاح کہے۔

(١١٢٠) عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ اَنَّ اَبَاهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَيْتُ بِلَالًا اَخْرَجَ وَضُوْءًا فَرَاَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَاَيْتُ بِلَالًا اَخْرَجَ عَنَزَةً فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا فَصَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَاَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّوْنَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ. [بخاری: ٣٧٦، ٥٧٨٦، ٥٨٥٩]

عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ ان کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے سرخ شامیانے میں دیکھا اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو کا بچا ہوا پانی نکالا تو لوگ اس کو لینے کیلئے جھپٹنے لگے پھر جس کو پانی مل گیا اس نے بدن پر مل لیا اور جس کو نہ ملا اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے ہاتھ تر کر لیا پھر میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ انہوں نے برچھا نکالا اور اس کو گاڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑا پہنے ہوئے اس کو (پنڈلیوں تک) اٹھائے ہوئے نکلے اور برچھے کی طرف کھڑے ہو کر لوگوں کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور میں نے آدمیوں کو اور جانوروں کو دیکھا کہ وہ برچھے کے سامنے سے گزر رہے تھے۔

(١١٢١) عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيْثِ سُفْيَانَ وَ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَ فِيْ حَدِيْثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ: فَلَمَّا كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادٰى بِالصَّلَاةِ.

اس سند سے بھی کچھ کمی بیشی کے ساتھ گزشتہ روایت آئی ہے اور مالک بن مغول کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ جب دوپہر کا وقت ہوا تو بلال رضی اللہ عنہ نکلے اور نماز کے لیے اذان دی۔

[بخاری:٦٣٣، ٣٥٦٦]

(١١٢٢) عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ اِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّاَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ: وَزَادَفِيْهِ عَوْنٌ عَنْ اَبِيْهِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ وَكَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَآئِهَا الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ. [بخاری: ١٨٧، ٥٠١، ٣٥٥٣؛ نسائی: ٤٦٩]

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کو بطحا کی طرف نکلے اور وضو کیا پھر ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپ ﷺ کے سامنے برچھی لگی ہوئی تھی اس کے پار عورتیں اور گدھے گزر رہے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ اس حدیث سے سفر میں قصر اور جمع دونوں ثابت ہوئیں اور یہ بھی نکلا کہ اگر سفر میں پہلی نماز کے وقت اترنے کا اتفاق ہو جیسے ظہر کے وقت تو عصر بھی اسی وقت پڑھ لے اور یہ جمع تقدیم ہے اور جو پہلی نماز کے وقت چلنے کا اتفاق ہو (محو سفر ہو) جیسے ظہر کے وقت تو ظہر کی تاخیر کرے اور عصر کے وقت ظہر اور عصر دونوں پڑھ لے اور یہ جمع تاخیر ہے۔

(١١٢٣) حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِالْاِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا مِثْلَهُ وَ زَادَ فِيْ حَدِيْثِ الْحَكَمِ: فَجَعَلَ النَّاسُ يَاْخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وَضُوْءِهٖ. [راجع:١١٢٢]

شعبہ ان سندوں سے مذکورہ حدیث کے مثل روایت کرتے ہیں مگر حکم کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ لوگ آپ ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی کو لینے کے لیے جلدی کرنے لگے۔

(١١٢٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى اَتَانٍ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْنَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ اَحَدٌ. [بخاری: ٧٦، ٤٩٣، ٨٦١، ١٨٥٧، ٤٤١٢؛ ابوداود: ٧١٥؛ ترمذی: ٣٣٧؛ نسائی: ٧٥١؛ ابن ماجه: ٩٤٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آیا ان دنوں میں جوان ہونے کو تھا اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھا رہے تھے۔ میں صف کے سامنے آ کر اترا اور گدھی کو چھوڑ دیا۔ وہ چرنے لگی اور میں صف میں شریک ہو گیا پھر کسی نے اعتراض نہ کیا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ کہ تم صف میں کیسے چلے آئے اور گدھی کو وہاں کیوں چھوڑا؟ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے سترہ تھا اور امام کا سترہ مقتدیوں کے لیے بھی کافی ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت کتنی تھی۔ بعض نے کہا: دس برس کی۔ بعض نے کہا: تیرہ برس کی۔ بعض نے کہا: پندرہ برس کی اور یہی ٹھیک ہے۔

(١١٢٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ اَقْبَلَ يَسِيْرُ عَلٰى حِمَارٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّيْ بِمِنًى فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے اور رسول اللہ ﷺ منیٰ میں حجۃ الوداع میں کھڑے ہوئے نماز پڑھا رہے تھے تو گدھا صفوں کے سامنے سے ہو کر نکلا پھر وہ اترے اور صف میں

قَالَ: فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ. [راجع:١١٢٤]

شریک ہوئے۔

○ ○ ○ ○

(١١٢٦) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِعَرَفَةَ. [راجع:١١٢٤]

زہری سے اس سند کے ساتھ بھی روایت ہے اور اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ عرفات میں نماز پڑھا رہے تھے۔

(١١٢٧) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مِنًى وَلَا عَرَفَةَ وَقَالَ: فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَوْيَوْمَ الْفَتْحِ. [راجع:١١٢٤]

اس روایت میں نہ منیٰ کا ذکر ہے، نہ عرفات کا بلکہ حجۃ الوداع کہا یا مکہ کے فتح کا دن کہا۔ (لیکن صحیح حجۃ الوداع ہے)

○ ○ ○ ○

بَابُ مَنْعِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي.

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی ممانعت۔

(١١٢٨) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ)).

[ابو داود: ٦٩٧، ٦٩٨؛ نسائی: ٧٥٦؛ ابن ماجہ: ٩٥٤]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اپنے سامنے سے کسی کو نہ نکلنے دے بلکہ اس کو دفع کرے جہاں تک ہو سکے اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے کیوں کہ وہ شیطان ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: دفع کرنے کا حکم بطور استحباب کے ہے نہ بطور وجوب کے اور کسی عالم نے اس کو واجب نہیں کہا اور لڑنے سے یہ غرض نہیں کہ ہتھیار چلائے یا اینا مارے کہ وہ مر جائے۔ پھر اگر واجبی طور سے دفع کرنے میں مر جائے تو باتفاق علما اس پر قصاص نہیں لیکن دیت واجب ہوگی یا نہیں اس میں دو قول ہیں۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ نمازی نے اپنے سامنے آڑ کر لی ہو یا ایسے کونے میں پڑھتا ہو جہاں سے گزرنے کی ضرورت نہ ہو۔ انتہی مختصراً۔

(١١٢٩) عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَبِي سَعِيدٍ يُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ إِذْجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ مِنْ بَنِي أَبِي مُعَيْطٍ أَرَادَ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَدَفَعَ فِي نَحْرِهِ فَنَظَرَ فَلَمْ يَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَيْنَ يَدَيْ أَبِي سَعِيدٍ فَعَادَ فَدَفَعَ فِي نَحْرِهِ أَشَدَّ مِنَ الدَّفْعَةِ الْأُولَى فَمَثَلَ قَائِمًا فَنَالَ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ ثُمَّ زَاحَمَ النَّاسَ فَخَرَجَ فَدَخَلَ عَلَى مَرْوَانَ فَشَكَى إِلَيْهِ مَا لَقِيَ قَالَ: وَدَخَلَ أَبُو سَعِيدٍ عَلَى مَرْوَانَ فَقَالَ لَهُ مَرْوَانُ: مَا لَكَ

ابو صالح سمان سے روایت ہے کہ میں ابو سعید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ وہ نماز پڑھ رہے تھے جمعہ کے دن کسی چیز کی آڑ میں لوگوں سے علیحدہ۔ اتنے میں ابو معیط کی قوم کا ایک جوان آیا اور اس نے ان کے سامنے سے نکلنا چاہا۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے میں مارا اس نے دیکھا تو اور طرف راستہ نہ پایا اور پھر دوبارہ ان کے سامنے سے نکلنا چاہا۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ نے اور زور سے ایک مار ماری وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور ابو سعید رضی اللہ عنہ سے لڑنے لگا۔ پھر لوگوں نے آکر اسے روکا پھر نکلا اور مروان (جو مدینہ کا حاکم تھا) کے پاس شکوہ کیا۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ مروان کے پاس گئے۔ مروان نے کہا: تو نے کیا کیا جو تیرے بھائی کا بیٹا شکایت کرتا ہے، ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ ”جب

وَلا بِنِ اَخِيكَ؟ جَآءَ يَشْكُوكَ فَقَالَ اَبُوسَعِيدٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((اِذَا صَلَّى اَحَدُكُمْ اِلٰى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْ فِي نَحْرِهِ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّمَا هُوَ شَيْطٰنٌ)). [بخاری: ٥٠٩، ٣٢٧٤؛ ابوداود: ٧٠٠]

کوئی تم میں سے کسی چیز کی آڑ میں نماز پڑھے اور کوئی شخص اس کے سامنے سے نکلنا چاہے تو اس کے سینے پر مارے۔ اگر وہ نہ مانے پس اس سے لڑے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی شیطان کے کہے پر عمل کرتا ہے اور منع کرنے پر بری بات سے باز نہیں آتا یا شیطان کے سے کام کرتا ہے جو اچھی بات نہیں مانتا یا خود شیطان ہے یعنی شریر اور خیرہ سرکش ہے یہ سب شیطان کی صفات ہیں۔

(١١٣٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ اَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنْ اَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَاِنَّ مَعَهُ الْقَرِينَ)). [ابن ماجه: ٩٥٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہو تو کسی کو اپنے سامنے جانے نہ دے۔ اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے کیوں کہ اس کے ساتھ شیطان ہے۔“ (یعنی جس کو اللہ قرآن میں ﴿نُقَيِّضْ لَهُ﴾ کی آیت میں قرین فرماتا ہے)

(١١٣١) عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١١٣٠]

صدقہ بن یسار کہتے ہیں میں نے سنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کو وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مذکورہ حدیث کی مثل۔

○ ○ ○ ○

(١١٣٢) عَنْ بُسْرِبْنِ سَعِيدٍ اَنَّ زَيْدَبْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ اَرْسَلَهُ اِلٰى اَبِي جُهَيْمٍ يَسْاَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي؟ قَالَ اَبُو جُهَيْمٍ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَقِفَ اَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ اَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)) قَالَ اَبُو النَّضْرِ: لَا اَدْرِي قَالَ: اَرْبَعِينَ يَوْمًا اَوْشَهْرًا اَوْسَنَةً؟ [بخاری: ٥١٠؛ ابوداود: ٧٠١؛ ترمذی: ٣٣٦؛ نسائی: ٧٥٥؛ ابن ماجه: ٩٤٥]

بسر بن سعید سے روایت ہے کہ زید بن خالد جہنی نے ان کو بھیجا۔ ابوجہیم (عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری رضی اللہ عنہ) کے پاس یہ پوچھنے کیلئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں کیا فرمایا ہے جو نمازی کے سامنے سے گزرے ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ ”اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے والا جانے جو وبال اس پر ہے البتہ اگر چالیس تک کھڑا رہے تو یہ بہتر ہو سامنے گزرنے سے۔“ ابوالنضر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کیا کہا: چالیس دن یا مہینے یا برس۔

○ ○ ○ ○

(١١٣٣) عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ اَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ اَرْسَلَ اِلٰى اَبِي جُهَيْمٍ الْاَنْصَارِيِّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ؟ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ مَالِكٍ. [راجع: ١١٣٢]

بسر بن سعید کہتے ہیں کہ زید بن خالد جہنی کو بھیجا ابوجہیم انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف کہ تو نے کیا سنا ہے نبی ﷺ سے پھر مالک کی حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ دُنُوِّ الْمُصَلِّيْ مِنَ السُّتْرَةِ.

باب- جائے نماز کا سترہ کے قریب ہونا۔

(١١٣٤) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ قَالَ: كَانَ بَيْنَ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ. [بخاری:٤٩٦؛ ابوداود:٦٩٦]

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس جگہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے، اس میں اور قبلہ کی دیوار میں اتنی جگہ رہتی کہ ایک بکری نکل جائے۔

فائدہ- تو آپ دیوار کے بہت قریب کھڑے ہوتے تھے۔ یہی سنت ہے کہ نمازی حتی المقدور سترہ کے قریب کھڑا ہو۔

(١١٣٥) عَنْ سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ كَانَ يَتَحَرّٰى مَوْضِعَ مَكَانِ الْمُصْحَفِ يُسَبِّحُ فِيْهِ وَذَكَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَحَرّٰى ذٰلِكَ الْمَكَانَ وَكَانَ بَيْنَ الْمِنْبَرِ وَالْقِبْلَةِ قَدْرُ مَمَرِّ الشَّاةِ. [بخاری:٤٩٧؛ ابوداود:١٠٨٢]

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ڈھونڈتے تھے مصحف کی جگہ کو (یعنی جہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مصحف رکھتے تھے۔) انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس جگہ کو ڈھونڈتے تھے اور وہ جگہ درمیان منبر اور قبلہ کے ایک بکری کے گزرنے کی جگہ کے مطابق تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں نماز ادا کرنے کیلئے کوئی جگہ مقرر کرنے میں قباحت نہیں بشرطیکہ وہ جگہ دوسری جگہوں سے فضیلت رکھتی ہو ورنہ مکروہ ہے اور تدریس یا افتا کیلئے جگہ مقرر کرنے میں قباحت نہیں۔

(١١٣٦) عَنْ يَزِيْدَ قَالَ: كَانَ سَلَمَةُ يَتَحَرّٰى الصَّلٰوةَ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِیْ عِنْدَالْمُصْحَفِ فَقُلْتُ لَهٗ: يَااَبَامُسْلِمٍ! اَرَاكَ تَتَحَرّٰى الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ يَتَحَرّٰى الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا. [بخاری:٥٠٢؛ ابن ماجه:١٤٣٠]

یزید سے روایت ہے کہ سلمہ رضی اللہ عنہ ڈھونڈ کر اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے جو مصحف کے نزدیک ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ اے ابو مسلم! میں دیکھتا ہوں کہ جس طرح ہو سکتا ہے تم اسی ستون کے پاس نماز پڑھتے ہو۔ انہوں نے (جواب میں) کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ڈھونڈ کر اس ستون کے پاس نماز پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ قَدْرِ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّيْ.

باب- نمازی سترہ کتنی مقدار کا رکھے۔

(١١٣٧) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَاقَامَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّیْ فَاِنَّهٗ يَسْتُرُهٗ اِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ اٰخِرَةِ الرَّحْلِ فَاِنَّهٗ يَقْطَعُ صَلٰوتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ وَالْكَلْبُ الْاَسْوَدُ)) قُلْتُ: يَااَبَا ذَرٍّ! مَا بَالُ الْكَلْبِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْاَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْاَصْفَرِ؟ قَالَ: يَا ابْنَ اَخِیْ! سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَاَلْتَنِیْ فَقَالَ: ((اَلْكَلْبُ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو اور اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی شے ہو تو وہ آڑ کیلئے کافی ہے۔ اگر اتنی بڑی (یا اس سے اونچی) کوئی شے اس کے سامنے نہ ہو اور گدھا یا عورت یا سیاہ کتا سامنے سے گزر جائے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔'' میں نے کہا: اے ابوذر رضی اللہ عنہ! یہ سیاہ کتا کی کیا خصوصیت ہے اگر لال کتا ہو یا زرد ہو۔ انہوں نے (جواباً) کہا: اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے ہی پوچھا جیسے تو نے مجھ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

الْاَسْوَدُ شَيْطٰنٌ)). [ابوداود: ٧٠٢؛ ترمذی: ٣٣٨؛ نسائی: ٧٤٩؛ ابن ماجہ: ٩٥٢، ٣٢١٠]

"سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: سیاہ کتا شیطان ہوتا ہے یعنی شریر ہوتا ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس مسئلہ میں علما کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں: ان چیزوں کے سامنے سے گزر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ عورت اور گدھے میں شبہ ہے۔ مالک، ابوحنیفہ، شافعی رحمہم اللہ اور جمہور علما کے نزدیک کسی چیز کے سامنے سے نکل جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ انہوں نے اس حدیث کی تاویل کی ہے کہ قطع صلوۃ سے مراد اس کا نقص ہے نہ ابطال۔ اور بعض نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ حدیث قطع کی منسوخ ہے۔ دوسری حدیث ((لا یقطع الصلوة مرور شیء)) پر یہ دعویٰ ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ نسخ کیلئے تاریخ کا ہونا ضروری ہے علاوہ اس کے حدیث ((لا یقطع الصلوة مرور شیء)) ضعیف ہے۔ انتہیٰ۔

(١١٣٨) عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ بِاِسْنَادِ يُوْنُسَ كَنَحْوِ حَدِيْثِهِ. [راجع: ١١٣٧]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١١٣٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَيَقِيْ ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: "عورت اور گدھے اور کتے کے سامنے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور ان سب سے بچاؤ یوں ہوسکتا ہے کہ نمازی کے سامنے کوئی چیز پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو۔"

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ الْاِعْتِرَاضِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

باب: نمازی کے سامنے لیٹنے کا بیان۔

(١١٤٠) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ. [ابن ماجہ: ٩٥٦]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں قبلہ کی طرف آپ کے سامنے آڑی پڑی ہوتی۔ جیسا جنازہ سامنے آڑا پڑا ہوتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ان علماء نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ عورت کے سامنے جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن نماز عورت کے سامنے پڑھنا مکروہ کہا ہے تاکہ دل پریشان نہ ہو اور حضرت کی بات اور تھی۔ دوسرے یہ کہ اس وقت گھروں میں چراغ نہ تھا تاریکی تھی۔

(١١٤١) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ صَلٰوتَهُ مِنَ اللَّيْلِ كُلَّهَا وَاَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يُّوْتِرَ اَيْقَظَنِيْ فَاَوْتَرْتُ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی تہجد کی نماز پوری ادا کرتے اور میں آپ ﷺ کے سامنے قبلہ کی طرف آڑی پڑی رہتی جب آپ ﷺ وتر ادا کرنا چاہتے تو مجھے جگا دیتے میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ وتر کی تاخیر آخر رات تک مستحب ہے اور جس شخص کو خود اپنی آنکھ کھلنے یا دوسرے کے جگا دینے پر بھروسہ ہو تو اس کو مستحب ہے کہ وتر کو آخر رات میں پڑھے اگرچہ تہجد نہ پڑھتا ہو کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تہجد نہیں پڑھتی تھیں جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے مگر وتر آپ ﷺ کے ساتھ پڑھتی تھیں اور جس شخص کو جاگنے کا بھروسہ نہ ہو وہ عشاء کے بعد ہی وتر پڑھ لے۔

(١١٤٢) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: قَالَتْ

عروہ بن زبیر سے روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نماز کن

عَائِشَةُ: مَايَقْطَعُ الصَّلٰوةَ؟ قَالَ: فَقُلْنَا: اَلْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ فَقَالَتْ: اِنَّ الْمَرْاَةَ لَدَابَّةُ سَوْءٍ لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعْتَرِضَةً كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ وَهُوَ يُصَلِّیْ.

چیزوں کے سامنے جانے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ہم نے کہا: عورت اور گدھے کے سامنے جانے سے۔ کہا کہ عورت بھی ایک برا جانور ہے۔ میں خود رسول اللہ ﷺ کے سامنے جنازہ کی طرح آڑی پڑی رہتی تھی اور آپ ﷺ نماز پڑھا کرتے۔

(١١٤٣) عَنْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ عِنْدَهَا مَايَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْاَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَدْ شَبَّهْتُمُوْنَا بِالْحَمِيْرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ! لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ وَاِنِّیْ عَلَى السَّرِيْرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُوْلِیَ الْحَاجَةُ فَاَكْرَهُ اَنْ اَجْلِسَ فَاُوْذِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَاَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ.

[بخاری: ٥١١، ٥١٤]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ذکر ہوا کہ کتے اور گدھے اور عورت کے سامنے سے نکل جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔انہوں نے کہا: تم نے ہم کو گدھوں اور کتوں کے برابر کردیا۔اللہ کی قسم! میں نے خود دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ ﷺ کے سامنے تخت پر تھی قبلہ کی طرف لیٹی ہوئی مجھے حاجت ہوتی تو آپ ﷺ کو تکلیف دینا مجھے برا لگتا میں تخت کے پایوں کے پاس سے کھسک جاتی۔

○ ○ ○ ○

(١١٤٤) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: عَدَلْتُمُوْنَا بِالْكِلَابِ وَالْحُمُرِ لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيْرِ فَيَجِیْءُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيْرَ فَيُصَلِّیْ فَاَكْرَهُ اَنْ اَسْنَحَهُ فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیِ السَّرِيْرِ حَتّٰى اَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِیْ.

[بخاری: ٥٠٨؛ نسائی: ٧٥٤]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تم نے ہم کو کتوں اور گدھوں کے برابر کردیا حالانکہ میں نے خود اپنے تئیں تخت پر لیٹے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ آتے اور تخت کے بیچ میں نماز پڑھتے۔ مجھے آپ ﷺ کے سامنے کھلنا برا معلوم ہوتا تو میں تخت کے پایوں سے کھسک کر لحاف سے باہر آجاتی۔

○ ○ ○ ○

(١١٤٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُنْتُ اَنَامُ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ رِجْلَایَ فِیْ قِبْلَتِهِ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِیْ فَقَبَضْتُ رِجْلَیَّ وَاِذَاقَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ: وَالْبُيُوْتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ. [بخاری: ٣٨٢، ٥١٣، ١٢٠٩؛ ابوداؤد: ٧١٣؛ نسائی: ١٦٨]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سوتی اور میرے پاؤں آپ ﷺ کے سامنے قبلے کی طرف ہوتے تو جب آپ ﷺ سجدہ کرنے لگتے میرا پاؤں دبادیتے میں پاؤں سمیٹ لیتی پھر آپ ﷺ جب کھڑے ہوجاتے میں پاؤں پھیلا لیتی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ان دنوں گھر میں چراغ نہ تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور جمہور علماء کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے۔وہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ چھونا کپڑے وغیرہ کے اوپر سے ہوگا اور اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

(١١٤٦) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّیْ وَاَنَا حِذَاءَهُ وَاَنَا

ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں حیض کی حالت میں آپ ﷺ کے سامنے ہوتی کبھی

حَائِضٌ وَرُبَّمَا اَصَابَنِي ثَوْبُهُ اِذَا سَجَدَ.

[بخاري: ٣٣٣، ٣٧٩، ٥١٧، ٥١٨؛ ابوداود: ٦٥٦؛ ابن ماجه: ١٠٢٨]

ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ کا کپڑا میرے بدن سے لگ جاتا جب آپ ﷺ سجدہ کرتے۔

○ ○ ○ ○

(١١٤٧) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا اِلَى جَنْبِهِ وَاَنَا حَائِضٌ وَعَلَيَّ مِرْطٌ وَعَلَيْهِ بَعْضُهُ اِلَى جَنْبِهِ.

[ابوداود: ٣٧٠؛ نسائی: ٧٦٧؛ ابن ماجه: ٦٥٢]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں حیض کی حالت میں آپ ﷺ کے پہلو کی طرف ہوتی اور میں ایک چادر اوڑھے ہوتی۔ اس میں سے کچھ ٹکڑا آپ ﷺ پر بھی ہوتا۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورت نمازی کے پہلو میں کھڑی ہو تو نماز باطل نہ ہوگی یہی ہمارا اور اکثر علما کا مذہب ہے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حائضہ عورت کے کپڑے پاک ہیں مگر وہ مقام جہاں خون لگا ہو یا کوئی اور نجاست ہو البتہ وہ نجس ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ حائضہ کے سامنے نماز پڑھ سکتے ہیں اور ایک ہی کپڑا کچھ حائضہ پر ہو اور کچھ نمازی پر تو بھی قباحت نہیں۔

بَابُ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَصِفَةِ لُبْسِهٖ.

باب: ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کا بیان اور اس کے پہننے کا طریقہ۔

(١١٤٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ؟ فَقَالَ: ((اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ؟)).

[بخاري: ٣٥٨؛ ابوداود: ٦٢٥؛ نسائی: ٧٦٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا ایک کپڑا (جیسے تہبند) پہن کر نماز درست ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم میں سے ہر شخص کے پاس دو دو کپڑے ہیں؟“

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ایسے بہت لوگ ہیں جن کے پاس ایک کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا نہیں اور نماز تو سب پر فرض ہے تو ایک کپڑے میں ضرور نماز درست ہوگی۔ اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کا اختلاف منقول ہے مگر اس کی سند معلوم نہیں ہوتی اور اس بات پر اجماع ہے کہ نماز دو کپڑوں میں افضل ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے ایک کپڑے میں نماز پڑھی ہے۔

(١١٤٩) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١١٥٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: نَادٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: اَيُصَلِّي اَحَدُنَا فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ؟ فَقَالَ: ((اَوَكُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ؟)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا کیا ہم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں۔“

(١١٥١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يُصَلِّيْ اَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”تم سے کوئی ایک کپڑے میں اس طرح نماز نہ پڑھے کہ اس کے کاندھے پر کچھ نہ ہو۔“

[ابو داود: ٦٢٦؛ نسائی: ٧٦٨]

○ ○ ○ ○

فائدہ: کیونکہ اگر کاندھے پر کپڑا نہ ہوگا تو احتمال ہے ستر کھلنے کا۔ اگر ہاتھ سے روکے تو ہاتھ باندھنے کی سنت میں خلل آئے گا۔ اور یہ ممانعت ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تنزیہی ہے۔ اگر کوئی ایک کپڑے میں اس طرح نماز پڑھے کہ کاندھوں پر کچھ نہ ہو تو نماز مکروہ ہوگی مگر باطل نہ ہوگی۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور بعض سلف کے نزدیک اگر کاندھوں پر کچھ کپڑا رکھنے کی گنجائش ہو اور نہ رکھے تو نماز صحیح نہ ہوگی اور ایک روایت میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ نماز صحیح ہو جائے گی لیکن گناہ گار ہوگا۔

(١١٥٢) عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهٖ فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَیْهِ عَلٰی عَاتِقَیْهِ. [بخاری: ٣٥٤، ٣٥٥، ٣٥٦؛ ترمذی: ٣٣٩؛ نسائی: ٧٦٣؛ ابن ماجه: ١٠٤٩]

عمر بن ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا۔ آپ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ایک کپڑا لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور اس کے دونوں کنارے آپ ﷺ کے مونڈھوں پر تھے۔

○ ○ ○ ○

(١١٥٣) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ بِهٰذَا غَیْرَ اَنَّهٗ قَالَ: مُتَوَشِّحًا وَلَمْ یَقُلْ: مُشْتَمِلًا. [راجع: ١١٥٢]

ہشام بن عروہ اپنے والد سے ایسے ہی روایت کرتے ہیں سوائے اس کے کہ اس میں یہ ہے کہ آپ نے اس کپڑے کے ساتھ توشح کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: توشح یہ ہے کہ کپڑے کا جو کنارہ داہنے کاندھے پر ہو اس کو بائیں ہاتھ کے تلے سے لے جائے اور جو بائیں کاندھے پر ہو اس کو داہنے ہاتھ کے تلے سے لے جائے پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر باندھ لے۔

(١١٥٤) عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ بَیْتِ اُمِّ سَلَمَةَ فِیْ ثَوْبٍ قَدْ خَالَفَ بَیْنَ طَرَفَیْهِ. [راجع: ١١٥٢]

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس کے دونوں کناروں میں آپ ﷺ نے خلاف کیا تھا۔

فائدہ: یعنی داہنے کنارے کو بائیں طرف اور بائیں کنارے کو دائیں طرف لے گئے تھے جیسے ابھی گزرا۔

(١١٥٥) عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ: رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا بِهٖ مُخَالِفًا بَیْنَ طَرَفَیْهِ. زَادَ عِیْسَی بْنُ حَمَّادٍ فِیْ رِوَایَتِهٖ قَالَ: عَلٰی مَنْكِبَیْهِ. [ابو داود: ٦٢٨]

عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ اس کو لپیٹے ہوئے تھے اور اس کے دونوں کنارں میں آپ ﷺ نے مخالفت کی تھی۔

○ ○ ○ ○

(١١٥٦) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں توشح کیے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (توشح کے معنی اوپر بیان ہو چکے ہیں)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(١١٥٧) عَنْ سُفْیَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ فِیْ حَدِیْثِ

مذکورہ بالا روایت ان اسناد سے بھی مروی ہے۔ ابن نمیر کی حدیث میں یہ

ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .

الفاظ ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔

(١١٥٨) عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ الْمَكِّیِّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ رَاٰی جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ وَعِنْدَهٗ ثِیَابُهٗ وَقَالَ جَابِرٌ اِنَّهٗ رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَصْنَعُ ذٰلِكَ .

ابوالزبیر مکی سے روایت ہے کہ انہوں نے جابر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑے میں توشح کئے ہوئے نماز پڑھتے دیکھا حالانکہ ان کے پاس کپڑے موجود تھے (تو انہوں نے اس لئے کیا کہ جواز معلوم ہو) اور جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا۔

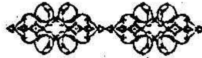
(١١٥٩) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلَى النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: فَرَاَیْتُهٗ یُصَلِّیْ عَلٰى حَصِیْرٍ یَسْجُدُ عَلَیْهِ قَالَ: وَرَاَیْتُهٗ یُصَلِّیْ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ. [ترمذی: ٣٣٢؛ ابن ماجه: ١٠٢٩، ١٠٤٨؛ وانظر فی مسلم: ١٥٠٥]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور دیکھا کہ آپ ﷺ ایک بوریئے پر نماز پڑھ رہے ہیں اسی پر سجدہ کرتے تھے اور دیکھا آپ ﷺ کو ایک کپڑے میں توشح کئے ہوئے نماز پڑھتے ہوئے۔

(١١٦٠) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ فِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ كُرَیْبٍ وَاضِعًا طَرَفَیْهِ عَلٰى عَاتِقَیْهِ وَ رِوَایَةُ اَبِیْ بَكْرٍ وَ سُوَیْدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے لیکن ابوکریب کی روایت میں یہ لفظ آئے ہیں کہ آپ ﷺ نے اس کے دونوں کنارے اپنے دونوں کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے اور ابوبکر اور سوید کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ آپ ﷺ نے وہ کپڑا لپیٹا ہوا تھا۔

❖ ❖ ❖ ❖



بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلٰوةِ

مسجدوں اور نماز کی جگہوں کا بیان

بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ.

مسجدوں اور نماز کی جگہوں کا بیان۔

(١١٦١) عَنْ اَبِي ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى)) قُلْتُ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: ((اَرْبَعُوْنَ سَنَةً وَاَيْنَمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ فَهُوَ مَسْجِدٌ)) وَ فِي حَدِيْثِ اَبِي كَامِلٍ: ((ثُمَّ حَيْثُمَا اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّهْ فَاِنَّهُ مَسْجِدٌ)). [بخاري: ٣٣٦٦، ٣٤٢٥؛ نسائي: ٦٨٩؛ ابن ماجه: ٧٥٣]

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! زمین میں سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسجد حرام: (یعنی خانہ کعبہ) میں نے پوچھا: پھر کون سی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مسجد اقصیٰ“ (بیت المقدس) میں نے پوچھا: ان دونوں مسجدوں کے بننے میں کتنا زمانہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”چالیس برس کا اور تجھ کو تو جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں پڑھ لے وہ مسجد ہے۔“ ابی کامل کی حدیث میں ہے ”پھر تجھ کو جہاں نماز کا وقت آ جائے وہیں پڑھ لے وہ مسجد ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ سب مقاموں میں نماز درست ہے مگر وہ مقام مستثنیٰ ہیں جہاں نماز پڑھنے کی ممانعت ہوئی ہے۔ جیسے قبرستان یا گھورہ نجس مقام وغیرہ یا اونٹوں کے رہنے کی جگہ میں یا سڑک میں یا حمام میں۔

(١١٦٢) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ يَزِيْدَ التَّيْمِيِّ قَالَ: كُنْتُ اَقْرَاُ عَلٰى اَبِي الْقُرْآنَ فِي السُّدَّةِ فَاِذَا قَرَاْتُ السَّجْدَةَ سَجَدَ فَقُلْتُ لَهُ: يَا اَبَتِ! اَتَسْجُدُ فِي الطَّرِيْقِ؟ قَالَ: اِنِّي سَمِعْتُ اَبَاذَرٍّ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَوَّلِ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: ((الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى)) قَالَ: كَمْ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ: ((اَرْبَعُوْنَ عَامًا ثُمَّ الْاَرْضُ لَكَ

ابراہیم بن یزید تیمی سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کو قرآن سنایا کرتا سدہ میں (سدہ وہ مقام جو مسجد سے خارج ہو دروازہ کے باہر جہاں لوگ بیٹھ کر خرید و فروخت اور باتیں کرتے ہیں اور نسائی کی روایت میں سکہ ہے یعنی گلی میں) جب میں سجدہ کی آیت پڑھتا تو وہ سجدہ کرتے۔ میں نے ان سے کہا: باوا! تم راستہ میں سجدہ کرتے ہو۔ انہوں نے کہا: میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ زمین میں سب سے پہلے کونسی مسجد بنی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسجد حرام۔“ میں نے پوچھا: پھر کونسی مسجد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مسجد

مَسْجِدٌ فَحَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ)). [راجع:١١٦١]

اقصیٰ۔ "میں نے پوچھا ان دونوں میں کتنے برس کا فرق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:" چالیس برس کا۔ پھر ساری زمین تیرے لئے مسجد ہے جہاں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز پڑھ لے۔"

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ اور جب نماز پڑھنا درست ہوا تو سجدہ بھی درست ہوگا۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: استاد اور شاگرد پر جو قرآن پڑھتا ہو سجدہ کی آیت میں سجدہ ہے یا نہیں اس میں علما کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ایک بار پہلی بار میں سجدہ کرے۔ اور بعض کے نزدیک ایک بار بھی ضروری نہیں ہے۔

(١١٦٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((أُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِيْ كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ إِلٰى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَيِّبَةً طَهُوْرًا وَّمَسْجِدًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيْرَةِ شَهْرٍ وَ أُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ)). [بخاري:٣٣٥، ٤٣٨، ٣١٢٢؛ نسائي:٤٣٠، ٧٣٥]

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مجھ کو پانچ چیزیں ملی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو نہیں ملیں۔ ایک تو یہ کہ ہر پیغمبر علیہ السلام خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا اور میں سرخ اور سیاہ ہر شخص کی طرف بھیجا گیا (سرد ملکوں کے لوگ سرخ ہیں اور گرم ملکوں کے لوگ سیاہ تو مطلب یہ ہے کہ میری نبوت عام ہے، کسی ملک سے خاص نہیں) اور مجھے غنیمت (جہاد کی لوٹ کا مال) حلال ہوا۔ مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہیں ہوا اور میرے لئے ساری زمین پاک اور پاک کرنے والی کی گئی۔ پھر جس شخص کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہ وہیں نماز پڑھ لے اور مجھے مدد دی گئی رعب سے جو ایک مہینہ کے فاصلہ سے پڑتا ہے (یعنی میری دھاک ایک مہینے کی راہ سے پڑ جاتی ہے) اور مجھے شفاعت عطا ہوئی ہے۔"

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی کی گئی۔ یہ دلیل ہے مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کہ تیمم زمین کی جنس سے درست ہے جیسے پتھر، اینٹ، چونا وغیرہ خاک کی خصوصیت نہیں ہے۔

اور مجھے شفاعت عطا ہوئی یعنی شفاعت عام جو محشر والوں کی پریشانی کے وقت ہوگی اور جس وقت سب پیغمبر علیہم السلام لوگوں کو جواب دے دیں گے ورنہ شفاعت خاص تو اور لوگ بھی کریں گے یا مرادوہ شفاعت ہے جو رد نہ ہوگی یا وہ شفاعت جو رتی برابر ایمان والے کیلئے بھی فائدہ بخش ہوگی۔

(١١٦٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. [راجع:١١٦٣]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔

(١١٦٥) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلَآئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّ جُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ)) وَذَكَرَ خَصْلَةً أُخْرٰى.

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہم لوگوں کو اور لوگوں پر فضیلت ملی تین باتوں کی وجہ سے۔ ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح کی گئیں اور ہمارے لئے ساری زمین نماز کی جگہ ہے اور زمین کی خاک ہم کو پاک کرنے والی ہے جب پانی نہ ملے۔" اور ایک بات اور بیان کی۔

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: وہ تیسری بات نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ مجھ کو سورۂ بقرہ کی اخیر آیتیں عرش کے تلے سے ملیں اور مجھ سے پہلے کسی نبی علیہ السلام کو نہیں ملیں نہ میرے بعد ملیں گی۔

(١١٦٦) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی آئی ہے اسی طرح۔

(١١٦٧) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((فُضِّلْتُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ بِسِتٍّ: اُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَ جُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ طَهُوْرًا وَّ مَسْجِدًا وَّ اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ)). [ترمذی: ١٥٥٣؛ ابن ماجہ: ٥٦٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ کو چھ باتوں کی وجہ سے اور پیغمبروں علیہم السلام پر فضیلت دی گئی۔ پہلی تو مجھ کو وہ کلام ملا جس میں لفظ تھوڑے اور معنی بہت ہیں (یعنی کلام اللہ یا خود حضرت محمد ﷺ کے کلمات) اور میں مدد دیا گیا رعب سے اور میرے لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ کی گئی۔ اور میں تمام مخلوقات کی طرف (خواہ جن ہوں یا آدمی عرب کے ہوں یا غیر عرب کے) بھیجا گیا اور میرے اوپر نبوت ختم کی گئی۔“

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اب میرے بعد دنیا میں کوئی نبی، نئی کتاب یا شریعت لے کر آنے والا نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلاشک قیامت کے قریب آئیں گے پر وہ ساری دین کی باتوں میں ہمارے پیغمبر ﷺ کے تابع ہوں گے۔

(١١٦٨) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُوْتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ)) قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا. [نسائی: ٣٠٨٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اللہ نے وہ باتیں دیکر بھیجا جن میں لفظ تھوڑے ہیں اور معانی بہت ہیں اور مجھے مدد ملی رعب سے اور میں ایک بار سو رہا تھا، اتنے میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔“ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تو تشریف لے گئے اور تم زمین کے خزانے نکال رہے ہو (یعنی ملک کے ملک فتح کرتے ہو وہاں کی سب دولتیں لوٹتے ہو)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(١١٦٩) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مِثْلَ حَدِيْثِ يُوْنُسَ. [نسائی: ٣٠٨٩]

اوپر والی حدیث کی طرح یہ بھی ایک اور سند سے منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١١٧٠) عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [نسائی: ٣٠٨٧]

مذکورہ بالا حدیث ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١١٧١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ عَلَى الْعَدُوِّ وَاُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَبَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے دشمن پر مدد ملی رعب سے اور مجھے وہ باتیں ملیں جن میں لفظ کم ہیں پر معانی بہت ہیں۔ اور میں ایک بار سو رہا تھا اتنے میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔“

○ ○ ○ ○

(١١٧٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَ أُوْتِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی اور مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے۔''

بَابُ ابْتِنَاءِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ.

باب: مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر۔

(١١٧٣) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلَ فِي عُلُوِّ الْمَدِيْنَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ فِيْهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ إِنَّهُ أَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوْا مُتَقَلِّدِيْنَ بِسُيُوْفِهِمْ قَالَ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَ أَبُوْبَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوْبَ قَالَ: فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَ يُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِالْمَسْجِدِ قَالَ: فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوْا فَقَالَ: ((يَا بَنِي النَّجَّارِ! ثَامِنُوْنِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا)) قَالُوْا: لَا وَاللّٰهِ! مَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى قَالَ أَنَسٌ: فَكَانَ فِيْهِ مَا أَقُوْلُ: كَانَ فِيْهِ نَخْلٌ وَقُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ وَخِرَبٌ فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ وَبِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ قَالَ: فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةً وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ: فَكَانُوْا يَرْتَجِزُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ

لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةْ
فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

❖ ❖ ❖ ❖

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو شہر کے بلند حصہ میں ایک محلہ میں اترے جس کو بنی عمرو بن عوف کا محلہ کہتے ہیں، وہاں چودہ رات رہے پھر آپ ﷺ نے بنی نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ اپنی تلواریں لٹکائے ہوئے آئے انس رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے تھے اور بنو نجار کے لوگ آپ کے گردا گرد تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ ابوایوب رضی اللہ عنہ کے مکان کے صحن میں اترے تو رسول اللہ ﷺ جہاں نماز کا وقت آ جاتا وہاں نماز پڑھ لیتے اور بکریوں کے رہنے کی جگہ میں بھی نماز پڑھ لیتے (کیونکہ بکریاں غریب ہوتی ہیں ان سے اندیشہ نہیں ہے کہ وہ ستائیں گی) اس کے بعد آپ ﷺ کو مسجد بنانے کا حکم کیا گیا تو بنو نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا۔ وہ آئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تم اپنا باغ میرے ہاتھ بیچ ڈالو۔'' انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم تو اس باغ کی قیمت نہ لیں گے ہم اللہ ہی سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں (یعنی آخرت کا ثواب چاہتے ہیں ہم کو روپیہ درکار نہیں) انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس باغ میں جو چیزیں تھیں ان کو میں کہتا ہوں: اس میں کھجور کے درخت تھے اور مشرکوں کی قبریں تھیں اور کھنڈر تھے۔ آپ ﷺ نے حکم کیا تو درخت کاٹے گئے اور مشرکوں کی قبریں کھود کر پھینک دی گئیں اور کھنڈر برابر کیے گئے اور درختوں کی لکڑی قبلہ کی طرف رکھ دی گئی اور دروازہ کے دونوں طرف پتھر لگائے گئے۔ جب یہ کام شروع ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم رجز پڑھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ لوگ یہ کہتے تھے: یا اللہ! بہتری اور بھلائی تو آخرت کی بہتری اور بھلائی ہے تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما (یہ ترجمہ اس موزوں کلام کا ہے جو حدیث میں عربی زبان میں ہے)۔

فائدہ: ہم اللہ ہی سے اس کا بدلہ چاہتے ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث یوں ہی مشہور ہے صحیحین وغیرہ میں۔ لیکن محمد بن سعد نے طبقات میں واحدی سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے وہ باغ دس دینار میں خریدا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ دینار ادا کیے۔

آپ ﷺ نے حکم دیا تو درخت کاٹے گئے اور مشرکوں کی قبریں کھود کر پھینک دی گئیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ میوہ دار درختوں کا کاٹنا کسی ضرورت کے وقت درست ہے جیسے لکڑی کی ضرورت ہو یا اور درختوں کا ان کے بدلہ لگانا منظور ہو یا ان کے گر پڑنے کا ڈر ہو یا مسجد بنانے کی ضرورت ہو یا کافروں کے ملک میں ان کو سزا دینے کیلئے کاٹے۔ اسی طرح پرانی قبروں کا کھودنا اور جب وہ مٹی جس میں خون اور پیپ مردہ کی ملی ہو نکال کر پھینک دی جائے تو اس زمین میں نماز درست ہے اور اس کو مسجد بنا سکتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قبرستان کی زمین مالک کی ملک میں رہتی ہے اور وہ اس کو بیچ سکتا ہے۔ بشرطیکہ وقف نہ کر چکا ہو۔

جب یہ (یعنی مسجد کی تعمیر کا) کام شروع ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم رجز پڑھتے تھے یعنی شعر پڑھ کر گاتے جاتے تھے تاکہ مشقت سہل ہو جائے۔ علما نے کہا کہ اگر کلام موزوں ہو تو اس کو شعر نہ کہیں گے جب تک کہنے والے کی شعر کہنے کی نیت نہ ہو اور اسی سبب سے بعض موزوں کلام خود رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں مگر وہ شعر نہیں ہیں کیونکہ شعر کہنا آپ ﷺ پر حرام تھا۔

(١١٧٤) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ اَنْ يُّبْنَى الْمَسْجِدُ.

[بخاري: ٢٣٤، ٤٢٩؛ ترمذي: ٣٥٠]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت رسول اللہ ﷺ مسجد بننے سے پہلے بکریوں کے رہنے کی جگہ میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا امام احمد رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے، اس کا پیشاب پاخانہ پاک ہے۔

(١١٧٥) عَنْ اَبِي التَّيَّاحِ قَالَ: سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١١٧٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَحْوِيْلِ الْقِبْلَةِ مِنَ الْقُدْسِ اِلَى الْكَعْبَةِ.

باب: بیت المقدس کی طرف سے خانہ کعبہ کی طرف قبلہ کا ہونا۔

(١١٧٦) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ اِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ فِي الْبَقَرَةِ ﴿وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ﴾ [٢/ البقرة:١٤٤] فَنَزَلَتْ بَعْدَ مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِنَاسٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَ هُمْ يُصَلُّوْنَ فَحَدَّثَهُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَهُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی سولہ مہینے تک یہاں تک کہ یہ آیت اتری جو سورۂ بقرہ میں ہے تم جہاں پر ہو منہ اپنا کعبے کی طرف کرو۔ تو یہ آیت اس وقت اتری جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تھے۔ ایک شخص آپ ﷺ کے ساتھیوں میں سے یہ سن کر چلا۔ راستے میں انصار کے کچھ لوگوں کو (بیت المقدس کی طرف حسب معمول) نماز پڑھتے ہوئے پایا۔ اس نے ان سے یہ حدیث بیان کی (کہ آنحضرت ﷺ کو کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ یہ سن کر) وہ لوگ (نماز ہی میں) کعبے کی طرف پھر گئے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے نسخ کا جواز اور وقوع ثابت ہوتا ہے اور یہ بھی نکلتا ہے کہ ایک معتبر شخص کی خبر اس باب میں مقبول ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر ایک ہی نماز کسی وجہ سے دو طرف پڑھی جائے جیسے قبلہ کی جانب میں شبہ ہو پہلے ایک طرف شروع کرے پھر نماز ہی میں معلوم ہو کہ قبلہ دوسری طرف ہے اور ادھر پھر جائے (بلکہ اگر چار رکعتی نماز کی ہر ایک رکعت ایک طرف پڑھی جائے) اس طرح کہ نمازی کی رائے ہر رکعت پر قبلہ کی جانب بدلتی جائے تو نماز صحیح ہے پھر علما نے اختلاف کیا ہے کہ بیت المقدس کی طرف آپ ﷺ کا نماز پڑھنا قرآن سے تھا یا حدیث سے۔ اگر حدیث سے ہوگا تو یہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن سے حدیث منسوخ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح حدیث سے قرآن منسوخ ہوتا ہے۔ اکثر علما اصول کا یہی قول ہے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے خلاف منقول ہے۔

(١١٧٧) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْسَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صُرِفْنَا نَحْوَ الْكَعْبَةِ.

[بخاري: ٤٤٩٢؛ نسائي: ٤٨٧]

براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ مہینے یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر ہم کو کعبے کی طرف پھیر دیا گیا۔

○ ○ ○ ○

(١١٧٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ اِذْجَاءَ هُمْ اٰتٍ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ.

[بخاري: ٤٠٣، ٤٤٩١، ٤٤٩٤، ٧٢٥١؛ نسائي: ٤٩٢، ٧٤٤]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لوگ قبا میں فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا رات کو رسول اللہ ﷺ پر قرآن اترا اور کعبے کی طرف منہ کرنے کا حکم ہوا۔ یہ سن کر لوگ کعبے کی طرف پھر گئے اور پہلے ان کے منہ شام کی طرف تھے پھر کعبے کی طرف گھوم گئے۔

○ ○ ○ ○

(١١٧٩) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا النَّاسُ فِيْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ اِذْ جَاءَ هُمْ رَجُلٌ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ صبح کی نماز میں تھے کہ اچانک ایک شخص آیا باقی اوپر والی حدیث کی طرح یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١١٨٠) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَنَزَلَتْ: ﴿قَدْنَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ﴾ [٢/ البقرة:١٤٤] فَمَرَّ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ وَهُمْ رُكُوْعٌ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلَّوْا رَكْعَةً فَنَادٰى اَلَا اِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ فَمَالُوْا كَمَا هُمْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ. [ابوداود: ١٠٤٥]

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اتنے میں یہ آیت اتری ﴿قَدْنَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ﴾ اخیر تک یعنی ہم دیکھتے ہیں تیرے منہ پھرانے کو آسمان کی طرف۔ بیشک ہم پھیر دینگے منہ تمہارا اس قبلہ کی طرف جس کو تم پسند کرتے ہو تو پھیر دو تم اپنا منہ کعبے کی طرف۔ پھر ایک شخص بنی سلمہ میں سے جا رہا تھا اس نے دیکھا لوگوں کو فجر کی نماز میں رکوع میں اور ایک رکعت پڑھ چکے تھے تو پکارا سنو! قبلہ بدل گیا۔ یہ سن کر وہ لوگ اسی حالت میں قبلہ کی طرف پھر گئے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنْ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ وَ اتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُوْرِ مَسَاجِدَ.

باب: قبروں پر مسجد بنانے اور ان میں مورتیں رکھنے کی ممانعت' قبروں کو مسجد بنانے کی ممانعت۔

(۱۱۸۱) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ وَاُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَاَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيْهَا تَصَاوِيْرُ. لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ اُولٰٓئِكَ اِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ اُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ)).

[بخاری: ٤٢٧، ٣٨٧٣؛ نسائی: ٧٠٣]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے ایک گرجا کا ذکر کیا، جس کو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، اس میں تصویریں لگی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان لوگوں کا یہی حال تھا، جب ان میں کوئی نیک آدمی مرجاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور وہاں صورتیں بناتے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے سامنے سب سے بدتر ہوں گے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبر کے پاس یا قبر کے اوپر مسجد بنانا یا قبرستان میں نماز پڑھنا منع ہے۔ کیوں کہ اگلے مشرکین اور یہود و نصاریٰ ایسا کرتے تھے کہ پیغمبروں علیہم السلام یا نیک لوگوں کی قبروں کو عبادت گاہ بناتے تھے۔ اگر کوئی قبر کو مسجد نہ بنائے لیکن مسجد کی طرح وہاں ہر وقت آیا جایا کرے یا قبر کے سامنے جھکے یا اس کی طرف نماز پڑھے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۱۸۲) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهُمْ تَذَاكَرُوْا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهٖ فَذَكَرَتْ اُمُّ سَلَمَةَ وَاُمُّ حَبِيْبَةَ كَنِيْسَةً ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهٗ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے لوگوں نے باتیں کیں۔ آپ ﷺ کی بیماری میں تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجا کا حال بیان کیا پھر ذکر کیا اسی طرح جیسے اوپر گزرا۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۱۱۸۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ذَكَرْنَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ كَنِيْسَةً رَاَيْنَهَا بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا: مَارِيَةُ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمْ.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیبیوں رضی اللہ عنہن نے ایک گرجا کا حال بیان کیا جو انہوں نے دیکھا تھا حبشہ کے ملک میں جس کا نام ماریہ تھا۔ پھر ویسا ہی روایت کیا جیسے اوپر ذکر کیا۔

(۱۱۸٤) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآءِ هِمْ مَسْجِدًا))قَالَتْ: فَلَوْ لَا ذَاكَ اُبْرِزَ قَبْرُهٗ غَيْرَ اَنَّهٗ خُشِيَ اَنْ يُّتَّخَذَ مَسْجِدًا. [بخاری: ١٣٣٠، ١٣٩٠، ٤٤٤١]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس بیماری میں جس کے بعد پھر تندرست نہیں ہوئے: ''لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں علیہم السلام کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو اس بات کا خیال نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر کھلی جگہ میں ہوتی۔ حجرہ میں نہ ہوتی مگر آپ ڈرے کہ کہیں لوگ آپ کی قبر کو مسجد نہ بنالیں۔

فائدہ: یہود ونصاریٰ نے اپنے پیغمبروں ﷺ کی قبروں کو مسجد بنالیا یعنی مسجدوں کی طرح وہاں روشنی کرنے، نذر نیاز چڑھانے، دعا مانگنے، عبادت کرنے، روزمرہ آنے جانے لگے۔

(۱۱۸۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَاتَلَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ مَسٰجِدَ)). [بخاری: ۴۳۷؛ ابوداود: ۳۲۲۷]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تباہ کرے یہودیوں کو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں ﷺ کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔"

(۱۱۸۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ مَسٰجِدَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لعنت کرے اللہ یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں ﷺ کی قبروں کو مسجد بنالیا۔"

(۱۱۸۷) عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا: لَمَّا نَزَلَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ طَفِقَ یَطْرَحُ خَمِیْصَةً لَهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ: ((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ مَسٰجِدَ)) یُحَذِّرُ مِثْلَ مَا صَنَعُوْا. [بخاری: ۴۳۶، ۳۴۵۴، ۴۴۴۴، ۵۸۱۶؛ نسائی: ۷۰۲]

عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ ﷺ نے چادر اپنے منہ پر ڈالنا شروع کی جب آپ ﷺ گھبراتے تو چادر کو منہ پر سے ہٹاتے اور فرماتے: "یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں ﷺ کی قبروں کو مسجد بنالیا۔" آپ ﷺ ڈراتے تھے کہ کہیں اپنے لوگ بھی ایسا نہ کریں۔

○ ○ ○ ○

(۱۱۸۸) عَنْ جُنْدَبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ ﷺ قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتَ بِخَمْسٍ وَّهُوَ یَقُوْلُ: ((اِنِّیْ اَبْرَاُ اِلَی اللّٰهِ اَنْ یَّكُوْنَ لِیْ مِنْكُمْ خَلِیْلٌ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدِ اتَّخَذَنِیْ خَلِیْلًا كَمَا اتَّخَذَ اِبْرٰهِیْمَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ خَلِیْلًا وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ اُمَّتِیْ خَلِیْلًا لَّاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِیْلًا اَلَا وَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِهِمْ وَصَالِحِیْهِمْ مَسٰجِدَ اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُوْرَ مَسٰجِدَ اِنِّیْ اَنْهٰكُمْ عَنْ ذٰلِكَ)).

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وفات سے پانچ روز پہلے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: "میں بیزار ہوں اس بات سے کہ کسی کو تم میں سے اپنا دوست بناؤں سوا اللہ کے کیونکہ اللہ نے مجھے دوست بنایا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنایا تھا۔ اور جو میں اپنی امت میں سے کسی کو دوست بنانے والا ہوتا تو ابوبکر کو دوست بناتا۔ تم خبردار رہو تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبروں ﷺ اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجد بنالیتے تھے کہیں تم قبروں کو مسجد نہ بنانا میں تم کو اس بات سے منع کرتا ہوں۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: دوست سے مراد یہاں وہ ہے کہ جس کی طرف دل لگا رہے۔ پیغمبر علیہ السلام کو ایسی دوستی کسی سے نہ تھی کیونکہ یہ دوستی اللہ کی دوستی میں خلل ڈالتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ایسی دوستی میں کسی سے رکھتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رکھتا۔ اس حدیث سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: آپ ﷺ نے اپنی قبر اور کسی کی قبر کو مسجد بنانے سے اس لئے ممانعت کی کہ کہیں لوگ قبر کی تعظیم حد سے نہ بڑھائیں اور گناہ میں پڑ جائیں اور کبھی یہ گناہ کفر تک پہنچ جائے گا جیسی اگلی امتوں کا حال ہوا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور جب صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے زمانہ میں مسجد نبوی کو بڑھانے کی ضرورت ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ جس میں قبریں تھیں وہاں تک مسجد آ پہنچی تو ان لوگوں نے قبر کو چھپا دیا اور اس کے گرد اونچی اونچی دیواریں اٹھا دیں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر دکھلائی نہ دے اور عوام اس طرف نماز نہ پڑھیں اور آفت میں نہ پڑیں۔ پھر دو دیواریں شمالی جانب سے اور اٹھائیں کہ کوئی شخص قبر کی طرف منہ نہ کر سکے اور اسی لئے دوسری حدیث میں وارد ہوا کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر کو کھلا رکھتے۔

بَابُ فَضْلِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَا.

باب: مسجد بنانے کی فضیلت اور اس کی رغبت دلانا۔

(١١٨٩) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيِّ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنٰى مَسْجِدَ الرَّسُولِ ﷺ إِنَّكُمْ قَدْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: بُكَيْرٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) وَقَالَ ابْنُ عِيسٰى فِي رِوَايَتِهِ: ((مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ)). [بخاري: ٤٥٠؛ وانظر في مسلم: ٧٤٧٠]

عبید اللہ خولانی سے روایت ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو بنایا تو لوگوں نے برا سمجھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے مجھ پر بہت زیادتی کی۔ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''جو شخص اللہ کیلئے مسجد بنائے اور اصل راوی حدیث بکیر کہتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ خالص اللہ کی رضامندی اس کو مقصود ہو (نہ شہرت و ناموری یا ضد یا نفسانیت) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔'' اور ابن عیسیٰ کی روایت میں ہے ''ویسا ہی ایک گھر جنت میں بنائے گا۔''

فائدہ: ویسا ہی گھر یعنی صرف گھر کہلانے میں کیونکہ جنت کے گھر کو دنیا کے گھر سے کیا نسبت ہے یا وہ گھر جنت کے گھروں پر ایسی فضیلت رکھتا ہوگا جیسے مسجد دنیا میں اور گھروں پر رکھتی ہے۔

(١١٩٠) عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَرَادَ بِنَاءَ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَأَحَبُّوا أَنْ يَدَعَهُ عَلٰى هَيْئَتِهِ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ)). [ترمذي: ٣١٨؛ ابن ماجه: ٧٣٦؛ وانظر في مسلم: ٧٤٧٠]

محمود بن لبید سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے برا سمجھا اس کو اور یہ چاہا کہ مسجد کو اپنے حال پر چھوڑ دیں (یعنی جیسے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھی) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''جو شخص اللہ کیلئے ایک مسجد بنائے تو اللہ اس کیلئے جنت میں ایک گھر ویسا ہی بنائے گا۔''

بَابُ النَّدْبِ إِلٰى وَضْعِ الْأَيْدِي عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ وَنَسْخِ التَّطْبِيقِ.

باب: رکوع میں ہاتھوں کا گھٹنوں پر رکھنا اور تطبیق کا منسوخ ہونا۔

فائدہ: تطبیق اسے کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر رانوں کے بیچ میں رکھ لینا پہلے حکم تھا کہ رکوع میں ایسا ہی کرے بعد اس کے یہ حکم منسوخ ہو گیا اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم ہوا۔ اب اگر کوئی تطبیق کرے تو مکروہ ہے اکثر علما کا یہی قول ہے مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور علقمہ اور اسود رحمہم اللہ کے نزدیک تطبیق سنت ہے ان کو نسخ کی حدیث نہیں پہنچی جس کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۱۹۱) عَنِ الْاَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا: اَتَيْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ فِيْ دَارِهٖ فَقَالَ: اَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ؟ فَقُلْنَا: لَا قَالَ: فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا فَلَمْ يَأْمُرْنَا بِاَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ قَالَ: وَذَهَبْنَا لِنَقُوْمَ خَلْفَهٗ فَاَخَذَ بِاَيْدِيْنَا فَجَعَلَ اَحَدَنَا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَالْاٰخَرَ عَنْ شِمَالِهٖ قَالَ: فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعْنَا اَيْدِيَنَا عَلٰى رُكَبِنَا قَالَ: فَضَرَبَ اَيْدِيَنَا وَطَبَّقَ بَيْنَ كَفَّيْهِ ثُمَّ اَدْخَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ قَالَ: فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ: اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ عَلَيْكُمْ اُمَرَاءُ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ مِيْقَاتِهَا وَيَخْنُقُوْنَهَآ اِلٰى شَرَقِ الْمَوْتٰى فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمْ قَدْفَعَلُوْا ذٰلِكَ فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِمِيْقَاتِهَا وَاجْعَلُوْا صَلٰوتَكُمْ مَّعَهُمْ سُبْحَةً وَاِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَصَلُّوْا جَمِيْعًا وَاِذَا كُنْتُمْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ وَاِذَا رَكَعَ اَحَدُكُمْ فَلْيَفْرِشْ ذِرَاعَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَلْيَجْنَأْ وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَّيْهِ فَلَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى اخْتِلَافِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَرَاهُمْ. [نسائی: ۷۱۸، ۱۰۲۸]

اسود اور علقمہ سے روایت ہے کہ ہم دونوں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ان کے گھر میں۔ انہوں نے پوچھا کیا ان لوگوں نے (یعنی اس زمانہ کے نوابوں اور امیروں نے) نماز پڑھ لی تمہارے پیچھے۔ ہم نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: اٹھو نماز پڑھ لو کیونکہ نماز کا وقت ہو گیا اور امیروں اور نوابوں کی انتظار میں اپنی نماز میں دیر کرنا ضروری نہیں پھر ہم کو حکم نہ کیا اذان دینے کا اور نہ اقامت کا۔ ہم ان کے پیچھے کھڑے ہونے لگے تو ہمارے ہاتھ پکڑ کر ایک کو داہنی طرف کیا اور دوسرے کو بائیں طرف۔ جب رکوع کیا تو ہم نے ہاتھ گھٹنوں پر رکھے۔ انہوں نے ہمارے ہاتھ مارا اور ہتھیلیوں کو جوڑ کر رانوں کے بیچ میں رکھا۔ جب نماز پڑھ چکے تو کہا: اب تمہارے نواب اور امیر ایسے پیدا ہوں گے جو نماز میں اس کے وقت سے دیر کریں گے اور نماز کو تنگ کریں گے یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے کے قریب ہوگا (یعنی عصر کی نماز میں اتنی دیر کریں گے) جب تم ان کو ایسا کرتے دیکھو تو اپنی نماز وقت پر پڑھ لو (یعنی افضل وقت پر) پھر ان کے ساتھ دوبارہ نفل کے طور پر پڑھ لو۔ اور جب تم تین آدمی ہو تو سب مل کر نماز پڑھو (یعنی برابر کھڑے ہو۔ امام بیچ میں رہے) اور جب تین سے زیادہ ہوں تو ایک آدمی امام بنے اور وہ آگے کھڑا ہو۔ اور جب رکوع کرے تو اپنے ہاتھوں کو رانوں پر رکھے اور جھکے اور دونوں ہتھیلیاں جوڑ کر رانوں میں رکھ لے گویا میں اس وقت رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کو دیکھ رہا ہوں۔



فائدہ: امیروں اور نوابوں کی انتظار میں اپنی نماز میں دیر کرنا ضروری نہیں پھر ہم کو حکم نہ کیا اذان دینے کا اور نہ اقامت کا۔ یہ مذہب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے اور بعض سلف کا۔ جو کوئی گھر میں اکیلی نماز پڑھے، اس بستی میں جہاں اذان اور اقامت ہوتی ہے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا ضروری نہیں۔ لیکن جمہور علمائے سلف اور خلف کا یہ قول ہے کہ اقامت سنت ہے، اس کے لیے بھی اور اذان میں اختلاف ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت گھر میں بھی ادا کرنا درست ہے لیکن اس سے فرض کفایہ ادا نہ ہوگا جب تک جماعت مسجد میں نہ پڑھی جائے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ خیال کیا کہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ امیروں اور نوابوں کی جماعت ادا کرنے سے گو وہ دیر میں پڑھیں۔

جب تم ان کو ایسا کرتے یعنی عصر کی نماز دیر سے پڑھتے دیکھو تو اپنی نماز وقت پر پڑھ لو پھر ان کے ساتھ دوبارہ نفل کے طور پر پڑھ لو تا کہ شر و فساد نہ پیدا ہو اور امیروں کی تکلیف سے بچو۔ وہ یہ جانیں گے کہ تم فرض ان کے ساتھ پڑھتے ہو اور تم اپنا فرض ادا کر چکے ہو گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فتنہ اور فساد سے بچنا بہتر ہے اگر گناہ میں نہ پڑے اور جو بغیر گناہ میں فتنہ سے نہ بچ سکے تو گناہ نہ کرے اور فتنہ پر صبر کرے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اول وقت پڑھنا بہتر ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی ایک نماز کو دوبارہ پڑھے تو پہلی بار کی فرض ہوگی اور دوسرے بار کی نفل یہی صحیح ہے۔

(۱۱۹۲) عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّهُمَا دَخَلَا

اس سند سے بھی گزشتہ حدیث کے ہم معنی روایت آئی ہے مگر اس میں لفظ

عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ اَبِیْ مُعَاوِیَۃَ وَ فِیْ حَدِیْثِ ابْنِ مُسْھِرٍ وَ جَرِیْرٍ فَلَکَاَنِّیْ اِلَی اخْتِلَافِ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَھُوَ رَاکِعٌ.

[راجع:۱۱۹۱]

کا اضافہ ہے ''وَھُوَ رَاکِعٌ'' کہ آپ ﷺ رکوع کی حالت میں تھے۔

O O O O

(۱۱۹۳) عَنْ عَلْقَمَۃَ وَالْاَسْوَدِ اَنَّھُمَا دَخَلَا عَلٰی عَبْدِ اللّٰہِ فَقَالَ: اَصَلّٰی مَنْ خَلْفَکُمْ؟ قَالَا: نَعَمْ فَقَامَ بَیْنَھُمَا وَجَعَلَ اَحَدَھُمَا عَنْ یَّمِیْنِہٖ وَالْاٰخَرَ عَنْ شِمَالِہٖ ثُمَّ رَکَعْنَا فَوَضَعْنَا اَیْدِیَنَا عَلٰی رُکَبِنَا فَضَرَبَ اَیْدِیَنَا ثُمَّ طَبَّقَ بَیْنَ یَدَیْہِ ثُمَّ جَعَلَھُمَا بَیْنَ فَخِذَیْہِ فَلَمَّا صَلّٰی قَالَ: ھٰکَذَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ. [راجع: ۱۱۹۱]

علقمہ اور اسود سے روایت ہے وہ دونوں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا: کیا تمہارے پیچھے کے لوگ نماز پڑھ چکے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ ان دونوں کے بیچ میں کھڑے ہوئے اور ایک کو داہنی طرف کھڑا کیا اور دوسرے کو بائیں طرف، پھر رکوع کیا تو ہم نے اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ہمارے ہاتھ پر مارا اور تطبیق کی (یعنی دونوں ہتھیلیوں کو ملایا) اور رانوں کے بیچ میں رکھا۔ جب نماز پڑھ چکے تو کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا ہے۔

(۱۱۹۴) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ اَبِیْ قَالَ: وَجَعَلْتُ یَدَیَّ بَیْنَ رُکْبَتَیَّ فَقَالَ لِیْ اَبِیْ: اِضْرِبْ بِکَفَّیْکَ عَلٰی رُکْبَتَیْکَ قَالَ: ثُمَّ فَعَلْتُ ذٰلِکَ مَرَّۃً اُخْرٰی فَضَرَبَ یَدَیَّ وَقَالَ: اِنَّا نُھِیْنَا عَنْ ھٰذَا وَاُمِرْنَا اَنْ نَّضْرِبَ بِالْاَکُفِّ عَلَی الرُّکَبِ. [بخاری: ۷۹۰؛ ابوداود: ۸۶۷؛ ترمذی: ۲۵۹؛ نسائی: ۱۰۳۱، ۱۰۳۲؛ ابن ماجہ: ۸۷۳]

مصعب بن سعد سے روایت ہے میں نے اپنے باپ کے بازو میں نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ دونوں گھٹنوں کے بیچ میں رکھے تو میرے باپ نے کہا: اپنی دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھ، کہا کہ پھر میں نے دوبارہ ویسے ہی کیا تو انہوں نے میرے ہاتھ پر مارا اور کہا کہ ہم منع کئے گئے ایسا کرنے سے اور حکم ہوا دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا (یعنی رکوع میں)۔

O O O O

(۱۱۹۵) عَنْ اَبِیْ یَعْفُوْرٍ بِھٰذَا الْاِسْنَادِ اِلٰی قَوْلِہٖ فَنُھِیْنَا عَنْہُ وَ لَمْ یَذْکُرَا مَا بَعْدَہٗ.

[راجع: ۱۱۹۴]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث ان الفاظ تک مروی ہے کہ ہم منع کیے گئے ایسا کرنے سے بعد کے الفاظ کا ذکر نہیں ہے۔

O O O O

(۱۱۹۶) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: رَکَعْتُ فَقُلْتُ بِیَدَیَّ ھٰکَذَا یَعْنِیْ طَبَّقَ بِھِمَا وَوَضَعَھُمَا بَیْنَ فَخِذَیْہِ فَقَالَ اَبِیْ: اِنَّا قَدْ کُنَّا نَفْعَلُ ھٰذَا ثُمَّ اُمِرْنَا بِالرُّکَبِ. [راجع: ۱۱۹۴]

مصعب بن سعد سے روایت ہے کہ میں نے رکوع کیا تو دونوں ہاتھوں کو ملا کر رانوں کے بیچ میں رکھ لیا۔ میرے باپ نے کہا: پہلے ہم ایسا کیا کرتے تھے۔ پھر ہم کو گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا حکم ہوا۔

O O O O

(۱۱۹۷) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ: صَلَّیْتُ اِلٰی جَنْبِ اَبِیْ فَلَمَّا

مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کے بازو میں نماز پڑھی۔ جب میں رکوع میں گیا تو دونوں ہاتھوں کی

رَكَعْتُ شَبَّكْتُ أَصَابِعِيْ وَجَعَلْتُهُمَا بَيْنَ رُكْبَتَيَّ فَضَرَبَ يَدَيَّ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ: قَدْكُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أُمِرْنَا أَنْ نَرْفَعَ إِلَى الرُّكَبِ.

[راجع:١١٩٤]

انگلیاں ایک میں ایک ڈال کر دونوں گھٹنوں کے بیچ میں رکھ لیا۔ انہوں نے میرے ہاتھ پر مارا۔ جب نماز پڑھ چکے تو کہا: پہلے ہم ایسا کرتے تھے پھر ہم کو ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھنے کا حکم ہوا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الْإِقْعَآءِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ.

باب: ایڑیوں پر سرین رکھ کر بیٹھنا۔

فائدہ: ایڑیوں پر سرین رکھ کر بیٹھنے کو عربی میں اقعاء کہتے ہیں اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ تطبیق کا حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

(١١٩٨) عَنْ طَاوُسٍ يَقُوْلُ: قُلْنَا لِا بْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَاءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ: هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَالَهُ: إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَآءَ الرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ ﷺ.

[ابوداود:٨٤٥؛ ترمذی:٢٨٣]

طاؤس سے روایت ہے کہ ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: اقعاء کی بیٹھک میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ سنت ہے۔ ہم نے کہا ہم تو اس بیٹھک کو آدمی پر (یا پاؤں پر) ستم سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا واہ وہ تو سنت ہے تیرے نبی ﷺ کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اقعاء کے باب میں دو حدیثیں وارد ہیں۔ ایک حدیث کی رو سے تو اقعاء سنت ہے اور دوسری حدیث میں ممانعت ہے اور علما نے اختلاف کیا ہے اقعاء کے حکم اور اقعاء کی تفسیر میں اور صحیح یہ ہے کہ اقعاء کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اپنے دونوں سرین زمین پر لگا دے اور پنڈلیوں کو کھڑا کرے اور ہاتھوں کو کتے کی طرح زمین پر رکھے یہ مکروہ ہے اور حدیث میں اسی کی ممانعت ہے۔ دوسرے یہ کہ دونوں سجدوں کے بیچ میں ایڑیوں پر بیٹھے اور یہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مراد ہے اور یہ اقعاء دونوں سجدوں کے بیچ میں مسنون ہے۔ شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف سے منقول ہے (انتھی مختصراً)

بَابُ تَحْرِيْمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ.

باب: نماز میں باتیں کرنا حرام ہے۔

(١١٩٩) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ: بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْعَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ: وَاثُكْلَ أُمِيَاهْ مَاشَأْنُكُمْ؟ تَنْظُرُوْنَ إِلَيَّ فَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُوْنَنِيْ لٰكِنِّيْ سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَبِأَبِيْ هُوَ وَأُمِّيْ مَارَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ

معاویہ بن حکم سلمی سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا اتنے میں ہم لوگوں میں سے ایک شخص چھینکا۔ میں نے کہا: یرحمك الله تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا کہ کاش مجھ پر میری ماں رو چکتی (یعنی میں مر جاتا) تم کیوں مجھ کو گھورتے ہو۔ یہ سن کر وہ لوگ اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے۔ جب میں نے دیکھا کہ وہ مجھ کو چپ کرانا چاہتے ہیں تو میں چپ ہو رہا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو قربان ہوں آپ ﷺ پر میرے ماں باپ کہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی آپ ﷺ سے بہتر سکھانے والا

اَحْسَنَ تَعْلِيْمًا مِّنْهُ فَوَاللّٰهِ مَاقَهَرَنِيْ وَلَا ضَرَبَنِيْ وَلَا شَتَمَنِيْ قَالَ: ((اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَايَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ اِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيْحُ وَالتَّكْبِيْرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْاٰنِ)) اَوْكَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنِّيْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَ قَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَّاْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ: ((فَلَاتَأْتِهِمْ)) قَالَ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ قَالَ: ((ذَاكَ شَيْءٌ يَّجِدُوْنَهٗ فِيْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ)) وَقَالَ: ابْنُ الصَّبَّاحِ ((فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ)) قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَّخُطُّوْنَ قَالَ: ((كَانَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَّافَقَ خَطَّهٗ فَذَاكَ)) قَالَ: وَكَانَتْ لِيْ جَارِيَةٌ تَرْعٰى غَنَمًالِّيْ قِبَلَ اُحُدٍ وَّالْجَوَّانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا الذِّئْبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ عَنْ غَنَمِهَا وَاَنَا رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ اٰدَمَ اٰسَفُ كَمَا يَاْسَفُوْنَ لٰكِنِّيْ صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَعَظَّمَ ذٰلِكَ عَلَيَّ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَفَلَا اُعْتِقُهَا؟ قَالَ: ((ائْتِنِيْ بِهَا)) فَاَتَيْتُهٗ بِهَا فَقَالَ لَهَا: ((اَيْنَ اللّٰهُ؟)) قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ قَالَ: ((مَنْ اَنَا)) قَالَتْ: اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ: ((اَعْتِقْهَا فَاِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ)). [ابوداود: ۹۳۰، ۳۲۸۲، ۳۹۰۹؛ وانظر فی مسلم: ۵۸۱۳]

دیکھا۔ اللہ کی قسم نہ آپ ﷺ نے مجھ کو جھڑکا، نہ مارا نہ گالی دی۔ یوں فرمایا کہ ”نماز میں دنیا کی باتیں کرنا درست نہیں وہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن مجید پڑھنا ہے“ یا جیسا آپ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا جاہلیت کا زمانہ ابھی گزرا ہے، اب اللہ تعالیٰ نے اسلام نصیب کیا۔ ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں (پنڈتوں، نجومیوں) کے پاس جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو ان کے پاس مت جا۔“ پھر میں نے کہا: بعض ہم میں سے برا شگون لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”یہ ان کے دلوں کی بات ہے تو کسی کام سے ان کو نہ روکے یا تم کو نہ روکے“ پھر میں نے کہا: ہم میں سے بعض لوگ لکیریں کھینچتے ہیں۔ (یعنی کاغذ پر یا زمین پر) جیسے رمال کیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک پیغمبر علیہ السلام لکیریں کیا کرتے تھے پھر جو ویسی ہی لکیر کرے وہ تو درست ہے۔“ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میری ایک لونڈی تھی جو احد اور جوانیہ (ایک مقام کا نام ہے) کی طرف بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن میں جو وہاں آنکلا تو دیکھا کہ بھیڑیا ایک بکری کو لے گیا ہے۔ آخر میں بھی آدمی ہوں مجھ کو بھی غصہ آجاتا ہے جیسے ان کو غصہ آتا ہے۔ میں نے اس کو ایک طمانچہ مارا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرا یہ فعل بہت بڑا اقرار دیا۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کردوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو میرے پاس لے کر آ۔“ میں آپ ﷺ کے پاس لے کر گیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: ”اللہ کہاں ہے؟“ اس نے کہا: آسمان پر۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں کون ہوں؟“ اس نے کہا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں یعنی آپ ﷺ کو اللہ نے بھیجا ہے تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو اس کو آزاد کردے یہ مومنہ ہے۔“

فائدہ۔ یہ سن کر وہ لوگ اپنے ہاتھ رانوں پر مارنے لگے میرے چپ کرنے کے لیے شاید اس وقت تک ایسے کاموں کے لیے تسبیح کا رواج نہ ہوا ہوگا۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں ضرورت کے واسطے فعل قلیل درست ہے اور اس میں کراہیت نہیں ہے (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

میں نے آپ ﷺ سے پہلے نہ آپ کے بعد کوئی آپ ﷺ سے بہتر سکھانے والا دیکھا۔ اس حدیث میں بیان ہے رسول اللہ ﷺ کے خلق عظیم کا جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے اور نظیر ہے سکھانے والوں کے لیے کہ کس طرح تحمل اور نرمی اور شفقت تعلیم میں لازم ہے۔

نماز میں دنیا کی باتیں کرنا درست نہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں بات کرنی حرام ہے اگرچہ ضرورت یا مصلحت سے ہو پھر اگر بہت ہی ضرورت کسی کو آگاہ کرنے کی یا اندر آنے کے لیے اجازت دینے کی واقع ہو تو تسبیح کہے اگر نماز پڑھنے والا مرد ہے اور جو عورت ہو تو دستک دے۔ یہی ہمارا، مالک، ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم اور جمہور سلف و خلف کا مذہب ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور علما کی ایک جماعت کے نزدیک جیسے اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نماز میں بات کرنا کسی مصلحت کی وجہ سے درست ہے اور دلیل ان کی ذوالیدین کی حدیث ہے جس کو ہم اپنے مقام پر بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ یہ اختلاف اس شخص میں ہے جو جان بوجھ کر قصداً نماز میں بات کرے لیکن اگر بھولے سے بات کرے تو تھوڑی بات کرنے سے ہمارے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ اور جمہور علما کا بھی یہی قول ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور اہل کوفہ کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی۔ ہماری دلیل ذوالیدین کی حدیث ہے اور جو بھول کر بہت سی باتیں کرے تو اس میں ہمارے اصحاب کے دو قول ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ نماز باطل ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر وہ شخص باتیں کرے جو نومسلم ہو اور نماز کے احکام سے خوب واقف نہ ہو تو اس کی نماز بھی باطل نہ ہوگی اور دلیل اس کی یہی حدیث معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ کی ہے انہوں نے ناواقفیت کی وجہ سے نماز میں باتیں کیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز لوٹانے کا حکم نہ کیا صرف اتنا سکھا دیا کہ نماز میں باتیں کرنا حرام ہے۔

وہ تو تسبیح اور تکبیر اور قرآن مجید پڑھنا ہے یا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی نماز میں اللہ کی پاکی بیان کرنا، تکبیر کہنا، قرآن پڑھنا ہے اور جو باتیں اس کے مثل ہیں جیسے تشہد، دعا، سلام وغیرہ یہ سب احکام مشروع ہیں پر لوگوں میں جو آپس میں باتیں ہوتی ہیں اس قسم کی باتیں نماز میں نہ کرنی چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں بات نہ کروں گا پھر تسبیح کہے یا تکبیر یا قرآن پڑھے تو اس کی قسم نہ ٹوٹے گی۔ ہمارا صحیح اور مشہور مذہب یہی ہے اور یہ بھی نکلا کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے اور نماز کا جزو ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ چھینک کا جواب دینا درست نہیں اور چھینک کا جواب بھی دنیا کی باتوں میں داخل ہے جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے البتہ چھینکنے والا آہستہ سے الحمد للہ کہہ لے ہمارا اور مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پکار کر کہے (نووی رحمۃ اللہ علیہ)

ہم میں سے بعض لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ان کے پاس مت جا۔ علما نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاہنوں کے پاس جانے سے منع فرمایا کیونکہ وہ آئندہ کی بات بتلاتے ہیں اور کبھی اتفاق سے ان کی کوئی بات ٹھیک ہو جاتی ہے تو ڈر ہے کہ آدمی دھوکہ میں پڑ جائے اور ان کا اعتقاد پیدا ہو جائے اور صحیح صحیح حدیثوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے کاہنوں کے پاس جانے اور ان کی بات سچ جاننے سے منع فرمایا۔ ان کی جو شیرینی وغیرہ ملتی ہے۔ وہ باجماع اہل اسلام بالکل حرام ہے۔ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اتفاق کیا ہے علما نے کاہن کی شیرینی کے حرام ہونے پر یعنی جو شیرینی وغیرہ اس کو کہانت (آئندہ کی بات بتلانے) پر ملتی ہے کیونکہ کہانت کا فعل باطل ہے۔ اس پر اجرت لینا جائز نہیں۔ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ نے احکام سلطانیہ میں لکھا ہے کہ محتسب کو باز رکھنا چاہیے کہانت کی اجرت دینے اور لینے سے، اسی طرح ہر کھیل کی اجرت سے اور سزا دینی چاہیے دینے اور لینے والے کو اور خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کاہن کو جو شیرینی ملتی ہے کہانت کے عوض وہ حرام ہے، اسی طرح عراف کو۔ اور کاہن اور عراف میں یہ فرق ہے کہ کاہن تو غیب دانی کا دعویٰ کرتا ہے اور آئندہ کی باتیں اور راز کی باتیں بتلاتا ہے اور عراف وہ ہے جو چور کا پتہ لگاتا ہے اور چوری کا مال نکال دینے کا دعویٰ کرتا ہے یا کھوئی ہوئی چیز کے سراغ لگا دینے کا اپنے علم کے زور سے۔ خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری حدیث کی شرح میں یہ بھی کہا کہ عرب کے ملک میں کاہن وہ لوگ تھے، جو بہت باتوں کے پہچاننے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں کہ ہمارا دوست کوئی جن ہے جو خبریں بتلا دیا کرتا ہے اور بعض یہ کہتے کہ ہم کو ایسی سمجھ ملی ہے جس کی وجہ سے ہم یہ باتیں دریافت کر لیا کرتے ہیں۔ ان ہی لوگوں میں عراف بھی تھے جو چوری کا مال نکال دینے کا اور چور کو پہچان لینے کا اور عورت کے آشنا کو پہچان لینے کا دعویٰ کرتے۔ کاہن منجم کو بھی کہتے ہیں۔ بہرحال حدیث سے یہ امر صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے پاس جانا یا ان سے کوئی بات پوچھنا یا ان کی بات کو ماننا یہ سب منع ہے۔ تمام ہوا کلام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

مترجم کہتا ہے کہ دین اسلام کی خوبیوں اور برکتوں میں سے یہ بھی ایک بڑی خوبی اور برکت ہے جو وہ لوگوں کو غلط خیالات اور جھوٹے وسوسے اور بے اصل وہموں سے نجات دیتا ہے۔ جو لوگ مسلمان نہیں ہیں اور نجومیوں، رمالوں، پنڈتوں کے معتقد ہیں ان کی جان آئے دن ضیق (تنگی) میں ہے کہ ہر بات کے کرنے یا نہ کرنے میں ان کو تامل ہے وہ اپنی عقل سے کام نہیں لے سکتے۔ آخر میں ساری دنیا میں بدنام اور بے وقوف بنتے ہیں۔ ہمارے زمانہ میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے ہیں جو اگلے مسلمانوں سے بھی زیادہ عقل پر چلنے کا دعویٰ کرتے ہیں پر حیا کی پھوٹے اس دعویٰ پر شرم نہیں کرتے اور نجومیوں اور رمالوں سے غیب کی باتیں پوچھتے ہیں اور ان پر اعتقاد رکھتے ہیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔

میں نے کہا: ہم میں سے بعض برا شگون لیتے ہیں یعنی بدشگون لینا نرا ڈھکوسلا ہے، دل کا ایک لغو وسوسہ ہے تو بدشگونی کے خیال سے کسی نیک کام سے باز نہ آنا چاہیے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(﴿ گذشتہ سے پیوستہ) میں نے کہا: ہم میں سے بعض براشگون لیتے ہیں یعنی بدشگون لینا نرا ڈھکوسلا ہے، دل کا ایک لغو وسوسہ ہے تو بدشگونی کے خیال سے کسی نیک کام سے باز نہ آنا چاہیے یعنی بدشگونی کا خیال اگر دل میں گزرے تو قباحت نہیں نہ آدمی اس کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے لیکن اس پر عمل کرنا منع ہے اور گناہ کا باعث ہے اور بہت سی صحیح حدیثوں سے یہ امر ثابت ہے کہ بدفالی منع ہے۔ پھر میں نے کہا: ہم میں سے بعض لوگ لکیریں کھینچا کرتے ہیں جیسے رمال کا غذ یا زمین پر کھینچا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک پیغمبر لکیریں کیا کرتے تھے۔ پھر جو ویسی ہی لکیر کرے وہ تو درست ہے ورنہ درست نہیں۔ اور چونکہ ہم کو وہ علم نہیں جو اس پیغمبر علیہ السلام کو ملا تھا صحیح طور پر نہیں پہنچا اس لیے ہم کو لکیریں کھینچ کر بات بتلانا درست نہیں۔ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: علما کی تمام گفتگو کا اس باب میں حاصل یہ ہے کہ ہماری شریعت میں علم رمل بالکل منع ہے۔

آخر میں بھی آدمی ہوں مجھ کو بھی غصہ آ جاتا ہے جیسے ان کو آتا ہے۔ میں نے اس کو طمانچہ مار دیا اور میرے دل پر یہ امر بہت گراں گزرا یعنی اس لونڈی کا مارنا۔ ہر چند غلام، لونڈی کو قصور کے اوپر سزا دینا درست ہے مگر نہ ایسی سزا جو ظلم کے درجہ کو پہنچ جائے۔ بھول چوک، غفلت یہ سب سے ہوتی ہے خود میاں سے ہوتی ہے۔ پھر غلام لونڈی کو بھی اپنی طرح سمجھے ان کی بھول چوک غفلت کو بھی معاف کرے۔ اگر کوئی شخص ایسا برتاؤ نہ کر سکے اور غلام لونڈی پر ظلم کرے تو حاکم وقت اس کو سزا دے سکتا ہے اس زمانہ میں، بہت لوگ نا سمجھی سے اسلام پر معترض ہوتے ہیں کہ اس دین میں غلامی جائز کی گئی ہے حالانکہ وہ غلامی جو شریعت اسلام کی رو سے جائز کی گئی ہے اور جیسا اس کا استعمال شریعت میں بتایا گیا ہے وہ مثل فرزند کے ہے اور نوکری سے بدر جہا فائق ہے۔ مگر ہند کے لوگ شاید نوکری کو عربوں کی غلامی سے بہتر خیال کرتے ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں کہ عرب میں غلام، میاں کے ساتھ کھاتا ہے میاں کے برابر بیٹھتا ہے، میاں کا سا کپڑا پہنتا ہے، اور ہند میں نوکروں کو ساتھ کھلانا یا بٹھانا ایک گناہ عظیم خیال کیا جاتا ہے۔ پھر جس امر کا تم خود برابر تاؤ کرو تو یہ تمہاری برائی ہے، اس امر میں کوئی برائی نہیں۔ شریعت اور اخلاق کے سارے کام ایسے ہیں جو نہایت عمدہ ہیں پر اگر ان کو کوئی بری طرح استعمال کرے تو برے معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی غلامی کو خیال کرنا چاہیے۔

آپ ﷺ نے اس لونڈی سے پوچھا: اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان پر۔ حدیث میں فِي السَّمَآءِ کا لفظ ہے جس کے معنے عَلَى السَّمَآءِ ہے کیونکہ فِيْ، عَلٰی کے معنوں میں مستعمل ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ﴾ اور فرمایا: ﴿وَلَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ﴾ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث احادیث صفات میں سے ہے اور اس میں دو مذہب ہیں جن کا بیان کتاب الایمان میں گزرا۔ ایک مذہب یہ ہے کہ ان حدیثوں پر ایمان لائیں اور زیادہ کھوج ان کے مطلب میں نہ کریں اور اس بات کا اعتقاد رکھیں کہ اللہ کے مثل کوئی چیز نہیں ہے اور وہ مخلوقات کی نشانیوں سے پاک ہے۔ دوسرا مذہب یہ ہے کہ ان کی تاویل کریں جس طرح سے لائق ہے۔ اب جس نے تاویل کی ہے وہ کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس لونڈی کا امتحان منظور تھا کہ وہ موحدہ ہے ایک اللہ کو مانتی ہے یا مشرک بت پرست ہے۔ جب اس لونڈی نے کہا کہ اللہ آسمان پر ہے تو معلوم ہو گیا کہ وہ موحدہ ہے بتوں کو نہیں پوجتی اور اس سے یہ مطلب نہیں کہ اللہ آسمان میں رکا ہوا ہے بلکہ آسمان دعا کا قبلہ ہے جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مسلمانوں کے فقہا اور محدثین اور متکلمین اور ناظرین اور مقلدین ان میں سے کسی کا اختلاف نہیں کہ جو ظاہر نصوص اللہ تعالیٰ کے آسمان کے اندر ہونے کے باب میں آئے جیسے ﴿ءَاَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْاَرْضَ﴾ ان میں تاویل کی گئی ہے اب جو جہت فوق کے قائل ہیں بغیر تحدید اور تکییف کے محدثین اور فقہا اور متکلمین میں سے وہ کہتے ہیں فِي السَّمَآءِ سے (جس کے ظاہری معنی آسمان کے اندر ہیں) عَلَى السَّمَآءِ مراد ہے (یعنی آسمان کے اوپر) اور جو لوگ ناظرین اور متکلمین میں سے نفی اور استحالہ جہت کے قائل ہیں وہ اور طرح کی تاویلیں کرتے ہیں مثلاً: کہتے ہیں فِي السَّمَآءِ سے مراد یہ ہے کہ اس کی سلطنت اور حکومت آسمان میں ہے۔ بہر حال اہل سنت اور اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ ذات الٰہی میں فکر نہ کرنی چاہیے اور کیفیت اور شکل بیان کرنا حرام ہے اور اس سے اللہ کے وجود یا توحید میں شک نہیں پیدا ہوتا۔ اب بعض نے اس بات سے ڈر کر اللہ کیلئے جہت کو بھی ثابت کر دیا ہے اور تکییف اور اثبات جہات میں فرق نہیں ہے لیکن جو باتیں شرع میں اللہ کیلئے وارد ہوئی ہیں جیسے وہ اپنے بندوں پر قاہر ہے اور وہ عرش کے اوپر ہے ان کا قائل ہونا اور تنزیہ کے باب میں اس جامع آیت ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ پر جمے رہنا سب برائیوں سے بچاتا ہے جس کو اللہ توفیق دے۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا۔

مترجم کہتا ہے کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جو عقیدہ بیان کیا ہے وہی اعتقاد ہے تمام سلف اہل سنت کا جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ کا۔ ان سب کا اعتقاد یہی ہے کہ شرع میں جو بات اللہ کیلئے وارد ہے اس کو بولنا چاہیے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ﴿)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور جو وارد نہیں ہے وہ نہ بولنا چاہیے۔ اب شرع سے یہ امر ثابت ہے کہ اللہ عرش کے اوپر ہے اپنے بندوں کے اوپر آسمان کے اوپر اور ہمارے ساتھ ہے اور گردن کی رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے اور اس کا نزدیک اور ساتھ ہونا عرش پر ہونے کے خلاف نہیں ہے کیونکہ وہ عرش پر رہ کر ہماری چھپی اور کھلی رتی رتی سب باتوں کو جانتا ہے تو وہ ہمارے ساتھ ہوا جہاں ہم ہوں۔ اسی واسطے ایک ہی آیت میں اللہ نے فرمایا کہ ''وہ عرش پر ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔'' اب یہ باتیں کہ اللہ کسی اور مکان اور جہت میں نہیں ہے۔ یا وہ ہر مکان اور ہر جہت میں ہے اور وہ نہ جوہر ہے نہ عرض اور وہ جسم نہیں ہے پچھلے لوگوں کی تراشی ہوئی باتیں ہیں جن کی اصل کتاب اور سنت سے بالکل نہیں پائی جاتی۔ اور ہم نے اس مسئلہ کو بہت تفصیل سے کتاب انتھاء فی الاستواء میں بیان کیا ہے۔ جس کا جی چاہے ملاحظہ کرے۔

آپ ﷺ نے لونڈی سے فرمایا: ''میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو آزاد کردے یہ مؤمنہ ہے۔'' نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ نکلتا ہے کہ مسلمان بردے کا آزاد کرنا کافر بردے کے آزاد کرنے سے بہتر ہے لیکن علمانے اس پر اتفاق کیا ہے کہ کفارہ کے سوا اور مقامات میں کافر بردے کا بھی آزاد کرنا درست ہے اور کفارۂ قتل میں کافر بردے کا آزاد کرنا درست نہیں ہے کیونکہ قرآن میں مؤمنہ کی قید ہے اور کفارۂ ظہار اور یمین اور صوم میں شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک مؤمن ہونا ضروری ہے۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کے نزدیک کافر بھی درست ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک اللہ کی توحید اور حضرت کی رسالت کا قائل نہ ہو۔ اور جو ان دونوں کا قائل ہو اس کا ایمان صحیح ہے اور وہ اہل قبلہ اور اہل جنت میں سے ہے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ دلائل سے ان باتوں کو سمجھے اور یہی صحیح ہے۔

(۱۲۰۰) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ۱۱۹۹]

ان اسناد کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۰۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ: ((إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغُلًا)). [بخاری: ۱۱۹۹، ۳۸۷۵؛ ابوداود: ۹۲۳]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم سلام کیا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو جب کہ آپ ﷺ نماز میں ہوتے جس کا آپ ﷺ نماز میں ہی جواب دیتے۔ جب ہم نجاشی کے پاس سے لوٹ کر آئے تو ہم نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ نماز کے بعد ہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! پہلے ہم آپ ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ نماز میں ہوتے تو جواب دیتے تھے لیکن اب آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا (اس کی کیا وجہ ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: (نماز میں سلام کرنے سے) دل پریشان ہوتا ہے (اور خضوع اور خشوع میں فرق آتا ہے)۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۱۲۰۲) حَدَّثَنَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۰۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ إِلَى

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں باتیں کیا کرتے۔ ہر شخص اپنے پاس والے سے نماز پڑھنے میں بات کرتا یہاں تک کہ یہ آیت

جَنْبِهٖ فِی الصَّلٰوةِ حَتّٰی نَزَلَتْ: ﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ﴾ [۲/ البقرة: ۲۳۸] فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ وَنُهِیْنَا عَنِ الْكَلَامِ. [بخاری: ۱۲۰۰، ٤٥٣٤؛ ابوداود: ۹٤۹؛ ترمذی: ٤۰۵، ۲۹۸٦؛ نسائی: ۱۲۱۸]

﴿وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِیْنَ﴾ اتری یعنی اللہ کے سامنے چپ چاپ کھڑے ہو جب سے ہم کو حکم ہوا چپ چاپ رہنے کا اور بات کرنا منع ہو گیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۰٤) عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ. [راجع: ۱۲۰۳]

اسی اسناد کے ساتھ بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۰۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِیْ لِحَاجَةٍ ثُمَّ اَدْرَكْتُهٗ وَهُوَ یَسِیْرُ. قَالَ قُتَیْبَةُ: یُصَلِّیْ. فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَاَشَارَ اِلَیَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِیْ فَقَالَ: ((اِنَّكَ سَلَّمْتَ اٰنِفًا وَاَنَا اُصَلِّیْ)) وَهُوَ مُوَجِّهٌ حِیْنَئِذٍ قِبَلَ الشَّرْقِ. [نسائی: ۱۱۸۸؛ ابن ماجہ: ۱۰۱۸]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو کام کیلئے بھیجا پھر میں لوٹ کر آپ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ چل رہے تھے (سواری پر) قتیبہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے نماز پڑھ رہے تھے (نفل کیوں کہ نفل سواری پر درست ہے) میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے اشارہ سے جواب دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ "تو نے ابھی مجھ کو سلام کیا تھا اور میں نماز پڑھ رہا تھا" (اس لئے جواب نہ دے سکا) حالانکہ آپ ﷺ کا منہ پورب کی طرف تھا (اور قبلہ پورب کی طرف نہ تھا تو معلوم ہوا کہ نفل سواری پر پڑھنے کیلئے قبلہ کی طرف منہ ہونا ضروری نہیں)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۲۰٦) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: اَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ اِلٰی بَنِی الْمُصْطَلِقِ فَاَتَیْتُهٗ وَهُوَ یُصَلِّیْ عَلٰی بَعِیْرِهٖ فَكَلَّمْتُهٗ فَقَالَ: لِیْ بِیَدِهٖ هٰكَذَا. وَاَوْمَاَ زُهَیْرٌ بِیَدِهٖ. ثُمَّ كَلَّمْتُهٗ فَقَالَ: لِیْ هٰكَذَا فَاَوْمَاَ زُهَیْرٌ اَیْضًا بِیَدِهٖ نَحْوَ الْاَرْضِ وَاَنَا اَسْمَعُهٗ یَقْرَاُ یُوْمِیُٔ بِرَاْسِهٖ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: ((مَا فَعَلْتَ فِی الَّذِیْ اَرْسَلْتُكَ لَهٗ؟ فَاِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اُكَلِّمَكَ اِلَّا اَنِّیْ كُنْتُ اُصَلِّیْ)) قَالَ زُهَیْرٌ: وَاَبُو الزُّبَیْرِ جَالِسٌ مُسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةِ فَقَالَ بِیَدِهٖ اَبُو الزُّبَیْرِ اِلٰی بَنِی الْمُصْطَلِقِ فَقَالَ بِیَدِهٖ اِلٰی غَیْرِ الْكَعْبَةِ. [ابوداود: ۹۲٦]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ بنی مصطلق (ایک قبیلہ ہے) کی طرف جا رہے تھے۔ راہ میں مجھے ایک کام کو بھیجا۔ پھر میں لوٹ کر آپ ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے بات کی تو آپ ﷺ نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا۔ زہیر نے بتلایا جس طرح آپ ﷺ نے اشارہ کیا۔ پھر میں نے بات کی تو آپ ﷺ نے اس طرح اشارہ کیا۔ زہیر نے اس کو بھی بتلایا زمین کی طرف اشارہ کر کے اور میں سن رہا تھا۔ آپ ﷺ قرآن پڑھ رہے تھے اور سر سے اشارہ کر رہے تھے (رکوع اور سجدہ کیلئے) جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: "تو نے اس کام میں جس کام کیلئے میں نے تجھ کو بھیجا تھا کیا کیا۔ اور میں تجھ سے بات نہ کر سکا کیوں کہ میں نماز پڑھتا تھا۔" زہیر نے کہا: ابوالزبیر قبلہ کی طرف منہ کئے بیٹھے تھے (جب یہ حدیث بیان کی) انہوں نے بنی مصطلق کی طرف اشارہ کیا تو وہ کعبہ کی

طرف نہ تھے (بلکہ بنی مصطلق کا رخ اور تھا تو معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے نفل سوا کعبے کے اور طرف بھی سواری پر پڑھا)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۱۲۰۷) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَعْنِىْ فِىْ سَفَرٍ فَبَعَثَنِىْ فِىْ حَاجَةٍ فَرَجَعْتُ وَهُوَ يُصَلِّىْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ وَوَجْهُهُ عَلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَىَّ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِىْ أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّىْ كُنْتُ أُصَلِّىْ)). [بخاری: ۱۲۱۷]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ آپ ﷺ نے مجھے کسی کام کیلئے بھیجا۔ جب میں لوٹ کر آیا تو آپ ﷺ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کا منہ قبلے کی طرف نہ تھا۔ میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے جواب نہ دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ”میں جواب ضرور دیتا مگر میں نماز پڑھ رہا تھا۔“

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان حدیثوں میں کئی فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ نماز میں بات کرنا حرام ہے خواہ ضرورت سے ہو یا بلاضرورت، دوسرے یہ کہ سلام کا جواب دینا زبان سے حرام ہے، البتہ اشارے سے جائز بلکہ مستحب ہے، شافعی رحمہ اللہ اور اکثر علما کا یہی مذہب ہے اور علما کی ایک جماعت جیسے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ اور سعید بن المسیب اور قتادہ اور اسحاق رحمہم اللہ نے یہ کہا ہے کہ زبان سے جواب دے اور بعض نے کہا ہے کہ دل میں جواب دے۔ اور عطاء اور نخعی اور ثوری رحمہم اللہ نے کہا ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد جواب دے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جواب نہ دے نہ زبان سے نہ اشارے سے۔ اب نمازی کو سلام کرنا مکروہ ہے یا جائز اس میں اختلاف ہے۔ شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ نمازی کو سلام نہ کرے۔ اگر کرے تو جواب کا حق نہیں رکھتا (کیونکہ وہ نماز میں ہے کیونکر جواب دے گا) علما نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ نمازی کو قصداً جان بوجھ کر نماز میں بات کرنا حرام ہے بلا ضرورت بات کرے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ لیکن اگر ضرورت سے کرے تو شافعی، مالک، ابوحنیفہ اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی اور اوزاعی اور بعض مالکیہ کے نزدیک ضرورت سے بات کرنا نماز میں جائز ہے اور اگر بھول سے بات کرے تو ہمارے نزدیک نماز باطل نہ ہوگی اور اکثر علما کا یہی قول ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کے نزدیک باطل ہو جائے گی۔ تیسرے یہ کہ اشارے سے سلام کا جواب نماز میں درست ہے اور خفیف عمل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ چوتھے یہ کہ اگر کسی عذر سے سلام کا جواب نہ دے سکے تو سلام کرنے والے سے وہ عذر بیان کر دے تا کہ اس کے دل کو رنج نہ ہو۔

(۱۲۰۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: بَعَثَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ حَاجَةٍ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ حَمَّادٍ. [راجع: ۱۲۰۷]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ لَعْنِ الشَّيْطٰنِ فِىْ أَثْنَاءِ الصَّلٰوةِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ وَجَوَازِ الْعَمَلِ الْقَلِيْلِ فِى الصَّلٰوةِ.

باب: نماز کے اندر شیطان پر لعنت کرنا اور اس سے پناہ مانگنا اور عمل قلیل کرنا درست ہے۔

(۱۲۰۹) عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ عِفْرِيْتًا مِّنَ الْجِنِّ جَعَلَ يَفْتِكُ عَلَىَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَىَّ الصَّلٰوةَ وَإِنَّ اللّٰهَ أَمْكَنَنِىْ مِنْهُ فَذَعَتُّهُ فَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک شریر جن میری نماز توڑنے کیلئے پچھلی رات کے وقت مجھے پکڑنے لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو میرے قابو میں کر دیا۔ میں نے اس کا گلا دبایا اور میرا قصد یہ تھا کہ میں اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دوں تا کہ صبح کو تم

إِلَى جَنْبِ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتَّى تُصْبِحُوا تَنْظُرُونَ إِلَيْهِ أَجْمَعُونَ أَوْ كُلُّكُمْ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ﴿رَبِّ اغْفِرْلِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ م بَعْدِي﴾ [٣٨/ ص: ٣٥] فَرَدَّهُ اللّٰهُ خَاسِئًا)). وَقَالَ ابْنُ مَنْصُورٍ: شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ. [بخاري: ٤٦١، ١٢١٠، ٣٢٨٤، ٣٤٢٣، ٤٨٠٨]

سب اس کو دیکھ لو لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آئی۔ انہوں نے یہ دعا کی تھی اے میرے پروردگار! مجھے بخش دے اور مجھے ایسی سلطنت دے جو میرے بعد پھر کسی کو نہ ملے (تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی ہی سلطنت دی۔ شیطان ان کے تابع تھے، جن مسخر تھے اور پرندان کی اطاعت میں تھے) پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ذلت کے ساتھ بھگا دیا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن موجود ہیں اور بعض آدمیوں کو دکھائی دیتے ہیں۔ اور یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ شیطان اور اس کے کنبے والے تم کو دیکھتے ہیں اس طرح سے کہ تم ان کو نہیں دیکھتے تو یہ محمول ہے غالب اور اکثر احوال پر اور اگر شیطان اور جنوں کا دیکھنا محال ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کیوں کر دیکھتے اور کیسے فرماتے کہ میرا قصد اس کے باندھ دینے کا تھا تاکہ سب لوگ اس کو دیکھیں بلکہ مدینے کے بچے اس سے کھیلیں۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: بعض نے یہ کہا ہے کہ ان کا دیکھنا ان کی اصلی صورتوں میں دلیل ظاہر آیت کے محال ہے مگر پیغمبروں علیہم السلام کیلئے جائز ہے اور جن کیلئے خرق عادت ہو سکتا ہے اور لوگ جو دیکھتے ہیں وہ دوسری صورتوں میں دیکھتے ہیں۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ نرا دعویٰ ہے۔ اگر اس کی کوئی صحیح دلیل نہ ہو تو وہ قبول کے لائق نہیں امام ابو عبداللہ مازری رحمہ اللہ نے کہا کہ جن اجسام لطیفہ روحانیہ ہیں تو احتمال ہے کہ وہ ایسی صورت پکڑ لیں جس کی وجہ سے ان کو باندھ سکیں پھر وہ اپنی اصلی صورت پر نہ جا سکیں تاکہ بچے ان سے کھیل سکیں اور خرق عادت ہو تو اور باتیں بھی ممکن ہیں انتہی۔ یہ جو فرمایا کہ مجھ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی تھی اور ایسی سلطنت جو جنوں اور پرندوں اور ہوا کو بھی شامل ہو انہیں کے واسطے خاص تھی اس لئے میں نے اس سلطنت میں ان کا شریک ہونا مناسب نہ جانا مجھ سے نہ ہو سکا۔

(١٢١٠) عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَوْلُهُ: ((فَذَعَتُّهُ)) وَ أَمَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ: ((فَدَعَتُّهُ)). [راجع: ١٢٠٩]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی الفاظ کی کچھ تبدیلی کے ساتھ اسی طرح نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٢١١) عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ: ((أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ)) ثُمَّ قَالَ: ((أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ)) ثَلَاثًا وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قُلْنَا: يَارَسُولَ اللّٰهِ! قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ: ((إِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ إِبْلِيسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِنْ نَارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي فَقُلْتُ:

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے کھڑے ہوئے تو ہم نے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے تھے ''میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی تجھ سے۔'' پھر فرمایا کہ ''میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں جیسی اللہ نے تجھ پر لعنت کی'' تین بار اور اپنا ہاتھ بڑھایا جیسے کوئی چیز لیتے ہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آج ہم نے نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ باتیں کرتے سنا جو پہلے کبھی نہیں سنی تھیں اور یہ بھی ہم نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کا دشمن ابلیس میرا منہ جلانے کیلئے انگارے کا ایک شعلہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ: اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَرَدْتُّ اَخْذَهُ وَاللّٰهِ لَوْلَا دَعْوَةُ اَخِيْنَا سُلَيْمٰنَ عليه السلام لَاَصْبَحَ مُوْثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ)). [نسائی: ۱۲۱۴]

لے کر آیا۔ میں نے تین بار کہا: میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں، پھر میں نے کہا کہ میں تجھ پر لعنت کرتا ہوں جیسی اللہ نے تجھ پر لعنت کی پوری لعنت۔ وہ پیچھے نہ ہٹا تینوں بار، آخر میں نے چاہا کہ اس کو پکڑ لوں۔ اللہ کی قسم! اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح تک بندھا رہتا اور مدینے کے بچے اس سے کھیلتے۔“

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر قسم دینے کے بھی قسم کھانا درست ہے جب کوئی امر عظیم ہو یا مبالغہ منظور ہو کسی خبر کی صحت میں اور حدیثوں میں ایسا بہت آیا ہے۔

بَابُ جَوَازِ حَمْلِ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلٰوةِ وَاَنَّ ثِيَابَهُمْ مَحْمُوْلَةٌ عَلَى الطَّهَارَةِ حَتّٰى يَتَحَقَّقَ نَجَاسَتُهَا وَاَنَّ الْفِعْلَ الْقَلِيْلَ لَا يُبْطِلُ الصَّلٰوةَ وَكَذَا اِذَا فُرِّقَ الْاَفْعَالُ.

باب: نماز میں بچوں کا اٹھا لینا درست ہے ان کے کپڑے پر جب تک نجاست ثابت نہ ہو طہارت پر محمول ہیں اور عمل قلیل و عمل متفرق، نماز کو باطل نہیں کرتا۔

(۱۲۱۲) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَلِاَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا وَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا قَالَ يَحْيٰى: قَالَ مَالِكٌ: نَعَمْ . [بخاری: ۵۱۶، ۵۹۹۶؛ ابوداود: ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰؛ نسائی: ۸۲۶، ۷۱۰، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور ابو امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا اپنی نواسی کو جو ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی اٹھائے تھے جب آپ ﷺ کھڑے ہوتے تو اس کو اٹھا لیتے پھر جب سجدہ کرتے تو اس کو زمین پر بٹھا دیتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑکوں کا بدن اور کپڑا پاک سمجھا جائے گا جب تک ان کی نجاست پر یقین نہ ہو اور فعل قلیل سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ لڑکے یا لڑکی یا اور کسی پاک جانور کا فرض یا نفل نماز میں اٹھانا درست ہے اور امام اور مقتدی اور منفرد سب کیلئے جائز ہے اور مالکیہ نے اس کا جواز نفل نماز سے خاص کیا ہے۔ لیکن یہ لغو ہے کیونکہ خود حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ امام تھے اور امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھائے ہوئے تھے۔ بعض مالکیہ نے کہا کہ یہ حدیث منسوخ ہے۔ بعض نے کہا کہ ضرورت کی وجہ سے ایسا کیا مگر یہ سب باتیں باطل اور مردود ہیں اور حدیث سے اس امر کا جواز ثابت ہے کہ قواعد شرع کے یہ امر خلاف نہیں ہے کیونکہ آدمی پاک ہے اور بچے کے بدن اور کپڑے کو پاک سمجھنا چاہئے جب تک نجاست پر کوئی دلیل قائم نہ ہو (انتہیٰ مختصراً)

(۱۲۱۳) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ: رَاَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ وَ اُمَامَةُ بِنْتُ

ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو امامت کرتے ہوئے دیکھا اور امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا آپ ﷺ

اَبِى الْعَاصِ وَهِىَ بِنْتُ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَاِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَاِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ اَعَادَهَا . [راجع: ١٢١٢]

کی نواسی آپ ﷺ کے کاندھے پر تھیں جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو ان کو بٹھا دیتے اور جب سجدہ سے کھڑے ہوتے تو پھر ان کو کاندھے پر بٹھا لیتے۔

(١٢١٤) عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِىِّ يَقُوْلُ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّىْ لِلنَّاسِ وَاُمَامَةُ بِنْتُ اَبِى الْعَاصِ عَلٰى عُنُقِهٖ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا.

ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھا رہے تھے اور امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی گردن پر تھیں۔ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو ان کو بٹھا دیتے۔



(١٢١٥) عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ يَقُوْلُ: بَيْنَا نَحْنُ فِى الْمَسْجِدِ جُلُوْسٌ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ غَيْرَ اَنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْ اَنَّهٗ اَمَّ النَّاسَ فِىْ تِلْكَ الصَّلٰوةِ. [راجع: ١٢١٢]

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے۔ باقی حدیث اسی طرح ہے صرف اتنا مذکور نہیں کہ آپ ﷺ نے لوگوں کی امامت کروائی۔



بَابُ جَوَازِ الْخُطْوَةِ وَالْخُطْوَتَيْنِ فِى الصَّلٰوةِ وَاَنَّهٗ لَا كَرَاهَةَ فِىْ ذٰلِكَ اِذَا كَانَ لِحَاجَةٍ وَ جَوَازِ صَلٰوةِ الْاِمَامِ عَلٰى مَوْضِعٍ اَرْفَعَ مِنَ الْمَاْمُوْمِيْنَ لِلْحَاجَةِ كَتَعْلِيْمِهِمُ الصَّلٰوةَ اَوْغَيْرِ ذٰلِكَ.

باب: نماز میں ضرورت سے ایک دو قدم چلنا درست ہے اور کسی ضرورت کی وجہ سے امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ ہونا بھی درست ہے جیسے نماز کی تعلیم وغیرہ۔

(١٢١٦) عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ اَنَّ نَفَرًا جَآءُوْا اِلٰى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَدْتَمَارَوْافِى الْمِنْبَرِ مِنْ اَىِّ عُوْدٍ هُوَ؟ فَقَالَ: اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَعْرِفُ مِنْ اَىِّ عُوْدٍ هُوَ وَمَنْ عَمِلَهٗ وَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ قَالَ: فَقُلْتُ لَهٗ: يَا اَبَا عَبَّاسٍ! فَحَدِّثْنَا قَالَ: اَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى امْرَاَةٍ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ: اِنَّهٗ لَيُسَمِّيْهَا يَوْمَئِذٍ: ((اُنْظُرِىْ غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِّىْ اَعْوَادًا اُكَلِّمُ النَّاسَ عَلَيْهَا)) فَعَمِلَ هٰذِهٖ

ابوحازم سے روایت ہے کہ کچھ لوگ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور منبر کے بارے میں جھگڑنے لگے کہ وہ کس لکڑی کا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں وہ جس لکڑی کا تھا اور جس نے اسے بنایا اور میں نے دیکھا جب پہلی بار رسول اللہ ﷺ اس پر بیٹھے۔ میں نے کہا: اے ابوعباس! ہم سے یہ سب حال پھر بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو کہلا بھیجا۔ ابوحازم نے کہا: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اس دن اس عورت کا نام لے رہے تھے تو اپنے غلام کو جو بڑھئی ہے اتنی فرصت دے کہ میرے لئے چند لکڑیاں بنا دے میں ان لکڑیوں پر لوگوں سے بات کروں گا (یعنی وعظ و نصیحت کروں گا) پھر اس غلام نے تین سیڑھیوں کا

الثَّلَاثَ دَرَجَاتٍ ثُمَّ اَمَرَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَوُضِعَتْ هٰذَا الْمَوْضِعَ فَهِيَ مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ وَلَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَيْهِ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ وَرَآءَهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَفَعَ فَنَزَلَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ فِيْ اَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ اٰخِرِ صَلَاتِهٖ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((يَا اَيُّهَا النَّاسُ! اِنِّيْ اِنَّمَا صَنَعْتُ هٰذَا لِتَاْتَمُّوْا بِيْ وَلِتَعَلَّمُوْا صَلٰوتِيْ)). [بخاري: ٤٤٨، ٢٠٩٤]

منبر بنایا اور رسول اللہ ﷺ نے حکم کیا تو وہ مسجد میں اس مقام پر رکھا گیا۔ اس کی لکڑی غابہ کے جھاؤ کی تھی (غابہ مدینہ کی بلندی میں ایک مقام ہے) اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی۔ لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے پیچھے تکبیر کہی اور آپ ﷺ منبر پر تھے۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع سے سر اٹھایا اور الٹے پاؤں پیچھے اترے یہاں تک کہ سجدہ کیا منبر کی جڑ میں پھر لوٹے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”اے لوگو! میں نے یہ اس لئے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری طرح نماز پڑھنا سیکھو۔“

فائدہ: یعنی میں اونچی جگہ اس واسطے کھڑا ہوا کہ تم سب کو دکھلائی دوں ورنہ بعض لوگ مجھ کو نہ دیکھ سکتے۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ضرورت کیلئے نماز میں ایک دو قدم پیچھے یا آگے یا داہنے یا بائیں ہٹنا درست ہے اور اس سے نماز میں کچھ کراہت نہیں ہوتی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی ضرورت سے امام بلندی پر کھڑا ہو اور مقتدی پست جگہ میں ہوں تو کچھ قباحت نہیں ہے۔ علما نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے منبر میں تین سیڑھیاں تھیں تو آپ ﷺ دو قدم چل کر نیچے اترے اور منبر کے بازو پر سجدہ کیا۔ منبر بنانے کا استحباب اور خطیب کا منبر پر کھڑا ہونا یا اور کسی اونچے مقام پر عمل قلیل سے نماز فاسد نہ ہونا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اگرچہ عمل قلیل سے نماز نہیں ٹوٹتی مگر بلا ضرورت مکروہ ہے اسی طرح عمل کثیر کئی بار ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی کیونکہ حضور ﷺ کئی بار منبر پر چڑھے اور اترے ہوں گے۔

(١٢١٧) عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ قَالَ: اَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ فَسَاَلُوْهُ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ مِنْبَرُ النَّبِيِّ ﷺ؟ وَ سَاقُوا الْحَدِيْثَ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ.

[بخاري: ٣٧٧؛ ابوداود: ١٠٨٠؛ ابن ماجه: ١٤١٦]

ابو حازم روایت کرتے ہیں کچھ لوگ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور سوال کیا نبی اکرم ﷺ کا منبر کس چیز کا بنا ہوا تھا؟ باقی حدیث اسی طرح ہے جیسے اوپر والی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ كَرَاهَةِ الْاِخْتِصَارِ فِي الصَّلٰوةِ.

باب: نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنے کی ممانعت۔

(١٢١٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا وَ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.

[ترمذي: ٣٨٣؛ نسائي: ٨٨٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع کیا اور ابو بکر کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: حدیث میں مختصرا کا لفظ آیا ہے جس کے معنی اکثر علما کے نزدیک یہی ہیں کہ کمر پر ہاتھ رکھ کر اور بعض نے کہا لکڑی ہاتھ میں لے کر اس پر ٹیکا دے کر اور بعض نے کہا کہ مختصراً کے معنی یہ ہیں کہ پوری سورت نہ پڑھے اول یا آخر سے دو چار آیتیں پڑھ لے۔ اور بعض نے کہا کہ نماز کے ارکان اچھی طرح ادا نہ کرے اور قیام اور رکوع اور سجدہ میں جتنا ٹھہرنا چاہئے اتنا نہ ٹھہرے۔ اور صحیح وہی معنی ہے جو پہلے مذکور ہوا اور اس کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہودی ایسا کیا کرتے تھے۔ اور بعض نے کہا کہ یہ فعل شیطان کا ہے اور بعض نے کہا: ابلیس جنت سے اسی طرح اترا تھا یعنی ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے۔ بعض نے کہا کہ مغرور لوگ ایسا کیا کرتے ہیں۔

بَابُ كَرَاهَةِ مَسْحِ الْحَصٰى وَتَسْوِيَةِ التُّرَابِ فِي الصَّلٰوةِ.

باب: نماز میں کنکریاں پونچھنے اور مٹی برابر کرنے کی ممانعت۔

(۱۲۱۹) عَنْ مُعَيْقِيبٍ قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْحَ فِي الْمَسْجِدِ يَعْنِي الْحَصٰى قَالَ: ((اِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً)).

معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں پونچھنے کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ضرورت پڑے تو ایک بار پونچھ لے۔''

[بخاری: ۱۲۰۷؛ نسائی: ۱۱۹۱؛ ابن ماجہ: ۱۰۲۶]



فائدہ: اور بار بار ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ ادب اور تواضع کے خلاف ہے۔

(۱۲۲۰) عَنْ مُعَيْقِيبٍ اَنَّهُمْ سَاَلُوا النَّبِيَّ عَنِ الْمَسْحِ فِي الصَّلَاةِ ؟ فَقَالَ ((وَاحِدَةٌ)). [راجع: ۱۲۱۹]

معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کی جگہ پر مٹی برابر کرنے کے بارے میں فرمایا: ''اگر ضرورت پڑے تو ایک بار کرے۔''

(۱۲۲۱) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ فِيهِ: حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ. [راجع: ۱۲۲۳]

ہشام اس سند کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث روایت کرتے ہیں۔



(۱۲۲۲) عَنْ مُعَيْقِيبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ: ((اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً)). [راجع: ۱۲۱۹]

معیقیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اس آدمی سے جو سجدہ کرتے وقت مٹی برابر کرتا تھا فرمایا: ''اگر تجھ کو ایسا کرنا ہو تو ایک ہی دفعہ کر لے۔''

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمُسْجِدِ فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا وَالنَّهْيُ عَنْ بُصَاقِ الْمُصَلِّيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ عَنْ يَمِيْنِهِ.

باب: مسجد میں تھوکنے کی ممانعت نماز میں ہو یا نماز کے سوا۔

(۱۲۲۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى بُصَاقًا فِيْ جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ اِذَا صَلّٰى)). [بخاری: ۴۰۶؛ نسائی: ۷۲۳]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار میں تھوک لگا ہوا دیکھا (یعنی گاڑھا بلغم) آپ ﷺ نے اس کو کھرچ ڈالا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ اللہ اس کے منہ کے سامنے ہے جب وہ نماز پڑھ رہا ہے۔''

فائدہ: پھر جب اللہ تعالیٰ منہ کے سامنے ہوا تو ادھر تھوکنا بڑی بے ادبی اور گستاخی ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ کے سامنے ہونے سے یہاں مراد یہ ہے کہ وہ جہت سامنے ہے جس نے اس کو بڑا کیا (یعنی قبلہ) اور بعض نے کہا قبلۃ اللہ مراد ہے یعنی قبلۃ اللہ کا سامنے ہے اور بعض نے کہا ثواب اس کا۔

(١٢٢٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ رَاٰى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ اِلَّا الضَّحَّاكَ فَاِنَّ فِي حَدِيثِهِ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ.

[بخاری: ٧٥٣، ١٢١٣؛ ابوداود: ٤٧٩؛ ابن ماجه: ٧٦٣]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث چند الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ اسی طرح بیان کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٢٢٥) عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهَى اَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِهِ اَوْ اَمَامَهُ وَلٰكِنْ يَبْزُقُ عَنْ يَسَارِهِ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى. [بخاری: ٤٠٨، ٤٠٩، ٤١٠، ٤١١؛ نسائی: ٧٢٤؛ ابن ماجه: ٧٦١]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلہ کی جانب میں بلغم دیکھا، آپ ﷺ نے ایک کنکری سے اسے کھرچ ڈالا پھر داہنے یا سامنے تھوکنے سے منع فرمایا اور فرمایا: ”بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوکو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے جہمیہ کا رد ہو گیا جو قائل ہیں کہ اللہ ہر ایک جگہ اور ہر مکان میں ہے اور دلیل لاتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے جو ابھی گزری کہ اللہ نمازی کے سامنے ہے کیونکہ اگر اللہ ہر جگہ اور مکان میں ہوتا تو بائیں طرف اور قدم کے نیچے بھی معاذ اللہ وہ ہوگا پھر ادھر تھوکنا کیونکہ جائز ہو۔ اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے اور اس کا علم اور قدرت سب جگہ ہے یعنی وہ عرش پر رہ کر ہر ایک چیز کو جانتا ہے اور سب پر اختیار رکھتا ہے۔

(١٢٢٦) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَ اَبِي سَعِيدٍ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ. [راجع: ١٢٢٥]

اس سند سے بھی یہ حدیث مذکورہ حدیث کی طرح آتی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٢٢٧) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ اَوْ مُخَاطًا اَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ.

[بخاری: ٤٠٧]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلے کی دیوار میں تھوک یا رینٹ دیکھا۔ آپ ﷺ نے اس کو کھرچ ڈالا۔

○ ○ ○ ○

(١٢٢٨) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((مَا بَالُ اَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ رَبِّهِ فَيَتَنَخَّعُ اَمَامَهُ؟ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يُسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِي وَجْهِهِ؟ فَاِذَا تَنَخَّعَ اَحَدُكُمْ فَلْيَتَنَخَّعْ عَنْ يَسَارِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا)) وَوَصَفَ الْقَاسِمُ فَتَفَلَ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ مَسَحَ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں قبلے کی طرف تھوک دیکھا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”تمہارا کیا حال ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے پروردگار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہوتا ہے پھر اپنے سامنے تھوکتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ کوئی اس کی طرف منہ کرے پھر اس کے منہ پر تھوک دے۔ جب تم میں سے کسی کو تھوک آئے تو بائیں طرف قدم کے نیچے تھوکے۔ اگر جگہ نہ ہو تو ایسا کرے۔“ قاسم نے جو اس حدیث کا راوی ہے یوں بیان کیا کہ اپنے کپڑے میں تھوکا پھر اس کپڑے کو مل ڈالا۔

[نسائی: ۳۰۸؛ ابن ماجہ: ۱۰۲۲]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس قدر فعل نماز میں درست ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ تھوک یا بلغم یا رینٹ یہ سب پاک ہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے مگر خطابی نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ تھوک نجس ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۲۲۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَزَادَ فِيْ حَدِيْثِ هُشَيْمٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَرُدُّ ثَوْبَهُ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ. [راجع: ۱۲۲۸]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو اوپر گزری۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ گویا میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ کپڑے الٹ پلٹ کر رہے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۳۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَاِنَّهُ يُنَاجِيْ رَبَّهُ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهِ وَلٰكِنْ عَنْ شِمَالِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ)).

[بخاری: ۴۱۲، ۴۱۳، ۱۲۱۴]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی تم میں سے نماز پڑھتا ہے تو گویا اپنے پروردگار سے کان میں بات کرتا ہے (ایسا قرب نماز میں ہوتا ہے تو خوب دل لگا کر نماز پڑھنا چاہئے) اس لئے اپنے سامنے اور داہنی طرف نہ تھوکے لیکن بائیں طرف یا قدم کے نیچے۔“

(۱۲۳۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّ كَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا.)) [ابوداود: ۴۷۵؛ ترمذی: ۵۷۲؛ نسائی: ۷۲۲]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور اس کا کفارہ یہ ہے کہ (اگر تھوکے تو) مٹی میں دبا دے“۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ یہ جب ہے کہ مسجد کچی ہو اور اگر زمین پکی ہو تو تھوک کو پونچھ ڈالے تاکہ اور نمازیوں کو تکلیف نہ ہو

(۱۲۳۲) عَنْ شُعْبَةَ قَالَ: سَاَلْتُ قَتَادَةَ عَنِ التَّفْلِ فِي الْمَسْجِدِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَلتَّفْلُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيْئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا)).

شعبہ سے روایت ہے کہ میں نے قتادہ سے پوچھا: مسجد میں تھوکنا کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ”مسجد میں تھوکنا گناہ ہے اور کفارہ اس کا یہ ہے کہ اس کو مٹی میں داب دے۔“

[بخاری: ۴۱۵؛ ابوداود: ۴۷۴]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ مسجد میں تھوکنا بالکل گناہ ہے۔ اگر چہ تھوکنے کی ضرورت پڑے تو اپنے کپڑے میں تھوکے اگر مسجد میں تھوکا تو گناہ ہوا۔ اب اس کا کفارہ یہ ہے کہ مٹی میں دبا دے۔ اور جس شخص نے یہ کہا ہے کہ تھوکنا اسی کیلئے گناہ ہے جو اس کو مٹی میں نہ دبائے تو اس نے غلطی کی۔

(۱۲۳۳) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُّ فِيْ مَسَاوِيْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ

ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میرے سامنے میری امت کے اچھے برے سب اعمال لائے گئے تو میں نے ان کے نیک کاموں میں یہ بھی دیکھا راہ سے ایذا دینے والی چیز (جیسے کانٹا، پتھر، نجاست وغیرہ) ہٹانا اور ان کے برے اعمال میں میں نے دیکھا بلغم

تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ وَلَا تُدْفَنُ)). جو مسجد میں ہو اور دفن نہ کیا جائے"۔

فائدہ: یعنی صاف نہ کیا جائے یا مٹی میں دبایا نہ جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صرف تھوکنے والا گنہگار نہ ہوگا بلکہ اور جو کوئی مسجد میں تھوک دیکھے اور اس کو دفن نہ کرے وہ بھی گنہگار ہوگا۔

(١٢٣٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ تَنَخَّعَ فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ. [ابوداود: ٤٨٣، ٤٨٤]

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے تھوکا پھر زمین پر مل ڈالا اپنی جوتے سے۔

فائدہ: اس وقت مسجد کچی تھی تو زمین پر مل ڈالنا کافی تھا۔ اگر مسجد پکی ہو تو پونچھنا ضروری ہے۔

(١٢٣٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: فَتَنَخَّعَ فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ الْيُسْرٰى. [راجع: ١٢٣٤]

عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو انہوں نے تھوکا تو اپنے بائیں جوتے سے مسل دیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الصَّلٰوةِ فِي النَّعْلَيْنِ.

باب: جوتیاں پہن کر نماز پڑھنے کا بیان۔

(١٢٣٦) عَنْ أَبِيْ مَسْلَمَةَ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِي النَّعْلَيْنِ؟ قَالَ: نَعَمْ. [بخاری: ٣٨٦، ٥٨٥٠؛ ترمذی: ٤٠٠؛ نسائی: ٧٧٤]

ابو مسلمہ سعید بن یزید سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا: ہاں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جوتے اور موزے پہنے ہوئے نماز پڑھنا درست ہے جب تک کہ ان کی نجاست کا یقین نہ ہو۔ اگر موزے کے نیچے نجاست لگ جائے تو صرف زمین پر اس کا رگڑنا نماز کیلئے کافی ہے یا نہیں اس میں دو قول ہیں۔

(١٢٣٧) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَزِيْدَ أَبُوْ مَسْلَمَةَ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٢٣٦]

اوپر والی حدیث اس سند کے ساتھ بھی منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ فِيْ ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ.

باب: پھول دار کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(١٢٣٨) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ وَقَالَ: ((شَغَلَتْنِيْ أَعْلَامُ هٰذِهِ فَاذْهَبُوْا بِهَا إِلٰى أَبِيْ جَهْمٍ وَأْتُوْنِيْ بِأَنْبِجَانِيَّةٍ)). [بخاری: ٧٥٢؛ ابوداود: ٩١٤، ٤٠٥٢؛ نسائی: ٧٧٠؛ ابن ماجہ: ٣٥٥٠]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چادر میں نماز پڑھی جس میں نقش و نگار تھے اور فرمایا: "میرا دل ان نقشوں میں پڑ گیا۔ اس کو لے جاؤ ابوجہم کے پاس اور مجھے اس کی کملی لا دو۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: ابوجہم نے یہ نقش و نگار کی چادر رسول اللہ ﷺ کو تحفہ میں دی تھی۔ آپ ﷺ نے قبول کیا، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) پھر نماز میں دل اس کے بیل بوٹوں پر چلا گیا اور خشوع اور خضوع میں خلل واقع ہوا، اس واسطے آپ ﷺ نے اس کو واپس کر دیا اور اس کے بدلے ابوجہم سے سادہ کمبل منگوا لیا تاکہ ابوجہم کو رنج نہ ہو۔ سبحان اللہ! پیغمبروں علیہم السلام کی نماز کیسے خلوص سے ہوتی ہے کہ جس چیز کا ذرا بھی خیال نماز میں آ جاتا اس چیز کو دور کر دیتے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے یہ بات نکلتی ہے کہ نماز میں کمال حضور اور خضوع لازم ہے اور جو چیز حضور قلب کو مانع ہو اس کو دور کر دینا چاہئے۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ مسجد کے محراب یا دیواروں کو آراستہ کرنا اور اس پر نقش و نگار کرنا مکروہ ہے ایسا نہ ہو کہ نماز میں ان چیزوں کی طرف خیال ہو جائے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر نماز میں کوئی اور خیال آ جائے تو نماز ہو جاتی ہے اور اس پر فقہا کا اجماع ہے لیکن بعض سلف اور اصحاب زہد سے منقول ہے کہ نماز صحیح نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب کے نزدیک نماز میں سجدے کی جگہ دیکھنا چاہئے اور دوسری طرف نگاہ ڈالنی نہ چاہئے اور بعض نے کہا کہ آنکھیں بند کرنا مکروہ ہے اور میرے نزدیک کراہت کی کوئی وجہ نہیں ہے مگر جب نقصان کا ڈر ہو۔ انتهى مختصرًا۔

(١٢٣٩) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْ خَمِيْصَةٍ ذَاتِ اَعْلَامٍ فَنَظَرَ اِلَى عَلَمِهَا فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ قَالَ: ((اذْهَبُوْا بِهٰذِهِ الْخَمِيْصَةِ اِلٰى اَبِيْ جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ وَ ائْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيِّهٖ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا فِيْ صَلٰوتِيْ)).

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک چادر اوڑھ کر نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوئے جس پر نقش و نگار تھے۔ آپ ﷺ اس کے نشانوں کی طرف دیکھنے لگے۔ جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا: ”اس چادر کو ابوجہم بن حذیفہ کے پاس لے جاؤ اور ان کا کمبل مجھ کو لا دو کیونکہ اس چادر نے مجھے ابھی نماز میں غافل کر دیا“۔



(١٢٤٠) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَتْ لَهٗ خَمِيْصَةٌ لَهَا عَلَمٌ فَكَانَ يَتَشَاغَلُ بِهَا فِي الصَّلٰوةِ فَاَعْطَاهَا اَبَا جَهْمٍ وَاَخَذَ كِسَاءً لَهٗ اَنْبِجَانِيًّا.

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک چادر تھی جس میں بیل بوٹے تھے پس آپ ﷺ ان کی طرف لگ جاتے آخر آپ ﷺ نے وہ چادر ابوجہم کو دے دی اور ان سے سادہ کمبل لے لیا۔ (جس میں نقش و نگار نہ تھا)



بَابُ كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ الَّذِيْ يُرِيْدُ اَكْلَهٗ فِي الْحَالِ وَكَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ مَعَ مُدَافَعَةِ الْحَدَثِ وَنَحْوِهٖ.

باب: جب کھانا سامنے آ جائے اور اس کے کھانے کا قصد ہو تو بغیر کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(١٢٤١) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ)). [ترمذی: ٣٥٣؛ نسائی: ٨٥٢؛ ابن ماجہ: ٩٣٣]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب شام کا کھانا سامنے آ جائے ادھر نماز کھڑی ہو تو پہلے کھانا کھا لو۔“



(١٢٤٢) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قُرِّبَ الْعَشَاءُ وَحَضَرَتِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز قریب آئے اور کھانا بھی سامنے آ جائے تو مغرب کی نماز سے پہلے

الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِهٖ قَبْلَ اَنْ تُصَلُّوْا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَاءِ كُمْ)).

کھانا کھا لو اور کھانا چھوڑ کر نماز کی طرف جلدی نہ کرو۔ (اس لئے کہ کھانے کی طرف دل لگا رہے گا)

(۱۲۴۳) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ.
[ابن ماجه: ۹۳۵]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ سے مثل حدیث ابن عیینہ عن الزہری عن انس۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۴۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا وُضِعَ عَشَاءُ اَحَدِكُمْ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلَنَّ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ)). [بخاري: ۶۷۳]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کے سامنے شام کا کھانا رکھا جائے ادھر نماز کھڑی ہو تو پہلے کھانا کھالے اور نماز کیلئے جلدی نہ کرے جب تک کھانے سے فارغ نہ ہو۔“

(۱۲۴۵) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ. [بخاري: ۶۷۳]

مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۴۶) عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ قَالَ: تَحَدَّثْتُ اَنَا وَالْقَاسِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ حَدِيْثًا وَكَانَ الْقَاسِمُ رَجُلًا لَحَّانَةً وَكَانَ لِاُمِّ وَلَدٍ فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ: مَالَكَ لَا تُحَدِّثُ كَمَا يَتَحَدَّثُ ابْنُ اَخِيْ هٰذَا؟ اَمَا اِنِّيْ قَدْ عَلِمْتُ مِنْ اَيْنَ اُتِيْتَ هٰذَا اَدَّبَتْهُ اُمُّهٗ وَاَنْتَ اَدَّبَتْكَ اُمُّكَ قَالَ: فَغَضِبَ الْقَاسِمُ وَاَضَبَّ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَاٰى مَائِدَةَ عَائِشَةَ قَدْ اُتِيَ بِهَا قَامَ قَالَتْ: اَيْنَ؟ قَالَ: اُصَلِّيْ قَالَتْ: اِجْلِسْ قَالَ: اِنِّيْ اُصَلِّيْ قَالَتْ: اِجْلِسْ غُدَرُ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ)). [ابوداود: ۸۹]

ابن ابی عتیق سے روایت ہے کہ میں اور قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق (حضرت عائشہ کے بھتیجے) ایک حدیث بیان کرنے لگے اور قاسم بن محمد غلطی بہت کرتے تھے۔ اور ان کی ماں ام ولد تھیں (یعنی وہ کنیز زادی تھیں) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: قاسم! تجھے کیا ہوا تو اس بھتیجے (یعنی ابن ابی عتیق) کی طرح باتیں نہیں کرتا۔ البتہ میں جانتی ہوں تو جہاں سے آیا اس کو اس کی ماں نے تعلیم کیا (اور وہ آزاد تھی تو اس کا لڑکا بھی اچھا ہوشیار ہوا) اور تجھ کو تیری ماں نے (جو لونڈی تھی آخر لونڈی کا اثر کہاں جاتا ہے) یہ سن کر قاسم کو غصہ آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر طیش کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیلئے دسترخوان بچھایا گیا وہ اٹھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کہاں جاتا ہے؟ قاسم نے کہا: نماز کو جاتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: بیٹھ۔ انہوں نے کہا: میں نماز کو جاتا ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ارے بے وفا بیٹھ۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے: ”نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب کھانا سامنے آئے یا پاخانہ یا پیشاب کا تقاضا ہو۔“

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے قاسم کو بے وفا اس لئے کہا کہ ذرا سی بات میں وہ خفا ہو گئے اور یہ نہ سمجھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اول تو سب مومنین کی ماں اور سب کے نزدیک واجب التعظیم ہیں اور قاسم کی تو سگی پھوپھی اور ان کے باپ محمد کے مارے جانے کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی نے ان کو پالا پوسا تھا۔ پھر جس شخص کے ایسے احسان ہوں اور وہ اپنا بزرگ ہو اس کی بات کا برا ماننا خصوصاً جب کہ وہ بات سچ ہو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) کمال درجہ کی ناشکری اور بے وفائی ہے۔

نووی رحمہ اللہ نے کہا: ان حدیثوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کھانا سامنے آ جائے تو نماز پڑھنا مکروہ ہے اس شخص کے لئے جو کھانے کا ارادہ رکھتا ہو کیونکہ اگر کھانے سے پہلے نماز پڑھے گا تو شاید نماز میں کھانے کا خیال رہے اور دل نہ لگے ایسے ہی جس وقت پاخانہ یا پیشاب کی حاجت ہو۔ اور یہ کراہت اس وقت ہے جب وقت میں گنجائش ہو۔ اگر وقت تنگ ہو اور یہ خیال ہو کہ اگر کھانا کھائے یا استنجا کرے تو نماز کا وقت جاتا رہے گا تو نماز پڑھ لے۔ اور ہمارے بعض اصحاب سے یہ منقول ہے کہ ایسی حالت میں بھی نماز نہ پڑھے بلکہ کھانے اور استنجے سے فارغ ہو کر پڑھے گو وقت چلا جائے اس لئے کہ مقصود نماز سے دل لگنا ہے۔ جب دل ہی نہ لگے تو کیا فائدہ اور اگر وقت میں گنجائش ہو لیکن نماز پڑھ لے تو مکروہ ہو گی اگرچہ درست ہو جائے گی۔ اور اہل ظاہر سے منقول ہے کہ نماز صحیح نہ ہو گی۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۲۴۷) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَ لَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةَ الْقَاسِمِ. [راجع: ۱۲۴۶]

اس سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ حدیث اسی طرح نقل کی ہے لیکن قاسم کے واقعہ کا ذکر نہیں کیا۔

بَابُ نَهْيِ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا اَوْ كُرَّاثًا اَوْ نَحْوَهَا مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ عَنْ حُضُوْرِ الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَذْهَبَ ذٰلِكَ الرِّيْحُ وَاِخْرَاجِهٖ مِنَ الْمَسْجِدِ.

باب: لہسن، پیاز، گندنا یا اور کوئی بدبودار چیز کھا کر مسجد میں جانا اس وقت تک ممنوع ہے جب تک اس کی بو منہ سے نہ جائے اور اس کو مسجد سے نکالنا۔

(۱۲۴۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِيْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّوْمَ فَلَا يَاْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ)) قَالَ زُهَيْرٌ: فِيْ غَزْوَةٍ وَ لَمْ يَذْكُرْ خَيْبَرَ.

[بخاری: ۸۵۳؛ ابوداود: ۳۸۲۵]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خیبر کی جنگ میں: ''جو شخص اس درخت میں سے کھائے یعنی لہسن کے درخت کو تو وہ مسجد میں نہ آئے۔'' اور زہیر کی روایت میں صرف غزوہ ہے خیبر کا نام نہیں لیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ممانعت ہر مسجد کیلئے ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض علما سے نقل کیا ہے کہ خاص مسجد نبوی میں جانے سے ممانعت ہے۔ اور یہ ممانعت مسجد میں جانے سے ہے نہ پیاز اور لہسن کھانے سے کیونکہ پیاز اور لہسن کا کھانا باجماع علما درست ہے اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بعض علما سے ان کی حرمت نقل کی ہے کیونکہ وہ مانع ہے جماعت میں شریک ہونے سے اور جماعت میں آنا ان کے نزدیک فرض عین ہے اور قیاس کیا ہے علما نے پیاز لہسن پر بدبودار چیز کو اور مسجد پر ہر مجلس علم اور عبادت کو۔

(۱۲۴۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَنَا حَتّٰى يَذْهَبَ رِيْحُهَا)) يَعْنِي الثُّوْمَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی اس درخت میں سے کھائے یعنی لہسن کے درخت میں سے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے جب تک اس کی بدبو دور نہ ہو۔''

(۱۲۵۰) عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ قَالَ: سُئِلَ اَنَسٌ عَنِ الثُّوْمِ؟ فَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

عبدالعزیز بن صہیب سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے لہسن کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو

اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّا وَلَا يُصَلِّيْ مَعَنَا)).

شخص اس درخت میں سے کھائے وہ ہمارے پاس نہ آئے نہ ہمارے ساتھ نماز پڑھے۔“

(۱۲۵۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَلَا يُؤْذِيَنَّا بِرِيْحِ الثُّوْمِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس درخت میں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے اور نہ ہم کو لہسن کی بو سے ستائے۔“

(۱۲۵۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ اَكْلِ الْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَغَلَبَتْنَا الْحَاجَةُ فَاَكَلْنَا مِنْهَا فَقَالَ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ)).

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع کیا۔ پھر ہم کو ضرورت ہوئی اور ہم نے کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو کوئی اس بدبو دار درخت میں سے کھائے وہ ہماری مسجد کے پاس نہ آئے اس لئے کہ فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے جس سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔“

فائدہ: یعنی بدبودار چیز کے استعمال سے نہ صرف آدمی ناخوش ہوتے ہیں بلکہ فرشتوں کو بدبو ناگوار ہے اور ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ جب پیاز اور لہسن کی بو کا یہ حال ہے تو بدبودار تمباکو کے استعمال سے بھی فرشتوں کو نفرت ہوگی۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر مسجد اور نمازیوں سے خالی ہو تب بھی ان چیزوں کا استعمال کر کے مسجد میں نہ جائے کہ وہاں فرشتے موجود ہوتے ہیں۔

(۱۲۵۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: وَفِیْ رِوَايَةِ حَرْمَلَةَ زَعَمَ. اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِیْ بَيْتِهٖ)) وَاَنَّهٗ اُتِیَ بِقِدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهٗ رِيْحًا فَسَاَلَ فَاُخْبِرَ بِمَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ فَقَالَ: ((قَرِّبُوْهَا)) اِلٰى بَعْضِ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا رَاٰهُ كَرِهَ اَكْلَهَا قَالَ: ((كُلْ فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَا تُنَاجِیْ)). [بخاری: ۸۵۵، ۵۴۵۲، ۷۳۵۹؛ ابوداود: ۳۸۲۲]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص پیاز یا لہسن کھائے وہ ہم سے جدا رہے یا ہماری مسجد سے جدا رہے اور اپنے گھر بیٹھے۔“ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس ہانڈی لائی گئی جس میں ترکاری تھیں آپ ﷺ نے اس میں بدبو پائی تو پوچھا اس میں کیا پڑا ہے؟ جب آپ ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کو فلاں صحابی کے پاس لے جاؤ۔ جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ اس نے بھی اس کا کھانا برا سمجھا (اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے نہیں کھایا) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تو کھالے۔ میں تو اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تو نہیں کرتا۔“ (یعنی فرشتوں سے)

(۱۲۵۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ الثُّوْمِ. وَ قَالَ مَرَّةً: مَنْ اَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تَتَاَذّٰى مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ بَنُوْ اٰدَمَ)). [بخاری: ۸۵۴؛ ترمذی: ۱۸۰۶؛ نسائی: ۷۰۶]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس درخت یعنی لہسن میں سے کھائے اور کبھی یوں فرمایا: جو شخص پیاز یا لہسن یا گندنا کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے اس لیے کہ فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے ان چیزوں سے جن سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے۔“ (یعنی بدبو اور غلاظت سے)

○ ○ ○ ○

(١٢٥٥) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ. يُرِيْدُ الثُّوْمَ. فَلَا يَغْشَنَا فِيْ مَسْجِدِنَا)) وَلَمْ يَذْكُرِ الْبَصَلَ وَالْكُرَّاثَ. [راجع: ١٢٥٤]

اس سند کے ساتھ یہ الفاظ آئے ہیں کہ ”جس نے کھایا اس درخت سے یعنی لہسن، پس وہ نہ ملے ہمارے ساتھ ہماری مسجد میں“ لیکن اس میں پیاز اور گندنا کا ذکر نہیں۔

(١٢٥٦) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: لَمْ نَعْدُ اَنْ فُتِحَتْ خَيْبَرُ فَوَقَعْنَا اَصْحٰبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ تِلْكَ الْبَقْلَةِ. الثُّوْمِ. وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَاَكَلْنَا مِنْهَا اَكْلًا شَدِيْدًا ثُمَّ رُحْنَا اِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرِّيْحَ فَقَالَ: ((مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْخَبِيْثَةِ شَيْئًا فَلَا يَقْرَبَنَّا فِي الْمَسْجِدِ)) فَقَالَ النَّاسُ: حُرِّمَتْ حُرِّمَتْ فَبَلَغَ ذَاكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّهٗ لَيْسَ بِيْ تَحْرِيْمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لِيْ وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ اَكْرَهُ رِيْحَهَا)).

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوٹے نہ تھے کہ خیبر کا قلعہ فتح ہوگیا اس روز ہم لوگ یعنی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم لہسن پر گرے۔ لوگ بھوکے تھے۔ خوب کھایا' پھر مسجد میں آئے تو رسول اللہ ﷺ کو بو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اس ناپاک درخت میں سے کھائے وہ مسجد میں ہمارے پاس نہ پھٹکے۔“ لوگ بولے: لہسن حرام ہوگیا۔ حرام ہوگیا۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے لوگو! میں وہ چیز حرام نہیں کرتا جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے لیے حلال کیا ہے لیکن لہسن کی بو مجھے بری معلوم ہوتی ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے لہسن حرام نہیں ہے اور اس پر علما کا اجماع ہے۔ اب اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کا کھانا درست تھا یا نہیں۔ اور ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ درست تھا۔ آپ ﷺ کو اس بو سے نفرت تھی اس واسطے نہ کھاتے۔

(١٢٥٧) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى زَرَّاعَةِ بَصَلٍ هُوَ وَ اَصْحَابُهٗ فَنَزَلَ نَاسٌ مِّنْهُمْ فَاَكَلُوْا مِنْهُ وَلَمْ يَاْكُلْ اٰخَرُوْنَ فَرُحْنَا اِلَيْهِ فَدَعَا الَّذِيْنَ لَمْ يَاْكُلُوا الْبَصَلَ وَ اَخَّرَ الْاٰخَرِيْنَ حَتّٰى ذَهَبَ رِيْحُهَا.

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیاز کے کھیت پر اپنے اصحاب کے ساتھ گزرے تو بعض لوگ اترے انہوں نے پیاز کھائی اور بعض نے نہ کھائی۔ پھر ہم آپ ﷺ کے پاس گئے تو جن لوگوں نے پیاز نہ کھائی تھی ان کو تو آپ ﷺ نے پاس بلایا اور جنہوں نے کھائی تھی ان کے بلانے میں دیر کی یہاں تک کہ اس کی بو جاتی رہی۔

(١٢٥٨) عَنْ مَعْدَانَ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَذَكَرَ اَبَا بَكْرٍ قَالَ: اِنِّيْ رَاَيْتُ كَاَنَّ دِيْكًا نَقَرَنِيْ ثَلَاثَ نَقَرَاتٍ وَ اِنِّيْ لَا اُرَاهُ اِلَّا حُضُوْرَ اَجَلِيْ وَ اِنَّ اَقْوَامًا يَاْمُرُوْنَنِيْ اَنْ اَسْتَخْلِفَ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَمْ يَكُنْ لِيُضَيِّعَ دِيْنَهٗ وَ لَا خِلَافَتَهٗ وَ لَا الَّذِيْ بَعَثَ بِهٖ نَبِيَّهٗ ﷺ

معدان بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ پڑھا اور رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا اور کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرغ نے مجھے تین ٹھونگیں ماریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی تعبیر یہ ہے کہ میری موت اب نزدیک ہے۔ بعض لوگ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ تم اپنا جانشین اور خلیفہ کسی کو کر دو لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دین کو برباد نہیں کرے گا نہ اپنی خلافت کو نہ اس چیز کو جو رسول اللہ ﷺ کو دے کر بھیجا تھا۔ اگر میری موت جلد ہوجائے تو خلافت

فَإِنْ عَجِلَ بِي أَمْرٌ فَالْخِلَافَةُ شُوْرٰى بَيْنَ هٰؤُلَاءِ السِّتَّةِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ وَ إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَقْوَامًا يَطْعَنُوْنَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ أَنَا ضَرَبْتُهُمْ بِيَدِيْ هٰذِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ فَعَلُوْا ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ أَعْدَاءُ اللّٰهِ الْكَفَرَةُ الضُّلَّالُ ثُمَّ إِنِّي لَا أَدَعُ بَعْدِيْ شَيْئًا أَهَمَّ عِنْدِيْ مِنَ الْكَلَالَةِ مَا رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَيْءٍ مَا رَاجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ وَمَا أَغْلَظَ لِيْ فِيْ شَيْءٍ مَّا أَغْلَظَ لِيْ فِيْهِ حَتّٰى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِيْ صَدْرِيْ فَقَالَ: ((يَا عُمَرُ! أَلَا تَكْفِيْكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِيْ فِيْ آخِرِ سُوْرَةِ النِّسَاءِ؟)) وَإِنِّي إِنْ أَعِشْ أَقْضِ فِيْهَا بِقَضِيَّةٍ يَقْضِيْ بِهَا مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَ مَنْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ عَلٰى أُمَرَاءِ الْأَمْصَارِ فَإِنِّيْ إِنَّمَا بَعَثْتُهُمْ عَلَيْهِمْ لِيَعْدِلُوْا عَلَيْهِمْ وَ لِيُعَلِّمُوا النَّاسَ دِيْنَهُمْ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِمْ وَ يَقْسِمُوْا فِيْهِمْ فَيْئَهُمْ وَيَرْفَعُوْا إِلَيَّ مَا أَشْكَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِهِمْ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ ! تَأْكُلُوْنَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيْثَتَيْنِ هٰذَا الْبَصَلَ وَالثُّوْمَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيْحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيْعِ فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا. [مسلم: ١٢٦٤؛ نسائی: ٧٠٧؛ ابن ماجه: ١٠١٤، ٦٧٦٢، ٣٣٦٣]

مشورہ کرنے پر چھ آدمیوں کے اندر رہے گی جن سے رسول اللہ ﷺ وفات تک راضی رہے اور میں جانتا ہوں کہ بعض لوگ طعن کرتے ہیں اس کام میں جن کو میں نے خود اپنے اس ہاتھ سے مارا ہے اسلام پر پھر اگر انہوں نے ایسا کیا (یعنی اس طعن کو درست سمجھے) تو وہ دشمن ہیں اللہ کے اور کافر گمراہ ہیں اور میں اپنے بعد کسی چیز کو اتنا مشکل نہیں چھوڑتا جتنا کلالہ، میں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی بات کو اتنی بار نہیں پوچھا جتنی بار کلالہ کو پوچھا اور آپ ﷺ نے بھی مجھ پر کسی بات میں اتنی سختی نہیں کہ جتنی اس میں کی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے ٹھونسا مارا میرے سینہ میں اور فرمایا: ”اے عمر! کیا تجھ کو وہ آیت بس نہیں جو گرمی کے موسم میں اتری سورۂ نساء کے آخر میں ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلَالَةِ﴾“ آخر تک اور میں اگر زندہ رہوں تو کلالہ میں ایسا فیصلہ کروں گا جس کے موافق ہر شخص حکم کرے خواہ قرآن پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا اللہ! میں تجھ کو گواہ کرتا ہوں ان لوگوں پر جن کو میں نے ملکوں کی حکومت دی ہے (یعنی نائبوں اور صوبہ داروں اور عالموں پر) میں نے ان کو اسی لیے بھیجا کہ وہ انصاف کریں اور لوگوں کو دین کی باتیں بتلائیں اور اپنے پیغمبر ﷺ کا طریقہ سکھائیں اور ان کا کمایا ہوا مال جو لڑائی میں ہاتھ آئے بانٹ دیں اور جس بات میں ان کو مشکل پیش آئے اس کو مجھ سے دریافت کریں۔ پھر اے لوگو! میں دیکھتا ہوں تم دو درختوں کو کھاتے ہو اور میں ان کو ناپاک سمجھتا ہوں وہ کون؟ پیاز اور لہسن اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب ان دونوں کی بو کسی شخص میں سے آتی تو آپ ﷺ کے حکم سے وہ نکالا جاتا مسجد سے بقیع کی طرف اب اگر کوئی ان کو کھائے تو خوب پکا کر (تاکہ ان کے منہ میں بو نہ رہے)۔

فائدہ: اگر میری موت جلد ہو جائے تو مشورہ پر خلافت چھ آدمیوں کے اندر رہے گی یعنی لوگ مشورہ کر کے چھ آدمیوں میں سے جس کو چاہیں خلیفہ کر لیں وہ چھ آدمی یہ تھے۔ عثمان، علی، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم۔ اور سعد بن زید بھی اگرچہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی قرابت کی وجہ سے ان کا نام نہیں لیا۔

میں اپنے بعد کسی چیز کو اتنا مشکل نہ چھوڑتا جتنا کلالہ۔ کلالہ وہ شخص ہے جو مر جائے اور اولاد نہ چھوڑے نہ ماں باپ۔ اب اگر کوئی پیاز لہسن کھائے تو خوب پکا کر کھائے (تاکہ منہ میں بو نہ رہے) اس حدیث سے اگرچہ پیاز اور لہسن کی اباحت نکلتی ہے مگر کچی پیاز اور لہسن کھانے کی کراہت بھی نکلتی ہے کیوں کہ کچی میں بو بہت ہوتی ہے۔ پھر جب پیاز اور لہسن کا یہ حال ہوا تو تمباکو کو کھا کر یا حقہ یا چرٹ پی کر (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) یا اور کوئی بدبودار چیز استعمال کر کے مسجد میں آنا ضرور مکروہ ہوگا اگر منہ خوب صاف اور پاک کرے تو قباحت نہیں ہے۔

(١٢٥٩) عَنْ قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٢٥٨]

قتادہ سے بھی مذکورہ بالا حدیث روایت کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَشْدِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ وَ مَا يَقُولُهُ مَنْ سَمِعَ النَّاشِدَ.

باب: مسجد میں گم شدہ چیز ڈھونڈھنے کی ممانعت اور ڈھونڈنے والے کو کیا کہنا چاہیے۔

(١٢٦٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ: لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا)). [ترمذی: ١٣٢١؛ ابن ماجه: ٧٦٧]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی کو کوئی گم شدہ چیز مسجد میں ڈھونڈھتے سنے (یعنی وہ اپنی بلند آواز سے اپنی چیز کے لیے لوگوں کو پکارے) تو کہے: اللہ کرے تیری چیز نہ ملے اس لیے کہ مسجدیں اس واسطے نہیں بنائی گئیں۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: کہ لوگ اس میں اپنی گم شدہ چیزیں ڈھونڈھیں یا خرید و فروخت یا دنیا کے اور معاملات کریں۔

(١٢٦١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٢٦٠]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

(١٢٦٢) عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَجَدْتَ إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ)). [ابن ماجه: ٧٦٥]

بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد میں پکارا اور کہا: سرخ اونٹ کی طرف کس نے پکارا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کرے تجھے نہ ملے۔ مسجدیں تو جن کاموں کے لیے بنی ہیں ان ہی کے لیے بنی ہیں۔“

فائدہ: ان میں اور کام نہیں کرنا چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں آواز بلند کرنا مکروہ ہے لیکن ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے علم اور خصومت کے لیے جائز رکھا ہے اور مسجدیں جن کاموں کے لیے بنی ہیں وہ یہ ہیں ذکر الٰہی اور نماز اور علم دین اور ذکر خیر قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسجد میں کوئی دنیا کا کام جیسے سلائی وغیرہ منع ہے اور بعض نے لڑکوں کے پڑھانے سے بھی مسجد میں منع کیا ہے اور ہمارے اصحاب نے کہا کہ مسجد میں دنیا کے وہ کام منع ہیں جن سے خاص خاص شخصوں کو فائدہ ہوتا ہے لیکن عام نفع کے کام جیسے درستی اسباب اور سامان جہاد وغیرہ تو وہ درست ہیں (نووی رحمہ اللہ)

(١٢٦٣) عَنْ بُرَيْدَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا صَلّٰى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا وَجَدْتَ إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ)). [راجع: ١٢٦٢]

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا: کس نے پکارا سرخ اونٹ کی طرف۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تیرا اونٹ نہ ملے۔ مسجدیں جن کاموں کے لیے بنائی گئی ہیں ان ہی کے لیے بنائی گئی ہیں۔“

(١٢٦٤) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ بَعْدَمَا

بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار آیا جب رسول اللہ ﷺ فجر کی

صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَاَدْخَلَ رَأْسَهُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا. قَالَ مُسْلِمٌ: هُوَ شَيْبَةُ بْنُ نَعَامَةَ اَبُوْ نَعَامَةَ رَوٰى عَنْهُ مِسْعَرٌ وَهُشَيْمٌ وَجَرِيْرٌ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْكُوْفِيِّيْنَ. [راجع: ١٢٦٢]

نماز پڑھ چکے تھے اور اپنا سر مسجد کے دروازہ سے اندر کیا۔ پھر اسی طرح بیان کیا جیسا اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ السَّهْوِ فِي الصَّلٰوةِ وَ السُّجُوْدِ لَهٗ.

باب: نماز میں بھولنے اور سجدہ سہو کرنے کا بیان۔

(١٢٦٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ يُصَلِّيْ جَآءَهُ الشَّيْطٰنُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَ هُوَ جَالِسٌ)). [بخاري: ١٢٣٢؛ ابوداود: ١٠٣٠؛ نسائي: ١٢٥١]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو شیطان بھلانے کے لیے اس کے پاس آتا ہے یہاں تک کہ اس کو یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعتیں پڑھیں جب ایسا ہو تو بیٹھے بیٹھے دو سجدے کرے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام ابوعبداللہ مازری رحمہ اللہ نے کہا: سہو کے باب میں پانچ حدیثیں آئی ہیں۔ ایک تو یہی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی۔ اس میں یہ ہے کہ جب نماز کی رکعتوں میں شک ہو کتنی پڑھیں تو دو سجدے کرے لیکن یہ بیان نہیں کہ یہ دو سجدے کب کرے سلام سے پہلے یا سلام کے بعد۔ ایک حدیث ابوسعید رضی اللہ عنہ کی ہے اس میں یہ ہے کہ سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ ایک حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے جس میں پانچویں رکعت کے لیے کھڑا ہونا اور بعد سلام کے سجدہ سہو کرنا مذکور ہے۔ ایک حدیث ذوالیدین کی ہے جس میں دو رکعت کے بعد بھول سے سلام کرنا اور باتیں کرنا اور بعد سلام کے سجدہ سہو منقول ہے۔ ایک حدیث ابن بحینہ رضی اللہ عنہ کی ہے اس میں دو رکعتیں پڑھ کر اٹھ کھڑے ہونے اور سلام سے پہلے سجدہ سہو کا بیان ہے۔ اب علما نے ان احادیث پر عمل کرنے میں اختلاف کیا ہے۔ داؤد ظاہری نے کہا: ان پر قیاس درست نہیں ہے اور ہر ایک حدیث میں جیسے وارد ہے اسی طرح عمل کرنا چاہئے۔ امام احمد رحمہ اللہ بھی داؤد رحمہ اللہ کے ساتھ ہیں ان خاص نمازوں میں جن کا ذکر ان حدیثوں میں ہے اور باقی نمازوں میں ان کے نزدیک سلام سے پہلے سجدہ کرنا چاہئے۔ پھر جن لوگوں نے قیاس پر عمل کیا ہے۔ ان میں سے بعض یہ کہتے ہیں نمازی کو اختیار ہے چاہے بعد سلام کے سجدہ کرے چاہے قبل سلام کے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہمیشہ سلام کے بعد سجدہ کرے اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ہمیشہ سلام سے پہلے سجدہ کرے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اگر سہو سے کچھ نماز میں زیادتی ہوئی ہو تو سلام کے بعد سجدہ کرے اور جو کمی ہوئی ہو تو سلام سے پہلے کرے۔ اور سب سے قوی مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے پھر شافعی کا۔ لیکن امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر اگر دو سہو ہوئے ہوں ایک سے زیادتی ہوئی ہو اور ایک سے کمی تو سلام سے پہلے سجدہ کرے۔ اور یہ اختلاف افضل میں ہے نہ جواز میں۔ اور دو یا تین سہوؤں کے لیے دو ہی سجدے کافی ہیں۔ اور اس پر علما کا اتفاق ہے۔ (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(١٢٦٦) عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ. [ترمذي: ٣٩٧]

لیث بن سعد نے یہ حدیث زہری سے بھی ان اسناد کے ساتھ بیان کی ہے۔

(١٢٦٧) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا نُوْدِيَ بِالْاَذَانِ اَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ لَهٗ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْاَذَانَ فَاِذَا قُضِيَ الْاَذَانُ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جب اذان ہوتی ہے تو شیطان پیٹھ موڑ کر پادتا ہوا بھاگتا ہے تاکہ اذان سنائی نہ دے۔ پھر جب اذان ہو چکتی ہے تو آتا ہے۔ جب تکبیر ہوتی ہے تو پھر

اَقْبَلَ فَاِذَا ثُوِّبَ بِهَا اَدْبَرَ فَاِذَا قُضِيَ التَّثْوِيْبُ اَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُوْلُ: اذْكُرْ كَذَا، اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ اِنْ يَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى فَاِذَا لَمْ يَدْرِ اَحَدُكُمْ كَمْ صَلّٰى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)).

[بخاری: ۱۲۳۱؛ نسائی: ۱۲۵۲]

بھاگتا ہے پھر جب تکبیر ہو چکتی ہے تو لوٹ آتا ہے اور نمازی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے، کہتا ہے: وہ بات یاد کر، یہ بات یاد کر، ان ان باتوں کو یاد دلاتا ہے جو کبھی یاد نہ کرتا یہاں تک کہ وہ بھول جاتا ہے کتنی رکعتیں پڑھیں۔ پھر جب تم میں سے کسی کو یاد نہ رہے کتنی رکعتیں پڑھیں تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔"



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس کے مطلب میں علما نے اختلاف کیا ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت نے ظاہر حدیث پر عمل کیا اور کہا ہے کہ جب نمازی کو رکعتوں کی کمی یا زیادتی میں شک ہو تو وہ بیٹھ کر دو سجدے کر لے۔ اور شعبی رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت نے یہ کہا ہے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے یہاں تک کہ یقین حاصل ہو اگر پھر شک ہو تو نئے سرے سے پڑھے چار بار تک۔ اور چوتھی بار بھی شک ہو تو اعادہ نہ کرے اور امام مالک رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور احمد رحمہ اللہ اور جمہور علما کا یہ قول ہے کہ جب شک ہو تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو ایک رکعت اور پڑھے اور سجدہ سہو کرے تا کہ چار کا یقین ہو جائے۔ (انتهیٰ مختصراً)۔

(۱۲۶۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّيْطٰنَ اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ وَلّٰى وَلَهُ ضُرَاطٌ)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ: ((فَهَنَّاهُ وَ مَنَّاهُ وَذَكَّرَهُ مِنْ حَاجَاتِهِ مَالَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب نماز کی اذان ہوتی ہے تو شیطان پادتا ہوا پیٹھ موڑ کر چلا جاتا ہے پھر اس کو آ کر رغبتیں دلاتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے اور وہ کام یاد دلاتا ہے جو اس کو کبھی یاد نہ آتے۔"

(۱۲۶۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ: صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلٰوتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيْمَهُ كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيْمِ ثُمَّ سَلَّمَ.

[بخاری: ۸۲۹، ۸۳۰، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۳۰، ۶۶۷۰؛ ابوداود: ۱۰۳۴، ۱۰۳۵؛ ترمذی: ۳۹۱؛ نسائی: ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۶۰؛ ابن ماجه: ۱۲۰۶، ۱۲۰۷]

عبداللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کسی نماز میں دو رکعتیں پڑھ کر کھڑے ہو گئے اور بیٹھنا بھول گئے۔ لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھ چکے اور ہم انتظار میں تھے کہ اب سلام پھیریں گے۔ آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور دو سجدے کیے بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے، پھر سلام پھیرا۔



(۱۲۷۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْاَسَدِيِّ حَلِيْفِ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فِیْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوْسٌ فَلَمَّا اَتَمَّ صَلٰوتَهُ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِیْ كُلِّ سَجْدَةٍ

عبداللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو حلیف تھے بنی عبدالمطلب کے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز میں بیچ کا قعدہ بھول گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے جب آپ ﷺ نماز پوری کر چکے تو دو سجدے کیے۔ ہر سجدے کے لیے تکبیر کہی سلام سے پہلے بیٹھے بیٹھے اور لوگوں نے

وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ وَسَجَدَ هُمَا النَّاسُ مَعَهُ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوْسِ.
[راجع: ١٢٦٩]

بھی آپ ﷺ کے ساتھ دو سجدے کیے۔ یہ عوض تھا قعدہ کا جو آپ ﷺ بھول گئے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٢٧١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ الْاَزْدِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ فِي الشَّفْعِ الَّذِيْ يُرِيْدُ اَنْ يَّجْلِسَ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَمَضٰى فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا كَانَ فِيْ اٰخِرِ الصَّلٰوةِ سَجَدَ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ. [راجع: ١٢٧٣]

عبداللہ بن مالک بن بحینہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ پہلا دوگانہ پڑھ کر کھڑے ہو گئے جس کے بعد بیٹھنے کا قصد تھا۔ پھر آپ ﷺ نماز پڑھتے چلے گئے۔ جب نماز تمام ہوئی تو سلام سے پہلے سجدہ کیا، پھر سلام پھیرا۔

○ ○ ○ ○

(١٢٧٢) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى؟ ثَلٰثًا اَمْ اَرْبَعًا؟ فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ فَاِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهٗ صَلٰوتَهٗ وَاِنْ كَانَ صَلّٰى اِتْمَامًا لِاَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيْمًا لِلشَّيْطٰنِ)).
[ابوداود: ١٠٢٤، ١٠٢٦، ١٠٢٩؛ نسائی: ١٢٣٧؛ ابن ماجہ: ١٢١٠]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی اپنی نماز میں شک کرے (کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں) اور معلوم نہ ہو سکے تین پڑھیں یا چار تو شک کو دور کرے اور جس قدر کا یقین ہو اس کو قائم کرے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے۔ اب اگر اس نے پانچ رکعتیں پڑھیں ہیں تو یہ دو سجدے مل کر چھ رکعتیں ہو جائیں گی اور اگر پوری چار پڑھیں ہیں تو ان دونوں سجدوں سے شیطان کے منہ میں خاک پڑ جائے گی۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی وہ ذلیل و خوار ہوگا۔ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ نماز میں خلل آئے اور یہاں کچھ خلل نہیں ہوا بلکہ اور دو سجدوں کا ثواب زیادہ حاصل ہوا، الحمدللہ۔

(١٢٧٣) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ مَعْنَاهُ قَالَ: ((يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ السَّلَامِ)) كَمَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ. [راجع: ١٢٧٢]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٢٧٤) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: قَالَ اِبْرَاهِيْمُ: زَادَ اَوْنَقَصَ. فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ: فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ

علقمہ سے روایت ہے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اور نماز میں کچھ کمی بیشی ہوئی۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کیا؟“ لوگوں نے کہا: آپ ﷺ نے ایسا ایسا کیا۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنے دونوں پیروں کو موڑا اور قبلے کی طرف منہ کیا اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا اور ہماری طرف منہ کیا

ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: ((اِنَّهٗ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ اَنْبَاْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ يَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ))۔ [بخاری: ٤٠١، ٦٦٧١؛ ابوداود: ١٠٢٠؛ نسائی: ١٢٤٠، ١٢٤١، ١٢٤٢، ١٢٤٣؛ ابن ماجہ: ١٢١١، ١٢١٢]

اور فرمایا: ''اگر نماز کے باب میں کوئی نیا حکم ہوتا تو میں تم کو بتلاتا بات اتنی ہے کہ میں بھی آدمی ہوں جیسے اور آدمی بھولتے ہیں میں بھی بھولتا ہوں۔ جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دو اور جب تم میں سے کوئی نماز میں شک کرے تو سوچ کر جو ٹھیک معلوم ہو اس پر نماز پوری کرے پھر دو سجدے کرے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو دین کی باتوں میں بھول چوک ہوتی تھی۔ اور جمہور علما کا یہی مذہب ہے اور یہی ظاہر ہے..... قرآن اور حدیث سے پر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جتا دیتا اور آپ ﷺ بھول چوک پر قائم نہ رہتے۔ اب یہ جتانا بھول کے ساتھ ہی ہوتا ہے یا دیر کے بعد۔ اس میں علما کا اختلاف ہے۔ امام الحرمین نے اس میں آپ ﷺ کی حیات تک دیر جائز رکھی ہے اور علما کے ایک طائفہ نے عبادات اور تبلیغات میں سہو کو جائز نہیں رکھا ہے جیسے تبلیغی اقوال میں سہو جائز نہیں مگر یہ مذہب صحیح نہیں ہے۔ (انتہیٰ مختصراً)

(١٢٧٥) حَدَّثَنَاهُ اَبُوْ كُرَيْبٍ قَالَ: نَا ابْنُ بِشْرٍ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: نَا وَكِيْعٌ كِلَاهُمَا عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ: ((فَلْيَنْظُرْ اَحْرٰى ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ)) وَفِيْ رِوَايَةِ وَكِيْعٍ: ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ))۔ [راجع: ١٢٧٤]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے چند الفاظ کی کمی وبیشی کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(١٢٧٦) حَدَّثَنَاهُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ: نَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ: نَا مَنْصُوْرٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ مَنْصُوْرٌ: ((فَلْيَنْظُرْ اَحْرٰى ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ))۔ [راجع: ١٢٧٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٢٧٧) وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ: اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيْدٍ الْاُمَوِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ۔ وَقَالَ: ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ))۔ [راجع: ١٢٧٤]

یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے ''فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ''

○ ○ ○ ○

(١٢٧٨) وَ حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی منقول ہے اور راوی نے کہا کہ 'جو صحیح ہے اس میں غور کرے، یہی درستگی کے زیادہ قریب ہے۔''

بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ: ((فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذٰلِكَ إِلَى الصَّوَابِ)). [راجع: ١٢٧٤]

○ ○ ○ ○

(١٢٧٩) وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ: أَخْبَرَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: ((فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرٰى أَنَّهُ الصَّوَابُ)). [راجع: ١٢٧٤]

اس سند سے مذکورہ بالا حدیث ان الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ آئی ہے۔ "فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرٰى أَنَّهُ الصَّوَابُ"

○ ○ ○ ○

(١٢٨٠) وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ: نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ هٰؤُلَاءِ وَ قَالَ: ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ)). [راجع: ١٢٧٤]

اس سند میں یہ حدیث "فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ" کے الفاظ کے ساتھ آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٢٨١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ: أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوا: صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ. [بخاری: ٤٠٤، ١٢٢٦، ٧٢٤٩؛ ابوداود: ١٠١٩؛ ترمذی: ٣٩٢؛ نسائی: ١٢٥٣، ١٢٥٤؛ ابن ماجه: ١٢٠٥]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھیں جس میں سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا: کیا نماز زیادہ ہو گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیسے؟" انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھیں، تب آپ ﷺ نے دو سجدے کیے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ حدیث دلیل ہے امام مالک اور شافعی اور احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کی کہ جو شخص ایک رکعت زیادہ پڑھ لے بھولے سے اس کی نماز باطل نہ ہوگی بلکہ اگر سلام کے بعد علم ہو تو نماز صحیح ہو گئی، اب سجدہ سہو کرے اگر سلام کے قریب بھی اس کا علم ہو اور دیر کے بعد معلوم ہو تو سجدہ نہ کرے۔ اور اگر سلام سے پہلے یہ بات معلوم ہو تو فوراً بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اگرچہ قیام میں ہو یا رکوع میں یا سجدے میں۔ اب سجدہ سہو سلام سے پہلے کرے یا سلام کے بعد اس میں اختلاف ہے جیسے اوپر گزرا۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا یہ قول ہے کہ اگر بھولے سے پانچویں رکعت پڑھ لی اور آخر کا قعدہ نہیں کیا تو نماز باطل ہو گئی (یعنی نفل ہو گئی) اب ایک رکعت اور پڑھ لے اور چھیوں رکعتیں نفل ہو جائیں گی اور فرض پھر سرے سے پڑھے اور جو قعدہ آخر کر چکا ہے تو پانچویں کے ساتھ ایک اور رکعت ملا لے اب چار فرض ادا ہو گئے اور دو نفل اس حدیث سے ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اہل کوفہ کا مذہب رد ہوتا ہے کیونکہ حضرت نے پانچویں کے ساتھ ایک اور رکعت ملائی نہ قعدہ اخیر کیا اس لیے کہ آپ ﷺ کو سلام کے بعد معلوم ہوا۔ اب شافعی رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ زیادتی خواہ قلیل ہو یا کثیر نماز کو باطل نہیں کرتی مثلاً ایک رکوع بھولے سے کرے یا تین یا چار سجدے کرے البتہ ایسی صورت میں سجدہ سہو کر لینا مستحب ہے واجب نہیں ہے (نووی رحمہ اللہ مختصراً)

(١٢٨٢) عَنْ عَلْقَمَةَ أَنَّهُ صَلَّى بِهِمْ خَمْسًا. [ابوداود: ١٠٢٢؛ نسائی: ١٢٥٥، ١٢٥٧]

علقمہ سے روایت ہے ان کو پانچ رکعتیں پڑھائیں۔

○ ○ ○ ○

(١٢٨٣) عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ: صَلّٰى بِنَا عَلْقَمَةُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ الْقَوْمُ:

ابراہیم بن سوید سے روایت ہے کہ علقمہ نے ظہر کی نماز پڑھائی تو پانچ رکعتیں پڑھیں اور جب سلام پھیرا تو لوگوں نے کہا کہ اے ابو

يَا اَبَا شِبْلٍ! قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ: كَلَّا مَا فَعَلْتُ قَالُوْا: بَلٰى قَالَ: وَكُنْتُ فِيْ نَاحِيَةِ الْقَوْمِ وَاَنَا غُلَامٌ فَقُلْتُ: بَلٰى قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ لِيْ: وَاَنْتَ اَيْضًا يَا اَعْوَرُ! تَقُوْلُ ذَاكَ؟ قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا فَلَمَّا انْفَتَلَ تَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ: ((مَاشَأْنُكُمْ؟)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلْ زِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالُوْا: فَاِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا فَانْفَتَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ)) وَزَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِيْ حَدِيْثِهِ ((فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ)). [راجع: ۱۲۸۲]

شبل! (علقمہ کی کنیت ہے) تم نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ انہوں نے کہا: کہ نہیں۔ لوگوں نے کہا: بے شک تم نے پانچ رکعتیں پڑھیں اور میں ایک کونے میں تھا کم سن بچہ تھا۔ میں نے بھی کہا: ہاں تم نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ انہوں نے کہا: اوکانے! تو بھی یہی کہتا ہے۔ میں نے کہا ہاں۔ یہ سن کر وہ مڑے اور دو سجدے کیے۔ پھر سلام پھیرا اور کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ہم کو پانچ رکعتیں پڑھائیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے گھس پھس شروع کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا ہوا تم کو؟“ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا نماز بڑھ گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ انہوں نے کہا آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ مڑے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا اور فرمایا: ”میں آدمی ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔“ اور ابن نمیر کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ”جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو دو سجدے کرے۔“



فائدہ: ابراہیم بن سوید علقمہ کے شاگرد تھے اور اپنے شاگرد یا چھوٹے ناتے والے کو ایسے الفاظ کہنے میں مضائقہ نہیں بشرطیکہ وہ برا نہ مانے۔ یہ ابراہیم کانے تھے اور یہ وہ ابراہیم نہیں ہیں جو علقمہ کے مشہور شاگرد اور حماد کے استاد ہیں وہ ابراہیم بن یزید نخعی ہیں۔

(۱۲۸٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ: ((اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُوْنَ وَاَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ)) ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ. [نسائی: ۱۲۵۸]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ہم کو نماز پڑھائی تو پانچ رکعتیں پڑھیں۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا نماز بڑھ گئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیسے؟“ ہم نے کہا: آپ ﷺ نے پانچ رکعتیں پڑھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں آدمی ہوں تمہاری طرح، یاد رکھتا ہوں جیسے تم یاد رکھتے ہو اور بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو۔“ پھر سہو کے دو سجدے کیے۔

(۱۲۸۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَزَادَ اَوْنَقَصَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ: وَالْوَهْمُ مِنِّيْ. فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ؟ فَقَالَ: ((اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)) ثُمَّ تَحَوَّلَ رَسُوْلُ

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے زیادہ کیا یا کم کیا۔ ابراہیم نے کہا: جو اس حدیث کے راوی ہیں اللہ کی قسم! یہ بھول مجھ سے ہوئی ہے۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ! کیا نماز کے باب میں کوئی نیا حکم ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ ہم نے بیان کیا جو آپ نے کیا تھا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں آدمی ہوں تمہاری طرح، یاد رکھتا ہوں جیسے تم یاد رکھتے ہو اور بھول جاتا

اللّٰهِ ﷺ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

[ابوداود: ۱۰۲۱؛ ابن ماجہ: ۱۲۰۳]

ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو پھر جو کوئی نماز میں بھول جائے تو وہ دو سجدے کرے اس حال میں کہ وہ بیٹھا ہو پھر آپ ﷺ نے دو سجدے کیے۔

(۱۲۸٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ.

[راجع: ۱۲۸۵]

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق نبی ﷺ نے سہو کے دو سجدے سلام اور کلام کے پیچھے کیے۔

○ ○ ○ ○

(۱۲۸۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَإِمَّازَادَ اَوْ نَقَصَ. قَالَ اِبْرَاهِيْمُ: وَايْمُ اللّٰهِ! مَا جَآءَ ذَاكَ اِلَّا مِنْ قِبَلِيْ. قَالَ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ؟ فَقَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَقُلْنَا لَهُ الَّذِيْ صَنَعَ فَقَالَ: ((اِذَا زَادَ الرَّجُلُ اَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ)) قَالَ: ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ.

[ترمذی: ۳۹۳؛ نسائی: ۱۳۲۸]

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے زیادہ کیا یا کم کیا۔ ابراہیم نے کہا: اللہ کی قسم یہ (وہم) میری ہی طرف سے ہے۔ ہم نے کہا: یا رسول اللہ (ﷺ) کیا نماز میں کوئی نیا حکم ہوا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں۔'' پھر ہم نے وہ بات کہی جو آپ ﷺ نے کی تھی (یعنی زیادتی یا نقصان) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی کچھ زیادہ کرے یا کم کرے تو چاہیے کہ سہو کے دو سجدے کرے۔'' کہا (راوی نے) پھر آپ ﷺ نے سہو کے دو سجدے کیے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی بات بھی کر لے تو بھی قباحت نہیں دو سجدے سہو کے کر لے۔

(۱۲۸۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ اِمَّا الظُّهْرَ وَاِمَّا الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِيْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَتٰى جِذْعًا فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاسْتَنَدَ اِلَيْهَا مُغْضَبًا وَفِي الْقَوْمِ اَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ فَهَابَا اَنْ يَتَكَلَّمَا وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ [قَالُوْا] قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ؟ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَقَالَ: ((مَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ؟)) قَالُوْا: صَدَقَ لَمْ تُصَلِّ اِلَّا رَكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ قَالَ: وَاُخْبِرْتُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّهُ قَالَ: وَسَلَّمَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا پھر ایک لکڑی کے پاس آئے جو مسجد میں قبلہ کی طرف لگی ہوئی تھی اور اس پر ٹیکا دے کر غصہ میں کھڑے ہوئے۔ اس وقت جماعت میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے وہ دونوں خوف سے بات نہ کر سکے اور لوگ جلدی جلدی یہ کہتے ہوئے نکلے کہ نماز گھٹ گئی پھر ایک شخص جس کو ذوالیدین رضی اللہ عنہ (دو ہاتھ والا۔ اگرچہ سب کے دو ہاتھ ہوتے ہیں پر اس کے ہاتھ لمبے تھے، اس واسطے یہ نام ہو گیا) کہتے تھے کھڑا ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! کیا نماز گھٹ گئی یا آپ ﷺ بھول گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر دائیں اور بائیں دیکھا اور کہا کہ ذوالیدین کیا کہتا ہے۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! وہ سچ کہتا ہے، آپ ﷺ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے دو رکعتیں اور پڑھیں اور سلام پھیرا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ پھر تکبیر کہی اور سر اٹھایا پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا پھر تکبیر کہی اور سر اٹھایا۔ محمد بن سیرین نے کہا: مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا اور سلام پھیرا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۲۸۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِحْدَىٰ صَلَاتَیِ الْعَشِیِّ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ سُفْيَانَ. [ابوداود: ۱۰۰۸، ۱۰۱۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز پڑھائی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دوپہر کی دو نمازوں میں سے کوئی ایک۔ باقی گزشتہ حدیث کے ہم معنی بیان کیا۔

(۱۲۹۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِیْ رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالَ: اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَمْ نَسِيْتَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ)) فَقَالَ: قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((اَصَدَقَ ذُوالْيَدَيْنِ؟)) فَقَالُوْا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاَتَمَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَقِیَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيْمِ. [نسائی: ۱۲۲۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا نماز گھٹ گئی یا آپ ﷺ بھول گئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کوئی بات نہیں ہوئی۔“ (یعنی نہ نماز گھٹی نہ میں بھولا) وہ بولا: کچھ تو ضرور ہوا ہے یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کیا اور پوچھا: ”کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے۔“ وہ لوگ بولے: ہاں یا رسول اللہ! وہ سچ کہتا ہے، تب آپ ﷺ نے جتنی نماز رہ گئی تھی وہ پوری کی پھر دو سجدے کئے بیٹھے بیٹھے سلام کے بعد۔



(۱۲۹۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ ثُمَّ سَلَّمَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سُلَيْمٍ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ؟ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا تو بنی سلیم میں سے ایک شخص آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! (ﷺ) کیا نماز گھٹ گئی یا آپ ﷺ بھول گئے اور بیان کیا حدیث کو جیسے اوپر گزری۔

(۱۲۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: بَيْنَا اَنَا اُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ صَلَاةَ الظُّهْرِ سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ سُلَيْمٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا نبی اکرم ﷺ نے سلام پھیرا دو رکعتوں کے بعد تو بنی سلیم کا ایک آدمی کھڑا ہو گیا باقی حدیث اسی طرح ہے جو اوپر بیان ہوئی۔



(۱۲۹۳) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِیْ ثَلٰثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهٗ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ: الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِیْ يَدَيْهِ طُوْلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَذَكَرَ لَهٗ صَنِيْعَهٗ وَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَائَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى النَّاسِ فَقَالَ: ((اَصَدَقَ هٰذَا؟)) قَالُوْا: نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَةً

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا اور اپنے گھر چلے گئے تب آپ ﷺ کے پاس ایک شخص گیا جس کو خرباق رضی اللہ عنہ کہتے تھے اور اس کے ہاتھ ذرا لمبے تھے اس نے آپ ﷺ سے کہا جو آپ ﷺ نے کیا تھا (یعنی تین رکعتیں پڑھنے کا حال بیان کیا) آپ ﷺ چادر کھینچتے ہوئے غصہ میں نکلے (کیونکہ آپ ﷺ کو نماز کا بہت خیال تھا اور اسی وجہ سے جلدی کی اور چادر اوڑھنے کے موافق بھی نہ ٹھہرے) یہاں تک کہ لوگوں کے پاس پہنچ

ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ. [ابوداود: ١٠١٨؛ نسائی: ١٢٣٦، ١٣٣٠؛ ابن ماجه: ١٢١٥]

گئے اور پوچھا: ''کیا یہ سچ کہتا ہے؟'' لوگوں نے کہا: ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا پھر دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

(١٢٩٤) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ فَقَامَ رَجُلٌ بَسِيْطُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ: أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَخَرَجَ مُغْضَبًا فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي كَانَ تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ سَلَّمَ. [راجع: ١٢٩٧]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تین رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیا۔ (بھولے سے) پھر آپ ﷺ اٹھ کر حجرہ میں چلے گئے، اتنے میں ایک شخص لمبے ہاتھ والا اٹھا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا نماز گھٹ گئی؟ آپ ﷺ یہ سن کر غصہ میں نکلے اور جو رکعت رہ گئی تھی، اس کو پڑھا پھر سلام پھیرا پھر سہو کے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔



بَابُ سُجُوْدِ التِّلَاوَةِ.

باب: سجدۂ تلاوت کا بیان۔

(١٢٩٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ فَيَقْرَأُ سُوْرَةً فِيْهَا سَجْدَةٌ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتّٰى مَا يَجِدُ بَعْضُنَا مَوْضِعًا لِمَكَانِ جَبْهَتِهِ. [بخاری: ١٠٧٥، ١٠٧٩؛ ابوداود: ١٤١٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن پڑھتے تھے تو وہ سورت پڑھتے جس میں سجدہ کی آیت ہوتی تو سجدہ کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ جو لوگ ہوتے وہ بھی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں سے بعض کو اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ نہ ملتی تھی۔



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ہمارا اور جمہور کا یہ قول ہے کہ سجدہ تلاوت سنت ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کو واجب کہتے ہیں اور سجدہ تلاوت پڑھنے اور سننے والے پر سنت ہے اور مستحب ہے اس سامع پر جو نہیں سنتا۔ اب اگر سننے والا نماز پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہے تو سننے والے کو اختیار ہے جتنا چاہے اپنا سجدہ لمبا کرے یا چھوٹا، پڑھنے والے کے سجدے سے اور جو پڑھنے والا بوجہ حدث یا نابالغی کے سجدہ نہ کرے تب بھی سننے والا سجدہ کر سکتا ہے اور بعض علما نے کہا ہے کہ نابالغ اور محدث اور کافر کی تلاوت سننے والا سجدہ نہ کرے۔ لیکن صحیح پہلا قول ہے۔ انتہی

(١٢٩٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رُبَّمَا قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقُرْاٰنَ فَيَمُرُّ بِالسَّجْدَةِ فَيَسْجُدُ بِنَا حَتّٰى ازْدَحَمْنَا عِنْدَهُ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِيَسْجُدَ فِيْهِ فِي غَيْرِ صَلٰوةٍ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی قرآن پڑھتے اور سجدہ آیت تلاوت کرتے تو ہمارے ساتھ سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہجوم کی وجہ سے ہم میں سے کسی کو سجدہ کی جگہ نہ ملتی اور یہ نماز کے باہر ہوتا۔

(١٢٩٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَرَأَ ﴿وَالنَّجْمِ﴾ فَسَجَدَ فِيْهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلٰى جَبْهَتِهِ وَقَالَ: يَكْفِيْنِيْ هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا.

عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے سورۂ ﴿وَالنَّجْمِ﴾ پڑھی اور اس میں سجدہ کیا۔ آپ ﷺ کے پاس جتنے لوگ تھے، ان سب نے سجدہ کیا مگر ایک بوڑھے (امیہ بن خلف) نے ایک مٹھی بھر مٹی یا کنکر ہاتھ میں لے کر پیشانی سے لگایا اور کہا: مجھ کو یہی کافی ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے دیکھا اس کو وہ بوڑھا کفر کی حالت میں مارا گیا۔

[بخاری: ۱۰۶۷، ۱۰۷۰، ۳۸۵۳، ۳۹۷۲، ۴۸۶۳؛
ابوداود: ۱۴۰۶؛ نسائی: ۹۵۸]

O O O O

فائدہ: بدر کی لڑائی میں اس کی ناشکری اور بے ادبی کا صلہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمان نہیں دیا۔ جس وقت سورۂ والنجم اتری اور آپ ﷺ نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا تو آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے یہاں تک کہ مشرکوں اور جنوں نے بھی سجدہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: بلکہ یہ خبر مشہور ہوگئی کہ مکہ والے مسلمان ہوگئے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: ان سب کے سجدہ کرنے کا سبب یہ تھا کہ یہ سجدہ سب سجدوں سے پہلے اترا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کہا ہے اور یہ جو بعض مفسرین اور مخبرین نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غلطی سے اس سورت میں ایک آیت پڑھ دی تھی جس سے مشرکوں کے اوتار کی تعریف نکلتی تھی یہ بالکل جھوٹ اور بے اصل ہے اس واسطے کہ اللہ کے سوا دوسرے کسی معبود کی تعریف کرنا کفر ہے اور کفر کی نسبت آپ ﷺ کی طرف محال ہے اور شیطان کی یہ طاقت نہیں کہ آپ ﷺ کی زبان سے ایسی بات نکلوا دے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۲۹۸) عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ ابْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَآءَةِ مَعَ الإِمَامِ؟ فَقَالَ لَاقِرَآءَةَ مَعَ الإِمَامِ فِي شَيْءٍ وَ زَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ﴿وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى﴾ فَلَمْ يَسْجُدْ. [بخاری: ۱۰۷۲، ۱۰۷۳؛ ابوداود: ۱۴۰۴؛ ترمذی: ۵۷۶؛ نسائی: ۹۵۹]

عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے پڑھنے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا: امام کے پیچھے کچھ نہ پڑھنا چاہیے اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سورۂ والنجم پڑھی پھر آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا۔

O O O O

فائدہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے قول سے استدلال کیا ہے اور امام کے پیچھے مطلق قراءت سے منع کیا ہے خواہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت خواہ سری نماز یا جہری۔ اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ مقتدی کو سورۂ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنی چاہیے سری اور جہری نماز میں اور زید رضی اللہ عنہ کے قول کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی اور فرمایا کہ جب تم میرے پیچھے نماز پڑھو تو کوئی سورت نہ پڑھو سوائے سورۂ فاتحہ کے اور اس کے سوا اور حدیثیں بھی ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں زید بن ثابت کے قول پر مقدم ہیں۔ دوسرے یہ کہ زید رضی اللہ عنہ کا مطلب قراءت کی ممانعت سے یہ ہے کہ سوائے سورۂ فاتحہ کے اور کوئی سورت نہ پڑھی جائے۔ اور یہ تاویل ضروری ہے تاکہ اور احادیث کے خلاف نہ ہو۔ اور یہ جو زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ انہوں نے سورۂ والنجم رسول اللہ ﷺ کے سامنے پڑھی اور آپ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا۔ یہ بظاہر امام مالک رحمہ اللہ کی دلیل ہے جو کہتے ہیں مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے اور سورۂ والنجم اور ﴿اذا السماء انشقت﴾ اور ﴿اقرأ باسم ربك﴾ کے سجدے منسوخ ہیں۔ اس حدیث سے یا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجدہ نہیں کیا مفصل میں جب سے مدینہ میں آئے۔ اور یہ مذہب ضعیف ہے کیونکہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہم نے ﴿اذا السماء انشقت﴾ اور ﴿اقرأ باسم ربك﴾ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ اور علما نے اس امر پر اجماع کیا ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ہجری میں مسلمان ہوئے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی اسناد ضعیف ہے وہ دلیل لانے کے لائق نہیں اور زید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سجدہ کا ترک ثابت ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سجدۂ تلاوت سنت ہے تو اس کا ترک جائز ہے۔ اب علما نے اختلاف کیا ہے کہ سارے قرآن میں تلاوت کے کتنے سجدے ہیں تو امام شافعی رحمہ اللہ اور علما کے ایک گروہ کا یہ قول ہے کہ قرآن میں سب چودہ سجدے ہیں دو سورۂ حج میں اور تین مفصل میں اور صاد میں سجدۂ تلاوت نہیں ہے بلکہ سجدۂ شکر ہے۔ اور امام مالک رحمہ اللہ اور علما کی ایک جماعت کے نزدیک سب گیارہ سجدے ہیں۔ ان کے نزدیک مفصل کے تینوں سجدے ساقط ہیں اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سب سجدے چودہ ہیں لیکن سورۂ حج میں ایک ہی سجدہ ہے اور صاد میں ایک سجدہ ہے۔ احمد رحمہ اللہ ابن شریح کے نزدیک پندرہ سجدے ہیں۔ انہوں نے حج کے دونوں سجدوں کو اور صاد کے سجدہ کو بھی قائم رکھا ہے اور ان سجدوں کے مقامات مشہور ہیں صرف حٰمٓ کے سجدے کے مقام میں اختلاف ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت کے نزدیک یہ سجدہ ﴿إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ پر ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کے نزدیک ﴿لَا يَسْأَمُونَ﴾ پر۔ (نووی رحمہ اللہ)

(١٢٩٩) عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ لَهُمْ: ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَجَدَ فِيهَا. [نسائی: ٩٦٠]

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ پڑھی تو سجدہ کیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سورت میں سجدہ کیا تھا۔

○ ○ ○ ○

(١٣٠٠) عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [بخاری: ١٠٧٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مذکور ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٠١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَجَدْنَا مَعَ النَّبِىِّ ﷺ فِىْ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ ﴿اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾. [ابوداود: ١٤٠٧؛ ترمذی: ٥٧٣؛ نسائی: ٩٦٦؛ ابن ماجہ: ١٠٥٨]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٣٠٢) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ: سَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِىْ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ وَ﴿اقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ﴿ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ اور ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾ میں سجدہ کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٣٠٣) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَهُ.

اوپر والی حدیث اس سند سے بھی منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٠٤) عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ اَبِىْ هُرَيْرَةَ صَلٰوةَ الْعَتَمَةِ فَقَرَاَ: ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ فَسَجَدَ فِيهَا فَقُلْتُ: مَا هٰذِهِ السَّجْدَةُ؟ فَقَالَ: سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ اَبِى الْقَاسِمِ ﷺ فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ بِهَا حَتّٰى اَلْقَاهُ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى: فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُهَا. [بخاری: ٧٦٦، ٧٦٨، ١٠٧٨؛ ابوداود: ١٤٠٨؛ نسائی: ٩٦٥]

ابورافع سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی اور اس میں سجدہ کیا (نماز کے بعد) میں نے کہا: یہ سجدہ تم نے کیسا کیا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ سجدہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے کیا اور میں اس کو کرتا رہوں گا یہاں تک کہ آپ ﷺ سے ملوں، ابن عبدالاعلیٰ کی روایت میں یوں ہے کہ میں یہ سجدہ ہمیشہ کرتا رہوں گا۔

○ ○ ○ ○

(١٣٠٥) عَنِ التَّيْمِىِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَمْ يَقُوْلُوْا: خَلْفَ اَبِى الْقَاسِمِ. [راجع: ١٣٠٤]

تیمی سے بھی اس سند کے ساتھ روایت آئی ہے۔ بس اس میں ابوالقاسم ﷺ کے پیچھے کے الفاظ نہیں۔

(١٣٠٦) عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ قَالَ: رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَسْجُدُ فِىْ: ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ فَقُلْتُ: تَسْجُدُ فِيهَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ رَاَيْتُ خَلِيْلِىْ ﷺ يَسْجُدُ فِيهَا فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ فِيهَا حَتّٰى اَلْقَاهُ

ابورافع سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ سورۂ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ﴾ میں سجدہ کرتے تھے۔ میں نے کہا: تم اس سورت میں سجدہ کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے اپنے چہیتے کو دیکھا وہ اس سورت میں سجدہ کرتے تھے تو میں بھی اس سورت میں ہمیشہ

قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ النَّبِيَّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

سجدہ کیا کروں گا یہاں تک کہ میں آپ ﷺ سے (عالم آخرت میں) مل جاؤں۔ شعبہ نے کہا کہ کیا نبی ﷺ سجدہ کرتے تھے تو فرمایا ہاں۔

❖ ❖ ❖ ❖

بَابُ صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلٰوةِ وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ.

باب: نماز میں بیٹھنے اور دونوں رانوں پر دونوں ہاتھ رکھنے کی کیفیت۔

(۱۳۰۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلٰوةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى بَيْنَ فَخِذِهٖ وَسَاقِهٖ وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهٖ. [ابوداود: ۹۸۸؛ نسائی: ۱۲۷۴]

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو ران اور پنڈلی کے بیچ میں کر لیتے اور داہنا پاؤں بچھاتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۰۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُوْ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلٰى إِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهُ. [راجع: ۱۳۰۷]

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا کرنے کیلئے بیٹھتے تو داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھتے اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا بیچ کی انگلی پر رکھتے اور بائیں ہتھیلی کو بایاں گھٹنا دیتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۰۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِيْ تَلِي الْإِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ [الْيُسْرٰى] بَاسِطُهَا عَلَيْهَا. [ترمذی: ۲۹۴؛ نسائی: ۱۲۶۸؛ ابن ماجہ: ۹۱۳]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کے کلمہ کی انگلی کو اٹھاتے اس سے دعا کرتے اور بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر بچھا دیتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۱۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَّخَمْسِيْنَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے پر رکھتے اور داہنا ہاتھ داہنے گھٹنے پر رکھتے اور ۵۳ کی شکل بناتے اور کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ جو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں بیٹھنے کی شکل آئی ہے اس کو تورک کہتے ہیں اور یہ سنت ہے۔ لیکن اس روایت میں جو داہنے قدم بچھانے کا ذکر ہے یہ مشکل ہے کیونکہ تورک میں باتفاق علما داہنا پاؤں کھڑا رکھنا سنت ہے اور احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: شاید یہ غلطی ہے اور صحیح یہ ہے کہ بچھایا بائیں قدم کو لیکن بائیں قدم کا تو ذکر خود روایت میں موجود ہے کہ اس کو ران اور پنڈلی کے بیچ میں کر لیتے اور شاید فرش کی جگہ نصب کا لفظ صحیح ہو یعنی کھڑا کیا داہنے قدم کو۔ اور ایک تاویل یہ ہے کہ داہنے قدم کا بچھانا بھی درست ہے اور یہی صحیح اور مختار ہے اگرچہ انگلیوں کے پوروں پر پاؤں کا کھڑا کرنا مستحب ہے۔ اور اس مسئلہ میں علما کا اختلاف ہے۔ کیسے بیٹھنا افضل ہے دونوں جلسوں میں۔ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک تورک افضل ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں میں افتراش افضل ہے یعنی بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور داہنا پاؤں کھڑا کرنا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک پہلے جلسہ میں افتراش اور دوسرے میں تورک افضل ہے۔ اب یہ جو ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اپنا انگوٹھا بیچ کی انگلی میں رکھا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ۵۳ کی شکل بنائی۔ ان میں تطبیق یوں ہے کہ کبھی ایسا کیا اور کبھی ایسا کیا۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ پہلی روایت میں بیچ کی انگلی پر رکھنے سے یہ مراد ہے کہ اس کے نیچے کے قریب رکھا اس صورت میں ۵۳ کی شکل بن جائے گی اور احادیث صحیحہ کے دلائل کی رو سے کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا مستحب ہے لیکن ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ الا اللہ کہتے وقت اشارہ کرے۔ اور یہ اشارہ صرف کلمے کی انگلی سے چاہیے اگر وہ کٹی ہو یا کوئی عذر ہو تو دوسری انگلی سے اشارہ نہ کرے اور سنت یہ ہے کہ اشارہ کرتے وقت اپنی نگاہ بھی ادھر ہی رکھے۔ (انتھیٰ مختصراً)

مترجم کہتا ہے کہ احادیث صحیحہ سے یہ امر ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اسی طرح بیٹھے یعنی کلمہ کی انگلی سے اشارہ کئے ہوئے۔ اب خاص الا اللہ کے وقت اشارہ کرنا یہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اس لئے اہل حدیث کا عمل اس پر ہے کہ وہ شروع قعدہ سے اخیر تک کلمے کی انگلی سے اشارہ کئے رہتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔

(۱۳۱۱) عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ أَنَّهُ قَالَ: رَآنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي فَقَالَ: اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ قُلْتُ: وَكَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ؟ قَالَ: كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى.

[ابوداود: ۹۸۷؛ نسائی: ۱۱۵۹، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶]

علی بن عبدالرحمٰن معاوی سے روایت ہے کہ مجھ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا نماز میں کنکریوں سے کھیلتے ہوئے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھ کو منع کیا اور کہا کہ ایسا کیا کر جیسے رسول اللہ ﷺ کرتے تھے۔ میں نے کہا: وہ کیسے کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو داہنی ہتھیلی دائیں ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور اس انگلی سے اشارہ کرتے جو انگوٹھے کے پاس ہے (یعنی کلمہ کی انگلی سے) اور بائیں ہتھیلی بائیں ران پر رکھتے۔

O O O O

(۱۳۱۲) عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ قَالَ: صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ. [راجع: ۱۳۱۱]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح منقول ہے۔

بَابُ السَّلَامِ لِلتَّحْلِيْلِ مِنَ الصَّلٰوةِ عِنْدَ فَرَاغِهَا وَكَيْفِيَّتِهٖ.

باب: نماز ختم کرتے وقت سلام کیوں کر پھیرنا چاہیے۔

(۱۳۱۳) عَنْ اَبِیْ مَعْمَرٍ اَنَّ اَمِیْرًا كَانَ بِمَكَّةَ يُسَلِّمُ تَسْلِيْمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: اَنّٰى عَلِقَهَا؟ قَالَ الْحَكَمُ فِیْ حَدِيْثِهٖ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ.

ابومعمر سے روایت ہے کہ مکہ میں ایک امیر تھا وہ دو سلام پھیرا کرتا۔ عبداللہ نے کہا: اس نے یہ سنت کہاں سے حاصل کی؟ حکم کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

O O O O

(۱۳۱٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ شُعْبَةُ. رَفَعَهُ مَرَّةً: اَنَّ اَمِيْرًا اَوْرَجُلًا سَلَّمَ تَسْلِيْمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: اَنّٰى عَلِقَهَا؟

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

O O O O

(۱۳۱۵) عَنْ سَعْدٍ قَالَ: كُنْتُ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى اَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ. [نسائی: ۱۳۱۵، ۱۳۱٦؛ ابن ماجه: ۹۱۵]

سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دائیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے دیکھا کرتا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے رخسار کی سفیدی مجھ کو دکھلائی دیتی تھی۔

O O O O

فائدہ۔نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس میں امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور سلف و خلف کی دلیل ہے جو کہتے ہیں نماز کے بعد دو سلام کرنے چاہئیں۔ اور امام مالک رحمہ اللہ اور علما کی ایک جماعت کا یہ قول ہے کہ ایک ہی سلام کرنا سنت ہے مگر ان کی دلیلیں ضعیف ہیں اور احادیث صحیحہ سے دو سلام کرنا ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو اس پر محمول کیا جائے گا کہ آپ ﷺ نے یہ اس لئے کیا کہ ایک سلام پر اقتصار کرنا جائز ہے۔ اب اس پر علما کا اجماع ہے کہ ایک ہی سلام واجب ہے مگر ایک سلام کرے تو منہ قبلے ہی کی طرف رکھے اور جو دو سلام کرے تو ایک داہنی طرف کرے اور ایک بائیں طرف کرے اور ہر سلام میں اتنا منہ پھیرے کہ اس طرف سے ایک گال دکھلائی دے یہی صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ دونوں گال دکھلائی دیں اور سلام، نماز کا ایک رکن ہے جس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ اور علما کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک لفظ سلام سنت ہے اور نماز سے باہر آسکتا ہے کوئی کام نماز کے خلاف کرنے سے سلام ہو یا کلام حدث ہو یا قیام۔ انتہیٰ

بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ.

باب: نماز کے بعد کیا پڑھنا چاہیے۔

(۱۳۱٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالتَّكْبِيْرِ.

[بخاری: ۸٤۲؛ ابوداود: ۱۰۰۲؛ نسائی: ۱۳۳٤]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم پہچانتے تھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام جب آپ ﷺ تکبیر کہتے۔

O O O O

(۱۳۱۷) عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِیْ مَعْبَدٍ مَّوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ سَمِعَهٗ يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَاكُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا بِالتَّكْبِيْرِ قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاَبِیْ مَعْبَدٍ فَاَنْكَرَهٗ وَقَالَ: لَمْ اُحَدِّثْكَ بِهٰذَا قَالَ عَمْرٌو: وَّقَدْ اَخْبَرَنِيْهِ قَبْلَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کا مکمل ہونا جب پہچانتے، جب تکبیر کی آواز سنتے۔ اس حدیث کو عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ نے ابومعبد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ عمرو نے کہا: میں نے دوبارہ جب اس حدیث کا ذکر ابومعبد رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے انکار کیا اور کہا: میں نے تم سے یہ حدیث بیان نہیں کی حالانکہ انہوں نے ہی مجھ سے بیان کی تھی۔

ذٰلِكَ. [راجع: ١٣١٦]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اگرچہ ابو معبد رضی اللہ عنہ نے دوبارہ اس حدیث کی روایت سے انکار کیا مگر عمرو بن دینار ثقہ ہیں تو یہ روایت امام مسلم اور جمہور فقہا اور اہل حدیث کے مذہب کے نزدیک حجت ہوگی۔

(١٣١٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَنَّهُ قَالَ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُهُ. [بخاري: ٨٤١؛ ابوداود: ١٠٠٣]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں تھا اور میں جب اس ذکر کی آواز سنتا تو معلوم کرتا کہ لوگ نماز سے فارغ ہوئے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ دلیل ہے بعض علما سلف کی جو کہتے ہیں فرض نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنا یا ذکر کرنا مستحب ہے اور متاخرین میں سے ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ نے اس کو مستحب جانا ہے۔ ابن بطال اور اور علما نے یہ نقل کیا ہے کہ سارے مذاہب والے ذکر جہری کو مستحب نہیں جانتے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ کہا ہے کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے یہ جہر لوگوں کو سکھلانے کیلئے کبھی کبھی کیا ہو نہ اس لئے کہ جہر کرنا مستحب ہے یا لوگ ہمیشہ ایسا کرتے تھے اور امام یا مقتدی دونوں کو لازم ہے کہ فرض کے بعد اگر ذکر کریں تو آہستہ کریں مگر جب امام لوگوں کو تعلیم کرنا چاہے تو تھوڑی دیر کیلئے جہر کر سکتا ہے (انتہی).

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَفِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَمِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيمِ.

باب: تشہد اور سلام کے درمیان عذاب قبر اور عذاب جہنم اور زندگی اور موت اور مسیح دجال کے فتنے اور گناہ اور قرض سے پناہ مانگنے کا بیان۔

(١٣١٩) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَاَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ وَهِيَ تَقُوْلُ: هَلْ شَعَرْتِ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ؟ قَالَتْ: فَارْتَاعَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَقَالَ: ((اِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُوْدُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ((هَلْ شَعَرْتِ اَنَّهُ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ؟)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بَعْدُ يَسْتَعِيْذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [نسائي: ٢٠٦٣]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور ایک یہودی عورت میرے پاس بیٹھی ہوئی تھی، وہ کہنے لگی: تم کو معلوم ہے تم قبر میں آزمائے جاؤ گے (یعنی تمہارا امتحان ہوگا اور جو امتحان میں پورے نہ اترے تو عذاب ہوگا) یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کانپ گئے اور فرمایا: ”یہ یہود کے واسطے ہوگا۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر ہم چند راتیں ٹھہرے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تجھ کو معلوم ہے کہ میرے اوپر وحی اتری ہے کہ قبر میں تمہاری آزمائش ہوگی۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے سنا اس دن سے رسول اللہ ﷺ قبر کے عذاب سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

(۱۳۲۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ يَسْتَعِيْذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [نسائی: ۲۰۶۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ اس کے بعد قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔



(۱۳۲۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوْزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَتَا: اِنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَتْ: فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ اُنْعِمْ اَنْ اُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّ عَجُوْزَيْنِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ دَخَلَتَا عَلَيَّ فَزَعَمَتَا اَنَّ اَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ: ((صَدَقَتَا اِنَّهُمْ يُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ)) ثُمَّ قَالَتْ: فَمَا رَاَيْتُهُ بَعْدُ فِیْ صَلٰوةٍ اِلَّا يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [بخاری: ۶۳۶۶؛ نسائی: ۲۰۶۵]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے پاس مدینہ والوں میں سے دو یہودی بڑھیا آئیں اور کہنے لگیں کہ قبر والوں کو عذاب ہوتا ہے قبروں میں۔ میں نے ان کو جھٹلایا اور مجھے ان کو سچا کہنا اچھا نہ لگا۔ پھر وہ دونوں چلی گئیں اور رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ میں نے آپ ﷺ سے بیان کیا جو ان بڑھیوں نے کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔ قبر والوں کو ایسا عذاب ہوتا ہے جس کو جانور تک سنتے ہیں۔" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس کے بعد میں نے دیکھا آپ ﷺ ہر نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔



(۱۳۲۲) عَنْ عَائِشَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَ فِيْهِ قَالَتْ: وَمَا صَلّٰى صَلَاةً بَعْدَ ذٰلِكَ اِلَّا سَمِعْتُهُ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [بخاری: ۱۳۷۲؛ نسائی: ۱۳۰۷]

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے ہمیشہ سنا جب بھی آپ ﷺ نماز پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے۔



بَابُ مَا يُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِی الصَّلٰوةِ.

باب: نماز میں کس چیز سے پناہ مانگی جائے۔

(۱۳۲۳) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَعِيْذُ فِیْ صَلٰوتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. [بخاری: ۷۱۲۹]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے' آپ ﷺ نماز میں دجال کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے۔



(۱۳۲۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا تَشَهَّدَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی تم میں سے نماز میں تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے پناہ مانگے کہے: یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ سے۔"

[ابو داود: ۹۸۳؛ نسائی: ۱۳۰۹؛ ابن ماجہ: ۹۰۹]

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۵) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلٰوةِ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)) قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا اَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ الْمَغْرَمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ((اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَوَعَدَ فَاَخْلَفَ)). [بخاری: ۸۳۲، ۲۳۹۷؛ ابو داود: ۸۸۰؛ نسائی: ۱۳۰۸]

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا مانگتے: ”یا اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری قبر کے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری زندگی اور موت کے فتنہ سے، یا اللہ! پناہ مانگتا ہوں میں تیری گناہ اور قرضداری سے۔“ ایک شخص بولا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ اکثر قرضداری سے کیوں پناہ مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدمی قرض دار ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: تو اگرچہ قرضداری کوئی گناہ نہیں مگر اس کی وجہ سے اور گناہ سرزد ہوتے ہیں اس واسطے قرضداری سے پناہ مانگے۔ حقیقت میں قرضداری بری بلا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ بغیر سخت ضرورت کے قرض نہ لے۔ اور سخت ضرورت یہ ہے کہ مارے بھوک کے مرتا ہو۔ اس کے سوا اور کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کیلئے قرض کی بلا میں پڑے۔ اور شادی یا موت یا رسمیں تو لغو ہیں ان کیلئے مسلمان کو قرض لینا ضروری نہیں۔

(۱۳۲۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْاٰخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ اَرْبَعٍ مِّنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)). [راجع: ۱۳۲٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی تم میں سے اخیر تشہد پڑھ چکے تو چار چیزوں سے پناہ مانگے جہنم کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے عذاب سے اور دجال کی برائی سے۔“

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۷) عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ: ((اِذَا فَرَغَ اَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ)) وَ لَمْ يَذْكُرِ: ((الْاٰخِرَ)).

اوزاعی اس سند سے بیان کرتے کہ جب تم میں سے کوئی تشہد سے فارغ ہو اور اس میں آخری تشہد کا ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَشَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ)). [بخاری: ۱۳۷۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یا اللہ! پناہ مانگتا ہوں میں تیری قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فساد سے اور دجال کی برائی سے۔“

○ ○ ○ ○

(۱۳۲۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عُوْذُوْا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”پناہ مانگو اللہ کے ساتھ اللہ کے عذاب سے، پناہ مانگو اللہ کی قبر کے عذاب سے،

بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ عُوْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ عُوْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)). [نسائی: ۵۵۲۳، ۵۵۲۸، ۵۵۳۱]

پناہ مانگو اللہ کی دجال کے فتنہ سے، پناہ مانگو اللہ کی زندگی اور موت کے فتنہ سے۔''

(۱۳۳۰) عَنْ طَاوُسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

(۱۳۳۱) عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [نسائی: ۵۵۲۳، ۵۵۲۸، ۵۵۲۹]

اس سند سے بھی وہی حدیث آئی ہے۔

(۱۳۳۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ. [نسائی: ۵۵۳۲]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پناہ مانگتے تھے قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ سے۔

(۱۳۳۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَآءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْاٰنِ يَقُوْلُ: ((قُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)) قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بَلَغَنِیْ اَنَّ طَاوُسًا قَالَ لِابْنِهٖ: اَدَعَوْتَ بِهَا فِیْ صَلٰوتِكَ؟ فَقَالَ: لَا قَالَ: اَعِدْ صَلٰوتَكَ لِاَنَّ طَاوُسًا رَوَاهُ عَنْ ثَلَاثَةٍ اَوْ اَرْبَعَةٍ اَوْكَمَا قَالَ. [ابوداود: ۱۵٤٦؛ ترمذی: ۳٤۹٤؛ نسائی: ۲۰٦۲، ۵۵۲۷]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ ان کو یہ دُعا سکھاتے تھے جس طرح ان کو قرآن کی سورت سکھاتے کہ ''کہو: اے اللہ! ہم پناہ مانگتے ہیں تجھ سے دوزخ کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتے ہیں تجھ سے زندگی اور موت کے فتنہ سے۔'' کہا مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نے پہنچا مجھ کو کہ طاؤس نے اپنے بیٹے سے کہا: تو نے نماز میں یہ دعا مانگی؟ کہا: نہیں۔ کہا: اپنی نماز پھر پڑھ تحقیق کہ طاؤس نے اس حدیث کو تین یا چار راویوں سے روایت کیا یا جیسا کہ کہا۔

فائدہ- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ طاؤس کے اس قول سے اس دعا کے پڑھنے کی بہت تاکید ثابت ہوئی ہے اور ظاہراً یہ بات نکلتی ہے کہ اس دعا کا پڑھنا واجب ہے جب تو انہوں نے نماز کے اعادہ کا حکم دیا لیکن اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ یہ دعا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے اور شاید طاؤس کی غرض تاکید تھی نہ وجوب۔ انتہیٰ۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَبَيَانِ صِفَتِهٖ

باب: نماز کے بعد کیا ذکر کرنا چاہیے۔

(۱۳۳٤) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَقَالَ:

ثوبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار کرتے اور کہتے: ((اَللّٰهُمَّ)) سے اخیر تک۔ ولید نے کہا:

((اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)) قَالَ الْوَلِيْدُ: فَقُلْتُ لِلْاَوْزَاعِيِّ كَيْفَ الْاِسْتِغْفَارُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ . [ابوداود: ١٥١٣؛ ترمذی: ٣٠٠؛ نسائی: ١٣٣٦؛ ابن ماجه: ٩٢٨]

میں نے اوزاعی سے پوچھا: استغفار کیسے ہے؟ کہا: استغفر اللہ کہتے یعنی میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔

○ ○ ○ ○

(١٣٣٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ اِلَّا مِقْدَارَ مَايَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)) وَفِىْ رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ ((يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)). [ابوداود: ١٥١٢؛ ترمذی: ٢٩٨؛ نسائی: ١٣٣٧؛ ابن ماجه: ٩٢٤]

حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب نماز کا سلام پھیرتے نہ بیٹھتے مگر اس قدر کہ کہتے ((اَللّٰهُمَّ)) سے اخیر تک یعنی ''یا اللہ! تو سب عیبوں سے سالم ہے اور تجھ ہی سے سلامتی ہے یعنی تمام عالم کی اور اے بزرگی اور عزت والے تو بڑی برکت والا ہے'' اور ابن نمیر کی روایت میں ((یا ذا الجلال و الإ کرام)) ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٣٦) عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ قَالَ: ((يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)). [راجع: ١٣٣٤]

اس سند سے بھی مذکورہ الفاظ آئے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٣٣٧) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: ((يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ)). [راجع: ١٣٣٤]

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھی اسی طرح نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٣٨) عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ اِلَى مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.)) [بخاری: ٨٤٤، ٦٣٣٠، ٦٤٧٣، ٦٦١٥، ٧٢٩٢؛ ابوداود: ١٥٠٥؛ نسائی: ١٣٤٠، ١٣٤١]

وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مولیٰ ہیں روایت ہے کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھ چکتے اور سلام پھیرتے تو کہتے: ((لا اله)) سے اخیر تک یعنی ''کوئی سچا معبود نہیں مگر اللہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سلطنت اسی کی ہے اور اسی کو تعریف ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ یا اللہ! جو تو دے اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جو تو نہ دے اسے کوئی دے نہیں سکتا اور کسی کی کوشش تیرے آگے پیش نہیں جاتی۔

○ ○ ○ ○

(١٣٣٩) عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَ اَبُوْكُرَيْبٍ فِىْ رِوَايَتِهِمَا: قَالَ: فَاَمْلَاهَا عَلَيَّ

وراد سے جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام ہیں روایت ہے اور مغیرہ نبی ﷺ سے اوپر کی روایت کے مثل بیان کرتے ہیں اور ابوبکر اور ابوکریب نے اپنی روایتوں میں کہا کہ وراد نے کہا کہ مجھے مغیرہ نے بتایا

الْمُغِيْرَةُ فَكَتَبْتُ بِهَا اِلٰى مُعَاوِيَةَ.[راجع:١٣٣٧]

اور میں نے اس دعا کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجا۔

(١٣٤٠) عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِىْ لُبَابَةَ اَنَّ وَرَّادًا مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ اِلٰى مُعَاوِيَةَ. كَتَبَ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لَهٗ وَرَّادٌ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ حِيْنَ سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا اِلَّا قَوْلَهٗ: ((وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) فَاِنَّهٗ لَمْ يَذْكُرْهُ.[راجع:١٣٣٧]

عبدہ بن ابولبابہ نے کہا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے وراد کے ہاتھ سے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھوا بھیجا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے جب سلام پھیرتے نماز سے مثل ابوبکر اور ابوکریب کی روایت کے مگر اس میں ((وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ)) کو ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٣٤١) عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ. قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْمُغِيْرَةِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ وَالْاَعْمَشِ.[راجع:١٣٣٨]

وراد سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٤٢) عَنْ عَبْدَةَ بْنِ اَبِىْ لُبَابَةَ وَعَبْدِالْمَلِكِ ابْنِ عُمَيْرٍ سَمِعَا وَرَّادًا كَاتِبَ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُوْلُ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلَى الْمُغِيْرَةِ اكْتُبْ اِلَىَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَكَتَبَ اِلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّمِنْكَ الْجَدُّ)) .[راجع:١٣٣٨]

عبدہ اور عبدالملک دونوں نے وراد سے جو منشی تھے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے سنا کہ لکھا معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو کہ مجھے کوئی دعا ایسی لکھ بھیجو جو سنی ہو تم نے رسول اللہ ﷺ سے، تو انہوں نے لکھ بھیجا کہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ پڑھتے تھے جب نماز سے فارغ ہوتے لا الہ سے اخیر تک اور ترجمہ اس دعا کا اوپر گزر چکا ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٤٣) عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ قَالَ: كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ فِىْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ حِيْنَ يُسَلِّمُ: ((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ)) وَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ

ابوالزبیر نے کہا: ابن الزبیر رضی اللہ عنہ ہمیشہ ہر نماز کے بعد سلام پھیرتے وقت لا الہ الا اللہ سے کافرون تک پڑھتے یعنی "کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں، نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ اسی کی ہے سلطنت اور اسی کیلئے ہے سب تعریف اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور نہ گناہ سے بچنے کی طاقت نہ عبادت کرنے کی قوت ہے، مگر ساتھ اللہ کے۔ نہیں کوئی معبود لائق عبادت سوائے اللہ کے اور نہیں پوجتے ہیں ہم مگر اسی کو۔ اسی کا ہے سب احسان اور اسی کو سب بزرگی اور اسی کیلئے ہے تعریف اچھی، نہیں ہے کوئی معبود عبادت کے لائق مگر اللہ۔ ہم صرف اسی کی عبادت کرنے والے ہیں

بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ . [ابوداود: ١٥٠٦، ١٥٠٧؛ نسائی: ١٣٣٨، ١٣٣٩]

اگرچہ کافر برا مانیں" اور کہا: راوی ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہی پڑھا کرتے۔

(١٣٤٤) عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ مَوْلٰى لَهُمْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يُهَلِّلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ . بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَقَالَ فِیْ اٰخِرِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ ابْنُ الزُّبَيْرِ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ . [راجع: ١٣٤٣]

ابی الزبیر سے جو مولیٰ ہیں ان کے روایت ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اس دعا کے ساتھ یعنی جو اوپر مذکور ہوئی ہر نماز کے بعد اپنی آواز بلند کرتے تھے جیسے ابن نمیر نے روایت کی ہے اور اس کے آخر میں یہ کہا کہ ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ہر نماز کے بعد بلند آواز سے یہ پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ: ابن نمیر کی روایت وہی ہے جو ابھی اوپر گزری۔

(١٣٤٥) عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا سَلَّمَ فِیْ دُبُرِ الصَّلٰوةِ اَوِالصَّلَوَاتِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ . [راجع: ١٣٤٣]

ابو الزبیر نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ خطبہ پڑھتے تھے اس منبر پر اور کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سلام پھیرتے تو ہر نماز کے آخر میں کہتے اور پھر ہشام بن عروہ کی روایت کے مانند حدیث بیان کی۔



فائدہ: ہشام کی روایت وہی ہے جو ابو الزبیر سے اوپر مذکور ہوئی جس میں دعا مذکور ہے۔

(١٣٤٦) عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ اَنَّ اَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّیَّ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَقُوْلُ فِیْ اِثْرِ الصَّلٰوةِ اِذَا سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيْثِهِمَا وَقَالَ فِیْ اٰخِرِهٖ وَكَانَ يَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . [راجع: ١٣٤٣]

موسیٰ بن عقبہ سے ابو الزبیر مکی نے بیان کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ ہر نماز کے بعد جب سلام پھیرتے وہی دعا پڑھتے جو روایت کی ہشام اور حجاج نے ابو الزبیر سے اور اس کے آخر میں کہا کہ وہ اس دعا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کرتے تھے۔



(١٣٤٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيْثُ قُتَيْبَةَ اَنَّ فُقَرَآءَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا قَدْ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ فَقَالَ: ((وَمَا ذَاكَ؟)) قَالُوْا: يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّیْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُوْنَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَفَلَا اُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُوْنَ بِهٖ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُوْنَ بِهٖ مَنْ م بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُوْنُ اَحَدٌ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فقراء مہاجرین رضی اللہ عنہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ مالدار لوگ بلند درجوں پر پہنچ گئے اور ہمیشہ کی نعمتیں لوٹ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیوں؟" انہوں نے عرض کی کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں اور وہ صدقہ دیتے ہیں اور ہم نہیں دے سکتے اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں اور ہم نہیں آزاد کر سکتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں ایسی چیز سکھا دوں کہ جو تم سے آگے ہوں ان کو تم پالو اور اپنے سے پیچھے والوں کے ہمیشہ آگے رہو اور کوئی تم سے درجہ میں بڑھ کر نہ ہو مگر وہ جو وہی کام کرے جو تم کرتے ہو۔" انہوں نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ!

أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَاصَنَعْتُمْ)) قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: ((تُسَبِّحُوْنَ وَتُكَبِّرُوْنَ وَتَحْمَدُوْنَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِيْنَ مَرَّةً)) قَالَ أَبُوْ صَالِحٍ: فَرَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوْا: سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا فَعَلْنَا فَفَعَلُوْا مِثْلَهُ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ)) وَزَادَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ سُمَيٌّ: فَحَدَّثْتُ بَعْضَ أَهْلِيْ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَقَالَ: وَهِمْتَ إِنَّمَا قَالَ: ((تُسَبِّحُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَتَحْمَدُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَتُكَبِّرُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّ ثَلَاثِيْنَ)) فَرَجَعْتُ إِلٰى أَبِيْ صَالِحٍ فَقُلْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَقَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ حَتّٰى تَبْلُغَ مِنْ جَمِيْعِهِنَّ ثَلَاثَةً وَّ ثَلَاثِيْنَ قَالَ ابْنُ عَجْلَانَ: فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ رَجَآءَ بْنَ حَيْوَةَ فَحَدَّثَنِيْ بِمِثْلِهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [بخاري: ٨٤٣، ٦٣٢٩]

آپ ﷺ نے فرمایا: ”تسبیح و تکبیر و تحمید کرو ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ۔“ ابو صالح نے کہا: پھر مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کی کہ ہمارے بھائیوں نے سن پایا جو اہل مال ہیں ہماری اس دعا کو اور وہ بھی پڑھنے لگے جیسے ہم پڑھتے ہیں، تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے“ (یعنی اس میں میرا کیا اختیار ہے) قتیبہ کے علاوہ راویوں نے اس روایت میں یہ بڑھایا کہ لیث ابن عجلان سے راوی ہے کہ سمی نے کہا کہ میں نے یہ حدیث اپنے کسی گھر والوں سے بیان کی تو انہوں نے کہا کہ تم بھول گئے۔ اس روایت میں یوں ہے کہ ”تسبیح کرے تو اللہ کی ۳۳ بار اور تحمید کرے تو اللہ کی ۳۳ بار اور تکبیر کہے اللہ کی ۳۳ بار۔“ پھر میں ابو صالح کے پاس گیا اور میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا: اللہ اکبر سے الحمد للہ تک تینتیس بار کہے یعنی اللہ بڑا ہے اور پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کو ہے اور اللہ بڑا ہے اور پاک ہے اللہ اور سب اسی کیلئے ہے۔ ابن عجلان نے کہا: میں نے یہ حدیث رجاء بن حیوہ سے بیان کی تو انہوں نے اسی کے مثل مجھ سے روایت کی ابو صالح سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے۔



(١٣٤٨) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ قُتَيْبَةَ عَنِ اللَّيْثِ إِلَّا أَنَّهُ أَدْرَجَ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَوْلَ أَبِيْ صَالِحٍ ثُمَّ رَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلٰى اٰخِرِ الْحَدِيْثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ يَقُوْلُ سُهَيْلٌ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ فقراء مہاجرین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ! مال والے بلند درجوں پر پہنچ گئے اور ہمیشہ کی نعمتیں لے گئے۔ غرض روایت کی انہوں نے مثل حدیث قتیبہ کے جو لیث سے مروی ہے مگر اتنی بات انہوں نے مدرج کی (اور مدرج یہ ہے کہ راوی کا قول کسی روایت میں ملا دے) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ابو صالح کے قول سے کہ پھر لوٹ کر آئے فقراء مہاجرین آخر حدیث تک۔ اور زیادہ کیا حدیث میں کہ سہیل نے کہا کہ ہر کلمہ گیارہ گیارہ بار

اِحْدٰى عَشَرَةَ اِحْدٰى عَشَرَةَ فَجَمِيْعُ ذٰلِكَ كُلِّهٖ ثَلَاثَةٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ.

کہے کہ سب مل کر تینتیس بار ہو جائیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: سہیل کی روایت میں گیارہ بار کلمہ آیا ہے یہ اور روایتوں کے منافی نہیں ہے جن میں تینتیس بار کا ذکر ہے بلکہ جن روایتوں میں تینتیس بار آیا ہے وہ معتبر راویوں کی زیادت ہے اور زیادت ثقات کی معتبر اور مقبول ہے بلکہ بعض راویوں نے پورے سو سو بار پڑھنے کو روایت کیا ہے اور وہ زیادت بھی قابل قبول ہے اور ایک روایت میں تکبیر چونتیس بار آئی ہے اور وہ بھی قابل قبول ہے اور اگر احتیاط منظور ہو تو تسبیح اور تحمید کو تینتیس تینتیس بار اور تکبیر کو چونتیس بار کہے اور آخر میں لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك له کو آخر تک پڑھ لے کہ سب روایتوں پر عمل ہو جائے۔ یہ مضمون ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ کا۔

(۱۳۴۹) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّ اَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً)). [ترمذی: ۳۴۱۲][نسائی: ۱۳۴۸]

کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کے پیچھے کچھ ایسی دعائیں پڑھنے کی ہیں کہ ان کا پڑھنے والا یا ان کا بجالانے والا ہر نماز فرض کے بعد کبھی (ثواب سے یا بلند درجوں سے) محروم نہیں ہوتا۔ تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر کہنا۔“

(۱۳۵۰) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيْبُ قَائِلُهُنَّ اَوْفَاعِلُهُنَّ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَسْبِيْحَةً وَّثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَّاَرْبَعًا وَّثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ)). [راجع: ۱۳۴۹]

کعب بن عجرہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چند تسبیحات ہیں جن کا کہنے والا یا کرنے والا نقصان نہیں اٹھائے گا۔ وہ یہ ہیں کہ ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔“

○ ○ ○ ○

(۱۳۵۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ۱۳۴۹]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۵۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِيْنَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَّتِسْعُوْنَ وَ قَالَ: تَمَامُ الْمِائَةِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو ہر نماز کے بعد سبحان اللہ تینتیس بار اور الحمد للہ تینتیس بار اور اللہ اکبر تینتیس بار کہے تو یہ ننانوے کلمے ہوں گے اور پورا سینکڑا یوں کرے کہ ایک بار لا الہ سے قدیر تک پڑھے (یعنی کوئی معبود عبادت کے لائق نہیں مگر اللہ، اکیلا ہے وہ، اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی ہے سلطنت اور اسی کیلئے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) تو اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر (یعنی بے حد) ہوں۔

○ ○ ○ ○

(۱۳۵۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَایُقَالُ بَیْنَ تَکْبِیْرَةِ الْاِحْرَامِ وَالْقِرَاءَةِ.

باب: تکبیر تحریمہ اور قراءت کے بیچ کی دعاؤں کا بیان۔

(١٣٥٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا کَبَّرَ فِی الصَّلٰوةِ سَکَتَ هُنَیَّةً قَبْلَ اَنْ یَّقْرَأَ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَرَاَیْتَ سُکُوْتَكَ بَیْنَ التَّکْبِیْرِ وَالْقِرَآءَةِ مَا تَقُوْلُ؟ قَالَ: ((اَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالثَّلْجِ وَ الْمَآءِ وَالْبَرَدِ)).

[راجع: ٧٤٤؛ ابوداود: ٧٨١؛ نسائی: ٦٠ ، ٨٩٤؛ ابن ماجه: ٨٠٥]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب تکبیر تحریمہ کہتے تو تھوڑی دیر چپ رہتے پھر قراءت کرتے تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، میں دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ تکبیر اور قراءت کے درمیان چپ ہو جاتے ہیں تو کیا پڑھتے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں کہتا ہوں اللھم سے آخر تک“ یعنی یا اللہ! دور کر دے مجھے میرے گناہوں سے جیسے دور کیا تو نے مشرق کو مغرب سے۔ یا اللہ! صاف کر دے مجھے میری خطاؤں سے جیسا صاف ہوتا ہے سفید کپڑا میل سے۔ یا اللہ! دھو دے میرے گناہوں کو برف سے اور پانی اور اولوں سے۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: کہا امام نووی رحمہ اللہ نے دلیل ہے یہ روایت امام شافعی رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور کی کہ وہ سب دعائے استفتاح کو مستحب جانتے ہیں اور اس بات میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں ان ہی میں سے یہ حدیث بھی ہے۔ اور حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جس میں اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ کی دعا مذکور ہے ذکر کی ہے وہ مسلم رحمہ اللہ نے اس کے بعد ابواب صلوٰۃ اللیل وغیرہ میں اور اس کے سوا اور روایتیں ہیں اور میں نے ان کو شرح مہذب میں جمع کیا ہے۔

(١٣٥٥) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِیْثِ جَرِیْرٍ. [راجع: ١٣٥٤]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٥٦) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ یَقُوْلُ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّکْعَةِ الثَّانِیَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَآءَةَ بِ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ)) وَلَمْ یَسْکُتْ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت پڑھ کر کھڑے ہوتے الحمد سے قراءت شروع کرتے اور چپ نہ رہتے (یعنی دعائے استفتاح نہ پڑھتے)۔

○ ○ ○ ○

(١٣٥٧) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا جَآءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ فَلَمَّا قَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوتَهٗ قَالَ: ((اَیُّکُمُ الْمُتَکَلِّمُ بِالْکَلِمَاتِ؟)) فَاَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ: ((اَیُّکُمْ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آیا اور نماز کی صف میں مل گیا اور اس کا سانس چڑھ گیا تو اس نے کہا: (الحمدللہ) سے (مبارکا فیہ) تک (یعنی سب تعریف اللہ کیلئے ہے بہت تعریف اور پاک اور برکت والی) پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہنے والا کون تھا جس نے یہ کلمات کہے؟“ سو قوم کے سب لوگ چپ

الْمُتَكَلِّمُ بِهَا؟ فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا)) فَقَالَ رَجُلٌ: جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ: ((لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا)). [ابوداود: ٧٦٣؛ نسائی: ٩٠٠]

ہو رہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”کس نے کہے یہ کلمات کیوں کہ اس نے کوئی بری بات نہیں کہی۔“ تو ایک شخص نے عرض کی کہ میں آیا اور میرا سانس چڑھ گیا تو میں نے ان کلمات کو کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا کہ ایک پر ایک گر رہے تھے کہ کون ان میں سے اس کو اوپر لے جائے۔“ (یعنی اللہ تعالیٰ کے پاس)



(١٣٥٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ فِي الْقَوْمِ اللّٰهُ أَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنِ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا؟)) قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ ذٰلِكَ. [ترمذی: ٣٥٩٢؛ نسائی: ٨٨٤، ٨٨٥]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ ایک شخص نے حاضرین میں سے کہا: اللّٰہ اکبر سے اصیلاً تک (یعنی اللہ بڑا ہے، سب بڑائی اس کے واسطے ہے اور بہت تعریف ہے اس کی اور پاک ہے اللہ پاکی بولنا ہے صبح اور شام) پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کس نے یہ کلمے کہے؟“ تو قوم میں سے ایک شخص نے عرض کی کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے تعجب آیا جب اس کیلئے آسمان کے دروازے کھولے گئے۔“ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے میں نے سنی میں نے ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔



بَابُ اسْتِحْبَابِ إِتْيَانِ الصَّلٰوةِ بِوَقَارٍ وَسَكِيْنَةٍ وَالنَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِهَا سَعْيًا.

باب: نماز کیلئے وقار وسکون سے آنے کا بیان۔

(١٣٥٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوْهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوْهَا تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوْا)).

[ابوداود: ٥٧٢؛ ترمذی: ٣٢٩؛ نسائی: ٨٦٠]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جب نماز شروع ہو جائے تو دوڑتے ہوئے مت آؤ بلکہ چلتے ہوئے سکون سے آؤ اور جو امام کے ساتھ ملے پڑھ لو اور جو نہ ملے اس کو پورا کر لو۔“



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: سب نمازوں کا یہی حکم ہے جمعہ ہو یا غیر جمعہ۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے: ﴿فَاسْعَوْا إِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ وہاں بھی سعی سے مراد آہستہ چلنا ہی ہے۔ اور دوڑنے سے منع اس لئے فرمایا کہ جب نماز کا ارادہ کیا گویا نماز میں داخل ہو گیا۔ پس ضروری ہے کہ اس کے آداب کا لحاظ رکھے، اسی لئے ایک روایت میں یہ مضمون بھی آیا ہے کہ جب تم نے نماز کا قصد کیا نماز میں ہو گئے۔ اور یہ جو فرمایا کہ جو نہ ملے اس کو پورا کر لو اس سے تنبیہ ہوگئی کہ اگر نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو جب بھی وقار سے آنا چاہیے۔ دوڑنا کودنا پھاندنا ضروری نہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور اکثر عوام بلکہ خواص بھی اس سے غافل ہیں۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور علمائے سلف وخلف کا قول ہے کہ جو امام کے ساتھ مسبوق نے نماز ادا کی وہ اول حصہ نماز کا ہے اور جو امام کے سلام کے بعد ادا کرے گا وہ آخر حصہ ہے۔ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب اس کے خلاف ہے کہ وہ امام کے سلام کے بعد کی نماز کو اول نماز کہتے ہیں اس لئے کہ آخر رکعتوں میں سورت پڑھتے ہیں اور قوی وہی مذہب اول ہے۔ اور یہ جو روایت میں آیا ہے: ((وَاقْضِ مَاسَبَقَكَ)) یہاں قضا بمعنی ادا ہے۔ یہی جواب جمہور نے حنفیہ کو دیا ہے نہ یہ کہ وہ نماز قضائے جزو اول ہے چنانچہ عرب کہتے ہیں: قَضَيْتُ حَقَّ فُلَانٍ یعنی میں نے فلاں کا حق ادا کر دیا۔

(١٣٦٠) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلٰوةِ فَلَا تَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَاْتُوْهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا كَانَ يَعْمِدُ اِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِیْ صَلٰوةٍ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تکبیر کہی جائے فرض نماز کی تو دوڑتے ہوئے نہ آؤ بلکہ سکون سے آؤ جو ملے پڑھو اور جو فوت ہوا سے پورا کر لو اس لئے کہ جب کوئی تم میں سے نماز کا ارادہ کرتا ہے تو وہ نماز میں ہو جاتا ہے۔“

○ ○ ○ ○

(١٣٦١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا نُوْدِیَ بِالصَّلَاةِ فَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بہت سی احادیث میں سے ایک یہ بھی بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب اذان دی جائے تو چلتے ہوئے اور سکون کے ساتھ آؤ پس جو حصہ نماز کا تم پالو وہ پڑھ لو باقی بعد میں پورا کر لو۔“

○ ○ ○ ○

(١٣٦٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَسْعٰى اِلَيْهَا اَحَدُكُمْ وَلٰكِنْ لِيَمْشِ وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَالْوَقَارُ صَلِّ مَا اَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَاسَبَقَكَ.))

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کی تکبیر ہو تو تم میں سے کوئی دوڑ کر نہ چلے لیکن آہستہ چلے آرام سے اور وقار سے اور پڑھ جو تجھے ملے اور ادا کر جو تجھ سے آگے امام نے پڑھ لی ہے۔“

○ ○ ○ ○

(١٣٦٣) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ جَلَبَةً فَقَالَ: ((مَاشَاْنُكُمْ؟)) قَالُوا: اسْتَعْجَلْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ: ((فَلَا تَفْعَلُوْا اِذَا اَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةُ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا سَبَقَكُمْ فَاَتِمُّوْا)). [بخاری: ٦٣٥]

عبداللہ بن ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کے باپ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ نے لوگوں کی کھڑبڑ سنی تو فرمایا: ”(یعنی بعد نماز کے کہ) کیا حال ہے تمہارا۔“ انہوں نے عرض کی کہ ہم نے نماز کے لئے جلدی کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسا نہ کرو جب تم نماز کو آؤ تو آرام سے آؤ پھر جو ملے پڑھ لو اور جو تم سے آگے ہو چکی اسے پوری کر لو۔“

(١٣٦٤) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ هِشَامٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ١٣٦٦]

اس سند کے ساتھ سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ لِلصَّلٰوةِ؟

باب: نماز کے واسطے نمازی کب کھڑے ہوں۔

(١٣٦٥) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِیْ)) وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ: ((اِذَا اُقِيْمَتْ اَوْنُوْدِیَ)). [بخاری: ٦٣٧، ٦٣٨، ٩٠٩؛ ابوداود: ٥٣٩، ٥٤٠؛ ترمذی: ٥٩٢؛ نسائی: ٦٨٦، ٧٨٩]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب نماز کی تکبیر ہوتو کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔“ ابن حاتم نے شک کیا کہ ((اذا اقیمت الصلوٰۃ ہے یانودی)).

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی پہلے سے نماز کیلئے کھڑے نہ رہو کہ شاید میرے نکلنے میں دیر ہوتو تمہیں تکلیف ہو سبحان اللہ! اپنی امت پر نبی امی ﷺ کی کیا شفقت ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ جب امام حاضر ہو جب تکبیر کہی جائے اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک مؤذن اقامت سے فارغ نہ ہوتب تک کوئی کھڑا نہ ہو۔ اور عام علما کا مذہب ہے کہ جب مؤذن تکبیر شروع کرے سب لوگ کھڑے ہو جائیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہتا جب کھڑے ہوتے۔ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور کوفیوں کا قول ہے کہ حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں اور قد قامت الصلوٰۃ کے وقت امام تکبیر تحریمہ باندھے اور جمہور علما کا از سلف تا خلف یہ قول ہے کہ مؤذن جب تک تکبیر سے فارغ نہ ہوتب تک تکبیر تحریمہ نہ باندھی جائے۔ نووی رحمہ اللہ نے ایسا ہی لکھا ہے۔

(١٣٦٦) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ وَزَادَ اِسْحٰقُ فِیْ رِوَايَتِهٖ حَدِيْثَ مَعْمَرٍ وَ شَيْبَانَ ((حَتّٰى تَرَوْنِیْ قَدْ خَرَجْتُ)). [راجع: ١٣٦٥]

اس سند سے مذکورہ حدیث کی مانند روایت آئی ہے کچھ اضافہ کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(١٣٦٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقُمْنَا فَعَدَّلْنَا الصُّفُوْفَ قَبْلَ اَنْ يَّخْرُجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا قَامَ فِیْ مُصَلَّاهُ قَبْلَ اَنْ يُّكَبِّرَ ذَكَرَ فَانْصَرَفَ وَقَالَ لَنَا: ((مَكَانَكُمْ)) فَلَمْ نَزَلْ قِيَامًا نَنْتَظِرُهٗ حَتّٰى خَرَجَ اِلَيْنَا وَقَدِ اغْتَسَلَ يَنْطُفُ رَاْسُهٗ مَآءً فَكَبَّرَ فَصَلّٰى بِنَا. [بخاری: ٢٧٥؛ ابوداود: ٢٣٥]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار نماز کی تکبیر کہی گئی اور ہم نے صفیں برابر کیں حضور ﷺ کے نکلنے سے پہلے۔ پھر آنحضرت ﷺ نکلے یہاں تک کہ جب اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ ابھی تکبیر تحریمہ نہیں باندھی کہ آپ ﷺ کو یاد آ گیا اور گھر کو لوٹ گئے اور ہم سے فرما گئے ”کہ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہو۔“ ہم سب آپ ﷺ کے انتظار میں کھڑے رہے۔ آپ ﷺ نکلے اور سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا پھر تکبیر کہی اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: شاید اسی کے بعد آپ ﷺ نے یہ فرمادیا ہو کہ جب تک مجھے دیکھ نہ لوتب تک کھڑے نہ ہو۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ تکبیر دوبارہ نہیں کہی۔ غرض کہ ثابت ہوا عدم اعادہ تکبیر کا ایسے واقعات سے۔ اور معلوم ہوا کہ عبادات میں انبیا سے بھول ہو سکتی ہے کہ لوازم بشریت سے ہے۔

(١٣٦٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوْفَهُمْ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ مَقَامَهٗ فَاَوْمٰى اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ اَنْ ((مَكَانَكُمْ)) فَخَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک بار نماز کی تکبیر کہی اور لوگوں نے صف باندھی اور رسول اللہ ﷺ نکلے اور اپنے مقام میں کھڑے ہوئے پھر ہم کو ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اپنی جگہوں پر رہو اور آپ ﷺ صف سے نکل گئے اور غسل کیا اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ پھر سب کے ساتھ

وَرَأْسُهُ يَنْطُفُ الْمَآءَ فَصَلّٰى بِهِمْ. [بخاری: ٦٣٩، ٦٤٠؛ ابوداود: ٢٣٥، ٥٤١؛ نسائی: ٧٩١]

نماز پڑھی۔

(١٣٦٩) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ النَّبِیُّ ﷺ مَقَامَهُ. [راجع: ١٣٦٨]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کی تکبیر آپ ﷺ کے واسطے کہی جاتی تھی اور لوگ صفوں میں اپنی جگہ لے لیتے تھے قبل اس کے کہ حضور ﷺ اپنی جگہ کھڑے ہوں۔

○ ○ ○ ○

(١٣٧٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ اِذَا دَحَضَتْ فَلَا يُقِيْمُ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِیُّ ﷺ فَاِذَا خَرَجَ اَقَامَ الصَّلٰوةَ حِيْنَ يَرَاهُ.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلال رضی اللہ عنہ جب زوال ہوتا اذان دیتے اور اقامت نہ کہتے یہاں تک کہ حضرت تشریف لائیں۔ جب آپ ﷺ تشریف لاتے اور بلال رضی اللہ عنہ دیکھ لیتے تب تکبیر کہتے۔

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ بلال رضی اللہ عنہ دیکھتے رہتے ہوں گے حضور ﷺ کے نکلنے کو اور دوسرے لوگ نہ دیکھتے ہوں گے۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضور ﷺ تشریف لائے ہیں انہوں نے تکبیر شروع کی اور لوگوں نے جب حضور ﷺ کو دیکھا کھڑے ہو گئے اور اپنی اپنی جگہ پر برابر ہو گئے پھر جب صفیں برابر ہو چکیں اپنی جگہ پر تشریف لا کر نماز شروع کر دی اور اس کے خلاف جہاں مروی ہو وہ قضیہ اتفاقیہ ہو یا جواز کے واسطے بیان ہو۔

بَابُ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ تِلْكَ الصَّلٰوةَ.

باب: جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے وہ نماز پالی۔

(١٣٧١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ)). [بخاری: ٥٨٠؛ ابوداود: ١١٢١؛ نسائی: ٥٥٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے ایک رکعت کسی نماز کی پالی اس نے وہ نماز پالی۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے کئی مسئلے معلوم ہوئے۔ اول یہ کہ جس نے ایک رکعت پڑھنے کے موافق کسی نماز کا وقت پالیا مثلاً کافر اس وقت اسلام لایا یا لڑکا بالغ ہوا یا مجنون عاقل ہوا یا حائضہ حیض سے پاک ہوئی وہ نماز اس پر فرض ہو گئی۔ دوسرا یہ کہ جس نے ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھ لی وہ جماعت کی فضیلت کو پا چکا۔ اب اگر جمعہ کی نماز تھی تو ایک رکعت اور پڑھ لے اور ظہر اس سے ساقط ہو گئی۔ تیسرا یہ کہ ایک رکعت کسی نے قبل طلوع آفتاب پڑھ لی یا قبل غروب آفتاب، ادا کر لی اور بعد اس کے آفتاب طلوع ہو گیا یا غروب ہو گیا تو اس کو نماز صبح اور عصر کی مل گئی باقی نماز ادا کر لے اور قضا نہ ہوئی۔

(١٣٧٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْاِمَامِ فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلٰوةَ)). [ترمذی: ٥٢٤؛ نسائی: ١٤٢٤؛ ابن ماجه: ١١٢٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھ لی اس کو مل گئی یعنی جماعت کا ثواب حاصل ہو گیا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ جس نے ایک رکعت پالی اس نے ساری نماز پالی جیسے عبید اللہ کی روایت میں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب باقی رکعتیں ادا ہی نہ کرے کہ یہ خلاف اجماع مسلمین ہے بلکہ مراد وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ اس کو ثواب جماعت کامل گیا یا وہ نماز اس پر فرض ہو چکی یا ادا ہوئی قضا نہ ہوئی اور باقی رکعتیں ضرور ادا کرے، کذا قال النووی رحمہ اللہ

(١٣٧٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيْثِ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ اَحَدٍ مِنْهُمْ: ((مَعَ الْإِمَامِ)) وَفِيْ حَدِيْثِ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ: ((فَقَدْ اَدْرَكَ الصَّلَاةَ كُلَّهَا)).

[نسائی: ٥٥٣، ٥٥٤]

اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ حدیث مروی ہے مگر اس میں اضافہ یہ ہے کہ ''اس نے گویا ساری نماز پالی۔''

○ ○ ○ ○

(١٣٧٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ)). [بخاری: ٥٧٩؛ ترمذی: ١٨٦؛ نسائی: ٥١٦؛ ابن ماجه: ٦٩٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو ایک رکعت ملی صبح کی قبل طلوع آفتاب کے اس کو صبح کی نماز مل گئی اور جس کو ایک رکعت عصر کی ملی قبل غروب آفتاب کے اس کو عصر کی نماز مل گئی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: مطلب اس کا ہم اوپر بیان کر چکے اور خلاصہ یہ ہے کہ مثلاً کسی نے صبح کی نماز کی ایک رکعت قبل طلوع شمس پڑھ لی اور ایک رکعت بعد طلوع ادا کی تو نماز اس کی صحیح ہوئی اور باطل نہیں ہوئی۔ یہی مذہب ہے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ اور تمام علمائے سلف وخلف کا۔ اور خلاف حنفیہ کا اس میں باطل اور مردود ہے اور ظاہر حدیث سے اس کا بطلان ظاہر ہے اور عصر کی نماز کی صحت میں سب کا اتفاق ہے۔

(١٣٧٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ اَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ فَقَدْ اَدْرَكَهَا)) وَالسَّجْدَةُ اِنَّمَا هِيَ الرَّكْعَةُ.

[نسائی: ٥٥٠؛ ابن ماجه: ٧٠٠]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کہ جس نے عصر کی نماز سے ایک سجدہ قبل غروب آفتاب پالیا یا صبح سے قبل طلوع اس نے وہ نماز پالی۔'' اور سجدہ سے مراد رکعت ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٧٦) وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ : اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ. [ابن ماجه: ١١٠٠]

اس سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث اسی طرح نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٧٧) وَحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ: نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس آدمی نے سورج غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز میں سے ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی اور جس آدمی نے سورج نکلنے سے پہلے فجر کی نماز سے ایک رکعت پالی تو اُس نے نماز پالی۔''

فَقَدْ اَدْرَكَ وَمَنْ اَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ)) . [ابوداود: ٤١٢؛ نسائی: ٥١٣]

○ ○ ○ ○

(١٣٧٨) وَحَدَّثَنَاهُ عَبْدُالْاَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ: نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ: سَمِعْتُ مَعْمَرًا بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.
[راجع: ١٣٨٠]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ.

باب: پنجگانہ اوقات نماز کا بیان۔

(١٣٧٩) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ: اَمَا اِنَّ جِبْرِيلَ عليه السلام قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى اَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: اِعْلَمْ مَاتَقُوْلُ يَاعُرْوَةُ ! فَقَالَ: سَمِعْتُ بَشِيْرَ بْنَ اَبِي مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((نَزَلَ جِبْرِيْلُ عليه السلام فَاَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ)) [وَ]يَحْسُبُ بِاَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ

[بخاری: ٥٢١، ٣٢٢١، ٤٠٠٧؛ ابوداود: ٣٩٤؛ نسائی: ٤٩٣؛ ابن ماجه: ٦٦٨]

ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن نماز عصر میں کچھ دیر کی تو عروہ نے ان سے کہا کہ بیشک جبرئیل علیہ السلام اترے اور انہوں نے امام ہو کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، تو عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اے عروہ سمجھ کر کہو تم کیا کہتے ہو۔ انہوں نے کہا: میں نے سنا ہے بشیر بن ابی مسعود سے، وہ کہتے تھے: میں نے سنا ابو مسعود سے کہ کہتے تھے: میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ''جبرئیل اترے اور میرے امام ہوئے اور میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر نماز پڑھی پھر نماز پڑھی، پھر نماز پڑھی، پھر نماز پڑھی ان کے ساتھ۔'' حساب کرتے تھے پانچ نمازوں کا اپنی انگلیوں پر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگرچہ اس روایت میں اوقات نماز مذکور نہیں مگر جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایتوں میں اوقات مذکور ہیں جن کو ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کیا ہے اور شاید یہاں راوی نے اس روایت کی طرف اشارہ کر دیا کہ مخاطب پوری روایت کو یاد کر لے باقی رہی تاخیر نماز میں جب تک وقت باقی ہے، جمہور کے نزدیک روا ہے اگرچہ اول وقت ادا کرنا افضل اور بہتر ہے۔

(١٣٨٠) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَاَخْبَرَهُ اَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُو مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ: مَا هٰذَا ؟ يَا مُغِيرَةُ ! اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ فَصَلّٰى

ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن نماز عصر میں دیر کی سو ان کے پاس عروہ بن زبیر آئے اور خبر دی کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن نماز میں دیر کی تھی کوفہ میں تو ان کے پاس ابو مسعود انصاری آئے اور کہا کہ اے مغیرہ! تم نے یہ کیا کیا؟ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ جبرئیل علیہ السلام اترے اور نماز پڑھی۔ اور حضور ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر نماز پڑھی اور حضرت نے بھی نماز

فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: بِهٰذَا اُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ: اُنْظُرْ مَا تُحَدِّثُ يَا عُرْوَةُ! اَوَ اِنَّ جِبْرِيْلَ هُوَ اَقَامَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَقْتَ الصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ عُرْوَةُ: كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيْرُ بْنُ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ.

[راجع: ١٣٧٩]

پڑھی۔ پھر نماز پڑھی اور حضرت نے بھی پڑھی۔ پھر پڑھی انہوں نے اور حضرت نے بھی پڑھی پھر پڑھی اور حضرت ﷺ نے بھی پڑھی۔ پھر فرمایا جبرئیل علیہ السلام نے کہ آپ ﷺ کو ایسا ہی حکم ہوا ہے (یعنی باوجود اس اہتمام کے رب جلیل نے بانزال جبرئیل علیہ السلام اوقات نماز تعلیم فرمائے پھر تم اس میں تاخیر کیوں کرتے ہو) تب کہا عمر بن عبدالعزیز نے عروہ سے کہ اے عروہ! تم کیا کہتے ہو کیا جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کو اوقات نماز تعلیم فرمائے۔ عروہ نے کہا: ہاں ایسے ہی بشیر بن ابی مسعود اپنے باپ سے روایت کرتے تھے۔



(١٣٨١) قَالَ عُرْوَةُ: وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا قَبْلَ اَنْ تَظْهَرَ. [بخاري: ٥٢١؛ ابوداود: ٤٠٧]

عروہ نے کہا: اور روایت کی مجھ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بی بی رسول اللہ ﷺ کی نے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت پڑھتے تھے کہ دھوپ ان کے آنگن میں ہوتی تھی دیوار پر چڑھنے نہ پاتی تھی۔



فائدہ: اللہ اللہ ایک زمانہ ایسا تھا کہ ایک دن کی تاخیر نماز سے جو خلیفہ وقت اور امیر المؤمنین سے واقع ہوئی تھی فوراً ان پر مؤاخذہ کیا گیا اور ایک یہ ایام بد انجام ہیں کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں اہل اسلام بھی جانتے نہیں کہ نماز کیا چیز ہے۔ امراتو کبھی بھولے سے قبلہ کا رخ نہیں کرتے۔ اور اس روایت میں ایک اعتراض ہے کہ پوری روایت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک دن اول وقت سب نمازیں ادا کی ہیں اور ایک دن آخر وقت مستحب میں۔ پھر اس سے تو خود جواز تاخیر معلوم ہوتا ہے اور جب تاخیر کا جواز ثابت ہوتو استدلال عروہ کا کیوں کر درست ہوگا مگر اس کا جواب یوں دیا ہے کہ شاید خلیفہ نے آخر وقت مستحب سے بھی زیادہ تاخیر کی۔ اب استدلال ان کا صحیح ہو گیا کہ اس قدر تاخیر جائز نہیں۔

(١٣٨٢) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِيْ حُجْرَتِيْ لَمْ يَفِئِ الْفَيْءُ بَعْدُ وَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ. [بخاري: ٥٤٦؛ ابن ماجه: ٦٨٣]

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے اور سورج میرے حجرہ میں چمکتا تھا۔



(١٣٨٣) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِيْ حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ مِنْ حُجْرَتِهَا.

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی ﷺ سے روایت ہے کہ انہوں نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور دھوپ ان کے صحن میں ہوتی تھی اوپر نہ چڑھتی تھی۔



فائدہ: معلوم ہوا کہ صحن آپ ﷺ کا چھوٹا تھا اور دیواریں اس سے بھی زیادہ چھوٹی تھیں کہ جب سایہ دیوار ایک مثل ہو جاتا ہے دھوپ صحن میں رہتی تھی بعد اس کے اوپر چڑھ جاتی تھی۔

(١٣٨٤) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز

اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ وَاقِعَةٌ فِي حُجْرَتِي.

پڑھتے تھے اور ابھی سورج میرے حجرہ میں ہوتا۔

○ ○ ○ ○

(١٣٨٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا صَلَّيْتُمُ الْفَجْرَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلَى اَنْ يَطْلُعَ قَرْنُ الشَّمْسِ الْاَوَّلُ ثُمَّ اِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلَى اَنْ يَحْضُرَ الْعَصْرُ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلَى اَنْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الْمَغْرِبَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلَى اَنْ يَسْقُطَ الشَّفَقُ فَاِذَا صَلَّيْتُمُ الْعِشَآءَ فَاِنَّهُ وَقْتٌ اِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ)).

[ابوداود: ٣٩٦؛ نسائی: ٥٢١]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم صبح کی نماز پڑھ چکے تو اس کا وقت باقی ہے جب تک کہ سورج کا اوپر کا کنارہ نہ نکلے، پھر جب تم ظہر کی نماز پڑھ چکو تو اس کا وقت باقی ہے جب تک کہ عصر کا وقت آئے پھر جب عصر پڑھ چکو تو اس کا وقت باقی ہے جب تک کہ آفتاب زرد نہ ہو۔ پھر جب مغرب پڑھ چکو تو اس کا وقت باقی ہے جب تک شفق غروب ہو پھر جب تم عشاء پڑھ چکو تو اس کا وقت باقی ہے آدھی رات تک۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ حدیث جمہور کی دلیل ہے کہ اوقات خمسہ ان کے نزدیک اسی وقت تک باقی رہتے ہیں مگر عشاء کا وقت مستحب نصف شب تک ہے جیسا کہ اس حدیث میں آیا ہے اور وقت ادا اس کا صبح تک ہے جیسا کہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آگے آتا ہے اس باب میں کہ جو شخص نماز بھول جائے یا سو جائے۔

(١٣٨٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَقْتُ الظُّهْرِ مَالَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ وَوَقْتُ الْعِشَاءِ اِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَوَقْتُ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ)). [راجع: ١٣٨٨]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ظہر کا وقت باقی رہتا ہے جب تک کہ عصر کا وقت آئے (یعنی آفتاب کا سایہ ایک مثل ہو جائے) اور عصر کا وقت مستحب باقی رہتا ہے جب تک کہ آفتاب زرد نہ ہو، وقت مغرب کا باقی رہتا ہے جب تک کہ شفق کی تیزی نہ جائے اور وقت مستحب عشاء کا باقی رہتا ہے جب تک کہ آدھی رات نہ ہو اور وقت فجر کا باقی رہتا ہے جب تک کہ آفتاب نہ نکلے۔''

(١٣٨٧) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ فِي حَدِيْثِهِمَا قَالَ شُعْبَةُ: رَفَعَهُ مَرَّةً وَ لَمْ يَرْفَعْهُ مَرَّتَيْنِ. [راجع: ١٣٨٦]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٣٨٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَقْتُ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُوْلِهِ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَالَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ظہر کا وقت اس وقت تک ہوتا ہے جب سورج ڈھل جائے اور رہتا ہے جب تک کہ آدمی کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو جائے جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے۔ اور عصر کا وقت جب تک رہتا ہے کہ آفتاب زرد نہ ہو اور وقت مغرب جب تک رہتا ہے کہ شفق غائب نہ ہو اور وقت عشاء کا جب تک

وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ الْاَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مَالَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَاَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ)). [راجع: ١٣٨٦]

رہتا ہے کہ بیچ کی آدھی رات نہ ہو اور وقت نماز فجر کا طلوع فجر سے جب تک ہے، کہ آفتاب نہ نکلے۔ پھر جب آفتاب نکل آئے تو نماز سے رکا رہے اس لئے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں میں نکلتا ہے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ شفق سے مراد وہ سرخی ہے جو آسمان پر ظاہر ہوتی ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور فقہا کا اور اہل لغت کا اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور مزنی رحمہ اللہ اور ایک فرقہ فقہا اور اہل لغت کا کہنا ہے کہ مراد اس سے وہ سفیدی ہے جو بعد زوال سرخی کے بھی تھوڑی دیر رہتی ہے مگر قول اول راجح ہے چنانچہ اس بارہ میں نووی رحمہ اللہ نے تہذیب اللغات اور شرح مہذب میں بہت دلائل نقل کئے ہیں اور شیطان کے سینگوں سے یا تو اس کی جماعت اور گھر والے مراد ہیں یا اس کا ایک کنارہ سر کا۔ اور ظاہر حدیث معنی ثانی پر دال ہے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ وہ کئی وقت اپنا سر سورج کے نزدیک کر دیتا ہے کہ جو لوگ سورج کو سجدہ کریں وہ سجدہ گویا اس مردود کو ہو اور اس وقت گویا شیطان اور اس کے گروہ کا غلبہ اور تسلط ہوتا ہے اس لئے اس وقت نماز پڑھنے کو منع فرمایا۔

(١٣٨٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهُ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ: ((وَقْتُ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مَالَمْ يَطْلُعْ قَرْنُ الشَّمْسِ الْاَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الظُّهْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَآءِ مَالَمْ تَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعَصْرِ مَالَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَيَسْقُطْ قَرْنُهَا الْاَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ اِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مَالَمْ يَسْقُطِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ)). [راجع: ١٣٨٦]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کا وقت پوچھا گیا۔ فرمایا: "نماز فجر کا وقت جب تک ہے کہ سورج کا اوپر کا کنارہ نہ نکلے اور ظہر کی نماز کا وقت جب ہے کہ آسمان کے بیچ سے آفتاب ڈھل جائے، جب تک کہ عصر کا وقت نہ آئے اور عصر کا وقت جب تک ہے کہ آفتاب زرد ہو جائے اور اس کا اوپر کا کنارہ ڈوب نہ جائے اور مغرب کی نماز کا وقت جب ہوتا ہے کہ آفتاب ڈوب جائے جب تک کہ شفق نہ ڈوبے اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے۔"

○ ○ ○ ○

(١٣٩٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ: لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ.

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ یحییٰ سے سنا کہ فرماتے تھے: علم آرام طلبی کے ساتھ نصیب نہیں ہوتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگرچہ اس حدیث کو مواقیت صلوٰۃ سے کچھ تعلق نہیں تاہم امام مسلم رحمہ اللہ نے اس جگہ شاید اس لئے ذکر کر دیا کہ عبداللہ بن عمرو کی روایت کو جو کئی عمدہ طریقوں سے روایت کیا ہے اور اس کے کثرت فوائد اور وفور مقاصد پر نظر کی تو علم کی علو منزلت کا خیال کر کے لوگوں کی ترغیب و تحریض کیلئے اس کو نقل کر دیا کہ لوگ ہمیشہ علم کے طالب رہیں۔

(١٣٩١) عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ لَهُ ((صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ)) يَعْنِى الْيَوْمَيْنِ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ نبی ﷺ سے ایک شخص نے نماز کا وقت پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم دو روز ہمارے ساتھ نماز پڑھو"۔ پھر جب آفتاب ڈھل گیا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی۔ پھر حکم

فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ اَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَآءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا اَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِيْ اَمَرَهٗ فَاَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَ بِهَا فَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَ بِهَا وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ اَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِيْ كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَآءَ بَعْدَ مَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَاَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ: ((اَيْنَ السَّآئِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ؟)) فَقَالَ الرَّجُلُ: اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((وَقْتُ صَلٰوتِكُمْ بَيْنَ مَارَاَيْتُمْ)) . [ترمذی: ۱۵۲؛ نسائی: ۵۱۸؛ ابن ماجہ: ٦٦٧]

دیا۔ انہوں نے اقامت کہی۔ پھر عصر پڑھی اور سورج بلند تھا سفید صاف پھر حکم دیا تو اقامت کہی مغرب کی جب آفتاب ڈوب گیا۔ پھر حکم دیا تو اقامت کہی عشاء کی جب شفق ڈوب گئی۔ پھر حکم دیا اقامت کہی فجر کی جب فجر طلوع ہوئی۔ پھر جب دوسرا دن ہوا۔ حکم کیا تو ظہر ٹھنڈے وقت پڑھی اور بہت ٹھنڈے وقت پڑھی اور عصر پڑھی اور سورج بلند تھا مگر روز اول سے ذرا تاخیر کی اور مغرب پڑھی شفق ڈوبنے سے پہلے اور عشاء پڑھائی تہائی رات کے بعد اور فجر پڑھی جب خوب روشنی ہوگئی۔ پھر فرمایا: ''وہ سائل کہاں ہے جو نماز کا وقت پوچھتا تھا؟'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ جو دونوں وقت تم نے دیکھے ان کے بیچ میں تمہاری نماز کا وقت ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب کا وقت بھی دراز ہے ایسا تنگ نہیں جیسا بعض نے سمجھا ہے کہ بعد غروب آفتاب کے اتنا ہی وقت ہے کہ آدمی اس میں طہارت کر کے نماز ادا کر لے اور اس حدیث میں آپ نے اس کے جواب کو کر کے بتا دیا کہ اس میں زبانی بتانے سے زیادہ ایضاح اور سہولت ہے۔ اور اس سے ثابت ہوا کہ تاخیر نماز کے وقت مستحب تک روا ہے نہ یہاں تک کہ وقت مکروہ آ جائے۔

(۱۳۹۲) عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَاَلَهٗ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ: ((اشْهَدْ مَعَنَا الصَّلٰوةَ)) فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ بِغَلَسٍ فَصَلَّى الصُّبْحَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالظُّهْرِ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَآءِ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالْمَغْرِبِ حِيْنَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالْعِشَآءِ حِيْنَ وَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهٗ الْغَدَ فَنَوَّرَ بِالصُّبْحِ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالظُّهْرِ فَاَبْرَدَ ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ بَيْضَآءُ نَقِيَّةٌ لَمْ تُخَالِطْهَا

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور نماز کے وقتوں کی بابت پوچھنے لگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہمارے ساتھ نماز میں حاضر رہو۔'' پھر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا۔ انہوں نے اذان دی تاریکی میں۔ پھر صبح کی نماز پڑھی جب فجر طلوع ہوئی۔ پھر حکم کیا ظہر کا جب آسمان کے بیچ سے آفتاب ڈھلا۔ پھر حکم کیا عصر کا اور سورج بلند تھا پھر حکم دیا مغرب کا جب سورج ڈوبا۔ پھر حکم دیا عشاء کا جب شفق ڈوبی۔ پھر حکم کیا ان کو دوسرے دن اور روشنی میں پڑھی صبح پھر ان کو ظہر کا حکم کیا اور ٹھنڈے وقت نماز پڑھی پھر ان کو عصر کا حکم کیا اور سورج سفید تھا کہ اس میں زردی نہ ملنے پائی تھی۔ پھر ان کو مغرب کا حکم کیا قبل اس کے کہ شفق جانے پائے پھر ان کو عشاء کا حکم کیا جب ثلث لیل گزر گئی یا اس

صُفْرَةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ قَبْلَ اَنْ يَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَمَرَهُ بِالْعِشَآءِ عِنْدَ ذَهَابِ ثُلُثِ اللَّيْلِ اَوْبَعْضِهِ شَكَّ حَرَمِيٌّ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ: ((اَيْنَ السَّآئِلُ؟ مَا بَيْنَ مَا رَاَيْتَ وَقْتٌ)).

[راجع: ١٣٩١]

سے کچھ کم۔ شک کیا حرمی نے اس میں (جو راوی حدیث ہیں) پھر صبح ہوئی فرمایا: ”کہاں ہے وہ سائل۔“ پھر فرمایا: ”اس کے درمیان میں جو تم نے دیکھا ہے سب وقت ہے۔“



(١٣٩٣) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ اَتَاهُ سَائِلٌ يَسْاَلُهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ؟ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا قَالَ: فَاَقَامَ الْفَجْرَ حِيْنَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالظُّهْرِ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: قَدِ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَ هُوَ كَانَ اَعْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِيْنَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَمَرَهُ فَاَقَامَ الْعِشَآءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ اَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ اَوْ كَادَتْ ثُمَّ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى كَانَ قَرِيْبًا مِنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْاَمْسِ ثُمَّ اَخَّرَ الْعَصْرَ حَتّٰى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُوْلُ: قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ سُقُوْطِ الشَّفَقِ ثُمَّ اَخَّرَ الْعِشَآءَ حَتّٰى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاَوَّلُ ثُمَّ اَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ: ((الْوَقْتُ مَا بَيْنَ هٰذَيْنِ)). [ابوداود: ٣٩٥؛ نسائی: ٥٢٢]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک سائل حاضر ہوا اور نماز کے اوقات پوچھنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا (اس لیے کہ آپ ﷺ کو کر کے بتانا منظور تھا) پھر فجر ادا کی جب فجر نکلی اور لوگ ایک دوسرے کو پہچانتے نہ تھے۔ (یعنی اندھیرے کے سبب سے) پھر حکم کیا اور ظہر ادا کی جب آفتاب ڈھل گیا اور کہنے والا کہتا تھا کہ دوپہر ہوگئی اور حضور ﷺ سب سے بہتر جانتے تھے۔ پھر ان کو حکم کیا اور عصر کی نماز ادا کی اور سورج بلند تھا۔ پھر ان کو حکم کیا اور ادا کی مغرب جب سورج ڈوب گیا۔ پھر حکم کیا ان کو اور ادا کی عشاء جب ڈوب گئی شفق پھر حکم کیا فجر کا دوسرے دن اور جب اس سے فارغ ہوئے تو کہنے والا کہتا تھا کہ سورج نکل آیا یا نکلنے کو ہے۔ پھر تاخیر کی ظہر میں یہاں تک کہ قریب ہوگیا کل کے عصر کے پڑھنے کا وقت۔ پھر تاخیر کی عصر میں یہاں تک کہ جب فارغ ہوئے کہنے والا کہتا تھا کہ آفتاب سرخ ہوگیا پھر تاخیر کی مغرب کی کہ شفق ڈوبنے کے قریب ہوگئی پھر تاخیر کی عشاء کی یہاں تک کہ تہائی رات ہوگئی اول کی۔ پھر صبح ہوئی اور سائل کو بلایا اور فرمایا: ”نماز کے اوقات ان دونوں وقتوں کے بیچ میں ہیں۔“



(١٣٩٤) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ سَائِلًا اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَاَلَهُ عَنْ مَوَاقِيْتِ الصَّلٰوةِ؟ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: فَصَلَّى الْمَغْرِبَ

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے وہی روایت کی جو اوپر گزری ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس راوی نے کہا: مغرب کی نماز دوسرے دن غروب شفق سے پہلے پڑھی۔

قَبْلَ اَنْ يَغِيْبَ الشَّفَقُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي.

[راجع: ١٣٩٣]

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ لِمَنْ يَمْضِي إِلٰى جَمَاعَةٍ وَ يَنَالُهُ الْحَرُّ فِي طَرِيْقِهِ.

باب: سخت گرمی میں ظہر ٹھنڈے وقت پڑھنے کا بیان اس کے لیے جو جماعت کے ساتھ نماز کیلئے جائے اور راہ میں گرمی زیادہ محسوس کرے۔

(١٣٩٥) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّهُ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)).

[ابوداود: ٤٠٢؛ ترمذي: ١٥٧؛ نسائي: ٤٩٩؛ ابن ماجه: ٦٧٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی زیادہ ہو تو (ظہر کی نماز) ٹھنڈے وقت پڑھو، اس لیے کہ گرمی کی شدت دوزخ کی بھاپ سے ہے۔“

(١٣٩٦) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ سَوَاءً.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

(١٣٩٧) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا كَانَ الْيَوْمُ الْحَارُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي اَبُوْيُوْنُسَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ.)) قَالَ عَمْرٌو: وَحَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِ ذٰلِكَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرم دن ہو تو ٹھنڈے وقت نماز ادا کرو اس لیے کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔“ عمرو نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ابویونس نے ابو ہریرہ سے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز کو ٹھنڈا کر اس لیے کہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔“ عمرو نے کہا: ”مجھ سے ابن شہاب نے، انہوں نے ابن مسیب سے اور ابوسلمہ سے روایت کی کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی رسول اللہ ﷺ سے اسی روایت کے مانند۔

(١٣٩٨) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ هٰذَا الْحَرَّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بیشک یہ گرمی جہنم کی بھاپ سے ہے تم نماز کو ٹھنڈے وقت ادا کرو۔“

(١٣٩٩) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ : ((اَبْرِدُوْا عَنِ الْحَرِّ فِي الصَّلَاةِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو احادیث رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹھنڈا کرو نماز کو گرمی سے کیونکہ گرمی کی سختی جہنم کی بھاپ سے ہے۔“

فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)).

○ ○ ○ ○

(١٤٠٠) عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: أَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللهِ ﷺ بِالظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((أَبْرِدْ)) أَوْقَالَ: ((إِنْتَظِرْ إِنْتَظِرْ)) وَقَالَ: ((إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ)) قَالَ أَبُوذَرٍّ: حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ.

[بخاری: ٥٣٥، ٥٣٩، ٦٢٩، ٣٢٥٨؛ ابوداود: ٤٠١؛ ترمذی: ١٥٨]

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے ظہر کی اذان دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ذرا ٹھنڈا ہونے دو، ذرا ٹھنڈا ہونے دو“ یا فرمایا: ”ذرا انتظار کرو، ذرا انتظار کرو۔“ اور فرمایا: ”گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔ پھر جب گرمی شدت کی ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت ادا کرو۔“ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہاں تک انتظار کیا کہ ہم نے ٹیلوں کے سایے تک دیکھ لیے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی بہت دیر ہوئی اس لیے کہ ٹیلا زمین سے تھوڑا ملا ہوتا ہے اور چاروں طرف سے دبا ہوا اس کا سایہ نہیں پڑتا مگر جب کہ زوال کو زیادہ دیر ہو جائے مگر اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مثل کے بعد پڑھی ہو اس لیے کہ اگر یہ ہوتا تو راوی اسی مثل کو بیان کرتا یہ آسان تھا بخلاف ٹیلوں کے سایہ کے۔

(١٤٠١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((إِشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ: يَارَبِّ! أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ: نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَهُوَ أَشَدُّ مَاتَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَاتَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دوزخ کی آگ نے اپنے پروردگار کے آگے شکایت کی اور عرض کی کہ اے رب! کھا گیا میرا ایک ٹکڑا دوسرے کو تو اس کو دو سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں، سو اسی وجہ سے ہے جو تم پاتے ہو شدت گرمی اور سردی کی۔“

○ ○ ○ ○

(١٤٠٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا كَانَ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلَاةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) وَذَكَرَ ((أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلَى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ: نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی ہو تو نماز کو ٹھنڈا کرلو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے اور ذکر کیا کہ آگ نے اپنے رب سے شکایت کی تو اس کو اجازت مل گئی ایک سال میں دو سانس لینے کی ایک سانس گرمی میں اور ایک سانس سردی میں۔“

○ ○ ○ ○

(١٤٠٣) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: ((قَالَتِ النَّارُ: رَبِّ! أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأْذَنْ لِي أَتَنَفَّسْ فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ بَرْدٍ أَوْزَمْهَرِيْرٍ فَمِنْ نَفَسِ جَهَنَّمَ وَمَا وَجَدْتُمْ مِنْ حَرٍّ أَوْ حَرُوْرٍ فَمِنْ نَفَسِ جَهَنَّمَ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”دوزخ نے کہا: اے میرے رب! میرا ایک ٹکڑا دوسرے کو کھا گیا سو مجھے سانس لینے کی اجازت دے۔ پس اسے دو سانسوں کی اجازت دی، ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں۔ سو جو پاتے ہو تم سردی سے وہ جہنم کی سانس ہے اور جو پاتے ہو تم گرمی سے وہ جہنم کی سانس ہے۔“

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے ذکر کیا قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو ادراک اور قوت تکلم دی ہے کہ اس نے اپنے رب سے شکایت کی اور اہل سنت کا مذہب ہے کہ دوزخ اور جنت دونوں مخلوق ہیں اور یہ سب احادیث اپنے ظاہر پر محمول ہیں ظاہر حدیث یہی ہے اور ابراد مشروع ہے ظہر میں نہ عصر میں مگر نزدیک اشہب مالکی رحمہ اللہ کے اور صلوۃ جمعہ میں ابراد جمہور کے نزدیک مشروع نہیں مگر بعض اصحاب شافعیہ کے نزدیک۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الظُّهْرِ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ فِي غَيْرِ شِدَّةِ الْحَرِّ.

باب: جب گرمی نہ ہو تو ظہر اول وقت پڑھنی چاہیے۔

(١٤٠٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ.

[ابوداود: ٨٠٦؛ نسائی: ٩٧٩؛ ابن ماجه: ٦٧٣]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ ظہر پڑھا کرتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جب گرمی نہ ہو تو ظہر کا اول وقت پڑھنا مستحب ہے۔

(١٤٠٥) عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الصَّلٰوةَ فِي الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا. [نسائی: ٦٧٣]

خباب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے شکایت کی رسول اللہ ﷺ سے نہایت دھوپ میں نماز پڑھنے کی (یعنی ظہر میں) تو آپ نے ہماری شکایت کو قبول نہ فرمایا۔

فائدہ۔ شاید یہ لوگ خواہاں ہوں گے کہ آخر وقت مستحب سے بھی زیادہ تاخیر فرمائیں۔

(١٤٠٦) عَنْ خَبَّابٍ قَالَ: أَتَيْنَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ حَرَّ الرَّمْضَاءِ فَلَمْ يُشْكِنَا قَالَ زُهَيْرٌ: قُلْتُ لِأَبِي إِسْحٰقَ: أَفِي الظُّهْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: أَفِي تَعْجِيلِهَا؟ قَالَ: نَعَمْ.

[راجع: ١٤٠٥]

خباب رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ ﷺ سے سخت دوپہر کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے قبول نہ فرمائی۔ زہیر نے کہا: میں نے ابواسحاق سے پوچھا: کیا ظہر کی نماز کی شکایت تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا: اول وقت نماز ادا کرنے کی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔

(١٤٠٧) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ. [بخاری: ٣٨٥، ٥٤٢، ١٢٠٨؛ ابوداود: ٦٦٠؛ ترمذی: ٥٨٤؛ نسائی: ١١١٥؛ ابن ماجه: ١٠٣٣]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گرمی کی شدت میں نماز پڑھتے تھے، پھر جب کسی سے پیشانی سجدہ میں زمین پر نہ رکھی جاتی تھی تو اپنا کپڑا بچھا کر اس کے اوپر سجدہ کرتا تھا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالْعَصْرِ.

باب: عصر اول وقت پڑھنے کا بیان۔

(١٤٠٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور سورج بلند رہتا تھا اور اس میں گرمی ہوتی تھی اور جانے والا اونچے کناروں تک جاتا

مُرْتَفِعَةً حَيَّةً فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ لَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ . [ابوداود: ٤٠٤؛ نسائی: ٥٠٦؛ ابن ماجه: ٦٨٢]

تھا اور وہاں پہنچ جاتا تھا اور آفتاب بلند رہتا تھا۔ قتیبہ نے اپنی روایت میں اونچے کناروں کا ذکر نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٤٠٩) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ سَوَاءً.

انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت اس سند سے بھی بیان کی ہے۔

(١٤١٠) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى قُبَاءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ. [بخاری: ٥٤٨؛ نسائی: ٥٠٥]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نماز عصر پڑھ کر قبا کو جاتے تھے اور وہاں پہنچنے پر بھی آفتاب بلند رہتا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ مدینہ کے بعض بلند کنارے آٹھ میل تک تھے اور بعض دو میل تک اور قبا مدینہ سے تین میل ہے۔

(١٤١١) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْاِنْسَانُ اِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ. [راجع: ١٤١٠]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ ہم عصر کی نماز پڑھ چکتے تھے۔ پھر آدمی بنی عمرو بن عوف کے محلہ جاتا تھا اور ان کو عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ بنی عمرو بن عوف مدینہ سے دو میل پر تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی مسجد میں نماز عصر بہت اول وقت ہوتی تھی اور یہی افضل ہے۔

(١٤١٢) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهُ دَخَلَ عَلَى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ: اَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ؟ فَقُلْنَا لَهُ: اِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ: فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى اِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطٰنِ قَامَ فَنَقَرَهَا اَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا اِلَّا قَلِيْلًا)). [ابوداود: ٤١٣؛ ترمذی: ١٦٠؛ نسائی: ٥١٠]

علاء بن عبدالرحمن سے روایت ہے کہ وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر ظہر پڑھ کر گئے اور انس رضی اللہ عنہ کا گھر مسجد کے پاس تھا۔ پھر جب ہم لوگ ان کے یہاں گئے تو انہوں نے کہا: تم عصر پڑھ چکے؟ ہم نے کہا: ہم تو ابھی ظہر پڑھ کر آئے ہیں تو انہوں نے کہا: عصر پڑھ لو۔ پھر جب عصر پڑھ چکے تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''یہ نماز منافق کی ہے کہ بیٹھا سورج کو دیکھتا ہے پھر جب وہ شیطان کے دونوں سینگوں میں ہو جاتا ہے تو اٹھ کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اس میں اللہ کو یاد نہیں کرتا مگر تھوڑا۔''

○ ○ ○ ○

(١٤١٣) عَنْ اَبِي اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ يَقُوْلُ:

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے ساتھ

صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْنَا يَاعَمِّ! مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِيْ صَلَّيْتَ؟ قَالَ: الْعَصْرُ وَهٰذِهِ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِيْ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَهُ.

[بخاري: ٥٤٩؛ نسائي: ٥٠٨]

نماز پڑھی۔ پھر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو ان کو عصر کی نماز پڑھتے دیکھا تو میں نے کہا: اے میرے چچا! یہ کونسی نماز ہے؟ انہوں نے فرمایا: عصر کی اور یہ وہ نماز ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ (یعنی وقت مسنون یہی ہے)۔

○ ○ ○ ○

(١٤١٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ: صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّا نُرِيْدُ اَنْ نَّنْحَرَ جَزُوْرًا لَنَاوَنَحْنُ نُحِبُّ اَنْ تَحْضُرَهَا قَالَ: ((نَعَمْ)) فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْنَا مَعَهُ فَوَجَدْنَا الْجَزُوْرَ لَمْ تُنْحَرْ فَنُحِرَتْ ثُمَّ قُطِعَتْ ثُمَّ طُبِخَ مِنْهَا ثُمَّ اَكَلْنَا قَبْلَ اَنْ تَغِيْبَ الشَّمْسُ. [بخاري: ٢٤٨٥]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم کو رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر جب فارغ ہو چکے تو بنی سلمہ کا ایک آدمی آپ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنا ایک اونٹ ذبح کرنا چاہتے ہیں اور آرزو رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ بھی تشریف لائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا۔'' پھر آپ ﷺ چلے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ گئے اور اونٹ ابھی ذبح نہیں ہوا تھا۔ پھر وہ ذبح ہوا اور کاٹا گیا اور پکایا اور ہم نے اس میں سے آفتاب غروب ہونے سے پہلے کھایا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ بہت اول وقت عصر کی نماز پڑھا کرتے تھے کہ یہ سب کام ایک پہر سے کم میں نہیں ہو سکتے۔ اور اس حدیث سے دعوت کا قبول کرنا ثابت ہوا خواہ اول روز میں ہو تو خواہ آخر روز میں۔

(١٤١٥) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ يَقُوْلُ: كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُوْرُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ ثُمَّ نَطْبَخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيْجًا قَبْلَ مَغِيْبِ الشَّمْسِ.

رافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھتے تھے اور پھر اونٹ ذبح ہوتا تھا اور اس کے دس حصے تقسیم ہوتے تھے اور وہ پکایا جاتا تھا اور قبل غروب آفتاب کے ہم پختہ گوشت کھا لیتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٤١٦) عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: كُنَّا نَنْحَرُ الْجَزُوْرَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَقُلْ: كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَهُ.

اوزاعی نے اسی اسناد سے یہ روایت کی اس میں فقط اتنا ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم اونٹ کو ذبح کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بعد عصر کے اور یہ نہیں کہا کہ ہم نماز ان کے ساتھ پڑھتے تھے۔

بَابُ التَّغْلِيْظِ فِيْ تَفْوِيْتِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ.

باب: عصر کی نماز کے فوت ہونے پر سختی کا بیان۔

(١٤١٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الَّذِيْ تَفُوْتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ)). [بخاري: ٥٥٦؛ ابوداود: ٤١٤]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے گویا اس کا اہل اور مال ہلاک ہو گیا۔''

○ ○ ○ ○

(١٤١٨) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: عَمْرٌو يَبْلُغُ بِهِ وَ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ: رَفَعَهُ. [نسائی: ٥١١؛ ابن ماجه: ٦٨٥]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٤١٩) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَ مَالَهُ)).

حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی عصر کی نماز فوت ہوگئی گویا کہ اس کا گھر اہل و متاع تباہ ہوگیا۔“

بَابُ الدَّلِيْلِ لِمَنْ قَالَ: الصَّلٰوةُ الْوُسْطٰى هِيَ صَلٰوةُ الْعَصْرِ.

باب: نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔

(١٤٢٠) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْاَحْزَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَلَاَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ نَارًا كَمَا حَبَسُوْنَا وَشَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ)). [بخاری: ٢٩٣١، ٤١١١، ٤٥٣٣، ٦٣٩٦؛ ابوداود: ٤٠٩؛ ترمذی: ٢٩٨٤؛ نسائی: ٤٧٢]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: احزاب کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے جیسے انہوں نے روکا ہم کو نماز وسطیٰ (یعنی نماز عصر) سے اور مشغول کر دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں تصریح آگئی ہے کہ نماز وسطیٰ عصر ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف تھا کہ نماز وسطیٰ جو قرآن میں مذکور ہے کونسی نماز ہے۔ حضرت علی اور ابن مسعود اور ابوایوب اور ابن عباس اور ابی سعید خدری اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم اور عبید سلمانی اور حسن بصری اور ابراہیم نخعی اور قتادہ اور ضحاک اور کلبی اور مقاتل اور ابوحنیفہ اور احمد اور ابوداؤد رحمہم اللہ اور ابن منذر وغیرہ کا مذہب یہی ہے کہ وہ نماز عصر ہے اور ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہی قول ہے اکثر علمائے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اور جو ان کے بعد ہیں۔ اور ماوردی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اس لیے کہ احادیث اس بارہ میں صحت کے ساتھ وارد ہو چکی ہیں۔ اور شافعی رحمہ اللہ نے نص کیا ہے کہ وہ صبح ہے۔ اس لیے ان کو احادیث عصر کی نہیں پہنچی اگر پہنچتی تو وہ بھی اس کے قائل ہوتے کہ وہ نماز عصر ہے اس لیے کہ اصل مذہب ان کا اتباع احادیث ہے اور ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ وہ نماز صبح ہے اور یہ منقول ہے عمر بن خطاب اور معاذ بن جبل اور ابن عباس اور ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم اور عطاء اور عکرمہ اور مجاہد اور ربیع بن انس اور مالک اور شافعی رحمہم اللہ اور جمہور شافعیہ وغیرہم سے۔ اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ وہ ظہر ہے اور یہ منقول ہے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ اور عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے۔ اور ایک روایت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی ایسی ہی آئی ہے اور قبیص بن ذویب نے کہا: وہ مغرب ہے۔ اور ان لوگوں کے سوا کسی نے کہا کہ وہ عشاء ہے اور کسی نے کہا کہ وہ نماز پنجگانہ میں سے کوئی نماز مبہم ہے، کہ ہم کو اس کا علم نہیں۔ اور بعض نے کہا: پانچوں نمازیں وسطیٰ ہیں۔ نقل کیا یہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اور بعض نے کہا: وہ نماز جمعہ ہے۔ اور ان سب قولوں میں دو قول صحیح ہیں ایک صبح دوسری عصر اور صحیح تر عصر ہے بسبب ورود احادیث صحیحہ صریحہ کے۔ اور جس نے جمعہ کہا اس کا مذہب تو نہایت ضعیف ہے اور جس نے کہا: پانچوں نمازیں ہیں وہ تو ضعیف کہا بلکہ غلط ہے۔

(١٤٢١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ: نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ: اَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمٰنَ جَمِيْعًا

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ١٤٢٠]

(١٤٢٢) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ: نَا شُعْبَةُ قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاَحْزَابِ: ((شَغَلُوْنَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى آبَتِ الشَّمْسُ مَلَا اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ نَارًا اَوْ بُيُوْتَهُمْ اَوْبُطُوْنَهُمْ)). شَكَّ شُعْبَةُ فِی الْبُيُوْتِ وَالْبُطُوْنِ. [راجع: ١٤٢٠]

علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احزاب والے دن ارشاد فرمایا: ''کافروں نے ہمیں نماز عصر سے روک رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ اللہ ان کی قبروں اور ان کے گھروں یا پیٹوں کو آگ سے بھر دے۔'' شعبہ کو گھروں اور پیٹوں میں شک ہو گیا۔

(١٤٢٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ: نَا ابْنُ أَبِیْ عَدِيٍّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: ((بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ))۔ وَلَمْ يَشُكَّ. [راجع: ١٤٢٠]

قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بھی اسی طرح نقل کی گئی ہے اور اس میں بغیر کسی شک کے ((بُيُوْتَهُمْ وَ قُبُوْرَهُمْ)) کے الفاظ ہیں۔

(١٤٢٤) عَنْ عَلِيٍّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاَحْزَابِ وَهُوَقَاعِدٌ عَلٰى فُرْضَةٍ مِنْ فُرَضِ الْخَنْدَقِ: ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ مَلَا اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ اَوْقَالَ: قُبُوْرَهُمْ وَبُطُوْنَهُمْ نَارًا)).

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احزاب کے دن (یہ غزوہ مشہور ہے ہجرت کے چوتھے سال ہوا ہے اور بعض نے کہا: پانچواں سال ہوا ہے) خندق کے ایک راستہ پر بیٹھے تھے اور فرماتے تھے: ''ان کافروں نے ہم کو نماز وسطیٰ سے باز رکھا یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ ان کی قبروں اور گھروں کو یا قبروں اور پیٹوں کو اللہ آگ سے بھر دے۔''

(١٤٢٥) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْاَحْزَابِ: ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَا اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا)) ثُمَّ صَلَّاهَا بَيْنَ الْعِشَاءَ يْنِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے دن فرمایا: ''ان کافروں نے ہم کو نماز وسطیٰ نماز عصر سے باز رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔'' پھر آپ ﷺ نے مغرب اور عشاء کے بیچ میں عصر کی نماز کو پڑھا۔

فائدہ: یہ تاخیر سہواً ہوئی اور نسیاناً یا بسبب اشتغال دشمن کے قبل صلوٰۃ خوف کے۔ باقی رہا اب اگر اشتغال عدو کے ساتھ ہو تو صلوٰۃ خوف پڑھنی چاہیے اور تاخیر روا نہیں۔ اور بخاری میں ہے کہ فقط نماز عصر فوت ہوئی اور ظاہر حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہی ایک نماز فوت ہوئی اور موطا میں ہے کہ ظہر اور عصر دونوں فوت ہوئیں اور دوسری کتابوں میں ہے کہ چاروں نمازیں ملا کر پڑھیں۔ ظہر و عصر و مغرب و عشاء اور تطبیق اس میں یوں ہے کہ واقعہ احزاب کا کئی روز رہا تھا۔ اس میں کئی بار ایسا اتفاق ہوا ہوگا ایک بار ایسا ایک بار ویسا۔

(١٤٢٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: حَبَسَ الْمُشْرِكُوْنَ

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو نماز عصر سے مشرکوں نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى احْمَرَّتِ الشَّمْسُ اَوِاصْفَرَّتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَاَ اللّٰهُ اَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا)) اَوْ [قَالَ]: ((حَشَا اللّٰهُ اَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا)).

[ترمذی: ۱۸۱، ۲۹۸۵؛ ابن ماجہ: ۶۸۶]

روک دیا یہاں تک کہ آفتاب سرخ یا زرد ہو گیا، سو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ انہوں نے روک دیا ہم کو نماز وسطیٰ نماز عصر سے۔ اللہ ان کے پیٹوں میں اور قبروں میں آگ بھر دے یا فرمایا ((حشا اللہ)) معنی دونوں کے ایک ہیں۔



(۱۴۲۷) عَنْ اَبِیْ یُوْنُسَ مَوْلٰى عَائِشَةَ اَنَّهٗ قَالَ: اَمَرَتْنِیْ عَائِشَةُ اَنْ اَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا وَقَالَتْ: اِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَاٰذِنِّیْ ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ [۲/ البقرة ۲۳۸] قَالَ: فَلَمَّا بَلَغْتُهَا اٰذَنْتُهَا فَاَمْلَتْ عَلَیَّ: حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

[ابوداود: ۴۱۰؛ ترمذی: ۲۹۸۲؛ نسائی: ۴۷۱]

ابو یونس جو مولیٰ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یعنی آزاد کردہ غلام انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک قرآن ہم کو لکھ دو، اور فرمایا کہ جب تم اس آیت ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ﴾ پر پہنچو تو مجھے خبر دو۔ پھر جب میں وہاں تک پہنچا تو میں نے ان کو خبر کر دی انہوں نے مجھے بتایا کو یوں لکھو ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قَانِتِيْنَ﴾ یعنی حفاظت کرو نمازوں کی اور نماز وسطیٰ اور نماز عصر کی اور اللہ کے آگے ادب سے کھڑے ہو۔ اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسا ہی سنا ہے۔

(۱۴۲۸) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَقَرَاْنَاهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللّٰهُ فَنَزَلَتْ: ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ فَقَالَ رَجُلٌ۔ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيْقٍ۔ لَهٗ: هِیَ اِذًا صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَاءُ: قَدْ اَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت اتری ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْعَصْرِ﴾ یعنی حفاظت کرو نمازوں پر اور نماز عصر پر اور ہم اس کو پڑھتے رہے جب تک اللہ نے چاہا۔ پھر یہ منسوخ ہو گئی اور اتری ﴿حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى﴾ (یعنی حفاظت کرو نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی) تو ایک شخص شقیق کے پاس بیٹھا تھا غرض کہ اس نے کہا کہ اب تو صلوۃ وسطیٰ یہی نماز عصر ہے۔ تو براء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تو تم کو بتلا چکا ہوں کہ یہ کیوں کر اتری اور کیوں کر اللہ تعالیٰ نے اس کو منسوخ کر دیا اور اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

(۱۴۲۹) قَالَ [مُسْلِمٌ] وَرَوَاهُ الْاَشْجَعِیُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِیِّ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شَقِيْقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: قَرَاْنَاهَا مَعَ النَّبِیِّ ﷺ زَمَانًا بِمِثْلِ حَدِيْثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوْقٍ.

مسلم نے کہا: روایت کی یہ ہم سے اشجعی نے سفیان ثوری سے، انہوں نے اسود بن قیس سے، انہوں نے شقیق سے، انہوں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہ کہا انہوں نے: پڑھا ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک زمانہ تک مانند روایت فضیل بن مرزوق کے۔ (یعنی جو اوپر گزری)



(١٤٣٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ! مَاكِدْتُ اَنْ اُصَلِّيَ الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتْ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((فَوَاللّٰهِ! اِنْ صَلَّيْتُهَا)) فَنَزَلْنَا اِلٰى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بَعْدَ مَاغَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ. [بخاری: ٥٩٦، ٥٩٨، ٦٤١، ٩٤٥، ٤١١٢؛ ترمذی: ١٨٠؛ نسائی: ١٣٦٥]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خندق کے دن آئے اور قریش کے کافروں کو برا کہنے لگے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا کہ میں نے عصر کی نماز پڑھی ہو یہاں تک کہ آفتاب قریب غروب ہوگیا۔ سو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قسم ہے اللہ کی میں نے بھی نہیں پڑھی۔“ پھر ہم ایک کنکریلی زمین کی طرف گئے اور رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور ہم سب نے وضو کیا اور آپ ﷺ نے غروب آفتاب کے بعد عصر کی نماز پڑھی، پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٤٣١) عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

یحییٰ بن کثیر سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَاب فَضْلِ صَلٰوتَيِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا

باب: صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت اور ان کی محافظت کا بیان۔

(١٤٣٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِيْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: تَرَكْنٰهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ)). [بخاری: ٥٥٥، ٧٤٢٩، ٧٤٨٦؛ نسائی: ٤٨٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے پاس رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے آگے پیچھے آتے رہتے ہیں (یعنی حفاظت کے لئے) اور نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں۔ پھر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے پاس تھے اور پروردگار ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے ان کو چھوڑا جب بھی وہ نماز پڑھتے تھے (یعنی صبح کی) اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے جب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔“

فائدہ: اس حدیث سے نماز فجر اور نماز عصر کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی۔

(١٤٣٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((وَالْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ)) بِمِثْلِ حَدِيْثِ اَبِي الزِّنَادِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے تمہارے پاس آگے پیچھے آتے ہیں۔“ باقی ابوالزناد کی حدیث کی طرح ہے۔

(١٤٣٤) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ

جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ ﷺ

يَقُوْلُ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ: ((اَمَا اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَاتُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا)) يَعْنِى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ ثُمَّ قَرَأَ جَرِيْرٌ: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا﴾. [بخاري: ٥٥٤، ٥٧٣، ٤٨٥١، ٧٤٣٤، ٧٤٣٥، ٧٤٣٦؛ ابوداود: ٤٧٢٩؛ ترمذي: ٢٥٥١؛ ابن ماجه: ١٧٧]

نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھا اور فرمایا: ”بیشک تم اپنے پروردگار کو دیکھو گے جیسے دیکھتے ہو اس چاند کو ہرگز ایک دوسرے کی آڑ میں نہ ہو گے اس کے دیکھنے میں۔ پھر اگر تم سے ہو سکے تو نہ ہارو سورج نکلنے کے قبل کی نماز میں اور سورج غروب ہونے کے قبل کی نماز میں یعنی فجر اور عصر میں۔ پھر جریر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی (یعنی پاکی بول اپنے رب کی تعریف کے ساتھ قبل طلوع آفتاب کے اور قبل غروب کے)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رؤیت باری تعالیٰ کی جانب فوق میں ہوگی اور یہی وجہ ہوگی، کہ کوئی کسی کے آڑ میں نہ ہوگا اور یہ بغیر جانب فوق کے نہیں ہو سکتا۔ پس اس میں رد ہو گیا قول جہمیان ناپاک کا جو منکران فوق ہیں اور نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ دیدار الٰہی خاص ہے مومنوں کے ساتھ۔ غرض کہ کفار اس سے محروم رہیں گے اور ایسے ہی منافقین بھی اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھیں گے اس پر ہیں جمہور اہل سنت۔

(١٤٣٥) قَالَ [مُسْلِمٌ] حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ: نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ وَوَكِيْعٌ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: ((اَمَا اِنَّكُمْ سَتُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهٗ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ)) وَقَالَ: ثُمَّ قَرَأَ وَلَمْ يَقُلْ: جَرِيْرٌ. [راجع: ١٤٣٤]

مسلم نے کہا اور روایت کی ہم سے ابوبکر بن ابی شیبہ نے، انہوں نے عبداللہ بن نمیر اور ابواسامہ اور وکیع سے اس اسناد سے اور اس میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے پروردگار کے آگے پیش کیے جاؤ گے، پھر اس کو دیکھو گے جیسے دیکھتے ہو اس چاند کو اور کہا کہ پھر پڑھی یہ آیت اور جریر رضی اللہ عنہ کا نام نہیں لیا۔

○ ○ ○ ○

(١٤٣٦) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا)) يَعْنِى الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ: اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ: وَاَنَا اَشْهَدُ اَنِّيْ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَتْهُ اُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ. [ابوداود: ٤٢٧؛ نسائي: ٤٧٠، ٤٨٦]

عمارہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے: ”نہ داخل ہوگا کبھی وہ شخص دوزخ میں جس نے نماز ادا کی قبل طلوع آفتاب کے اور قبل غروب آفتاب کے۔“ یعنی فجر اور عصر کی۔ سو بصرہ والوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ تم نے سنا ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے بھی سنا ہے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، سنا ہے میرے کانوں نے اور یاد رکھا ہے میرے دل نے۔

○ ○ ○ ○

(١٤٣٧) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُوَيْبَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا)) وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ: أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ أَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ قَالَ: وَأَنَا أَشْهَدُ لَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُهُ بِالْمَكَانِ الَّذِيْ سَمِعْتَهُ مِنْهُ. [راجع: ١٤٣٦]

عمارہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''داخل نہ ہوگا دوزخ میں جس نے نماز پڑھی آفتاب کے نکلنے سے پہلے اور ڈوبنے سے پہلے۔'' اور ان کے پاس بصرہ والوں میں سے ایک شخص تھا۔ اس نے کہا: کیا تم نے سنا ہے یہ رسول اللہ ﷺ سے؟ انہوں نے کہا: ہاں میں اس کی گواہی دیتا ہوں تو اس نے کہا کہ میں بھی گواہی دیتا ہوں اس پر کہ میں نے بھی سنا ہے کہ نبی ﷺ سے کہ فرماتے تھے ایسے اسی مکان میں جہاں سے تم نے آپ ﷺ سے سنا ہے۔

(١٤٣٨) عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلَّى الْبُرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)). [بخاري: ٥٧٤، ٥٧٤ تعليقاً]

ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو ٹھنڈی نمازیں پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٣٩) عَنْ هَمَّامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَنَسَبَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَا: ابْنُ أَبِيْ مُوْسٰى. [راجع: ١٤٣٨]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ.

باب: مغرب کا اول وقت غروب شمس سے ہے۔

(١٤٤٠) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. [بخاري: ٥٦١؛ ابوداود: ٤١٧؛ ترمذي: ١٦٤؛ ابن ماجه: ٦٨٨]

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ مغرب کی نماز پڑھا کرتے تھے جب آفتاب ڈوب جاتا اور پردہ میں چھپ جاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

(١٤٤١) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ يَقُوْلُ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ. [بخاري: ٥٥٩؛ ابن ماجه: ٦٨٧]

رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ ہم مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھ کر پھرتے اور ہم سے ہر ایک اپنے تیر گرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا (یعنی اتنی روشنی ہوتی تھی)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فوراً بعد غروب آفتاب نماز مغرب شروع ہو جاتی تھی۔

(١٤٤٢) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ بِنَحْوِهِ. [راجع: ١٤٤١]

رافع بن خدیج کہتے ہیں ہم مغرب پڑھتے تھے باقی اسی کی مثل بیان کی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ وَقْتِ الْعِشَاءِ وَتَأْخِيْرِهَا.

باب: عشاء کا وقت اور اس میں تاخیر کرنے کا بیان۔

(١٤٤٣) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَعْتَمَ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات رسول

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ بِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَهِيَ الَّتِيْ تُدْعَى الْعَتَمَةَ فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِاَهْلِ الْمَسْجِدِ حِيْنَ خَرَجَ عَلَيْهِمْ ((مَا يَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ غَيْرُكُمْ)) وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَفْشُوَ الْاِسْلَامُ فِي النَّاسِ.

اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں دیر کی جسے لوگ عتمہ کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نہ نکلے یہاں تک کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ عورتیں اور لڑکے سو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے اور فرمایا آپ ﷺ نے مسجد والوں سے جب نکلے کہ ”سوائے تمہارے کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کرتا۔“ (یہ بشارت دی کہ لوگ خوش ہو جائیں) اور یہ واقعہ لوگوں میں اسلام پھیلنے سے پہلے کا تھا۔

زَادَ حَرْمَلَةُ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَذُكِرَ لِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تَنْزُرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الصَّلٰوةِ)) وَذَاكَ حِيْنَ صَاحَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ.

حرملہ نے اپنی روایت میں یہ بات زیادہ کی کہ ابن شہاب نے کہا: اور ذکر کیا مجھ سے یعنی راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگوں کو یہ جائز نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ سے نماز کا تقاضا کرو“ اور یہ جب فرمایا کہ جب عمر رضی اللہ عنہ نے پکارا تھا۔

(١٤٤٤) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ الزُّهْرِيِّ وَذُكِرَ لِيْ وَمَا بَعْدَهٗ.

اس سند سے بھی مذکورہ بالا روایت آئی ہے کچھ کمی بیشی کے ساتھ۔

[بخاري: ٥٦٦]



(١٤٤٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَعْتَمَ النَّبِيُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فَقَالَ: ((اِنَّهٗ لَوَقْتُهَا لَوْلَآ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ)) وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ: ((لَوْلَآ اَنْ يَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ)).

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے نماز عشاء میں دیر لگائی یہاں تک کہ رات کا بڑا حصہ گزر گیا اور مسجد میں جو لوگ تھے سو گئے، پھر آپ ﷺ نکلے اور فرمایا: ”اس کا وقت یہی ہے اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا کہ میں اپنی امت پر مشقت نہ ڈالوں“ اور عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ ”اگر میری امت پر مشقت نہ ہوتی۔“

[نسائي: ٥٣٥]



فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اس کا وقت یہی ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ بعد نصف لیل کے وقت ہے بلکہ مراد یہی ہے کہ نصف لیل تک تاخیر کرنا روا ہے اور ثلث تک وقت مختار ہے چنانچہ دوسری روایتوں میں اس کی تصریح آ چکی ہے۔

(١٤٤٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَخَرَجَ اِلَيْنَا حِيْنَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ اَوْ بَعْدَهٗ فَلَا نَدْرِيْ اَشَيْءٌ شَغَلَهٗ فِيْ اَهْلِهٖ اَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَقَالَ حِيْنَ خَرَجَ: ((اِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُوْنَ صَلٰوةً مَا يَنْتَظِرُهَا اَهْلُ دِيْنٍ غَيْرُكُمْ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم ایک دن ٹھہرے رہے۔ نماز عشاء کے واسطے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ ہماری طرف نکلے جب تہائی رات گزر گئی یا اس کے بعد پھر ہم نہیں جانتے کہ آپ ﷺ کو اپنے گھر میں کچھ کام ہو گیا تھا یا کچھ اور تھا۔ پھر فرمایا آپ ﷺ نے جب نکلے کہ ”تم انتظار کرتے تھے ایسی نماز کا کہ تمہارے سوا کوئی دین والا اس کا انتظار نہیں کرتا تھا۔ اگر میری امت پر بار نہ ہوتا تو میں ہمیشہ ان کے

وَلَوْلَا اَنْ يَّثْقُلَ عَلٰى اُمَّتِيْ لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ)) ثُمَّ اَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى. [ابوداود: ٤٢٠؛ نسائی: ٥٣٦]

ساتھ اسی وقت یہ نماز پڑھا کرتا'' پھر موذن کو حکم فرمایا۔ اس نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٤٤٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَاَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ: ((لَيْسَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اللَّيْلَةَ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ)). [بخاری: ٥٧٠؛ ابوداود: ١٩٩]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن عشاء کی نماز کے وقت کسی کام میں مشغول ہو گئے اور اس میں دیر کی یہاں تک کہ ہم سو گئے، مسجد میں اور پھر جاگے، پھر سو گئے اور پھر جاگے پھر ہماری طرف رسول اللہ ﷺ نکلے اور فرمایا: ''زمین والوں سے کوئی بھی آج کی رات اس نماز کے انتظار میں نہیں ہے سوائے تمہارے۔''

○ ○ ○ ○

(١٤٤٨) عَنْ ثَابِتٍ اَنَّهُمْ سَاَلُوْا اَنَسًا عَنْ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: اَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَآءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ اَوْكَادَ يَذْهَبُ شَطْرُ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ: ((اِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَاِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ)) قَالَ اَنَسٌ: كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ مِنْ فِضَّةٍ وَرَفَعَ اِصْبَعَهُ الْيُسْرٰى بِالْخِنْصَرِ. [نسائی: ٥٣٠٠]

ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لوگوں نے انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے دیر کی عشاء میں نصف شب تک یا نصف شب کے قریب پھر آپ ﷺ آئے اور فرمایا: ''لوگ نماز پڑھ کر سو رہے اور تم جب تک نماز کے منتظر ہو گویا نماز میں ہو۔'' (یعنی ثواب کی وجہ سے) پھر انس رضی اللہ عنہ نے کہا: گویا میں اب دیکھتا ہوں آپ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک جو چاندی کی تھی اور انہوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے اشارہ کیا (یعنی انگوٹھی اسی انگلی میں تھی)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے چاندی کی انگوٹھی پہننا روا معلوم ہوا اور اسی پر مسلمین کا اجماع ہے۔

(١٤٤٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: نَظَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً حَتّٰى كَانَ قَرِيْبًا مِّنْ نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَصَلّٰى ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَكَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ فِيْ يَدِهٖ مِنْ فِضَّةٍ. [راجع: ٥٢١٧]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے ایک شب رسول اللہ ﷺ کا یہاں تک انتظار کیا کہ آدھی رات کے قریب ہو گئی پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور نماز ادا کی اور ہماری طرف متوجہ ہوئے گویا کہ میں اب دیکھ رہا ہوں آپ ﷺ کے ہاتھ میں آپ ﷺ کی انگوٹھی کی چمک کو اور وہ چاندی کی تھی۔

(١٤٥٠) عَنْ قُرَّةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ. [راجع: ١٤٤٩]

قرۃ سے بھی اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ روایت آئی ہے اور اس میں یہ لفظ نہیں ''ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ'' کہ آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔

(١٤٥١) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ: كُنْتُ اَنَا وَاَصْحَابِي الَّذِيْنَ قَدِمُوْا مَعِيْ فِي السَّفِيْنَةِ نُزُوْلًا فِيْ بَقِيْعِ بُطْحَانَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور میرے رفیق جو کشتی میں آئے تھے یہ سب بقیع کی کنکریلی زمین میں اترے ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تھے اور ہم میں سے ایک جماعت عشاء کے وقت ہر روز رسول

بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِّنْهُمْ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى: فَوَافَقْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَنَا وَ اَصْحَابِيْ وَلَهٗ بَعْضُ الشُّغْلِ فِيْ اَمْرِهٖ حَتّٰى اَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهٗ: ((عَلٰى رِسْلِكُمْ اُعْلِمُكُمْ وَاَبْشِرُوْا اَنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ يُصَلِّيْ هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ))۔اَوْقَالَ: ((مَاصَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ))لَا نَدْرِيْ اَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ؟ قَالَ اَبُوْمُوْسٰى: فَرَجَعْنَا فَرِحِيْنَ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . [بخاری:٥٦٧]

اللہ ﷺ کی خدمت میں باری باری سے آتی تھی۔ سو ایک دن میں چند ساتھیوں کے ساتھ حاضر خدمت ہوا اور آنحضرت ﷺ کو کچھ کام تھا کہ اس میں مشغول تھے۔ یہاں تک کہ نماز میں دیر ہوئی اور رات نصف کے قریب ہوگئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے اور سب کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر جب فارغ ہوئے تو حاضرین سے فرمایا: ''ذرا ٹھہرو میں تم کو خبر دیتا ہوں اور تم کو بشارت ہو کہ تمہارے اوپر اللہ کا احسان یہ تھا کہ اس وقت تمہارے سوا کوئی آدمی نماز نہیں پڑھتا یا فرمایا کہ ''اس وقت تمہارے سوا کسی نے نماز نہیں پڑھی۔'' میں نہیں جانتا ان دونوں میں سے کون سی بات کہی۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم رسول اللہ ﷺ سے اس بات کے سننے کے سبب خوشی خوشی واپس پھرے۔



(١٤٥٢) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: اَيُّ حِيْنٍ اَحَبُّ اِلَيْكَ اَنْ اُصَلِّيَ الْعِشَآءَ الَّتِيْ يَقُوْلُهَا النَّاسُ الْعَتَمَةَ اِمَامًا وَّخِلْوًا؟ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: اَعْتَمَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ الْعِشَآءَ قَالَ: حَتّٰى رَقَدَ نَاسٌ وَاسْتَيْقَظُوْا وَرَقَدُوْا وَاسْتَيْقَظُوْا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: الصَّلٰوةَ فَقَالَ عَطَاءٌ: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَخَرَجَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ الْاٰنَ يَقْطُرُ رَاْسُهٗ مَآءً وَاضِعًا يَدَهٗ عَلٰى شِقِّ رَاْسِهٖ قَالَ: ((لَوْلَا اَنْ يَّشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ يُّصَلُّوْهَا كَذٰلِكَ)) قَالَ: فَاسْتَثْبَتُّ عَطَآءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى رَاْسِهٖ يَدَهٗ كَمَا اَنْبَاَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما فَبَدَّدَ لِيْ عَطَاءٌ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ شَيْئًا مِنْ تَبْدِيْدٍ ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِهٖ

ابن جریج نے کہا: میں نے عطاء سے کہا کہ تمہارے نزدیک کون سا وقت بہتر ہے کہ میں اس وقت عشاء کی نماز پڑھا کروں جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں خواہ امام ہو کر خواہ تنہا؟ سو عطاء نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک رات نبی ﷺ نے عشاء کی نماز میں دیر کی یہاں تک کہ لوگ سو گئے اور پھر جاگے اور پھر سو گئے اور پھر جاگے۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نماز (یعنی پکارا کہ نماز کا وقت ہو گیا) پھر عطاء نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نکلے رسول اللہ ﷺ گویا کہ میں اب آپ ﷺ کو دیکھ رہا ہوں کہ سر مبارک سے آپ ﷺ کے پانی ٹپک رہا تھا۔ آپ ﷺ اپنے سر کے اوپر ہاتھ رکھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میری امت پر بار نہ ہوتا تو میں انہیں حکم کرتا کہ وہ اس نماز کو اسی وقت پڑھا کرتے۔'' ابن جریج نے کہا کہ میں نے عطاء سے کیفیت پوچھی کہ نبی ﷺ نے اپنے سر پر ہاتھ کیسے رکھا تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تم کو کس طرح بتایا تھا۔ سو عطاء نے اپنی انگلیاں تھوڑی سی کھولیں۔ پھر اپنی انگلیوں کے کنارے اپنے سر پر رکھے پھر ان کو سر سے جھکایا اور پھیرا یہاں تک آپ ﷺ کا انگوٹھا کان کے اس کنارے کی

عَلٰى قَرْنِ الرَّأْسِ ثُمَّ صَبَّهَا يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّأْسِ حَتّٰى مَسَّتْ إِبْهَامُهُ طَرَفَ الْأُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ ثُمَّ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطُشُ بِشَيْءٍ إِلَّا كَذٰلِكَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ: كَمْ ذُكِرَ لَكَ أَخَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ؟ قَالَ: لَا أَدْرِي قَالَ عَطَاءٌ: أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أُصَلِّيَهَا إِمَامًا وَّخِلْوًا مُؤَخَّرَةً كَمَا صَلَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ فَإِنْ شَقَّ عَلَيْكَ ذٰلِكَ خِلْوًا أَوْعَلَى النَّاسِ فِي الْجَمَاعَةِ وَأَنْتَ إِمَامُهُمْ فَصَلِّهَا وَسَطًا لَا مُعَجَّلَةً وَّ لَا مُؤَخَّرَةً.

طرف پہنچا جو کنارہ منہ کی جانب ہے۔ پھر آپ ﷺ کا انگوٹھا کنپٹی تک اور داڑھی کے کنارے تک ہاتھ کسی چیز پر نہ پڑتا تھا اور نہ کسی کو پکڑتا تھا مگر ایسا ہی میں نے عطاء سے کہا کہ انہوں نے یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے اس رات میں عشاء میں کتنی دیر کی۔ کہا: میں نہیں جانتا پھر عطاء نے کہا کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ میں اسی وقت نماز پڑھا کروں۔ امام ہو کر یا تنہا دیر کر کے، جیسے ادا کیا اس کو نبی ﷺ نے اس رات میں اور اگر تم پر بار گزرے یا لوگوں پر بار ہو اور تم ان کے امام ہو تو اس کو متوسط وقت میں ادا کیا کرو نہ جلدی نہ دیر کر کے۔

[بخاری: ۵۷۱، ۷۲۳۹؛ نسائی: ۵۳۰، ۵۳۱]

○ ○ ○ ○

فائدہ: سر پر ہاتھ رکھنے کی ہیئت جو ابن جریج نے دریافت کی یہ محض محبت اور عشق کی بات تھی اور اس امت کے خصائص اور فضائل میں یہ بات ہے کہ اپنے نبی ﷺ کے احوال کو ضبط رکھتی ہے۔

(١٤٥٣) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ الْاٰخِرَةِ.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز عشاء میں تاخیر کیا کرتے تھے۔

[نسائی: ۵۳۲]

○ ○ ○ ○

(١٤٥٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخِفُّ فِي الصَّلٰوةِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كَامِلٍ يُخَفِّفُ.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری مثل نماز پڑھا کرتے تھے اور عشاء کی نماز میں تمہاری بنسبت ذرا دیر کیا کرتے تھے اور نماز ہلکی پڑھتے تھے اور ابو کامل کی روایت میں تخفیف کا لفظ ہے۔ اس کے معنی بھی وہی ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٤٥٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمْ أَلَا إِنَّهَا الْعِشَاءُ وَهُمْ يُعْتِمُوْنَ بِالْإِبِلِ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے: ”کہ تم پر گنوار لوگ غالب نہ ہوں کہ مٹا دیں تمہاری نماز عشاء کے نام کو اس لئے کہ وہ اونٹوں کے دودھ دوہنے میں دیر کیا کرتے ہیں۔“ (یعنی اسی وجہ سے وہ عشاء کو عتمہ کہتے ہیں)۔

[ابو داود: ۴۹۸۴؛ نسائی: ۵۴۰؛ ابن ماجہ: ۷۰۴]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی عشاء کی نماز کو عشاء ہی کہو جیسے گنوار لوگ عتمہ کہتے ہیں۔ اور اصل لغت میں عتمہ دیر کرنے کو کہتے ہیں چوں کہ گنوار لوگ اونٹنیوں کے دودھ دوہنے میں دیر کرتے تھے، اس لئے وہ عشاء کی نماز کو عتمہ کہتے ہیں۔

(١٤٥٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْعِشَاءِ فَاِنَّهَا فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ الْعِشَاءُ وَاِنَّهَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْاِبِلِ)). [راجع: ١٤٥٥]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم پر گنوار لوگ عشاء کی نماز کے نام پر غالب نہ ہوں، پس بے شک وہ اللہ کی کتاب میں عشاء ہے۔ اس لئے کہ وہ اونٹنیوں کے دوہنے میں دیر کرتے ہیں۔“

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيْرِ بِالصُّبْحِ فِيْ اَوَّلِ وَقْتِهَا وَهُوَ التَّغْلِيْسُ وَبَيَانِ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِيْهَا.

باب: صبح کی نماز کے لئے سویرے جانے اور اس کی قراءت کے بیان میں۔

(١٤٥٧) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ اَنَّ نِسَاءَ الْمُؤْمِنَاتِ كُنَّ يُصَلِّيْنَ الصُّبْحَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ.

[نسائی: ٥٤٥؛ ابن ماجه: ٦٦٩]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مومن عورتیں نماز پڑھتی تھیں صبح کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پھر اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی لوٹتی تھیں کہ ان کو کوئی نہیں پہچانتا تھا۔ (یعنی نماز کے بعد اتنا اندھیرا ہوتا تھا)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فجر کی نماز نہایت اول وقت اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے اور امام مالک اور امام شافعی اور احمد رحمہم اللہ اور جمہور رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے۔ اور اس حدیث سے عورتوں کا نماز میں حاضر ہونا بھی ثابت ہوا اگر فتنہ کا کچھ خوف نہ ہو۔

(١٤٥٨) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ نِسَاءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ الْفَجْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ وَمَا يُعْرَفْنَ مِنْ تَغْلِيْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ.

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مومن بی بیاں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (نماز پڑھنے کے لئے) نماز فجر میں حاضر ہوتی تھیں اور پھر اپنے گھروں کو لوٹ جاتی تھیں اور نبی ﷺ کے سویرے نماز پڑھ لینے کے سبب سے پہچانی نہ جاتی تھیں۔

○ ○ ○ ○

(١٤٥٩) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَاءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ وَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ فِيْ رِوَايَتِهٖ: مُتَلَفِّفَاتٍ.

[بخاری: ٨٦٧؛ ابوداود: ٤٢٣؛ ترمذی: ١٥٣؛ نسائی: ٥٤٤]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نماز صبح ادا کرتے تھے اور عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئیں جاتی تھیں اور اندھیرے میں پہچانی نہ جاتی تھیں اور انصاری نے اپنی روایت میں مُتَلَفِّفَاتٍ کہا ہے اس کے معنی بھی وہی لپٹی ہوئیں کے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٤٦٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَ الْمَغْرِبَ اِذَا

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز دوپہر کے وقت اور نہایت گرمی میں (یعنی بعد زوال کے) پڑھا کرتے تھے اور عصر ایسے وقت میں کہ آفتاب صاف ہوتا اور مغرب جب کہ آفتاب ڈوب جاتا اور

وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ اَحْيَانًا يُؤَخِّرُهَا وَ اَحيَانًا يُعَجِّلُ كَانَ اِذَا رَاٰهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوْا عَجَّلَ وَاِذَا رَاٰهُمْ قَدْ اَبْطَاُوْا اَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانُوْا ـاَوْقَالَ ـ كَانَ النَّبِىُّ ﷺ يُصَلِّيْهَا بِغَلَسٍ.
[بخاري: ٥٦٠، ٥٦٥؛ ابوداود: ٣٩٧؛ نسائي: ٥٢٦]

عشاء میں کبھی تاخیر کرتے اور کبھی اول پڑھتے اور جب دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے اول وقت پڑھتے اور جب دیکھتے کہ لوگ دیر میں آئے تو دیر کرتے اور صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ ظہر اول وقت ادا کرنا مستحب ہے اور مغرب بجرد غروب آفتاب اور عشاء میں جماعت کے حضور اوران کی خاطر داری ضروری ہے۔

(١٤٦١) قَالَ: كَانَ الْحَجَّاجُ يُؤَخِّرُ الصَّلَوَاتِ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ رضی اللہ عنہ بِمِثْلِ حَدِيْثِ غُنْدَرٍ. [راجع: ١٤٦٠]

جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے وہی روایت بیان کی جو ابھی اوپر گزری ہے جس کو غندر نے روایت کیا ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٤٦٢) عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ سَمِعْتُ اَبِىْ يَسْاَلُ اَبَابَرْزَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ قَالَ: قُلْتُ: آنْتَ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: فَقَالَ كَاَنَّمَا اَسْمَعُهُ السَّاعَةَ قَالَ: سَمِعْتُ اَبِىْ يَسْاَلُهُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقَالَ: كَانَ لَا يُبَالِىْ بَعْضَ تَأْخِيْرِهَا قَالَ: يَعْنِى الْعِشَاءَ اِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيْثَ بَعْدَهَا قَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِيْتُهُ بَعْدُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ: وَكَانَ يُصَلِّى الظُّهْرَ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ يَذْهَبُ الرَّجُلُ اِلَى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ قَالَ: وَالْمَغْرِبَ لَا اَدْرِىْ اَىَّ حِيْنٍ ذَكَرَ قَالَ: ثُمَّ لَقِيْتُهُ بَعْدُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ: وَكَانَ يُصَلِّى الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَنْظُرُ اِلَى وَجْهِ جَلِيْسِهِ الَّذِىْ يَعْرِفُ فَيَعْرِفُهُ قَالَ: وَكَانَ يَقْرَاُ فِيْهَا بِالسِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ.[بخاري: ٥٤١، ٥٤٧، ٥٩٩، ٧٧١؛ ابوداود: ٣٩٨؛ نسائي: ٤٩٤، ٥٢٤، ٥٢٩؛ ابن ماجه: ٦٧٤]

سیار بن سلامہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ پوچھتے تھے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حال۔ شعبہ نے کہا: کیا تم نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے سنا؟ انہوں نے کہا کہ گویا میں ابھی سن رہا ہوں (یعنی مجھے ایسا یاد ہے) پھر سیار نے کہا کہ میں نے اپنے باپ کو سنا کہ وہ ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کا حال پوچھتے تھے تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ پرواہ نہ رکھتے تھے اگر عشاء میں آدھی رات تک تاخیر ہو جائے اور اس سے پہلے سونے کو اچھا نہ جانتے تھے اور نہ اس کے بعد باتیں کرنے کو۔ شعبہ نے کہا کہ میں پھر ان سے (یعنی سیار سے) ملا اور پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ظہر اس وقت پڑھتے تھے جب آفتاب ڈھل جاتا اور عصر جب کہ آدمی جاتا (یعنی عصر کی نماز کے بعد) مدینہ کے کنارے تک اور آفتاب میں گرمی رہتی اور کہا کہ مغرب کو میں نہیں جانتا کہ کیا ذکر کیا۔ میں نے ان سے پھر ملاقات کی اور پوچھا تو انہوں نے کہا کہ صبح ایسے وقت پڑھتے کہ نماز کے بعد آدمی اپنے ہم نشین کو دیکھتا جس کو پہچانتا تھا تو اس کو پہچان لیتا اور اس میں ساٹھ آیتوں سے سو آیتوں تک پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: عشاء سے پہلے سونے کو اس لیے مکروہ جانتے تھے کہ اس میں نماز قضا ہونے یا مختار و عمدہ وقت کے نکل جانے کا احتمال ہے اور اس کے بعد باتوں کو اس لیے برا جانتے تھے کہ احتمال ہے کہ زیادہ جاگے اور تہجد کو نہ اٹھ سکے یا زیادہ جاگنے کے سبب سے دن کے ضروری کاموں میں حرج ہو۔

(١٤٦٣) عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ ﷺ یَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَایُبَالِیْ بَعْضَ تَاْخِیْرِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ وَ كَانَ لَایُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَاالْحَدِیْثَ بَعْدَهَاقَالَ شُعْبَةُ: ثُمَّ لَقِیْتُهٗ مَرَّةً اُخْرٰی فَقَالَ: اَوْثُلُثِ اللَّیْلِ. [راجع: ١٤٦٤]

ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پروانہ رکھتے تھے اگر عشاء میں آدھی رات تک تاخیر ہوتی اور اس سے پہلے سونے اور اس کے بعد باتوں کو برا جانتے۔ شعبہ نے کہا کہ میں ان سے پھر ملا تو انہوں نے کہا: یا تہائی رات تک۔

○ ○ ○ ○

(١٤٦٤) عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ ﷺ یَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُؤَخِّرُ الْعِشَآءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ وَیَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِیْثَ بَعْدَهَا وَكَانَ یَقْرَأُ فِی صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنَ الْمِائَةِ اِلَی السِّتِّیْنَ وَكَانَ یَنْصَرِفُ حِیْنَ یَعْرِفُ بَعْضُنَا وَجْهَ بَعْضٍ. [راجع: ١٤٦٢]

ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز تہائی رات میں پڑھتے تھے اور اس سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد باتیں کرنے کو برا جانتے تھے۔ اور نماز فجر میں سو آیتوں سے ساٹھ تک پڑھتے تھے اور ایسے وقت فارغ ہوتے کہ ایک دوسرے کا چہرہ پہچان لیتا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ كَرَاهَةِ تَأْخِیْرِ الصَّلٰوةِ عَنْ وَقْتِهَا الْمُخْتَارِ وَمَا یَفْعَلُهُ الْمَأْمُوْمُ اِذَا اَخَّرَهَا الْاِمَامُ.

باب: عمدہ وقت سے نماز کی تاخیر مکروہ ہے اور جب امام ایسا کریں تو لوگ کیا کریں۔

(١٤٦٥) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَیْفَ اَنْتَ اِذَا كَانَتْ عَلَیْكَ اُمَرَآءُ یُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا اَوْ یُمِیْتُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: فَمَا تَاْمُرُنِیْ؟ قَالَ: ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَاِنَّهَالَكَ نَافِلَةٌ)) وَلَمْ یَذْكُرْ خَلَفٌ عَنْ وَقْتِهَا. [ابوداود: ٤٣١؛ ترمذی: ١٧٦؛ ابن ماجه: ١٢٥٦]

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم کیا کرو گے جب تمہارے اوپر ایسے امیر ہوں گے کہ نماز آخر وقت ادا کریں گے یا فرمایا: نماز کو مار ڈالیں گے اس کے وقت سے۔" میں نے عرض کیا کہ پھر آپ ﷺ مجھ کو کیا حکم فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم اپنے وقت پر ادا کر لینا۔ پھر اگر ان کے ساتھ بھی اتفاق ہو تو پھر پڑھ لینا کہ وہ تمہارے لئے نفل ہو جائیں گے۔" اور خلف جو راوی ہے اس نے عن وقتھا کا لفظ روایت نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ تاخیر سے عمدہ وقت سے تاخیر کرنا مراد ہے یعنی جب امام عمدہ وقت سے تاخیر کریں تو تم اکیلے پڑھ لو۔ پھر اگر جماعت میں جانا ہو تو دوبارہ ادا کر لو کہ جماعت میں پھوٹ نہ پڑے اور فتنہ کی نوبت نہ آئے اور فجر اور عصر کے بعد دوبارہ اعادہ نہ کرے اس لیے کہ ان کے بعد نفل جائز نہیں۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض وہی جو پہلے ادا کی۔

(١٤٦٦) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَبَا ذَرٍّ اِنَّهُ سَيَكُوْنُ بَعْدِیْ اُمَرَآءُ يُمِيْتُوْنَ الصَّلٰوةَ فَصَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ صَلَّيْتَ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَ اِلَّا كُنْتَ قَدْ اَحْرَزْتَ صَلٰوتَكَ)).

ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابوذر! میرے بعد ایسے حاکم ہوں گے کہ وہ نماز کو مار ڈالیں گے (یعنی آخر وقت پڑھیں گے) تو تم اپنی نماز اپنے وقت پر پڑھ لیا کرنا۔ پھر اگر انہوں نے وقت پر پڑھی تو خیر۔ نہیں تو وہ نماز جو ان کے ساتھ تم نے پڑھی وہ نفل ہو گئی اور نہیں تو تم نے اپنی نماز کو بچالیا۔''

(١٤٦٧) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: اِنَّ خَلِيْلِیْ اَوْصَانِیْ اَنْ اَسْمَعَ وَاُطِيْعَ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْاَطْرَافِ وَاَنْ اُصَلِّیَ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ((فَاِنْ اَدْرَكْتَ الْقَوْمَ وَقَدْ صَلَّوْا كُنْتَ اَحْرَزْتَ صَلٰوتَكَ وَاِلَّا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً)).

[راجع: ١٤٦٥]

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے دوست (یعنی رسول اللہ ﷺ) نے مجھے وصیت فرمائی کہ میں حاکم کی بات سنوں اور اس کا کہا مانوں اگرچہ ایک ہاتھ پیر کٹا ہوا غلام ہو اور یہ کہ میں اپنے وقت پر نماز پڑھوں پھر اگر لوگوں کو پاؤ کہ وہ نماز پڑھ چکے تو تو نے اپنی نماز پہلے ہی محفوظ کر لی اور نہیں تو وہ تیرے لئے نفل ہو گئی۔ (یعنی جو دوبارہ ان کے ساتھ پڑھی)

○ ○ ○ ○

(١٤٦٨) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَضَرَبَ فَخِذِیْ: ((كَيْفَ اَنْتَ اِذَا بَقِيْتَ فِیْ قَوْمٍ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا؟)) قَالَ: قَالَ: مَا تَأْمُرُ؟ قَالَ: ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ اذْهَبْ لِحَاجَتِكَ فَاِنْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَاَنْتَ فِی الْمَسْجِدِ فَصَلِّ)). [نسائی: ٧٧٧، ٨٥٨]

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا: ''کیا کریگا تو جب ایسے لوگوں میں رہ جائے گا جو نماز میں دیر کریں گے اس کے وقت سے؟'' تو انہوں نے عرض کی کہ آپ ﷺ کیا حکم کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے وقت پر نماز ادا کر لینا اور اپنے کام کو چلے جانا پھر اگر تکبیر ہو اور تم مسجد میں ہو تو لوگوں کے ساتھ بھی پڑھ لو۔''

(١٤٦٩) عَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ: اَخَّرَ ابْنُ زِيَادٍ الصَّلٰوةَ فَجَآءَ نِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ فَاَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا فَجَلَسَ عَلَيْهِ فَذَكَرْتُ لَهُ صَنِيْعَ ابْنِ زِيَادٍ فَعَضَّ عَلٰى شَفَتِهِ فَضَرَبَ عَلٰى فَخِذِیْ وَقَالَ: اِنِّیْ سَاَلْتُ اَبَاذَرٍّ كَمَا سَاَلْتَنِیْ فَضَرَبَ فَخِذِیْ كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ: اِنِّیْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَاَلْتَنِیْ فَضَرَبَ فَخِذِیْ كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ: ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَاِنْ اَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ اِنِّیْ قَدْ صَلَّيْتُ فَلَا اُصَلِّیْ)). [راجع: ١٤٦٨]

ابو العالیہ نے کہا کہ ابن زیاد نے ایک دن دیر کی اور عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور میں نے ان کیلئے کرسی ڈال دی، وہ اس پر بیٹھے اور میں نے ان سے ابن زیاد کے کام کا ذکر کیا تو انہوں نے ہونٹ چبائے (یعنی افسوس اور غصہ سے) اور میری ران پر ہاتھ مارا اور کہا کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا جیسے تم نے پوچھا۔ سو انہوں نے میری ران پر مارا جیسے میں نے تمہاری ران پر ہاتھ مارا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، جیسے تم نے مجھ سے پوچھا تو آپ نے میری ران پر ہاتھ مارا اور فرمایا: ''نماز پڑھ لینا تو اپنے وقت پر۔ پھر اگر تجھ کو ان کے ساتھ بھی نماز ملے تو پھر ان کے ساتھ بھی پڑھ لے اور یہ نہ کہہ کہ میں پڑھ چکا ہوں اب نہیں پڑھتا۔'' (کہ اس میں جماعت میں پھوٹ پڑے گی)

○ ○ ○ ○

(١٤٧٠) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ: ((كَيْفَ اَنْتُمْ)) اَوْقَالَ: ((كَيْفَ اَنْتَ اِذَا بَقِيْتَ فِيْ قَوْمٍ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا فَصَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ اِنْ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ مَعَهُمْ فَاِنَّهَا زِيَادَةُ خَيْرٍ)).

ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہوگا جب تو باقی رہے گا ایسے لوگوں میں جو نماز میں اپنے وقت سے دیر کرتے ہیں۔ تو تم نماز اس کے وقت پر پڑھ لینا۔ پھر اگر تکبیر ہو تو لوگوں کے ساتھ بھی پڑھ لے۔ اس لئے کہ اس میں نیکی کی زیادتی ہے۔



(١٤٧١) عَنْ اَبِی الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ: نُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَلْفَ اُمَرَآءَ فَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ قَالَ: فَضَرَبَ فَخِذِيْ ضَرْبَةً اَوْجَعَتْنِيْ وَقَالَ: سَاَلْتُ اَبَا ذَرٍّ عَنْ ذٰلِكَ فَضَرَبَ فَخِذِيْ وَقَالَ: سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((صَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا وَاجْعَلُوْا صَلٰوتَكُمْ مَعَهُمْ نَافِلَةً)) قَالَ: وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: ذُكِرَلِيْ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ضَرَبَ فَخِذَ اَبِیْ ذَرٍّ. [راجع: ١٤٧٠]

ابوالعالیہ نے کہا کہ میں نے عبداللہ بن صامت سے کہا کہ ہم جمعہ کے دن حاکموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور وہ نماز کو آخر وقت ادا کرتے ہیں ابو العالیہ نے کہا کہ عبداللہ نے میری ران پر ایک ہاتھ مارا کہ میرے درد ہونے لگا اور کہا کہ میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے اسی بات کو پوچھا تھا تو انہوں نے بھی میری ران پر مارا اور کہا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی بات کو پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اپنے مسنون وقت پر نماز پڑھ لیا کرو اور ان کے ساتھ کی نماز کو نفل کر دیا کرو۔ (راوی نے) کہا کہ عبداللہ نے کہا کہ مجھ سے ذکر کیا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ابوذر رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارا تھا۔

بَابُ فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ وَبَيَانِ التَّشْدِيْدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنْهَا وَاَنَّهَا فَرْضُ كِفَايَةٍ.

باب: نماز باجماعت کی فضیلت اور اس کے ترک پر ندامت اور اس کے فرض کفایہ ہونے کا بیان۔

(١٤٧٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ اَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَعِشْرِيْنَ جُزْءً)).

[ترمذی: ٢١٦؛ نسائی: ٨٣٧]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے پچیس درجہ بڑھ کر ہے۔''



(١٤٧٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((تَفْضُلُ صَلٰوةٌ فِي الْجَمِيْعِ عَلٰى صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِيْنَ دَرَجَةً)) قَالَ: ((وَتَجْتَمِعُ مَلٰٓئِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلٰٓئِكَةُ النَّهَارِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ)) قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ ﴿وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماعت کی نماز اکیلے کی نماز پر پچیس درجہ افضل ہے اور فرشتے رات کے اور دن کے نماز فجر میں جمع ہوتے ہیں۔'' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو کہ قرآن فجر کا حاضر ہونے کا سبب ہے۔

الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا﴾. [١٧/ الاسرآء:٧٨]

[بخاری: ٤٧١٧]

○ ○ ○ ○

(١٤٧٤) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ عَبْدِالْأَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: ((بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءً)). [بخاری: ٦٤٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو سنا آپ ﷺ فرماتے تھے مذکورہ حدیث کے مثل بیان کیا اس میں اضافہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پچیس حصہ زیادہ اجر ہے۔“

○ ○ ○ ○

(١٤٧٥) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَعْدِلُ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جماعت کی نماز اکیلے شخص کی پچیس نمازوں کے برابر ہے۔“

○ ○ ○ ○

(١٤٧٦) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلٰوةٌ مَعَ الْإِمَامِ أَفْضَلُ مِنْ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ صَلٰوةً يُصَلِّيْهَا وَحْدَهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”امام کے ساتھ ایک نماز اکیلے کی پچیس نماز سے افضل ہے۔“

○ ○ ○ ○

(١٤٧٧) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً)). [بخاری: ٦٤٥؛ نسائی: ٨٣٦]

• ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جماعت کی نماز اکیلی نماز سے ستائیس درجہ افضل ہے۔“

○ ○ ○ ○

(١٤٧٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ: ((صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيْدُ عَلٰى صَلَاتِهِ وَحْدَهُ سَبْعًا وَّعِشْرِيْنَ.)) [ابن ماجه: ٧٨٩]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کی نماز جماعت کے ساتھ اکیلے کی نماز سے ستائیس گنا زیادہ ہے اجر میں۔“

(١٤٧٩) عَنِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ ((بِضْعًا وَّ عِشْرِيْنَ)) وَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِوَايَتِهِ: ((بِسَبْعٍ وَّ عِشْرِيْنَ دَرَجَةً)).

ابن نمیر نے اپنے باپ سے اسی روایت میں بیس پر کئی درجے روایت کی۔ اور ابوبکر نے اپنی روایت میں ستائیس درجے روایت کی۔

○ ○ ○ ○

(١٤٨٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((بِضْعًا وَّعِشْرِيْنَ)).

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے بیس پر کئی درجے فرمائے۔

(١٤٨١) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَدَ نَاسًا فِيْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنْهَا فَآمُرَ بِهِمْ فَيُحَرِّقُوْا عَلَيْهِمْ بِحُزَمِ الْحَطَبِ بُيُوْتَهُمْ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو کسی نماز میں نہ پایا تو فرمایا: ”میں نے ارادہ کیا کہ ایک شخص کو حکم کروں کہ نماز کی امامت کرے اور میں جاؤں ان کی طرف جو نماز میں نہیں آئے اور حکم کروں گا کہ لکڑیوں کا ایک ڈھیر لگا کر ان کے گھروں کو جلا دیں اور اگر کوئی شخص ایک ہڈی فربہ جانور کی پائے تو ضرور آئے۔“ مراد

وَلَوْ عَلِمَ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عَظْمًا سَمِيْنًا لَشَهِدَهَا)) يَعْنِي صَلٰوةَ الْعِشَاۗءِ.

رکھتے تھے آپ ﷺ نماز عشاء کو۔ (یعنی نماز کو نہیں آتے اور ہڈی سن کر دوڑتے ہیں)

(١٤٨٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَثْقَلَ صَلَاةٍ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ صَلٰوةُ الْعِشَاۗءِ وَصَلٰوةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُوْنَ مَافِيْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ اَنْطَلِقَ مَعِيَ بِرِجَالٍ مَّعَهُمْ حُزَمٌ مِّنْ حَطَبٍ اِلٰى قَوْمٍ لَّا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوةَ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ بِالنَّارِ)). [بخاري: ٦٥٧؛ ابوداود: ٥٤٨؛ ترمذي: ٢١٧؛ ابن ماجه: ٧٩١، ٧٩٧]

ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز عشاء اور فجر منافقوں پر بہت بھاری ہے۔ اگر اس کا اجر جانتے تو گھٹنوں کے بل چل کر آتے۔ اور میں نے تو ارادہ کیا کہ نماز کا حکم دوں کہ قائم کی جائے اور ایک شخص کو کہوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر چند لوگوں کو ساتھ لے کر جاؤں کہ ایک ڈھیر لکڑیوں کا لے کر جو لوگ نماز میں نہیں آئے ان کے گھروں کو جلا دوں۔“



(١٤٨٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ فِتْيَانِيْ اَنْ يَّسْتَعِدُّوْا لِيْ بِحُزَمٍ مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ تُحَرَّقُ بُيُوْتٌ عَلٰى مَنْ فِيْهَا)).

ابو ہریرہ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث روایت کیں اور یہ بھی روایت کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے ارادہ کیا کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ لکڑیوں کا ڈھیر لگائیں اور ایک شخص کو حکم کروں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے اور لوگوں سمیت گھروں کو جلا دوں۔“ (یعنی جو نماز میں نہیں آئے)۔

(١٤٨٤) عَنْ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ. [ابوداود: ٥٤٩؛ ترمذي: ٢١٧]

ابو ہریرہ ؓ سے مذکورہ بالا حدیث اس سند کے ساتھ بھی مروی ہے۔



(١٤٨٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ: ((لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُوْنَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوْتَهُمْ)).

عبداللہ ؓ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو لوگ جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے ہیں ان کے حق میں ارادہ کرتا ہوں کہ حکم کروں ایک شخص کو جو لوگوں کو نماز پڑھائے پھر میں جلا دوں ان لوگوں کے گھر جو جمعہ میں نہیں آتے۔“

بَابُ يَجِبُ اِتْيَانُ الْمَسْجِدِ عَلٰى مَنْ سَمِعَ النِّدَاۗءَ.

باب: جو اذان سنتا ہے اس پر مسجد میں پہنچنا لازم ہے۔

(١٤٨٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: اَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ اَعْمٰى فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نابینا شخص آیا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی کھینچ کر مسجد تک لانے والا نہیں

إِنَّهُ لَيْسَ لِيْ قَائِدٌ يَقُوْدُنِيْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيَ فِيْ بَيْتِهِ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ: ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ؟)) فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ: ((فَأَجِبْ)). [نسائی: ٨٤٩]

اور اس نے چاہا کہ آپ ﷺ اجازت دیں تو گھر میں نماز پڑھ لیا کرے۔ آپ ﷺ نے اسے اجازت دیدی۔ پھر جب لوٹ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اذان سنتے ہو؟'' اس نے عرض کی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم مسجد میں آیا کرو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ سائل عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تھے چنانچہ سنن ابی داؤد میں مفصل آیا ہے اور اس حدیث میں دلیل ہے ان کی جو جماعت کے فرض ہونے کے قائل ہیں۔ اور جمہور نے (یعنی جن کے نزدیک جماعت واجب ہے) یہ جواب دیا ہے کہ ان کے پوچھنے کا مطلب یہ تھا کہ میں گھر میں پڑھ لیا کروں اور ثواب جماعت کا پاؤں اپنے عذر کی وجہ سے تو آپ ﷺ نے قبول نہیں فرمایا۔ اور تائید جمہور کی اس طور پر بھی ہوتی ہے کہ جماعت عندالعذر معاف ہو جاتی ہے۔ اس پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے اس پر دلیل عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو آگے آئے گی۔

بَابُ صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى.

باب: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ہدایت کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے۔

(١٤٨٧) عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ أَوْ مَرِيْضٌ إِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنُ فِيْهِ.

ابوالاحوص نے کہا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ نماز باجماعت سے پیچھے نہیں رہتا مگر منافق (یعنی تارک الجماعت کو ہم منافق جانتے ہیں) کہ جس کا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار ہو اور بیمار بھی دو شخصوں کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر چلتا تھا اور نماز میں ملتا تھا (یعنی رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں) اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو دین اور ہدایت کی باتیں سکھائیں اور انہی ہدایت کی باتوں میں سے ہے ایسی مسجد میں نماز پڑھنا جس میں اذان ہوتی ہو۔

فائدہ: ان سب حدیثوں سے جماعت میں حاضر ہونے کا وجوب ثابت ہوتا ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے اور اس حدیث سے مشقت اٹھا کر مسجد میں آنا ثابت ہوتا ہے۔

(١٤٨٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس کو خوش لگے کہ اللہ سے ملاقات کرے قیامت کے دن مسلمان ہو کر تو ضروری ہے کہ ان نمازوں کی حفاظت کرے جہاں اذان ہوتی ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کیلئے طریقے مقرر کر دیئے اور یہ نمازیں بھی انہیں میں سے ہیں۔ اگر تم ان کو گھر میں پڑھو جیسے فلاں جماعت کا چھوڑنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو بے شک تم نے اپنے نبی ﷺ کا طریقہ چھوڑ دیا۔ اور اگر تم نے اپنے نبی ﷺ کا طریقہ چھوڑا تو بے شک تم گمراہ ہو گئے اور کوئی ایسا نہیں ہے کہ طہارت کرے اور اچھی طہارت کرے پھر ان مسجدوں میں سے کسی

يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهِ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ.

[ابوداود: ٥٥٠؛ نسائی: ٨٤٨؛ ابن ماجه: ٧٧٧]

مسجد کا ارادہ کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر کہ وہ رکھتا ہے ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک بدی گھٹاتا ہے اور ہم اپنے تئیں ایسا دیکھتے تھے کہ جماعت سے غیر حاضر نہیں ہوتا تھا مگر منافق جس کا نفاق کھلا ہوتا تھا اور آدمی دو شخصوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر چلایا جاتا تھا یہاں تک کہ صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس قدر بیمار کو بھی جماعت میں آنا مستحب ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ.

باب: مؤذن جب اذان دے تو مسجد سے نکلنے کی ممانعت۔

(١٤٨٩) عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ: كُنَّا قُعُودًا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي فَأَتْبَعَهُ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ بَصَرَهُ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم. [ابوداود: ٥٣٦؛ ترمذی: ٢٠٤؛ نسائی: ٦٨٢، ٦٨٣؛ ابن ماجه: ٧٣٣]

ابوالشعثاء نے کہا کہ ہم مسجد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ مؤذن نے اذان دی اور ایک شخص مسجد سے اٹھا اور جانے لگا تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ باہر چلا گیا، تب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

○ ○ ○ ○

(١٤٩٠) عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ وَرَأٰى رَجُلًا يَجْتَازُ الْمَسْجِدَ خَارِجًا بَعْدَ الْأَذَانِ فَقَالَ: أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ١٤٨٩]

ابوالشعثاء نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ فرماتے تھے: اس شخص نے نافرمانی کی حضرت ابوالقاسم (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ اس کو کہا جو بعد اذان کے مسجد سے باہر چلا گیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد مسجد سے نکلنا نہ چاہیے جب تک کہ فرض ادا نہ کرے مگر اس شخص کو کہ عذر رکھتا ہو جیسے کسی دوسری مسجد کا امام ہو یا پاخانے پیشاب کو جاتا ہو کہ پھر واپس آنے کی نیت رکھتا ہو۔

بَابُ فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِي جَمَاعَةٍ.

باب: نماز عشاء اور فجر جماعت کے ساتھ پڑھنے کی فضیلت۔

(١٤٩١) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ: دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ الْمَسْجِدَ

عبدالرحمن بن ابی عمرہ نے کہا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے بعد مغرب اور اکیلے بیٹھ گئے میں ان کے پاس جا بیٹھا۔ انہوں نے فرمایا:

بَعْدَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَعَدَ وَحْدَهُ فَقَعَدْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ: يَاابْنَ اَخِيْ! سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِيْ جَمَاعَةٍ فَكَاَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ)).

[ابوداود: ٥٥٥؛ ترمذی: ٢٢١]

اے میرے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جس نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا آدھی رات تک نفل پڑھتا رہا (یعنی ایسا ثواب پائے گا) اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی وہ گویا ساری رات نماز پڑھتا رہا۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے دونوں نمازوں کو جماعت سے ادا کرنے کا بڑا ثواب معلوم ہوا گویا دونوں نمازیں جس نے باجماعت ادا کیں، وہ آرام سے سویا بھی اور ڈیڑھ رات تک عبادت کا ثواب بھی پایا۔ سبحان اللہ! سنت میں کیا مزا ہے کہ آرام بھی ملتا ہے اور ثواب بھی۔

(١٤٩٢) عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ سَهْلٍ عُثْمَانَ ابْنِ حَكِيْمٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٤٩١]

سہل بن حکیم سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٤٩٣) عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَيُدْرِكَهُ فَيَكُبَّهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)).

جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں ہے سو اللہ اپنی پناہ کا حق جس سے طلب کریگا اس کو نہ چھوڑے گا اور اس کو جہنم میں ڈال دے گا۔“ (یعنی اگر اس کو ستاؤ گے جو صبح کی نماز پڑھ چکا ہے تو گویا اللہ کی پناہ میں خلل ڈالا اور اس کا حق تلف کیا)

❖ ❖ ❖ ❖

(١٤٩٤) وَحَدَّثَنِيْهِ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ: نَا اِسْمٰعِيْلُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدَبًا الْقَسْرِيَّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللّٰهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَاِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)).

حضرت انس بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جندب قسری رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس آدمی نے صبح کی نماز پڑھی تو وہ اللہ کی ذمہ داری میں ہے۔ پس اللہ تم سے اپنے کسی ذمہ کا سوال نہیں کرے گا تو جس سے اللہ نے اپنے ذمہ کا مطالبہ کر لیا تو اللہ اسے اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔“

○ ○ ○ ○

(١٤٩٥) وَحَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ: نَا يَزِيْدُ بْنُ هٰرُوْنَ عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا وَلَمْ يَذْكُرْ: ((فَيَكُبَّهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ)).

[ترمذی: ٢٢٢]

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے اسی طرح یہ حدیث نقل کی ہے لیکن اس میں اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈالے جانے کا ذکر نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ.

باب: عذر کے سبب سے جماعت کا معاف ہونا۔

(١٤٩٦) عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللَّهِ! إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي وَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ وَوَدِدْتُ أَنَّكَ يَارَسُولَ اللَّهِ! تَأْتِي فَتُصَلِّي فِي مُصَلًّى أَتَّخِذُهُ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ)) قَالَ عِتْبَانُ: فَغَدَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ رضی اللہ عنہ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتَّى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ: ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ؟)) قَالَ: فَأَشَرْتُ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا وَرَاءَهُ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ: وَحَبَسْنَاهُ عَلَى خَزِيرٍ صَنَعْنَاهُ لَهُ قَالَ: فَثَابَ رِجَالٌ مِنْ أَهْلِ الدَّارِ حَوْلَنَا حَتَّى اجْتَمَعَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ ذُوعَدَدٍ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: ذَلِكَ مُنَافِقٌ لَايُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَاتَقُلْ لَهُ ذَلِكَ أَلَاتَرَاهُ قَدْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ)) قَالَ: قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: فَإِنَّمَا نَرَى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ لِلْمُنَافِقِينَ قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ

عتبان رضی اللہ عنہ جو نبی ﷺ کے صحابی ہیں اور بدر میں حاضر ہوئے ہیں اور انصار میں سے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میری آنکھیں جاتی رہیں اور میں اپنی قوم کی امامت کرتا ہوں، اور جب مینہ برستا ہے نالہ آتا ہے جو میرے اور ان کے بیچ میں ہے تو میں ان کی مسجد میں نہیں جا سکتا کہ ان کی امامت کروں اور اے اللہ کے رسول ﷺ میری آرزو ہے کہ آپ ﷺ تشریف لائیں اور ایک جگہ (میرے گھر میں) نماز پڑھیں تا کہ میں اسے نماز کی جگہ مقرر کرلوں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا میں ایسا ہی کروں گا اگر اللہ نے چاہا۔'' عتبان رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر صبح کو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب کچھ دن چڑھا اور رسول اللہ ﷺ نے آواز دی اور میں نے آپ ﷺ کو بلایا اور آپ ﷺ جب گھر میں آئے تو بیٹھے نہیں اور فرمایا: ''تم کہاں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھوں تمہارے گھر میں؟'' انہوں نے کہا کہ میں نے ایک کونا بتایا اور آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہا اور ہم سب آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا۔ اور ہم نے آپ ﷺ کو روک رکھا تھا گوشت کی کڑی کے واسطے جو آپ ﷺ کیلئے پکائی تھی اور محلّہ کے لوگ بھی آ گئے یہاں تک کہ کئی آدمی جمع ہو گئے گھر میں سو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ مالک بن دخشن رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ تو کسی نے کہا: وہ تو منافق ہے اور اللہ اور اس کے رسول کو دوست نہیں رکھتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ نہ کہو اس کو تم نہیں دیکھتے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اس کلمہ سے اللہ کی رضا مندی چاہتا ہے۔'' لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ پھر ایک شخص نے کہا کہ ہم اس کی توجہ اور خیر خواہی منافقوں کے ساتھ دیکھتے ہیں۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے آگ پر اس کو جو لا الہ الا اللہ کہے اور اس کہنے سے اللہ کی رضا چاہتا

اللّٰهِ ﷺ: ((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: ثُمَّ سَاَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْاَنْصَارِيَّ وَهُوَ اَحَدُ بَنِيْ سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَصَدَّقَهٗ بِذٰلِكَ.

[راجع: ۱۴۹، ۱۵۰]

ہو۔'' ابن شہاب نے کہا: پھر میں نے حصین بن محمد انصاری سے اس روایت کے بارے میں پوچھا جو محمود بن ربیع نے روایت کی ہے۔ سو انہوں (یعنی حصین بن محمد انصاری) نے اس روایت کی تصدیق کی اور وہ یعنی حصین بن محمد انصاری سالم کے سردار ہیں۔

O O O O

فائدہ: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں۔ ایک یہ کہ جب کسی سے وعدہ کرے تو انشاء اللہ کہے۔ دوسرے نیکوں کے ساتھ اور ان کی نشانیوں اور مقاموں سے برکت تلاش کرنا۔ تیسرے نیکوں کی جگہ پر نماز ادا کرنا۔ چوتھے افضل شخص کا دعوت قبول کرنا اور اپنے سے کم درجے والے کے گھر جانا۔ پانچویں عذر کی وجہ سے جماعت کا معاف ہونا۔ چھٹے امام اور عالم کے ساتھ اس کے رفیق کا جانا۔ ساتویں باہر سے آنے والے کا گھر والے سے اجازت چاہنا۔ آٹھویں یہ کہ پہلے عمدہ اور دین کے کام شروع کرے چنانچہ پہلے آپ ﷺ نے نماز ادا کی۔ نویں نفل کا جماعت سے ادا کرنا۔ دسویں دن کی دو رکعت نماز کا بھی ہونا مثل رات کی نماز کے۔ اور شافعیہ کا اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ گیارہویں اس کا مستحب ہونا کہ محلہ میں جب کوئی نیک شخص آئے تو اس سے ملنے کیلئے آنا اور اس کی زیارت سے مشرف ہونا اور اس کی صحبت سے فیض اٹھانا اور یہی حق ہے ہر عالم دین دار کا تمام مسلمانوں پر۔ بارہویں گھر میں نماز کی جگہ مقرر کرنا جائز ہے بخلاف مسجد کے۔ تیرھویں برے ذکر سے کسی کے لوگوں کو روک دینا۔ چودھویں یہ کہ صدق دل سے لا الہ الا اللہ کا قائل ہمیشہ دوزخ میں نہ رہے گا۔

اس کے سوا اور بہت سے فوائد ہیں جو بخوف طول معرض تحریر میں نہ آسکے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۴۹۷) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ عَنْ عِتْبَانَ ابْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ يُوْنُسَ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ: اَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ اَوِالدُّخَيْشِنِ؟ وَزَادَ فِي الْحَدِيْثِ قَالَ مَحْمُوْدٌ: فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ نَفَرًا فِيْهِمْ اَبُوْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيُّ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: مَا اَظُنُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَاقُلْتَ قَالَ: فَحَلَفْتُ اِنْ رَجَعْتُ اِلٰى عِتْبَانَ اَنْ اَسْاَلَهٗ قَالَ: فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَوَجَدْتُهٗ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهٗ فَهُوَ اِمَامُ قَوْمِهٖ فَجَلَسْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِيْهِ كَمَا حَدَّثَنِيْهِ اَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ: ثُمَّ نَزَلَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَرَائِضُ وَاُمُوْرٌ

محمود رضی اللہ عنہ نے عتبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور یونس کے ہم معنی روایت بیان کی (یعنی جو اوپر مذکور ہو چکی) مگر اتنی بات زیادہ تھی کہ ایک شخص نے کہا: کہاں ہیں مالک بن دخشن یا (کہا) دخیشن؟ اور یہ بھی زیادہ کیا کہ محمود نے کہا کہ میں نے یہ روایت چند شخصوں میں بیان کی ان میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے تو انہوں نے کہا کہ میں گمان نہیں کرتا کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات فرمائی ہو جو تم کہتے ہو۔ سو میں نے قسم کھائی کہ میں جا کر عتبان رضی اللہ عنہ سے پوچھوں گا۔ سو میں ان کے پاس گیا اور ان کو بہت بوڑھا پایا کہ آنکھیں جاتی رہیں تھیں اور وہ اپنی قوم کے امام تھے سو ہم ان کے بازو پر جا بیٹھے اور میں نے ان سے یہی حدیث پوچھی تو انہوں نے مجھ سے ویسی ہی بیان کر دی جیسے پہلے بیان کی تھی۔ زہری نے کہا کہ اس کے بعد اور چیزیں فرض ہوئیں اور بہت سے احکام الٰہی اترے کہ جن کو ہم جانتے ہیں کہ کام ان پر ختم ہو گیا۔ پھر جو

نَرٰى اَنَّ الْاَمْرَ انْتَهٰى اِلَيْهَا فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّايَغْتَرَّ فَلَا يَغْتَرَّ. [راجع: ١٤٩، ١٥٠]

یہ چاہے کہ دھوکہ نہ کھائے تو ضروری ہے کہ دھوکہ نہ کھائے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی یہ نہ سمجھے کہ یہ دو رکعت نماز ہے بلکہ یہ ابتدائے اسلام کی بات ہے اس کے بعد اور احکام الٰہی بہت سے اترے ہیں۔

(١٤٩٨) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اِنِّي لَاَعْقِلُ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ دَلْوٍ فِيْ دَارِنَا قَالَ مَحْمُوْدٌ: فَحَدَّثَنِيْ عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ بَصَرِيْ قَدْسَاءَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ اِلٰى قَوْلِهٖ: فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ وَحَبَسْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَشِيْشَةٍ صَنَعْنَا هَالَهٗ وَلَمْ يَذْكُرْ مَابَعْدَهٗ مِنْ زِيَادَةِ يُوْنُسَ وَمَعْمَرٍ. [راجع: ١٤٩، ١٥٠]

محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے یاد ہے کہ ایک کلی جو رسول اللہ ﷺ نے ہمارے محلہ کے ڈول سے کی تھی اور محمود رضی اللہ عنہ نے کہا روایت کی مجھ سے عتبان رضی اللہ عنہ نے کہ کہا انہوں نے کہ میں نے عرض کی رسول اللہ ﷺ سے کہ میری بصارت کم ہوگئی ہے اور بیان کی حدیث یہاں تک کہ عتبان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دو رکعت پڑھی آپ ﷺ نے ہمارے ساتھ اور روک رکھا ہم نے آنحضرت ﷺ کو ایک کھانے کے لئے جس کو جشیشہ کہتے ہیں کہ وہ ہم نے آپ ﷺ کے لئے پکایا تھا اور اس کے بعد ذکر نہیں کیا جیسے یونس اور معمر نے ذکر کیا ہے۔

فائدہ: جشیشہ یہ ہے کہ گیہوں کا باریک آٹا لیا اور اس میں گوشت یا کھجور ڈال کر پکایا۔ اور بخاری کی روایت میں مذکور ہے کہ محمود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت ﷺ نے میرے منہ پر کلی کی۔ اور اس روایت میں جواز نکلا ملاطفت اور مزاح کا لڑکوں کے ساتھ ان کے دل خوش کرنے کو، اس لئے کہ بچوں کا دل ایسی باتوں سے بہت خوش ہوتا ہے اور آپ ﷺ نے ارادہ کیا کہ اس خوشی کے سبب سے ہمارے فیض صحبت کو یاد رکھے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بَابُ جَوَازِ الْجَمَاعَةِ فِي النَّافِلَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلٰى حَصِيْرٍ وَخُمْرَةٍ وَثَوْبٍ وَغَيْرِهَا مِنَ الطَّاهِرَاتِ.

باب: نفل نماز جماعت کے ساتھ اور بوریئے وغیرہ پر نماز پڑھنے کا بیان۔

(١٤٩٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ جَدَّتَهٗ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ: ((قُوْمُوْا فَاُصَلِّيْ لَكُمْ)) قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ: فَقُمْتُ اِلٰى حَصِيْرٍ لَنَا قَدِ اسْوَدَّ مِنْ طُوْلِ مَالُبِسَ فَنَضَحْتُهٗ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَفْتُ اَنَا وَالْيَتِيْمُ وَرَاءَهٗ وَالْعَجُوْزُ مِنْ وَرَاءِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ.

[بخاري: ٣٨٠، ٨٦٠؛ ابوداود: ٦١٢؛ ترمذي: ٢٣٤؛ نسائي: ٨٠٠]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کی دادی نے جن کا نام ملیکہ تھا رسول اللہ ﷺ کو ایک کھانے کے لئے بلایا جو انہوں نے پکایا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے کھایا اور فرمایا: ''کھڑے ہو۔ میں تمہاری خیر و برکت کے لئے نماز پڑھوں۔'' انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ایک بوریا لے کر کھڑا ہوا جو بہت بچھانے سے کالا ہوگیا تھا (یعنی مستعمل تھا) اور اس پر میں نے پانی چھڑکا اور آنحضرت ﷺ اس پر کھڑے ہوئے اور میں نے اور ایک یتیم نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی اور بوڑھی بھی ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھائی دو رکعتیں اور سلام پھیرا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا دعوت کا قبول کرنا اگرچہ ولیمہ نہ ہو اور جماعت میں نفل پڑھنا اور جائز ہوا برکت لینا اپنے گھر میں نیکوں کی نماز کے ساتھ۔ شاید آپ ﷺ کو ان کی تعلیم بھی منظور ہو علی الخصوص عورت کی کہ عورتیں مسجد میں آپ ﷺ کی ہیئت نماز کو بخوبی نہیں دیکھ سکتی تھیں اس وجہ سے کہ پیچھے رہتی تھیں اور ثابت ہوا نماز پڑھنا بوریوں وغیرہ پر جو چیز پاک ہو اگرچہ مستعمل ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کے سوا جب دو آدمی ہوں تو صف امام کے پیچھے باندھ لیں اور عورت پیچھے کھڑی رہے اگرچہ اکیلی ہو۔ اور بوریے پر پانی چھڑکنا اس کے نرم کرنے کیلئے تھا اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ شک نجاست کے سبب سے پانی چھڑکا مگر صحیح وہی ہے جو ہم نے پہلے کہا ہے۔

(١٥٠٠) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا فَرُبَّمَا تَحْضُرُ الصَّلٰوةُ وَهُوَ فِيْ بَيْتِنَا قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِيْ تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ ثُمَّ يُنْضَحُ ثُمَّ يَؤُمُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَقُوْمُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّيْ بِنَا قَالَ: وَكَانَ بِسَاطُهُمْ مِنْ جَرِيْدِ النَّخْلِ.

[بخاري: ٦١٢٩، ٦٢٠٣؛ ترمذي: ٣٣٣، ١٩٨٩؛ ابن ماجه: ٣٧٢٠؛ وانظر في مسلم: ٥٦٢٢]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اخلاق میں سب سے اچھے تھے۔ اور کبھی آپ ﷺ کو نماز کا وقت آ جاتا اور آپ ﷺ ہمارے گھر میں ہوتے تو حکم کرتے ہمارے بچھونے کو جو آپ ﷺ کے نیچے ہوتا کہ اس کو جھاڑ دیتے، پھر پانی چھڑک دیتے، پھر رسول اللہ ﷺ امامت فرماتے اور ہم لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے اور آپ ﷺ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے اور ان کا بچھونا کھجور کے پتوں کا تھا۔

فائدہ: اس سے انبیاء علیہم السلام کی بے تکلفی ثابت ہوئی۔



(١٥٠١) عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَمَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَأُمِّيْ وَأُمُّ حَرَامٍ خَالَتِيْ فَقَالَ: ((قُوْمُوْا فَلِأُصَلِّيَ بِكُمْ)) فِيْ غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ فَصَلّٰى بِنَا. فَقَالَ رَجُلٌ لِثَابِتٍ: أَيْنَ جَعَلَ أَنَسًا مِنْهُ؟ قَالَ: جَعَلَهُ عَلٰى يَمِيْنِهِ ثُمَّ دَعَا لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَقَالَتْ أُمِّيْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! خُوَيْدِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ: فَدَعَا لِيْ بِكُلِّ خَيْرٍ وَكَانَ فِيْ اٰخِرِ مَا دَعَا لِيْ بِهِ أَنْ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيْهِ)). [نسائي: ٨٠١]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور میں گھر میں تھا اور میری ماں اور میری خالہ۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھڑے ہو میں تمہارے لئے نماز پڑھوں۔“ اور اس وقت کسی فرض نماز کا وقت نہ تھا۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی اور ایک شخص نے ثابت رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے انس رضی اللہ عنہ کو کہاں کھڑا کیا؟ انہوں نے کہا اپنے داہنی طرف۔ پھر دعائے خیر کی ہم سب گھر والوں کے لئے سب بھلائیوں کی خواہ دنیا کی ہو یا آخرت کی۔ سو میری ماں نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ ﷺ کا چھوٹا خادم (یعنی انس) ہے اس کے لئے آپ ﷺ دعا فرمائیں سو آپ ﷺ نے میرے لئے ہر چیز مانگی اور اس دعا کے آخر میں عرض کی کہ یا اللہ! ”اس کا مال زیادہ کر، اولاد دے پھر اس میں برکت عنایت فرما۔“



(١٥٠٢) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهِ وَبِأُمِّهِ أَوْخَالَتِهِ قَالَ: فَأَقَامَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا.

[ابو داود: ٦٠٩؛ نسائي: ٨٠٢؛ ابن ماجه: ٩٧٥]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اور میری ماں یا خالہ کو نماز پڑھائی (یعنی امامت کی) اور مجھے اپنی داہنی طرف کھڑا کیا اور عورت کو ہمارے پیچھے۔



(١٥٠٣) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ١٥٠٢]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٠٤) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَاَنَا حِذَاءَهُ وَرُبَّمَا اَصَابَنِيْ ثَوْبُهُ اِذَا سَجَدَ وَكَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى خُمْرَةٍ. [بخاري: ٣٣٣، ٣٧٩، ٥١٨؛ ابوداود: ٦٥٦؛ ابن ماجه: ١٠٢٨]

ام المومنین میمونہ زوجہ رسول اللہ ﷺ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ ﷺ کے برابر حاضر تھی اور کبھی آپ ﷺ کا کپڑا مجھ کو لگ جاتا تھا جب سجدہ کرتے تھے اور آپ ﷺ بوریئے پر نماز پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٠٥) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُ دَخَلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَهُ يُصَلِّيْ عَلٰى حَصِيْرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ. [ترمذي: ٣٣٢؛ ابن ماجه: ١٠٢٩، ١٠٤٨]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بوریئے پر نماز پڑھتے ہیں اور اسی پر سجدہ کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ فِيْ جَمَاعَةٍ وَفَضْلِ انْتِظَارِ الصَّلٰوةِ وَكَثْرَةِ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ وَفَضْلِ الْمَشْيِ اِلَيْهَا.

باب: فرض نماز با جماعت ادا کرنے اور نماز کا انتظار کرنے اور مساجد میں بکثرت آنے جانے کی فضیلت۔

(١٥٠٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ تَزِيْدُ عَلٰى صَلٰوتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَ صَلٰوتِهٖ فِيْ سُوْقِهٖ بِضْعًا وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ اِلَّا الصَّلٰوةُ لَا يُرِيْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ فَلَمْ يَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلٰوةِ مَاكَانَتِ الصَّلٰوةُ هِيَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ! تُبْ عَلَيْهِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کی نماز جماعت سے اس کے گھر اور بازار کی نماز سے بیس پر کئی درجے افضل ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ آدمی نے جب وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا پھر مسجد کو آیا نہیں اٹھایا اس کو مگر نماز نے اور نہیں ارادہ ہوا اس کا مگر نماز کا تو کوئی قدم نہیں رکھتا ہے وہ مگر اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور ایک گناہ گھٹا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ داخل ہوتا ہے وہ پھر جب مسجد میں آ گیا تو گویا وہ نماز ہی میں ہے جب تک نماز اس کو روک رہی ہے اور فرشتے اس کے لئے دعائے خیر کر رہے ہیں، جب تک کہ وہ اپنی جگہ میں ہے جہاں نماز پڑھی ہے اور فرشتے کہتے ہیں کہ یا اللہ! تو اس پر رحم کر۔ یا اللہ! اس کو بخش دے۔ یا اللہ! تو اس کی توبہ قبول کر جب تک کہ وہ ایذا نہیں دیتا جب تک وہ حدث نہیں کرتا۔ (یعنی تب تک فرشتے بھی کہتے رہتے ہیں)

مَالَمْ يُؤْذِفِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ فِيْهِ)) . [بخاری: ٤٧٧؛ ابو داود: ٥٥٩؛ ابن ماجه: ٧٨٦]

○ ○ ○ ○

(١٥٠٧) عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٠٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تُصَلِّيْ عَلٰى اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مَجْلِسِهٖ تَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ مَالَمْ يُحْدِثْ وَاَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَاكَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتے تم میں سے ہر ایک کے لئے دعائے خیر کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے یا اللہ! اس کو بخش دے۔ یا اللہ! اس پر رحم کر جب تک وہ گوز نہیں مارتا اور تم میں سے ہر ایک نماز میں ہے جب تک کہ نماز اس کو روک رہی ہے۔“

(١٥٠٩) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِيْ صَلٰوةٍ مَا كَانَ فِيْ مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَتَقُوْلُ الْمَلٰٓئِكَةُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ حَتّٰى يَنْصَرِفَ اَوْيُحْدِثَ)) قُلْتُ: مَايُحْدِثُ؟ قَالَ: يَفْسُوْ اَوْيَضْرِطُ.

[ابو داود: ٤٧١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک آدمی نماز کا منتظر اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے تب تک وہ نماز ہی میں ہے اور فرشتے اس کے لئے کہتے ہیں یا اللہ! اس کو بخش اور اس پر رحم کر یہاں تک کہ وہ چلا جائے یا حدث کرے۔“ راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا حدث کیا ہے؟ تو کہا: پھسکی چھوڑے یا گوز مارے۔

○ ○ ○ ○

(١٥١٠) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَزَالُ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوةٍ مَا دَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ اَنْ يَنْقَلِبَ اِلٰى اَهْلِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةُ)). [بخاری: ٦٥٩؛ ابو داود: ٤٧٠]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی نماز میں ہے جب تک نماز اس کو روک رہی ہے۔ نہیں روکتی اس کو گھر جانے سے مگر نماز۔“

○ ○ ○ ○

(١٥١١) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَحَدُكُمْ مَاقَعَدَ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فِيْ صَلٰوةٍ مَالَمْ يُحْدِثْ تَدْعُوْلَهُ الْمَلَائِكَةُ اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ! ارْحَمْهُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایک تم میں سے نماز میں ہے جب تک نماز کا منتظر ہے جب تک اس نے گوز نہیں کیا۔ فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں یا اللہ! اس کو بخش، یا اللہ! اس پر رحم فرما۔“

(١٥١٢) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هٰذَا. [ترمذی: ٣٣٠]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ كَثْرَةِ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ.

باب: مسجدوں کی طرف زیادہ قدم چل کر جانے کی فضیلت۔

(١٥١٣) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اَعْظَمَ النَّاسِ اَجْرًا فِی الصَّلٰوةِ اَبْعَدُ هُمْ اِلَیْهَا مَمْشًی فَاَبْعَدُ هُمْ وَالَّذِیْ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ اَعْظَمُ اَجْرًا مِنَ الَّذِیْ یُصَلِّیْهَا ثُمَّ یَنَامُ)) وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ کُرَیْبٍ: ((حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ فِیْ جَمَاعَةٍ)). [بخاری: ٦٥١]

ابوموسیٰ ﷜ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا گھر مسجد سے زیادہ دور ہے۔ اس کا ثواب بھی اتنا ہی زیادہ ہے اور جو نماز کا منتظر ہے کہ امام کے ساتھ پڑھے گا اس کا ثواب بھی اس شخص سے زیادہ ہے کہ پڑھ لی اور سو رہا۔“ اور ابوکریب کی روایت میں یہ لفظ ((حَتّٰی یُصَلِّیَهَا مَعَ الْاِمَامِ فِیْ جَمَاعَةٍ)) اور مطلب دونوں کا ایک ہی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥١٤) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ: کَانَ رَجُلٌ لَا اَعْلَمُ رَجُلًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَکَانَ لَاتُخْطِئُهُ صَلٰوةٌ قَالَ: فَقِیْلَ لَهٗ اَوْ قُلْتُ [لَهٗ]: لَوِاشْتَرَیْتَ حِمَارًا تَرْکَبُهٗ فِی الظَّلْمَآءِ وَفِی الرَّمْضَآءِ قَالَ: مَایَسُرُّنِیْ اَنَّ مَنْزِلِیْ اِلٰی جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ یُّکْتَبَ لِیْ مَمْشَایَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِیْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی اَهْلِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ کُلَّهٗ)). [ابوداود: ٥٥٧؛ ابن ماجه: ٧٨٣]

ابی بن کعب ﷜ نے کہا کہ ایک شخص تھا کہ اس کے مکان سے زیادہ کسی کا مکان مسجد سے دور نہ تھا اور کبھی کوئی جماعت اس کی نہ جاتی تو اس سے کہا گیا یا میں نے کہا: تم اگر ایک گدھا خرید لو کہ اس پر سوار ہو کر آیا کرو اندھیری اور دھوپ میں تو اچھا ہو۔ اس نے کہا: میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا گھر مسجد کے بازو میں ہو، اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے قدم مسجد کی طرف لکھے جائیں اور میرا لوٹنا بھی جب میں گھر کو لوٹوں تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے ان سب کا ثواب تمہارے لیے اکٹھا کیا ہے۔“

○ ○ ○ ○

(١٥١٥) عَنْ جَرِیْرٍ عَنِ التَّیْمِیِّ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ بِنَحْوِهٖ. [راجع: ١٥١٤]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥١٦) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ: کَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ بَیْتُهٗ اَقْصٰی بَیْتٍ فِی الْمَدِیْنَةِ فَکَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلٰوةُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَتَوَجَّعْنَا لَهٗ فَقُلْتُ لَهٗ: یَا فُلَانُ! لَوْ اَنَّكَ اشْتَرَیْتَ حِمَارًا یَقِیْكَ مِنَ الرَّمْضَآءِ وَیَقِیْكَ مِنْ هَوَامِّ الْاَرْضِ قَالَ: اَمَ وَاللّٰهِ! مَا اُحِبُّ اَنَّ بَیْتِیْ مُطَنَّبٌ بِبَیْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ: فَحَمَلْتُ بِهٖ حِمْلًا حَتّٰی اَتَیْتُ بِهٖ نَبِیَّ اللّٰهِ ﷺ فَاَخْبَرْتُهٗ قَالَ: فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ وَذَکَرَ لَهٗ اَنَّهٗ

ابی بن کعب ﷜ نے کہا کہ انصار میں سے ایک شخص تھے کہ ان کا گھر مدینہ کے سب گھروں میں مسجد سے دور تھا اور ان کی کوئی جماعت جانے نہ پاتی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تو ہم لوگوں کو ان پر ترس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ کاش تم ایک گدھا خرید لو کہ تمہیں گرمی سے اور راہ کے کیڑے مکوڑوں سے بچائے۔ انہوں نے کہا: سنو! قسم ہے اللہ کی کہ میں نہیں چاہتا کہ میرا گھر محمد ﷺ کے گھر سے متصل ہو۔ اور مجھ پر اس کی یہ بات بہت بار اور گراں گزری اور میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو خبر دی۔ آپ ﷺ نے ان کو بلایا۔ انہوں نے حضرت محمد ﷺ سے بھی یہ کہا جو مجھ سے کہا تھا اور ذکر کیا کہ میں اپنے قدموں کا اجر چاہتا

يَرْجُوْ فِي أَثَرِهِ الْأَجْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ)). [راجع: ١٥١٤]

ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بے شک تم کو اجر ہے جس کے تم امیدوار ہو۔“

(١٥١٧) عَنْ وَكِيْعٍ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ١٥١٤]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥١٨) عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَتْ دِيَارُنَا نَائِيَةً مِنَ الْمَسْجِدِ فَأَرَدْنَا أَنْ نَبِيْعَ بُيُوْتَنَا فَنَقْتَرِبَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((إِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً)).

ابو الزبیر نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سنا کہ انہوں نے کہا کہ ہمارے لوگوں کے گھر مسجد سے دور تھے تو ہم نے چاہا کہ بیچ ڈالیں اور مسجد کے قریب آ رہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ہم کو روکا اور فرمایا: ”تمہارے لئے ہر قدم پر ایک درجہ ہے۔“

○ ○ ○ ○

(١٥١٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوْا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ: ((إِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ)) قَالُوْا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ: ((يَابَنِيْ سَلِمَةَ! دِيَارَكُمْ! تُكْتَبْ آثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ! تُكْتَبْ آثَارُكُمْ)).

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: کچھ جگہیں مسجد کے گرد خالی ہوئی ہیں تو بنو سلمہ کے قبیلہ والوں نے چاہا کہ مسجد کے پاس اٹھ آئیں اور یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہاری خبر ہم کو پہنچی ہے کہ تم چاہتے ہو کہ مسجد کے قریب آ رہیں۔“ انہوں نے کہا کہ ہاں اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے چاہا تو ہے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے بنی سلمہ! تم اپنے ہی گھروں میں رہو تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔“ (یعنی تا کہ ان کا ثواب ملے)

○ ○ ○ ○

(١٥٢٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: أَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوْا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ قَالَ: وَالْبِقَاعُ خَالِيَةٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ((يَابَنِيْ سَلِمَةَ! دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ)) فَقَالُوْا: مَا كَانَ يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بنو سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آ جائیں اور کچھ قطعے خالی تھے تو یہ خبر نبی ﷺ کو پہنچی آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے بنی سلمہ! اپنے ہی گھروں میں رہو تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں۔“ تو انہوں نے کہا کہ ہم اس فرمانے سے ایسے خوش ہوئے کہ وہاں سے اٹھ آنے سے اتنی خوشی نہ ہوتی۔

بَابُ الْمَشْيِ إِلَى الصَّلٰوةِ تُمْحٰى بِهِ الْخَطَايَا وَتُرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتُ.

باب: نماز کیلئے چل کر جانا گناہوں کو مٹانے اور درجات کی بلندی کا سبب ہے۔

(١٥٢١) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ تَطَهَّرَ فِيْ بَيْتِهِ ثُمَّ مَشٰى إِلٰى بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيْضَةً مِنْ فَرَائِضِ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو اپنے گھر میں طہارت کرے پھر اللہ کے کسی گھر میں جائے کہ اللہ کے فرضوں میں سے کسی فرض کو ادا کرے تو اس کے قدم ایسے ہوں گے کہ ایک سے تو برائیاں

اللّٰهِ كَانَتْ خُطْوَتَاهُ إِحْدٰهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالْأُخْرٰى تَرْفَعُ دَرَجَةً)).

اتریں گی اور دوسرے سے درجے بڑھیں گے۔"

○ ○ ○ ○

(١٥٢٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ وَفِي حَدِيثِ بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ؟)) قَالُوا: لَا يَبْقٰى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ: ((فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا)).

[بخاری: ٥٢٨؛ ترمذی: ٢٨٦٨؛ نسائی: ٤٦١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: "بھلا دیکھو کہ اگر کسی کے دروازہ پر ایک نہر ہو کہ وہ اس میں ہر روز پانچ بار نہاتا ہو تو کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا: "یہی مثال ہے پانچوں نمازوں کی کہ اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے گناہوں کو صاف کر دیتا ہے۔"

○ ○ ○ ○

(١٥٢٣) عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ)) قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ: وَمَا يُبْقِي ذٰلِكَ مِنَ الدَّرَنِ.

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پانچوں نمازوں کی مثال گہری بہتی نہر کی مانند ہے جو کسی کے دروازہ پر ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ بار نہاتا ہو۔" حسن نے کہا کہ اس پر کچھ میل باقی نہ رہے گی۔

○ ○ ○ ○

(١٥٢٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: ((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ)). [بخاری: ٦٦٢]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صبح کو یا شام کو گیا مسجد میں اللہ تعالیٰ نے اس کی جنت میں ضیافت تیار کی ہر صبح اور شام میں۔"

بَابُ فَضْلِ الْجُلُوسِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصُّبْحِ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ.

باب: صبح کے بعد اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھنے اور مسجدوں کی فضیلت کا بیان۔

(١٥٢٥) عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضي الله عنه أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ كَثِيرًا كَانَ لَا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحَ أَوِ الْغَدَاةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ. [وانظر فی مسلم: ٥٩٨٩؛

سماک بن حرب نے کہا کہ میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ بہت، پھر کہا کہ آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ اپنی نماز کی جگہ بیٹھے رہتے صبح کے بعد جب تک کہ آفتاب نہ نکلتا۔ پھر جب سورج نکلتا اٹھ کھڑے ہوتے اور لوگ آپ ﷺ کے پاس بیٹھ کر ذکر کیا کرتے تھے کفر کے زمانہ کا اور ہنستے تھے اور آپ ﷺ مسکراتے رہتے تھے۔

ابوداود: ۱۲۹٤؛ نسائی: ۱۳۵۷]

○ ○ ○ ○

(۱۵۲٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ اِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِیْ مُصَلَّاهُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا. [ابوداود: ٤٨٥٠]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ جب صبح کی نماز پڑھ چکتے تو اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے جب تک کہ آفتاب خوب نہ نکل آتا۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۲۷) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَقُوْلَا: حَسَنًا. [ترمذی: ۵۸۵؛ نسائی: ۱۳۵٦]

سماک سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے لیکن انھوں نے "حَسَنًا" کے الفاظ نہیں کہے۔

(۱۵۲۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ مَوْلٰى اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَسَاجِدُهَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَسْوَاقُهَا)).

عبدالرحمٰن بن مہران جو مولیٰ ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے، وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "شہروں میں پیاری جگہ اللہ کے نزدیک مسجدیں اور سب سے بری جگہ اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: بازاروں میں شیطان کا جھنڈا کھڑا ہوتا ہے۔ گالی گلوچ ایک دوسرے کو دیتے ہیں اور فسق و فجور کا زور رہتا ہے، بخلاف اس کے مسجدوں میں ذکر الٰہی، نماز، روزہ، زہد و عبادت اور اللہ کے خوف کا چرچا رہتا ہے۔

بَابُ مَنْ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ؟

باب: امامت کا مستحق کون ہے؟

(۱۵۲۹) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا كَانُوْا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَحَدُهُمْ وَاَحَقُّهُمْ بِالْاِمَامَةِ اَقْرَؤُهُمْ)). [نسائی: ۷۸۱، ۸۳۹]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تین شخص ہوں تو ایک ان میں سے امام ہو جائے اور امامت کا زیادہ حقدار وہ ہے جو قرآن زیادہ پڑھا ہو۔"

○ ○ ○ ○

(۱۵۳۰) عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ۱۵۲۹]

قتادہ سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۳۱) عَنْ اَبِیْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

ابوسعید بھی نبی اکرم ﷺ سے اسی طرح کی روایت نقل کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۳۲) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِی الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَاِنْ كَانُوْا فِی السُّنَّةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِی الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَاَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِهِ وَلَا

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "قوم کی امامت وہ کرے جو قرآن زیادہ جانتا ہو اگر قرآن میں برابر ہوں تو جو سنت زیادہ جانتا ہو۔ اگر سنت میں برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو اسلام پہلے لایا ہو۔ اور کسی کی حکومت کی جگہ میں جا کر اس کی امامت نہ کرے اور نہ اس کے گھر میں اس کی مسند پر بیٹھے مگر اس کے حکم سے۔" اشج نے اسلام کی جگہ عمر کو ذکر کیا یعنی جس کی

يَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهِ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ اِلَّا بِاِذْنِهِ)) قَالَ الْاَشَجُّ فِيْ رِوَايَتِهِ مَكَانَ سِلْمًا: سِنًّا.
[ابوداود: ٥٨٢، ٥٨٣، ٥٨٤؛ ترمذی: ٢٣٥؛ نسائی: ٧٧٩، ٧٨٢؛ ابن ماجہ: ٩٨٠]

عمر زیادہ ہو۔

○ ○ ○ ○

(١٥٣٣) عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٥٣٢]

اعمش سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٣٤) عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَاَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً فَاِنْ كَانَتْ قِرَاءَتُهُمْ سَوَآءً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَاِنْ كَانُوْا فِى الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَلْيَؤُمَّهُمْ اَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا تَؤُمَّنَّ الرَّجُلَ فِيْ اَهْلِهِ وَلَا فِيْ سُلْطَانِهِ وَلَا تَجْلِسْ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ فِيْ بَيْتِهِ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَكَ اَوْ بِاِذْنِهِ.)) [راجع: ١٥٣٢]

ابو مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''کہ لوگوں کی امامت وہ کرے جو قرآن زیادہ جانتا ہو اور خوب قرآن پڑھتا ہو اگر قراءت میں برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو۔ اگر ہجرت میں برابر ہوں تو جو عمر میں بڑا ہو۔ اور کسی کی امامت نہ کرے اس کے گھر میں اور نہ اس کی حکومت کی جگہ میں اور نہ بیٹھے اس کی مسند پر اس کے گھر میں جب تک وہ تجھے اجازت نہ دے یا فرمایا: اس کی اجازت سے۔''

○ ○ ○ ○

(١٥٣٥) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَ نَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَاَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيْمًا رَقِيْقًا فَظَنَّ اَنَّا قَدِاشْتَقْنَا اَهْلَنَا فَسَاَلَنَا عَنْ مَنْ تَرَكْنَا مِنْ اَهْلِنَا فَاَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ: ((اِرْجِعُوْا اِلٰى اَهْلِيْكُمْ فَاَقِيْمُوْا فِيْهِمْ وَ عَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ)). [بخاری: ٦٢٨، ٦٣٠، ٦٣١، ٦٥٨، ٦٨٥، ٨١٩، ٢٨٤٨، ٦٠٠٨، ٧٢٤٦؛ ابوداود: ٥٨٩؛ ترمذی: ٢٠٥؛ نسائی: ٦٣٣، ٦٣٤، ٦٦٨، ٧٨٠؛ ابن ماجہ: ٩٧٩]

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم جوان، ہم عمر تھے اور بیس دن آپ ﷺ کی خدمت میں رہے اور رسول اللہ ﷺ نہایت مہربان اور نرم تھے۔ آپ ﷺ نے معلوم کیا کہ ہم لوگ وطن کے مشتاق ہو گئے، تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''کن کن لوگوں کو تم اپنے وطن میں چھوڑ آئے اپنے عزیز واقارب میں سے۔'' اور ہم نے آپ ﷺ کو خبر دی تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے دیس کو لوٹ جاؤ اور وہاں رہو اور لوگوں کو اسلام کی باتیں سکھاؤ، بتاؤ۔ پھر جب نماز کا وقت آئے تو تم میں سے ایک شخص اذان دے اور جو تم میں عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے اذان، جماعت اور امامت کا حکم ہوا، چونکہ وہ لوگ ہجرت اور علم میں برابر تھے لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو بھی حکم دیا کہ جو عمر میں بڑا ہو وہ امامت کرے۔

(١٥٣٦) حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ الزَّهْرَانِيُّ وَخَلَفُ

اس سند سے بھی مذکورہ روایت بیان کی گئی ہے۔

ابْنُ هِشَامٍ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ١٥٣٥]

(١٥٣٧) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَبُو سُلَيْمَانَ قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِیْ نَاسٍ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ وَاقْتَصَّا جَمِيْعًا الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ. [راجع: ١٥٣٧]

مالک بن حویرث ابو سلیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ہم جوان تھے اور ہم عمر تھے اور باقی سارا واقعہ وہی بیان کیا جو مذکورہ حدیث میں ہے۔

(١٥٣٨) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ أَنَا وَصَاحِبٌ لِّیْ فَلَمَّا أَرَدْنَا الْإِقْفَالَ مِنْ عِنْدِهٖ قَالَ لَنَا: ((إِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا)). [راجع: ١٥٣٥]

مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اور میرا ایک رفیق نبی ﷺ کے پاس آیا پھر جب ہم نے آپ ﷺ کے پاس سے لوٹنا چاہا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کا وقت آئے تو اذان دینا اور اقامت کہنا اور تم میں سے جو بڑا ہو وہ امامت کرے۔''

(١٥٣٩) عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ بِهٰذَا وَزَادَ قَالَ الْحَذَّاءُ: وَكَانَا مُتَقَارِبَيْنِ فِی الْقِرَاءَةِ. [راجع: ١٥٣٥]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت کی مانند حدیث آئی ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ الْقُنُوْتِ فِیْ جَمِيْعِ الصَّلَوَاتِ إِذَا نَزَلَتْ بِالْمُسْلِمِيْنَ نَازِلَةٌ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ وَاسْتِحْبَابِهٖ فِی الصُّبْحِ دَائِمًا وَبَيَانِ أَنَّ مَحَلَّهٗ بَعْدَ رَفْعِ الرَّأْسِ مِنَ الرُّكُوْعِ فِی الرَّكْعَةِ الْأَخِيْرَةِ وَاسْتِحْبَابِ الْجَهْرِ بِهٖ.

باب: جب مسلمانوں پر کوئی بلا نازل ہو تو نمازوں میں بلند آواز سے قنوت پڑھنا اور اللہ کے ساتھ پناہ مانگنا مستحب ہے اور اس کا محل و مقام آخری رکعت کے رکوع سے سر اٹھانے کے بعد ہے اور صبح کی نماز میں قنوت پر دوام مستحب ہے۔

(١٥٤٠) عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ حِيْنَ يَفْرُغُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنَ الْقِرَاءَةِ وَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهٗ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ: ((اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِیْ رَبِيْعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر کی قراءت سے فارغ ہو جاتے تو سر مبارک رکوع سے اٹھاتے (یعنی دوسری رکعت میں) کہتے سمع اللہ سے آخر تک یعنی ''سنا اللہ نے جس نے اس کی حمد کی اے ہمارے رب! سب تعریف تجھ ہی کو ہے'' پھر کھڑے ہی کھڑے کہتے: ''یا اللہ نجات دے ولید بن ولید رضی اللہ عنہ کو اور سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ اور عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو (یہ سب مسلمان کفار کے ہاتھ میں تھے) اور

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ ! اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِيْ يُوْسُفَ اَللّٰهُمَّ ! الْعَنْ لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَّ ذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ)) ثُمَّ بَلَغَنَا اَنَّهُ تَرَكَ ذٰلِكَ لَمَّا اُنْزِلَ: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْيَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْيُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ﴾.

[۳/ آل عمران:۱۲۸]

نجات دے مؤمنوں میں سے ضعیف لوگوں کو، (یعنی جو مکہ والوں کے ہاتھ میں دبے پڑے ہیں) یا اللہ (قبیلہ) مضر کو اپنی سختی سے روندھ دے اور ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی طرح قحط ڈال دے (جیسے مصر میں سات برس واقع ہوا تھا) یا اللہ لعنت کر لحیان اور رعل اور ذکوان اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی) پھر ہم کو خبر پہنچی کہ آپ نے یہ بددعا موقوف کی جب یہ آیت اتری ﴿لَيْسَ لَكَ ...﴾ الآیۃ یعنی اے نبی! تم کو اس کام میں کچھ اختیار نہیں اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول کرے چاہے انہیں عذاب کرے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث سے قنوت کا دائماً استحباب ثابت ہوا اور اس کا محل آخر رکعت کے رکوع کے بعد معلوم ہوا اور جہر کا استحباب بھی ثابت ہوا جیسا کہ شافعی کا مذہب ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہی ہے کہ نماز صبح میں قنوت پر دوام مسنون ہے، باقی رہیں اور نمازیں اس میں تین قول، صحیح اور مشہور یہ ہے کہ جب بلائے عام نازل ہو جیسے اعدائے دین کا غلبہ یا قحط وبا تو تمام نمازوں میں امام قنوت پڑھے اور نہیں تو نہیں، اور دوسرا قول یہ ہے کہ دونوں حالتوں میں قنوت پڑھے یعنی وبا وغیرہ ہو یا نہ ہو۔ تیسرا قول یہ ہے کہ کسی حالت میں نہ پڑھے مگر صحیح وہی پہلا قول ہے اور رفع الیدین اس میں مستحب ہے اور قنوت ختم کرنے کے بعد منہ پر ہاتھ نہ پھیرے اور بعض نے ہاتھ پھیرنا بھی مستحب کہا ہے اور صدر پر ہاتھ پھیرنے کو سب نے مکروہ کہا ہے اور ادعیہ ماثورہ میں سے جو دعا جی چاہے پڑھے۔

(۱۵۴۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِلٰى قَوْلِهِ ((وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِيْ يُوْسُفَ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ. [بخاری: ۶۲۰۰؛ ابن ماجہ: ۱۲۴۴]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے یہاں تک بیان کرتے ہیں ”کہ اے اللہ! قحط ڈال ان پر یوسف علیہ السلام کے سالوں کی طرح۔“ اور اس کے بعد والے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

(۱۵۴۲) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ بَعْدَ الرَّكْعَةِ فِيْ صَلٰوةٍ شَهْرًا اِذَا قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) يَقُوْلُ فِيْ قُنُوْتِهِ: ((اَللّٰهُمَّ ! نَجِّ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ ! نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ ! نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ ! نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ ! اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ ! اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ)) قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ: ثُمَّ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ الدُّعَآءَ بَعْدُ فَقُلْتُ: اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ تَرَكَ الدُّعَآءَ لَهُمْ قَالَ: فَقِيْلَ: وَمَا تَرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوْا؟ [ابوداود: ۱۴۴۲]

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت پڑھا۔ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو اپنی قنوت میں کہتے: یا اللہ! چھوڑ دے ولید بن ولید رضی اللہ عنہ کو۔ یا اللہ! چھوڑ دے سلمہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کو یا اللہ! چھوڑ دے عیاش بن ابی ربیعہ رضی اللہ عنہ کو یا اللہ! چھوڑ دے ضعیف مؤمنوں کو یا اللہ! (قبیلہ) مضر کو سختی سے روندھ ڈال۔ یا اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط ڈال۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو کہ اس کے بعد آپ ﷺ نے دعا چھوڑ دی۔ تو میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ نے دعا چھوڑ دی تو لوگوں نے کہا کہ دیکھتے نہیں ہو کہ جن کے لیے رسول اللہ ﷺ دعا کرتے تھے وہ تو آ گئے (یعنی کافروں کے پاس سے چھوٹ آئے)

○ ○ ○ ○

(١٥٤٣) وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: نَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: نَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ: ((اَللّٰهُمَّ انْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ إِلَى قَوْلِهِ: ((كَسِنِي يُوسُفَ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

[بخاري: ٤٥٩٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے جب آپ ﷺ نے ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہا۔ پھر آپ ﷺ نے سجدہ کرنے سے پہلے یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما۔'' پھر اس طرح ذکر فرمائی: ((كَسِنِي يُوسُفَ)) تک اور اس کے بعد کچھ ذکر نہیں فرمایا۔

○ ○ ○ ○

(١٥٤٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ﷺ يَقُولُ: وَاللّٰهِ لَأُقَرِّبَنَّ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ أَبُوهُرَيْرَةَ ﷺ يَقْنُتُ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ الْآخِرَةِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ وَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ. [بخاري: ٧٩٧، ٢٣٩٣؛ ابوداود: ١٤٤٠؛ نسائي: ١٠٧٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ واللہ! میں تمہارے ساتھ ادا کروں نماز جو رسول اللہ ﷺ کی نماز کے قریب قریب ہو۔ پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر اور عشاء اور صبح میں قنوت پڑھتے تھے اور مؤمنوں کے لیے یہ دعا کرتے تھے اور کافروں پر لعنت کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٤٥) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُونَةَ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَلِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنَسٌ: أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتّٰى نُسِخَ بَعْدُ: أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ. [بخاري: ٤٠٩٥، ٢٨١٤]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر بددعا کی جنہوں نے بئر معونہ کے لوگوں کو قتل کیا تھا تیس دن تک (یعنی تیس دن تک بددعا کی) بددعا کرتے تھے آپ ﷺ رعل اور ذکوان اور لحیان اور عصیہ پر کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان مقتولوں شہیدوں کے حال میں قرآن اتارا جو بئر معونہ پر قتل ہوئے تھے ہم نے اس آیت کو اسی قرآن کی طرح پڑھا پھر منسوخ ہو گئی۔ اسے آخر تک یعنی ہماری طرف سے ہماری قوم کو بشارت پہنچا دو کہ ہم اپنے پروردگار سے ملے اور وہ بھی راضی ہوا ہم سے اور ہم اس سے راضی ہوئے۔

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: بئر معونہ بنی عامر اور بنی سلیم کے درمیان ایک زمین کا نام ہے وہاں آپ ﷺ نے قرآن کے ستر قاری بھیجے تھے، کافروں نے ان کو قتل کر دیا۔ ان کا مفصل قصہ ان شاء اللہ کتاب القراءت میں آئیگا۔

(١٥٤٦) عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ ﷺ: هَلْ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ؟

محمد نے کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں بعد رکوع کے

قَالَ: نَعَمْ بَعْدَ الرُّكُوعِ يَسِيْرًا. [بخاری: ۱۰۰۱؛ ابوداود: ۱٤٤٤؛ نسائی: ۱۰۷۰؛ ابن ماجه: ۱۱۸٤]

تھوڑی دیر۔

○ ○ ○ ○

(۱٥٤۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَ ذَكْوَانَ وَ يَقُوْلُ: ((عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ)). [بخاری: ۱۰۰۳، ٤۰۹٤؛ نسائی: ۱۰٦۹]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں رکوع کے بعد ایک مہینہ تک قنوت پڑھا رعل اور ذکوان کے لیے بددعا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ عصیہ نے اللہ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

○ ○ ○ ○

(۱٥٤۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَدْعُوْ عَلٰى بَنِيْ عُصَيَّةَ. [ابوداود: ۱٤٤٥]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر میں بعد رکوع کے ایک مہینہ تک قنوت پڑھا۔ بددعا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عصیہ کے قبیلہ پر۔

(۱٥٤۹) عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ: سَاَلْتُهٗ عَنِ الْقُنُوْتِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَ الرُّكُوْعِ؟ فَقَالَ: قَبْلَ الرُّكُوْعِ قَالَ: قُلْتُ: فَاِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ فَقَالَ: اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى اُنَاسٍ قَتَلُوْا اُنَاسًا مِنْ اَصْحَابِهٖ يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّآءُ. [بخاری: ۱۰۰۲، ۱۳۰۰، ۳۱۷۰، ٤۰۹٦، ۲۳۹٤]

عاصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا بعد؟ انہوں نے کہا کہ پہلے۔ میں نے کہا کہ بعض لوگ دعوے کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد قنوت پڑھا ہے تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ تک قنوت پڑھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں پر بددعا کرتے تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کو قتل کر دیا تھا۔ جنہیں قاری کہا جاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۱٥٥۰) عَنْ اَنَسٍ يَقُوْلُ: مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَجَدَ عَلٰى سَرِيَّةٍ مَا وَجَدَ عَلَى السَّبْعِيْنَ الَّذِيْنَ اُصِيْبُوْا يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ كَانُوْا يُدْعَوْنَ الْقُرَّآءَ فَمَكَثَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى قَتَلَتِهِمْ. [راجع: ۱٥٤۹]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی چھوٹے لشکر کے لیے اس قدر غصہ ہوتے کبھی نہیں دیکھا جس قدر ان ستر صحابیوں رضی اللہ عنہم کے لیے غصہ ہوئے جو بیر معونہ میں شہید ہوئے کہ ان کو قاری کہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک برابر ان کے قاتلوں پر بددعا کرتے رہے۔

○ ○ ○ ○

(۱٥٥۱) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِهٰذَا الْحَدِيْثِ يَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ. [راجع: ۱٥٤۹]

انس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں یہی حدیث مگر بعض راوی ایک دوسرے سے کچھ کمی بیشی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

(۱٥٥۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَنَتَ شَهْرًا يَلْعَنُ رِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ. [نسائی: ۱۰۷٦]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت کی ایک ماہ آپ لعنت کرتے تھے رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل پر انہوں نے نافرمانی کی اللہ اور اس کے رسول کی۔

(١٥٥٣) عَنْ مُوسٰی بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِنَحْوِهٖ.

انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے اس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں۔

(١٥٥٤) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ عَلٰى اَحْيَآءٍ مِنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهٗ. [بخاری: ٤٠٨٩؛ نسائی: ١٠٧٦، ١٠٧٨؛ ابن ماجه: ١٢٤٣]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینہ تک قنوت پڑھا اور عرب کے کئی گھرانوں پر بددعا کی پھر چھوڑ دیا۔

○ ○ ○ ○

(١٥٥٥) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ.

براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ صبح اور مغرب میں قنوت پڑھتے تھے۔

(١٥٥٦) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ. [راجع: ١٥٥٥]

براء کہتے ہیں: قنوت کی آپ ﷺ نے فجر اور مغرب میں۔

○ ○ ○ ○

(١٥٥٧) عَنْ خُفَافِ بْنِ اِيْمَاءِ الْغِفَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صَلٰوةٍ: ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِيْ لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ)). [وانظر فی مسلم: ٢٤٣٤]

خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نماز میں فرمایا: ''یا اللہ! لعنت کر بنی لحیان اور ذکوان اور عصیہ پر کیوں کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ غفار کی اللہ مغفرت کرے اور سالم کو آفتوں سے بچائے۔''

○ ○ ○ ○

(١٥٥٨) عَنِ الْحَارِثِ بْنِ خُفَافٍ اَنَّهٗ قَالَ: قَالَ خُفَافُ بْنُ اِيْمَاءٍ رضی اللہ عنہ: رَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ: ((غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِيْ لِحْيَانَ وَالْعَنْ رِعْلًا وَذَكْوَانَ)) ثُمَّ وَقَعَ سَاجِدًا قَالَ خُفَافٌ: فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ. [راجع: ١٥٥٧]

حارث نے کہا کہ خفاف نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا پھر سر مبارک اٹھایا اور کہا: ''غفار کو اللہ بخشے اور اسلم کو بچائے اور عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی یا اللہ! لعنت کر بنی لحیان پر اور رعل اور ذکوان پر'' پھر سجدہ میں گئے۔ خفاف نے کہا کہ اسی وجہ سے کفار پر قنوت میں لعنت کی جاتی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٥٩) عَنْ خُفَافِ بْنِ اِيْمَاءٍ بِمِثْلِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَقُلْ: فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ. [راجع: ١٥٥٧]

خفاف بن ایماء مذکورہ حدیث کی طرح بیان کرتے ہیں مگر انہوں نے یہ لفظ بیان نہیں کیے کہ کافروں پر لعنت اسی وجہ سے کی جاتی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ قَضَاءِ الصَّلَاةِ الْفَائِتَةِ وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَائِهَا.

باب: قضا نماز کا بیان اور ان کو جلد پڑھنے کا استحباب۔

(١٥٦٠) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَةً حَتّٰى إِذَا اَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ: ((إِكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ)) فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اِسْتَنَدَ بِلَالٌ اِلٰى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِهِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوَّلَهُمْ اسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَىْ بِلَالُ!)) فَقَالَ بِلَالٌ : اَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِىْ اَخَذَ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! بِنَفْسِكَ قَالَ: ((اقْتَادُوْا)) فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَ بِلَالًا فَاَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ: ((مَنْ نَسِىَ الصَّلَاةَ فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِىْ﴾)) [٢٠/ طٰه:١٤] قَالَ يُوْنُسُ: وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرَاُهَا لِلذِّكْرٰى.

[ابوداود: ٤٣٥، ٤٣٦؛ ابن ماجه: ٦٩٦]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے لوٹے ایک رات کو چلے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ اونگھنے لگے آخر شب میں اتر پڑے اور بلال رضی اللہ عنہ سے کہا: ''کہ تم ہمارا پہرہ دو آج کی رات۔'' تو بلال رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے رہے جتنی کہ ان کی تقدیر میں تھی اور رسول اللہ ﷺ سو گئے اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم بھی۔ پھر جب صبح قریب ہوئی تو بلال رضی اللہ عنہ نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی اونٹنی پر ٹیکہ لگایا اور ان کی آنکھ لگ گئی۔ پھر نہ تو رسول اللہ ﷺ ہی جاگے اور نہ اور کوئی شخص آپ ﷺ کے اصحاب میں سے یہاں تک کہ ان پر دھوپ پڑی۔ پھر رسول اللہ ﷺ سب سے پہلے جاگے اور گھبرائے اور فرمایا: ''اے بلال!'' تو بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میری جان کو بھی اسی نے پکڑ لیا جس نے آپ ﷺ کی جان کو پکڑا، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹوں کو ہانکو۔'' پھر تھوڑی دور اونٹوں کو ہانکا، پھر رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم کیا اور بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی تکبیر کہی اور نبی ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی پھر جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا: ''جو بھول جائے نماز کو تو پڑھ لے جب یاد آئے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری یاد کے لیے نماز قائم کرو۔'' یونس نے کہا کہ ابن شہاب اس آیت کو یوں پڑھتے: ﴿اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِلذِّكْرٰى﴾ یعنی قائم کرو نماز یادداشت کے لیے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٦١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: عَرَّسْنَا مَعَ نَبِىِّ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتّٰى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِىُّ ﷺ: ((لِيَاْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَاْسِ رَاحِلَتِهِ فَاِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيْهِ الشَّيْطَانُ)) قَالَ: فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ يَعْقُوْبُ: ثُمَّ صَلّٰى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ. [نسائی: ٦٢٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شب ہم آخر رات میں نبی ﷺ کے ساتھ اترے اور نہ جاگے یہاں تک کہ سورج نکل آیا تب نبی ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہر شخص اونٹ کی نکیل پکڑے کہ یہ مکان ہے شیطان کا۔'' پھر ہم نے ایسا ہی کیا (یعنی اس میدان سے باہر ہو گئے) پھر پانی منگایا اور وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور یعقوب نے سجدہ کی بجائے صلّی کہا۔ پھر نماز کی تکبیر ہوئی اور صبح کی فرض نماز ادا کی۔

○ ○ ○ ○

(١٥٧٢) عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ ﷺ قَالَ: خَطَبَنَا

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم پر خطبہ پڑھا اور فرمایا:

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اِنَّكُمْ تَسِيْرُوْنَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَاْتُوْنَ الْمَآءَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ غَدًا)) فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِيْ اَحَدٌ عَلٰى اَحَدٍ قَالَ اَبُوْقَتَادَةَ: فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيْرُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ وَاَنَا اِلٰى جَنْبِهٖ قَالَ: فَنَعَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ فَاَتَيْتُهٗ فَدَعَمْتُهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ اُوْقِظَهٗ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتّٰى تَهَوَّرَ اللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهٖ قَالَ: فَدَعَمْتُهٗ مِنْ غَيْرِ اَنْ اُوْقِظَهٗ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ قَالَ: ثُمَّ سَارَ حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ السَّحَرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ اَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ حَتّٰى كَادَ يَنْجَفِلُ فَاَتَيْتُهٗ فَدَعَمْتُهٗ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قُلْتُ: اَبُوْقَتَادَةَ قَالَ: ((مَتٰى كَانَ هٰذَا مَسِيْرُكَ مِنِّيْ؟)) قُلْتُ: مَا زَالَ هٰذَا مَسِيْرِيْ مُنْذُ اللَّيْلَةِ قَالَ: ((حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهٖ نَبِيَّهٗ)) ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَرَانَا نَخْفٰى عَلَى النَّاسِ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((هَلْ تَرٰى مِنْ اَحَدٍ؟)) قُلْتُ: هٰذَا رَاكِبٌ ثُمَّ قُلْتُ: هٰذَا رَاكِبٌ اٰخَرُ حَتَّى اجْتَمَعْنَا فَكُنَّا سَبْعَةَ رَكْبٍ قَالَ: فَمَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّرِيْقِ فَوَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ: ((احْفَظُوْا عَلَيْنَا صَلٰوتَنَا)) فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِيْ ظَهْرِهٖ قَالَ: فَقُمْنَا فَزِعِيْنَ ثُمَّ قَالَ: ((ارْكَبُوْا)) فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيْضَاَةٍ كَانَتْ مَعِيْ فِيْهَا شَيْءٌ مِنْ مَآءٍ قَالَ: فَتَوَضَّاَ مِنْهَا وُضُوْءًا دُوْنَ وُضُوْءٍ

”تم آج زوال کے بعد اور اپنی ساری رات چلو گے اگر اللہ نے چاہا تو کل صبح پانی پر پہنچو گے۔“ پس لوگ اس طرح چلے کہ کوئی کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ چلے جاتے تھے یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی اور میں آپ ﷺ کے بازو کی طرف تھا۔ اور آپ ﷺ اونگھنے لگے اور اپنی سواری پر سے جھکے (یعنی غلبہ خواب سے) اور میں نے آ کر آپ ﷺ کو ٹیکہ دیا۔ (تاکہ گر نہ پڑیں) بغیر اس کے کہ میں آپ ﷺ کو جگاؤں یہاں تک کہ آپ ﷺ پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، پھر چلے یہاں تک کہ جب بہت رات گزر گئی پھر آپ ﷺ جھکے اور میں نے پھر ٹیکہ دیا بغیر اس کے کہ آپ کو جگاؤں یہاں تک کہ آپ ﷺ پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ پھر چلے یہاں تک کہ آخر سحر کا وقت ہو گیا پھر ایک بار بہت جھکے کہ اگلے دو بار سے بھی زیادہ قریب تھا کہ گر پڑیں۔ پھر میں آیا اور آپ ﷺ کو روک دیا۔ پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور فرمایا: ”کہ یہ کون ہے؟“ میں نے عرض کی کہ ابو قتادہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کہ تم کب سے میرے ساتھ اس طرح چل رہے ہو؟“ میں نے عرض کیا کہ میں رات سے آپ ﷺ کے ساتھ اسی طرح چل رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت کرے جیسے تم نے اس کے نبی ﷺ کی حفاظت کی ہے۔“ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم ہم کو دیکھتے ہو کہ ہم لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم کسی کو دیکھتے ہو۔“ میں نے کہا یہ ایک سوار ہے پھر کہا یہ ایک اور سوار ہے یہاں تک کہ ہم سات سوار جمع ہو گئے تب رسول اللہ ﷺ راہ سے ایک طرف الگ ہوئے اور اپنا سر زمین پر رکھا (یعنی سونے کو) اور فرمایا کہ تم لوگ ہماری نماز کا خیال رکھنا (یعنی نماز کے وقت جگا دینا) پھر پہلے جو جاگے وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے اور دھوپ آپ ﷺ کی پیٹھ پر آ گئی۔ پھر ہم لوگ گھبرا کر اٹھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”سوار ہو۔“ پھر چلے یہاں تک کہ جب دھوپ چڑھ گئی اور آپ ﷺ اترے، اپنا وضو کا لوٹا منگوایا۔ جو میرے پاس تھا اور اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے وضو کیا (جو اور

قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ لِأَبِي قَتَادَةَ: ((احْفَظْ عَلَيْنَا مِيضَأَتَكَ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ)) ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبْنَا مَعَهُ قَالَ: فَجَعَلَ بَعْضُنَا يَهْمِسُ إِلَى بَعْضٍ مَاكَفَّارَةُ مَا صَنَعْنَا بِتَفْرِيطِنَا فِي صَلٰوتِنَا؟ ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ؟)) ثُمَّ قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَجِيءَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ الْأُخْرٰى فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا فَإِذَا كَانَ الْغَدُ فَلْيُصَلِّهَا عِنْدَ وَقْتِهَا؟)) ثُمَّ قَالَ: ((مَا تَرَوْنَ النَّاسَ صَنَعُوا؟)) قَالَ: ثُمَّ قَالَ: ((أَصْبَحَ النَّاسُ فَقَدُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ: رضی اللہ عنہما رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَكُمْ لَمْ يَكُنْ لِيُخَلِّفَكُمْ وَقَالَ النَّاسُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَإِنْ يُطِيعُوا أَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما يَرْشُدُوا)) قَالَ: فَانْتَهَيْنَا إِلَى النَّاسِ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُولُونَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْنَا عَطِشْنَا فَقَالَ: ((لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((أَطْلِقُوا لِي غُمَرِي)) قَالَ: وَدَعَا بِالْمِيضَأَةِ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَبُو قَتَادَةَ يَسْقِيهِمْ فَلَمْ يَعْدُ أَنْ رَأَى النَّاسُ مَا فِي الْمِيضَأَةِ تَكَابُّوا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((أَحْسِنُوا الْمَلَأَ كُلُّكُمْ سَيَرْوٰى)) قَالَ:

وضوؤں سے کم تھا (یعنی بہت قلیل پانی سے بہت جلد) اور اس میں تھوڑا سا پانی باقی رہ گیا۔ پھر ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کہ وہ ہمارے لوٹے کو رکھ چھوڑو کہ اس کی ایک عجیب کیفیت ہوگی۔'' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کی اذان کہی اور نبی ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر صبح کی فرض کی نماز ادا کی اور ویسے ہی ادا کی جیسے ہر روز ادا کرتے ہیں۔ اور آپ ﷺ بھی اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہوئے۔ پھر ہم میں سے ہر ایک چپکے چپکے کہتا تھا کہ آج ہمارے اس قصور کا کیا کفارہ ہوگا جو ہم نے نماز میں قصور کیا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کیا میں تم لوگوں کا پیشوا نہیں ہوں۔'' پھر فرمایا کہ ''سونے میں کیا قصور ہے۔ قصور تو یہ ہے کہ ایک آدمی نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ نماز کا دوسرا وقت آ جائے (یعنی جاگنے میں قضا کر دے) پھر جو ایسا کرے۔'' (یعنی اس کی نماز قضا ہو جائے) تو لازم ہے کہ جب ہوشیار ہو ادا کرے پھر جب دوسرا دن آئے تو اپنی نماز اوقات متعینہ پر ادا کرے (یعنی یہ نہیں کہ ایک بار قضا ہو جانے سے نماز کا وقت ہی بدل جائے) پھر فرمایا: کہ تم کیا خیال کرتے ہو کہ لوگوں نے کیا کیا ہوگا۔ پھر فرمایا: کہ لوگوں نے جب صبح کی تو اپنے نبی ﷺ کو نہ پایا تب ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے پیچھے ہوں گے۔ آپ ﷺ ایسے نہیں کہ تمہیں پیچھے چھوڑ جائیں۔ اور بعض لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے آگے ہیں۔ پھر وہ لوگ اگر ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی بات مانتے تو سیدھی راہ پاتے (یہ خبر آپ ﷺ نے معجزہ کے طور پر دے دی) راوی نے کہا کہ پھر ہم لوگوں تک پہنچے یہاں تک کہ دن چڑھ گیا اور ہر چیز گرم ہوگئی اور لوگ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم تو مر گئے اور پیاسے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں تم نہیں مرے۔'' پھر فرمایا کہ ''ہمارا چھوٹا پیالہ لاؤ'' اور وہ لوٹا منگوایا اور رسول اللہ ﷺ پانی ڈالنے لگے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو پانی پلانے لگے۔ پھر جب لوگوں نے دیکھا کہ پانی ایک لوٹا بھر ہی ہے تو لوگ گرے اس پر (یعنی ہر شخص ڈرنے لگا کہ پانی تھوڑا ہے کہیں محروم نہ رہ جاؤں) تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھی طرح آہستگی سے لیتے رہو

فَفَعَلُوْا فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَاَسْقِيْهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِيْ وَ غَيْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ثُمَّ صَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِيْ: ((اِشْرَبْ)) فَقُلْتُ: لَا اَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((اِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ شُرْبًا)) قَالَ: فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَاَتَى النَّاسُ الْمَآءَ جَامِّيْنَ رِوَآءً. قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ: اِنِّيْ لَاُحَدِّثُ النَّاسَ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِيْ مَسْجِدِ الْجَامِعِ اِذْقَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: اُنْظُرْ اَيُّهَا الْفَتٰى كَيْفَ تُحَدِّثُ فَاِنِّيْ اَحَدُ الرَّكْبِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ: قُلْتُ: فَاَنْتَ اَعْلَمُ بِالْحَدِيْثِ فَقَالَ: مِمَّنْ اَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ: حَدِّثْ فَاَنْتُمْ اَعْلَمُ بِحَدِيْثِكُمْ قَالَ: فَحَدَّثْتُ الْقَوْمَ فَقَالَ عِمْرَانُ: لَقَدْ شَهِدْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَا شَعَرْتُ اَنَّ اَحَدًا حَفِظَهُ كَمَا حَفِظْتُهُ.

تم سب سیراب ہو جاؤ گے۔" غرض کہ پھر لوگ اطمینان سے لینے لگے۔ اور رسول اللہ ﷺ پانی ڈالتے تھے اور میں پلاتا تھا یہاں تک کوئی باقی نہ رہا میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا (راوی نے کہا) کہ پھر ڈالا اور مجھ سے فرمایا: "کہ پیو۔" میں نے عرض کیا کہ میں نہ پیوں گا جب تک آپ ﷺ نہ پئیں اے اللہ کے رسول ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "قوم کا پلانے والا سب کے آخر میں پیتا ہے پھر میں نے پیا (راوی نے) کہا پھر لوگ پانی پر خوش خوش اور آسودہ پہنچے (راوی نے) کہا کہ عبداللہ بن رباح نے کہا کہ میں لوگوں سے یہی حدیث روایت کرتا تھا جامع مسجد میں کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غور کرو اے جوان پٹھے کہ تم کیا کہتے ہو اس لیے کہ میں بھی اس رات کا ایک سوار تھا تو میں نے کہا تم اس بات سے خوب واقف ہو گے۔ انہوں نے کہا کہ تم کس قوم سے ہو؟ میں نے کہا کہ میں انصار میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا: تو تم اپنی حدیثوں کو خوب جانتے ہو۔ پھر میں نے لوگوں سے پوری روایت بیان کی۔ تب عمران رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بھی اس رات حاضر تھا مگر میں نہیں جانتا کہ جیسا تم نے یاد رکھا ایسا اور کسی نے یاد رکھا ہو۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے کئی معجزے مذکور ہوئے۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ کا خبر دینا کہ اس لوٹے سے عجیب کیفیت ظاہر ہوگی اور ویسا ہوا کہ سینکڑوں آدمی اس سے سیراب ہو گئے، دوسرا یہ کہ تھوڑے پانی کا بہت ہو جانا۔ تیسرا آپ ﷺ کا یہ فرمانا کہ تم سب سیراب اور آسودہ ہو جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا، چوتھا آپ ﷺ کا یہ خبر دینا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے یوں کہا اور لوگوں نے یہ کہا اور ایسا ہی ہوا تھا۔ پانچواں یہ کہ آپ ﷺ نے خبر دی کہ آج کی رات رات بھر چلو گے، اور صبح کو پانی پر پہنچو گے اور ایسا ہی ہوا۔

(١٥٦٣) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فِيْ مَسِيْرٍ لَّهُ فَاَدْلَجْنَا لَيْلَتَنَا حَتّٰى اِذَا كَانَ فِيْ وَجْهِ الصُّبْحِ عَرَّسْنَا فَغَلَبَتْنَا اَعْيُنُنَا حَتّٰى بَزَغَتِ الشَّمْسُ قَالَ: فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَّا اَبُوْبَكْرٍ وَكُنَّا لَا نُوْقِظُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَنَامِهِ اِذَا نَامَ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَقَامَ عِنْدَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھا۔ سو ایک رات شب کو ہم چلے، یہاں تک کہ جب آخری رات ہوئی اترے اور ہماری آنکھ لگ گئی یہاں تک کہ دھوپ نکل آئی۔ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ جاگے اور ہماری عادت تھی کہ ہم نبی ﷺ کو نیند سے نہیں جگاتے تھے (کہ شاید وحی نہ اتری ہو) جب تک کہ آپ ﷺ خود نہ جاگیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جاگے اور نبی ﷺ کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ جاگے پھر جب آپ ﷺ نے سر اٹھایا اور سورج کو دیکھا کہ نکل آیا تب فرمایا: "کہ چلو۔" اور ہمارے ساتھ آپ ﷺ بھی چلے، یہاں تک کہ جب دھوپ

اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ وَرَاَى الشَّمْسَ قَدْ بَزَغَتْ فَقَالَ: ((ارْتَحِلُوْا)) فَسَارَ بِنَا حَتّٰى اِذَا ابْيَضَّتِ الشَّمْسُ نَزَلَ فَصَلّٰى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا فُلَانُ! مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا؟)) قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ فَاَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ فَصَلّٰى ثُمَّ عَجَّلَنِيْ فِيْ رَكْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ نَطْلُبُ الْمَآءَ وَ قَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا فَبَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَاَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا: اَيْنَ الْمَآءُ؟ قَالَتْ: اَيْهَاهْ! اَيْهَاهْ! لَا مَآءَ لَكُمْ قُلْنَا فَكَمْ بَيْنَ اَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَآءِ؟ قَالَتْ: مَسِيْرَةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قُلْنَا: انْطَلِقِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ: وَ مَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ اَمْرِهَا شَيْئًا حَتّٰى انْطَلَقْنَا بِهَا فَاسْتَقْبَلْنَا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَسَاَلَهَا فَاَخْبَرَتْهُ مِثْلَ الَّذِيْ اَخْبَرَتْنَا وَاَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ لَهَا صِبْيَانٌ اَيْتَامٌ فَاَمَرَ بِرَاوِيَتِهَا فَاُنِيْخَتْ فَمَجَّ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ الْعُلْيَاوَيْنِ ثُمَّ بَعَثَ بِرَاوِيَتِهَا فَشَرِبْنَا وَنَحْنُ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا عِطَاشًا حَتّٰى رَوِيْنَا وَمَلَاْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَاِدَاوَةٍ وَغَسَّلْنَا صَاحِبَنَا غَيْرَ اَنَّا لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنْضَرِجُ مِنَ الْمَآءِ يَعْنِي الْمَزَادَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ: ((هَاتُوْا مَا كَانَ عِنْدَكُمْ)) فَجَمَعْنَا لَهَا مِنْ كِسَرٍ وَتَمْرٍ وَصَرَّلَهَا صُرَّةً فَقَالَ لَهَا: ((اذْهَبِيْ فَاَطْعِمِيْ هٰذَا عِيَالَكِ وَاعْلَمِيْ اَنَّا لَمْ نَرْزَاْ مِنْ مَّآئِكِ)) فَلَمَّا اَتَتْ اَهْلَهَا قَالَتْ: لَقَدْ لَقِيْتُ اَسْحَرَ الْبَشَرِ اَوْ

صاف ہوگئی ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ اور ایک شخص جماعت سے الگ رہا کہ اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اس سے فرمایا: ''کہ تم کیوں ہمارے ساتھ نماز کے ادا کرنے سے باز رہے۔'' اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے نبی ﷺ! مجھے جنابت ہوگئی ہے۔ سو اس کو نبی ﷺ نے حکم دیا تو اس نے خاک پر تیمم کیا اور نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ نے چند سواروں کے ساتھ مجھے آگے دوڑایا کہ ہم پانی ڈھونڈیں اور ہم بہت پیاسے ہو گئے تھے۔ پھر ہم چلے جاتے تھے کہ ایک عورت کو دیکھا کہ اپنے دونوں پیر لٹکائے دو پکھالوں پر بیٹھی چلی جاتی ہے (یعنی اونٹ پر) تو ہم نے اس سے کہا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ بہت دور ہے تم کو پانی نہیں مل سکتا ہم نے کہا کہ تیرے گھر والوں سے پانی کتنی دور ہے؟ اس نے کہا ایک دن رات کا راستہ ہے۔ پھر ہم نے کہا چل تو رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کیا ہیں؟ غرض کہ ہم اسے مجبور کر کے رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے آئے اور آپ ﷺ نے اس کا حال پوچھا، سو اس نے آپ ﷺ کو اس کے حال سے خبر دی جیسی اس نے خبر دی تھی ہم کو اور کہا کہ وہ یتیموں والی ہے اور اس کے پاس کئی بچے بن باپ کے ہیں۔ غرض آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے اونٹ کو بٹھایا جائے سو وہ بٹھایا گیا اور آپ ﷺ نے اس کے پکھالوں کے اوپر کے دہانوں میں کلی کی اور اونٹ کو پھر کھڑا کر دیا۔ پھر سب نے پانی پیا اور ہم سب چالیس آدمی تھے بہت پیاسے یہاں تک کہ ہم سب آسودہ ہو گئے اور اپنے ساتھ کی سب مشکیں اور چھاگلیں بھر لیں اور جس رفیق کو جنابت تھی ان کو بھی نہلوایا مگر کسی اونٹ کو پانی نہیں پلایا اور اس کی پکھالیں ویسی ہی پانی سے پھٹی پڑتی تھیں۔ پھر فرمایا: ''تم میں سے جس کے پاس کچھ ہو لاؤ۔'' سو ہم نے بہت ٹکڑوں اور کھجوروں کو جمع کیا اور آپ ﷺ نے اس کی پوٹلی باندھی اور اس نیک بخت سے فرمایا: ''کہ یہ لے جا اور اپنے کمسن بچوں کو کھلا دے اور جان لے کہ ہم نے تیرا پانی کچھ نہیں گھٹایا۔'' پھر جب وہ اپنے گھر پہنچی تو کہنے لگی کہ آج میں اس بڑے جادوگر آدمی سے ملی یا بیشک وہ نبی ہے جیسا دعویٰ کرتا ہے اور آپ ﷺ کا سارا معجزہ بیان کیا

اِنَّهٗ لَنَبِيٌّ كَمَا زَعَمَ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ ذَيْتَ وَذَيْتَ فَهَدَى اللّٰهُ ذٰلِكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ فَاَسْلَمَتْ وَاَسْلَمُوْا۔ [بخاری: ٣٤٤، ٣٥٧١]

کہ یہ یہ گزرا سو اللہ تعالیٰ نے اس گاؤں بھر کو اس عورت کی وجہ سے ہدایت کی اور وہ بھی اسلام لائی اور گاؤں والے بھی اسلام لائے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں بڑا معجزہ ہے رسول اللہ ﷺ کا اور بیان ہے آپ ﷺ کی نرم دلی اور آپ ﷺ کی سخاوت کا اور پانی نہ ملنے کے وقت تیمم کے جواز کا اور یہ بھی کہ جنبی کو جب پانی ملے غسل کرے خواہ نماز کا وقت ہو یا نہ ہو۔

(١٥٦٤) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَسَرَيْنَا لَيْلَةً حَتّٰى اِذَا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ قُبَيْلَ الصُّبْحِ وَقَعْنَا تِلْكَ الْوَقْعَةَ الَّتِيْ لَا وَقْعَةَ عِنْدَ الْمُسَافِرِ اَحْلٰى مِنْهَا فَمَا اَيْقَظَنَا اِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ سَلْمِ ابْنِ زَرِيْرٍ وَزَادَ وَنَقَصَ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَرَاٰى مَا اَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ اَجْوَفَ جَلِيْدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِشِدَّةِ صَوْتِهٖ بِالتَّكْبِيْرِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ شَكَوْا اِلَيْهِ الَّذِيْ اَصَابَهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا ضَيْرَ ارْتَحِلُوْا)) وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ۔ [راجع: ١٥٦٣]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ جب آخر رات ہوئی اور صبح قریب ہوئی تو پڑ گئے ایسا پڑنا کہ جس پڑنے سے مسافر کو کوئی لیٹنا مزیدار نہیں۔ پھر نہ جگایا ہم کو مگر دھوپ کی گرمی نے اور بیان کی روایت مثل روایت سلم بن زریر کے (یعنی جو ابھی اوپر گزری) اور اس میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ جاگے اور لوگوں کا حال دیکھا اور وہ بڑی آواز والے قوی تھے غرض انہوں نے اللہ اکبر کہنا شروع کیا اور آواز بلند کی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان کی بلند آواز سے جاگ اٹھے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ جاگے تو لوگوں نے اپنا حال عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کچھ حرج نہیں چلو۔'' اور آخر تک روایت بیان کی۔

○ ○ ○ ○

(١٥٦٥) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ فِيْ سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اِضْطَجَعَ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهٗ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ عَلٰى كَفِّهٖ۔

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر میں رات کے وقت پڑاؤ ڈالتے تو آپ ﷺ اپنی دائیں کروٹ لیٹتے اور اگر صبح سے پہلے پڑاؤ ڈالتے تو اپنے بازو کھڑے کرتے اور ہتھیلی پر اپنا چہرہ رکھتے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٦٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا لَا كَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ)) قَالَ قَتَادَةُ: ﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ [بخاری: ٥٩٧]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ جو نماز کو بھول جائے تو جب یاد آئے ادا کر لے یہی اس کا کفارہ ہے۔'' قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور قائم کر تو نماز میرے یاد کرنے کو۔''

○ ○ ○ ○

(١٥٦٧) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ:

انس رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں وہی حدیث مگر اس میں یہ لفظ

((لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ)). [ترمذی: ۱۷۸؛ نسائی: ۶۱۲؛ ابن ماجہ: ۶۹۶]

نہیں کہ "اس کا سوائے اس کے کوئی اور کفارہ نہیں۔"

○ ○ ○ ○

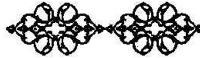
(۱۵۶۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَسِيَ صَلَاةً اَوْنَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا اَنْ يُّصَلِّيَهَا اِذَا ذَكَرَهَا)).

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "جو بھول جائے یا سو جائے نماز سے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے تو ادا کرے۔"

(۱۵۶۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا رَقَدَ اَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ اَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا اِذَا ذَكَرَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ﴾.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی سو جائے یا نماز سے غافل ہو جائے تو چاہیے کہ جب یاد کرے پڑھ لے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قائم کرو نماز کو میری یاد کے لیے۔"

○ ○ ○ ○



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِيْنَ وَقَصْرِهَا

مسافر کی نماز کا بیان

بَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِيْنَ وَقَصْرِهَا.

باب: مسافر کی نماز کا بیان۔

(۱۵۷۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيْدَ فِيْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ. [بخاری: ۳۵۰؛ ابو داود: ۱۱۹۸؛ نسائی: ٤٥٤]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: فرض ہوئی نماز دو دو رکعت حضر میں بھی اور سفر میں بھی۔ پھر سفر کی نماز ویسی ہی رہی اور حضر کی بڑھا دی گئی۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک بن انس رحمہ اللہ اور اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ قصر اور پورا پڑھنا نماز کا سفر میں دونوں جائز ہیں مگر قصر افضل ہے۔ اور بعضوں کا قول ہے کہ پورا پڑھنا افضل ہے اور مذہب صحیح اور مشہور یہی ہے کہ قصر افضل ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اکثر کا مذہب یہ ہے کہ قصر واجب ہے اور پورا پڑھنا جائز ہی نہیں اور ان کی دلیل یہی حدیث ہے۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ آنحضرت ﷺ کا اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا فعل یہی تھا کہ وہ سفر میں قصر کیا کرتے تھے۔ اور شافعیہ کے نزدیک وہ روایتیں دلیل ہیں جن میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں جو اصحاب ہوتے تھے ان میں کوئی پوری پڑھتا، کوئی قصر کرتا، کوئی روزہ رکھتا، کوئی افطار کرتا اور ایک دوسرے پر طعن نہ کرتا اور یہ روایتیں صحیح مسلم وغیرہ میں وارد ہو چکی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہمیشہ پوری نماز پڑھا کرتے اور ایسے ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو سب مجتہدوں کی ماں ہیں اور اللہ کے اس قول کے ظاہری معنی بھی یہی ہیں: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ﴾ اور جو لوگ پوری نماز کے جواز کے سفر میں قائل ہوئے ہیں انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کا جواب یہ دیا ہے کہ فرض ہوئیں دو رکعتیں یعنی جو ارادہ کرے کہ انہی دو رکعت پر اقتصار کرے اور ہم جواز اتمام کے اگر قائل ہوں تو سب روایتوں میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

(۱۵۷۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَتَمَّهَا فِي الْحَضَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيْضَةِ الْاُوْلٰى.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ نے فرض کی نماز دو رکعت پھر بڑھا دی حضر میں اور اتنی ہی رکھی سفر میں جتنی کہ پہلے فرض ہوئی تھی۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۷۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ الصَّلٰوةَ اَوَّلَ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَاُتِمَّتْ صَلٰوةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ:

اس کا ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔ زہری نے کہا کہ میں نے عروہ سے پوچھا کہ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں پوری نماز کیوں پڑھتی تھیں؟ (یعنی ان کے نزدیک تو دو ہی رکعت فرض تھی) تب انہوں نے کہا کہ

فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ: مَابَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ فِي السَّفَرِ؟ قَالَ: إِنَّهَا تَأَوَّلَتْ كَمَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ.

[بخاري: ۳۵۰؛ نسائي: ٤٥٢]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہی تاویل کی جو تاویل کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے۔ (یعنی وہ بھی پوری پڑھتے تھے جیسا کہ ہم اوپر کہہ آئے ہیں)۔



(۱۵۷۳) عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ: ﴿فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ [٤/ النساء:۱۰۱] فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ: عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ: ((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوْا صَدَقَتَهُ)).

یعلی بن امیہ نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تو فرماتا ہے: ''کہ کچھ مضائقہ نہیں اگر قصر کرو تم نماز میں اگر خوف ہو تم کو کہ کافر لوگ ستائیں گے'' اور اب تو لوگ امن میں ہو گئے (یعنی اب قصر کیا ضروری ہے؟) تو انہوں نے کہا کہ مجھے بھی یہی تعجب ہوا جیسے تم کو تعجب ہوا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کو پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ نے تم کو صدقہ دیا تو اس کا صدقہ قبول کرو۔'' (یعنی بغیر خوف کے بھی سفر میں قصر کرو)۔

[ابوداود: ۱۱۹۹، ۱۲۰۰؛ ترمذي: ۳۰۳٤؛ نسائي: ۱٤۳۲؛ ابن ماجه: ۱۰٦٥]



فائدہ: یہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو قصر کو افضل یا واجب کہتے ہیں۔

(۱۵۷٤) عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ: قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ إِدْرِيْسَ.

[راجع: ۱۵۷۳]

یعلی بن امیہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث روایت کی۔



(۱۵۷۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً.

[ابوداود: ۱۲٤۷؛ نسائي: ٤٥٥، ۱٤٤۰، ۱٤٤۱، ۱۵۳۱؛ ابن ماجه: ۱۰٦۸]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کی زبان پر حضر میں چار رکعت مقرر کر دی اور سفر میں دو اور خوف میں ایک۔



فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ سلف کے ایک گروہ نے اسی قول پر عمل کیا ہے کہ خوف کے وقت ایک رکعت ادا کی ہے چنانچہ حسن اور ضحاک اور اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ صلوٰۃ خوف، صلوٰۃ امن کے برابر ہے یعنی حضر میں چار اور سفر میں دو رکعتیں اور ایک رکعت ان لوگوں کے نزدیک کسی حال میں روا نہیں اور انہوں نے اس قول کا جواب یہ دیا ہے کہ ایک رکعت سے مراد وہ رکعت ہے جو امام کے ساتھ ادا ہوتی ہے اور دوسری الگ پڑھ لی جاتی ہے جیسا کہ روایت صحیحہ میں نماز خوف کا انداز رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے اور اس تاویل سے ان حدیثوں میں اور اس قول میں تطبیق ہو جاتی ہے۔

(۱۵۷٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ الصَّلَاةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ عَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْمُقِيْمِ أَرْبَعًا وَفِي الْخَوْفِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ نے فرض کیا تمہارے نبی کی زبان پر نماز کو مسافر پر دو رکعتیں مقیم پر چار اور حالت خوف میں ایک رکعت۔

رَكْعَةً. [راجع: ١٥٧٥]

(١٥٧٧) عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ: كَيْفَ أُصَلِّي إِذَا كُنْتُ بِمَكَّةَ إِذَا لَمْ أُصَلِّ مَعَ الْإِمَامِ؟ فَقَالَ: رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ. [نسائی: ١٤٤٢، ١٤٤٣]

موسیٰ بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ جب میں مکہ میں ہوں (یعنی سفر میں) اور امام کے ساتھ نماز نہ ہو تو کیسے نماز پڑھوں؟ انہوں نے فرمایا: دو رکعت ادا کرنی سنت ہے ابوالقاسم ﷺ کی۔ (ابوالقاسم آنحضرت ﷺ کی کنیت ہے)

(١٥٧٨) عَنْ هِشَامٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ١٥٧٩]

اس سند سے قتادہ نے بھی ایسی ہی روایت بیان کی ہے۔

(١٥٧٩) عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ: فَصَلّٰى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ وَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتّٰى جَاءَ رَحْلَهُ وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ نَحْوَ حَيْثُ صَلّٰى فَرَأَى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ: مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ؟ قُلْتُ: يُسَبِّحُونَ قَالَ: لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا أَتْمَمْتُ صَلٰوتِي يَا ابْنَ أَخِي! إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَصَحِبْتُ أَبَابَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَصَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

[٣٣/ الاحزاب: ٢١] [بخاری: ١١٠١، ١١٠٢؛ ابوداود: ١٢٢٣؛ نسائی: ١٤٥٧؛ ابن ماجه: ١٠٧١]

حفص بن عاصم نے کہا کہ میں مکہ کی راہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا تو انہوں نے ہم کو ظہر کی دو رکعت پڑھائیں پھر آئے اور ہم بھی ان کے ساتھ آئے یہاں تک کہ اپنے اترنے کی جگہ پہنچے اور بیٹھ گئے اور ہم بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے تو ان کی نگاہ اس طرف پڑی جہاں نماز پڑھی تھی تو کچھ لوگوں کو کھڑے دیکھا پوچھا: یہ کیا کرتے ہیں؟ میں نے کہا: سنتیں پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا: مجھے سنت پڑھنی ہوتی تو میں نماز ہی پوری پڑھتا (یعنی فرض پورا کرتا) پھر کہا: اے میرے بھتیجے! میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہا تو آپ ﷺ نے دو رکعت سے زیادہ نہیں پڑھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی وفات دی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے بھی دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کو بھی وفات دی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو انہوں نے بھی دو سے زیادہ نہ پڑھیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کو بھی وفات دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی چال اچھی ہے۔"

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ سنتوں کا پڑھنا سفر میں سنت نہیں ہے بلکہ علما نے اسے مکروہ کہا ہے چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اور دیگر علما کا مذہب یہی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور نے کہا ہے کہ سفر میں سنت کا حکم نفل کا ہو جاتا ہے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ جو کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے آخر عمر تک دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھیں حالانکہ دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ سفر میں پوری نماز پڑھتے تھے۔ سو تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ اپنی خلافت کے چھ برس بعد نماز کو پورا پڑھنے لگے اور ایک روایت میں آٹھ برس مروی ہوئے ہیں اور یہ پورا پڑھنا ان کا منیٰ میں تھا باقی غیر منیٰ میں وہ بھی دو پڑھتے رہے۔ پس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے شاید یہ مراد لی کہ غیر منیٰ میں دو ہی پڑھتے تھے۔

(١٥٨٠) عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: مَرِضْتُ مَرَضًا فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ ﷺ يَعُوْدُنِيْ قَالَ: وَسَأَلْتُهُ عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ؟ فَقَالَ: صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمَا رَأَيْتُهُ يُسَبِّحُ وَلَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَا تْمَمْتُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [٣٣/ الاحزاب:٢١] [راجع: ١٥٧٩]

حفص نے کہا کہ میں ایک بار بیمار ہوا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما میری بیمار پرسی کو آئے تو میں نے ان سے سفر میں سنتوں کے پڑھنے کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں رہا اور کبھی آپ ﷺ کو سنت پڑھتے نہیں دیکھا۔ اگر مجھے سنت پڑھنی ہوتی تو میں فرض ہی پورے کرتا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی چال اچھی ہے۔“



(١٥٨١) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ. [بخاري: ١٠٤٧، ١٥٤٨، ١٥٥١، ١٧١٢، ١٧١٤، ١٧١٥، ٢٩٥١، ٢٩٨٦؛ ابوداود: ١٧٩٦، ٢٧٩٣؛ نسائي: ٤٧٦]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت۔



فائدہ۔ ذوالحلیفہ مدینہ سے چھ میل ہے اور بعض نے کہا: سات میل ہے اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے کہ سفر خواہ چھوٹا ہو خواہ بڑا قصر جائز ہے۔ اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ جب تک دو منزل کا سفر نہ ہو قصر روا نہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ایک گروہ کا مذہب یہ ہے کہ تین منزل کا سفر ضروری ہے اور انہوں نے آثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر اعتماد کیا ہے اور جمہور وغیرہ نے اس حدیث کا جواب اہل ظاہر کو یوں دیا ہے کہ ذوالحلیفہ میں جب آپ ﷺ تشریف لائے تو حج کا ارادہ تھا۔ غرض کہ وہ منتہائے سفر نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کا ارادہ مکہ کا تھا۔ اور شروع ہوتا ہے قصر جب کہ مسافر اپنے شہر کے مکانوں سے باہر ہو جائے اور آبادی کی حد سے نکل جائے یا اہل خیمہ اپنے خیموں سے باہر ہو جائیں مگر ایک ضعیف روایت میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب تک تین میل نہ جائے قصر روا نہیں ہے اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے اور ایک جماعت اصحاب ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ارادہ سفر کا ہو شہر سے نکلنے سے پیشتر بھی قصر روا ہے۔ اور مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ جس دن نکلے اس دن کی رات جب تک نہ آئے تب تک قصر روا نہیں ہے مگر یہ سب روایتیں سلف وخلف۔ کے اتفاق کے خلاف ہیں۔ صحیح یہی ہے کہ بعد خروج قصر روا ہے اور سفر کی کوئی حد بروایت صحیح، شارع سے مروی نہیں ہے۔ اور ظاہر یہ کے مذہب کی مؤید بہت روایات معلوم ہوتی ہیں۔

(١٥٨٢) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِيْنَةِ اَرْبَعًا وَصَلَّيْتُ مَعَهُ الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ. [بخاري: ١٠٨٩، ١٥٤٦؛ ابوداود: ١٢٠٢، ١٧٧٣؛ ترمذي: ٥٤٦؛ نسائي: ٤٦٨]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی چار رکعت اور میں نے نماز پڑھی آپ ﷺ کے ساتھ عصر کی ذی الحلیفہ میں دو رکعتیں۔



(١٥٨٣) عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيْدَ الْهُنَائِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قَصْرِ الصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ اَمْيَالٍ اَوْثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ- شُعْبَةُ الشَّاكُّ-

یحییٰ بن یزید نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کا حال پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ تین میل یا تین فرسخ نکلتے۔ شعبہ کو اس میں شک ہے۔ تو دو رکعت پڑھتے۔

صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ. [ابوداود: ۱۲۰۱]

○ ○ ○ ○

تحقیق مقدار میل وفرسخ وگز

فائدہ: میل اونٹ کے چار ہزار قدم ہیں اور صاحب برہان نے لکھا ہے کہ میل چار ہزار گز ہے اور ہر گز چومٹھی کا ہے۔ اور صاحب سراج نے لکھا ہے کہ میل چار ہزار گز ہے اور ہر گز چوبیس انگل کا۔ اور فرسخ تین میل کو کہتے ہیں۔ اور مراد انس رضی اللہ عنہ کی یہ ہے کہ جب بستی سے تین میل دور ہو جاتے تب قصر کرتے مگر یہ روایات قرآن کے خلاف ہیں اس لئے کہ منطوق قرآن یہ ہے کہ جو مسافر ہو قصر کرے اور جب آدمی بستی سے باہر ہوا مسافر کہلایا خواہ ایک میل بھی نہ گیا ہو پس اس کو قصر روا ہو گیا ہے۔

(۱۵۸٤) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ شُرَحْبِیلَ بْنِ السِّمْطِ اِلٰی قَرْیَةٍ عَلٰی رَأْسِ سَبْعَةَ عَشَرَ اَوْثَمَانِیَةَ عَشَرَ مِیْلًا فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ: رَاَیْتُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ صَلّٰی بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَکْعَتَیْنِ فَقُلْتُ لَهٗ فَقَالَ: اِنَّمَا اَفْعَلُ کَمَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَفْعَلُ. [نسائی: ۱٤۳۶]

جبیر نے کہا میں شرحبیل بن سمط کے ساتھ ایک گاؤں گیا کہ وہ سترہ یا اٹھارہ میل تھا تو انہوں نے دو رکعت پڑھیں۔ میں نے انہیں ٹوکا تو انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھیں اور میں نے ان کو ٹوکا تو انہوں نے کہا میں ویسا ہی کرتا ہوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۵۸۵) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: عَنِ ابْنِ السِّمْطِ وَلَمْ یُسَمِّ شُرَحْبِیلَ وَقَالَ: اِنَّهٗ اَتٰی اَرْضًا یُقَالُ لَهَا: دُوْمِیْنُ مِنْ حِمْصَ عَلٰی رَأْسِ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ مِیْلًا. [راجع: ۱۵۸٤]

شعبہ نے اسی اسناد سے روایت کی اور کہا کہ روایت ہے ابن سمط سے اور شرحبیل کا نام نہیں لیا اور کہا کہ وہ ایک زمین میں گئے جسے دومین کہتے ہیں اور وہ حمص سے اٹھارہ میل ہے۔ (مراد یہ ہے کہ وہاں قصر کیا)

○ ○ ○ ○

(۱۵۸٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْمَدِیْنَةِ اِلٰی مَکَّةَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی رَجَعَ قُلْتُ: کَمْ اَقَامَ بِمَکَّةَ؟ قَالَ: عَشْرًا. [بخاری: ۱۰۸۱، ٤۲۹۷؛ ابوداود: ۱۲۳۳؛ ترمذی: ٥٤۸؛ نسائی: ۱٤۳۷؛ ابن ماجہ: ۱۰۷۷]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے مکہ کو نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو دو رکعت پڑھتے رہے یہاں تک کہ لوٹے میں نے کہا: مکہ میں کب تک رہے؟ کہا: دس روز۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم چوتھی تاریخ مکہ میں داخل ہوئے اور پانچویں چھٹی ساتویں کو وہاں رہے اور آٹھویں کو منیٰ روانہ ہوئے اور نویں کو عرفات پہنچے اور دسویں کو پھر منیٰ میں لوٹ کر آئے اور گیارہویں بارہویں وہاں رہے اور تیرہویں کو مکہ گئے اور چودھویں کو مدینہ روانہ ہوئے۔ غرض کہ مکہ اور اس کے گرداگرد سب دس روز قیام ہوا اور خاص مکہ میں تین روز۔ اس سے ثابت ہوا کہ جب چار دن سے کم مسافر کہیں قیام کرے تو قصر ہی پڑھتا رہے، اس لئے کہ جب نکلنے اور داخل ہونے کا دن نہ گنو تو مدت اقامت مکہ تین ہی دن ہوتی ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔

(۱۵۸۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ حَدِیْثِ هُشَیْمٍ. [راجع: ۱۵۸٦]

انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت بیان کی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٨٨) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُولُ: خَرَجْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ. [راجع: ١٥٨٦]

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم مدینہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے پھر مذکورہ حدیث کے مثل بیان کیا۔

(١٥٨٩) عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَجَّ. [راجع: ١٥٨٦]

انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے ایسی ہی روایت بیان کرتے ہیں مگر اس میں حج کا تذکرہ نہیں۔

بَابُ قَصْرِ الصَّلَاةِ بِمِنًى.

باب: منیٰ میں نماز قصر پڑھنے کا بیان۔

(١٥٩٠) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ بِمِنًى وَغَيْرِهِ رَكْعَتَيْنِ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہم رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ ثُمَّ أَتَمَّهَا أَرْبَعًا.

سالم بن عبداللہ اپنے باپ عبداللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ وغیرہ میں مسافر کی نماز دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ سب نے دو رکعتیں ادا کیں اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی ابتدائی خلافت میں دو ہی رکعتیں پڑھیں پھر پوری چار رکعت پڑھنے لگے۔

(١٥٩١) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: بِمِنًى وَلَمْ يَقُلْ: وَغَيْرِهِ.

زہری رحمۃ اللہ علیہ سے یہی حدیث روایت ہے۔ انھوں نے "بِمِنًى" کا لفظ بولا ہے مگر "وغیرہ" نہیں بولا۔

(١٥٩٢) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبُوبَكْرٍ بَعْدَهُ وَعُمَرُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِنْ خِلَافَتِهِ ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ صَلَّى بَعْدُ أَرْبَعًا. فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما إِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ صَلَّى أَرْبَعًا وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے بعد، اور عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی ابتدائی خلاف میں۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ چار رکعت پڑھنے لگے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما جب امام کے ساتھ پڑھتے تو چار پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعت پڑھتے۔

(١٥٩٣) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٥٩٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رضی اللہ عنہم ثَمَانَ سِنِينَ أَوْ قَالَ: سِتَّ سِنِينَ قَالَ: حَفْصٌ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما يُصَلِّي بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَأْتِي فِرَاشَهُ فَقُلْتُ: أَيْ عَمِّ! لَوْ صَلَّيْتَ بَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ قَالَ: لَوْ فَعَلْتُ لَأَتْمَمْتُ الصَّلٰوةَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں نماز مسافر کی پڑھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی آٹھ برس تک یا کہا کہ چھ برس تک۔ حفص نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ میں دو رکعتیں پڑھتے اور اپنے بچھونے پر آ جاتے تو میں نے کہا کہ اے میرے چچا! کاش کہ آپ بعد فرض کے دو رکعت اور پڑھتے (یعنی سنت کی) انہوں نے فرمایا: اگر مجھے ایسا کرنا ہوتا تو میں اپنے فرض پورے کرتا۔

○ ○ ○ ○

(١٥٩٥) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَقُولَا:

اس سند کے ساتھ بھی مذکورہ بالا روایت منقول ہے مگر اس میں منیٰ کا تذکرہ

فِی الْحَدِیْثِ بِمِنًی وَلٰکِنْ قَالَا: صَلّٰی فِی السَّفَرِ.

نہیں ہے لیکن انھوں نے کہا کہ سفر سے نماز پڑھی۔

O O O O

(۱۵۹۶) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ یَقُوْلُ: صَلّٰی بِنَا عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ بِمِنًی اَرْبَعَ رَکَعَاتٍ فَقِیْلَ ذٰلِکَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ وَصَلَّیْتُ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ وَصَلَّیْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ فَلَیْتَ حَظِّیْ مِنْ اَرْبَعِ رَکَعَاتٍ رَکْعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ. [بخاری: ۱۰۸۴؛ ابوداود: ۱۹۶۰؛ نسائی: ۱۴۴۷، ۱۴۴۸]

عبدالرحمٰن نے کہا: ہمارے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ میں نماز چار رکعت پڑھی اور اس کا ذکر کسی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے کہا: اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ پھر کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت پڑھی اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ دو رکعت منیٰ میں اور پڑھی میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت۔ تو میں آرزو کرتا ہوں کہ چار سے دو رکعتیں مقبول پڑھی ہوتیں تو بہتر تھا۔

O O O O

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ مخالفت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے بری معلوم ہوئی باوجود اس کے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک پوری پڑھنا روا ہے مگر مخالفت آنحضرت ﷺ کی اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی ان کو پسند نہیں آئی۔

مترجم- اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے فعل کو سنت نہیں سمجھتے تھے ورنہ خلفا کے فعل پر معترض نہ ہوتے حالانکہ بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسے امور مذکور ہیں اور یہی امر صحیح ہے اس لئے کہ افعال کا مسنون ہونا یہ خاصہ ہے رسول اللہ ﷺ کا۔ اور وہ جو حدیث میں مذکور ہے ((عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ)) یہاں سنت خلفا سے وہی سنت رسول اللہ ﷺ کی مراد ہے جس طرح خلفا اس کے پابند رہے ہیں اور رہیں گے اسی طرح تم بھی پابند رہو، نہ یہ کہ ان کا فعل ہم پر سنت ہو جائے ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا انکار ایسے امور پر جو خلفائے راشدین سے ہوئے ہیں کچھ معنی نہیں رکھتا تھا۔

(۱۵۹۷) عَنْ عِیْسٰی عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ. [راجع: ۱۵۹۶]

اعمش سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

O O O O

(۱۵۹۸) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًی اٰمَنَ مَا کَانَ النَّاسُ وَاَکْثَرَهٗ رَکْعَتَیْنِ. [بخاری: ۱۰۸۳، ۱۶۵۶؛ ابوداود: ۱۹۶۵؛ ترمذی: ۸۸۲؛ نسائی: ۱۴۴۴، ۱۴۴۵]

حارثہ بن وہب نے کہا پڑھیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعتیں حالانکہ لوگ اطمینان سے تھے اور زیادہ۔ (یعنی کچھ خوف نہ تھا)

O O O O

(۱۵۹۹) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبِ نِ الْخُزَاعِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: صَلَّیْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًی وَالنَّاسُ اَکْثَرُ مَا کَانُوْا فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ. [راجع: ۱۵۹۸]

حارثہ بن وہب خزاعی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے منیٰ میں دو رکعتیں پڑھیں اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگ بہت تھے پھر آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں دو ہی رکعتیں پڑھیں۔

O O O O

قَالَ مُسْلِمٌ: حَارِثَةُ بْنُ وَهْبٍ الْخُزَاعِیُّ هُوَ

مسلم نے کہا: حارثہ بن وہب خزاعی، عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے

اَخُو عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه لِأُمِّهِ.

بھائی ہیں اور عبیداللہ اور حارثہ دونوں کی ماں ایک ہیں۔

بَابُ الصَّلٰوةِ فِي الرِّحَالِ فِي الْمَطَرِ.

باب: بارش میں گھروں میں نماز پڑھنے کا بیان۔

(١٦٠٠) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رضي الله عنه اَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيْحٍ فَقَالَ: اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُوْلُ: اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ.

[بخاري: ٦٦٦؛ ابوداود: ١٠٦٣؛ نسائي: ٦٥٣]

نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز کی اذان دی ایک رات میں کہ سردی اور آندھی کی رات تھی تو کہا کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ مؤذن کو حکم دیا کرتے تھے کہ جب رات سردی کی اور بارش کی ہو تو اذان کے بعد کہہ دیا کرو پکار کر گھروں میں نماز پڑھو۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ عذر کے سبب سے ترک جماعت روا ہے اور جب عذر نہ ہو تو ترک جماعت جائز نہیں۔

(١٦٠١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ نَادٰى بِالصَّلٰوةِ فِيْ لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَّرِيْحٍ وَّمَطَرٍ فَقَالَ فِيْ اٰخِرِ نِدَائِهِ اَلَا صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ اِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ اَوْ ذَاتُ مَطَرٍ فِي السَّفَرِ اَنْ يَقُوْلَ: اَلَا صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اذان دی نماز کی ایسی رات میں کہ اس میں سردی اور ٹھنڈی ہوا تھی اور بارش تھی۔ پھر اذان کے آخر میں کہہ دیا کہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ مؤذن کو حکم دیتے تھے کہ جب سردی کی اور مینہ کی رات ہو سفر میں تو لوگوں کو پکار دے کہ اپنے خیموں میں نماز پڑھ لو۔

○ ○ ○ ○

(١٦٠٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ نَادٰى بِالصَّلَاةِ بِضَجْنَانَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ وَقَالَ: اَلَا صَلُّوْا فِيْ رِحَالِكُمْ وَلَمْ يُعِدْ ثَانِيَةً اَلَا صَلُّوْا فِي الرِّحَالِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ. [ابوداود: ١٠٦٢]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ضجنان جگہ پر اذان دی پھر مذکورہ حدیث کی طرح بیان کیا اور اس میں کہا کہ تم لوگ اپنے اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور یہ جملہ دوبارہ نہیں کہا "الاصلوا فی الرحال" یہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا جملہ ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٠٣) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَفَرٍ فَمُطِرْنَا فَقَالَ: ((لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ مِنْكُمْ فِيْ رَحْلِهِ.)) [ابوداود: ١٠٦٥؛ ترمذي: ٤٠٩]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے اور مینہ برسا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "جس کا جی چاہے وہ اپنے بستر پر نماز پڑھ لے۔"

○ ○ ○ ○

(١٦٠٤) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ: لِمُؤَذِّنِهِ فِيْ يَوْمٍ مَطِيْرٍ: اِذَا قُلْتَ: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ: حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قُلْ: صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَقَالَ: فَكَاَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوْا ذٰلِكَ فَقَالَ: اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ ذَا؟ قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن سے کہا جس دن مینہ تھا کہ جب تم شہادتین، کہہ چکو حی علی الصلوة نہ کہو بلکہ کہو اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو تو لوگوں کو یہ بات نئی معلوم ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ تم کو اس سے تعجب ہوا۔ یہ تو اس نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر تھے (یعنی رسول اللہ ﷺ نے) جمعہ اگرچہ واجب ہے مگر مجھے برا معلوم ہوا کہ میں تمہیں تکلیف دوں اور تم کیچڑ اور پھسلن میں چلو۔

خَيْرٌ مِنِّي إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُوا فِي الطِّينِ وَالدَّحْضِ [بخاري: ٦١٦؛ ابوداود: ١٠٦٦؛ ابن ماجه: ٩٣٩]

○ ○ ○ ○

(١٦٠٥) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: خَطَبَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ وَقَالَ: قَدْ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ وَقَالَ أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ بِنَحْوِهِ. [راجع: ١٦٠٤]

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہمیں خطبہ دیا بارش والے دن اور باقی ابن علیہ کے ہم معنی حدیث بیان کی اور اس میں جمعہ کا ذکر نہیں کیا اور کہا کہ یہ کام مجھ سے بہتر شخصیت نے کیا ہے یعنی نبی ﷺ نے۔

(١٦٠٦) عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ١٦٠٤]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث منقول ہے مگر اس میں ''یعنی النبی ﷺ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٦٠٧) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: أَذَّنَ مُؤَذِّنُ ابْنِ عَبَّاسٍ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَقَالَ: وَكَرِهْتُ أَنْ تَمْشُوا فِي الدَّحْضِ وَالزَّلَلِ. [راجع: ١٦٠٤]

عبداللہ بن حارث نے کہا جمعہ کے دن جس دن کہ مینہ تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مؤذن نے اذان دی، پھر ابن علیہ کے مانند حدیث ذکر کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مجھے پسند نہ آیا کہ تم کیچڑ اور پھسلن میں چلو۔

○ ○ ○ ○

(١٦٠٨) عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضي الله عنه أَمَرَ مُؤَذِّنَهُ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَذَكَرَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ. [راجع: ١٦٠٤]

عبداللہ بن حارث نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن کو حکم دیا جیسا حدیث معمر میں آیا ہے جمعہ کے دن مینہ کے روز مانند حدیث اور راویوں کے اور معمر کی روایت میں ذکر کیا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا ہے یہ انہوں نے جو مجھ سے بہتر تھے یعنی نبی ﷺ نے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جمعہ بسبب مینہ کے عذر سے معاف ہو جاتا ہے اور شافعیہ کا اور فقہا کا یہی مذہب ہے۔

(١٦٠٩) عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وُهَيْبٌ: لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ: أَمَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُؤَذِّنَهُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ. [راجع: ١٦٠٤]

عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ وہیب کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث نہیں سنی کہ حکم دیا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن کو جمعہ کے دن بارش کے موسم میں باقی مذکورہ احادیث کی مانند بیان کی۔

بَابُ جَوَازِ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ.

باب: سفر میں سواری پر نفل پڑھنے کا بیان۔

(۱۶۱۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ سُبْحَتَهُ حَيْثُ مَا تَوَجَّهَتْ بِهِ نَاقَتُهُ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر نماز پڑھتے تھے وہ جدھر منہ کرے۔

فائدہ: اس روایت اور روایات باب سے ثابت ہوا کہ نوافل سواری پر خواہ اونٹ ہو خواہ گھوڑا، ٹٹو، گدھا سفر میں سب پر روا ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ خواہ سفر طویل ہو یا تھوڑا سب جگہ نفل سواری پر روا ہے جمہور کا اور شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول غریب یہ بھی ہے کہ جس سفر میں قصر روا ہے وہاں یہ بھی روا ہے ورنہ نہیں۔ اور ابوسعید اصطخری کا کہنا ہے کہ شہر میں بھی سواری پر نفل روا ہے اور یہی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور ابو یوسف شاگرد ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے۔ غرض ان سب اقوال کا حاصل یہ ہے کہ فرض سواری پر روا نہیں ہیں، جب تک کہ سواری سے نہ اترے اور قبلہ کی طرف نہ ادا کرے۔ یہ ایک اجماعی بات ہے مگر شدت خوف کے وقت اگر قبلہ کی طرف منہ نہ کر سکے۔ اور قیام اور رکوع اور سجود ایسی سواری پر ہو کہ جس پر یہ کھڑا نہ ہو سکے تو فریضہ بھی روا ہے مثلاً ایسی سواری ہو کہ اس پر ہودج ہو، اور یہ صحیح مذہب ہے شافعیہ کا پھر اگر وہ سواری رواں ہو تو صحیح روایت شافعی رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ فرض اس پر روا نہیں۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ روا ہے جیسے کشتی میں نماز روا ہے بالاتفاق کہ اس پر ایکا کیا ہے تمام فقہا نے اور نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر ایسے سواروں کے ساتھ ہے کہ اترے تو ان کے ساتھ سے چھوٹ جائے اور اس کو ضرر پہنچے تو ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ فرض سواری پر پڑھ لے بحسب امکان یعنی جس طرح ممکن ہو اور اعادہ اس کا لازم ہے اس لیے کہ یہ عذر نادر ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ ریل بھی ظاہر میں کشتی کے مانند ہے۔ اور چونکہ اب ہمارے زمانہ میں بہت رائج ہو گئی ہے اور اتر کر نماز ادا کرنے میں بہت بڑے بڑے ضرر واقع ہوتے ہیں۔ پس اگر اسی پر فرض ادا کریں تو یقین ہے کہ روا ہو اور استقبال قبلہ بھی اگر ممکن ہو تو نماز کی ابتدا کے وقت ادھر منہ کر لیں۔ اور اب چونکہ یہ عذر نادر نہیں رہا بلکہ اکثر مسافروں کو اس کو ضرورت ہوتی ہے لہٰذا اس کا اعادہ بھی ضروری نہیں، اس لیے کہ ہمارے دین میں حرج نہیں اور جہاں پانی میسر نہ ہو وہاں تیمم سے ادا کریں اور ہرگز قضا نہ کریں۔

(۱۶۱۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے جدھر وہ منہ کرے۔

(۱۶۱۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِّنْ مَّكَّةَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهُ قَالَ وَفِيْهِ نَزَلَتْ: ﴿فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾.

[۲/ البقرۃ:۱۱۵] [ترمذی:۲۹۵۸]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر نماز پڑھتے تھے اور آپ ﷺ مکہ سے مدینہ کو آتے تھے جدھر اس کا منہ ہوتا۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسی مقدمہ میں اتری یہ آیت کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''کہ تم جدھر منہ کرو ادھر ہی منہ ہے اللہ کا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی اس آیت سے بھی ایسی نماز کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور اس آیت سے بعض جاہلان جہمیہ استدلال کرتے ہیں اس امر پر کہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ ذات سے موجود ہے حالانکہ یہ ان کی سفاہت ہے اس لیے کہ پوری آیت یوں ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ یعنی مشرق اور مغرب اللہ ہی کا ہے، جدھر تم منہ کرو ادھر اس کا منہ ہے۔ پس اس آیت میں مشرق و مغرب دو جہتیں جو مذکور ہوئیں وہ آسمان پر ہیں نہ زمین پر۔ اس سے یہ سمجھنا کہ اللہ زمین پر ذات سے موجود ہے ایسی ہی بات ہے جیسے زمین کو آسمان یا آسمان کو زمین جاننا۔

(۱۶۱۳) عَنِ ابْنِ اَبِيْ زَائِدَةَ ثُمَّ تَلَا ابْنُ عُمَرَ: ﴿فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ﴾ وَقَالَ فِيْ هٰذَا نَزَلَتْ.

[راجع:۱۶۱۲]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت مروی ہے اس میں یہ ہے کہ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی ''جہاں بھی تم پھرو وہاں اللہ کا چہرہ ہے'' اور کہا: اس مسئلہ کے بارے میں یہ نازل ہوئی۔

(۱۶۱۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ

اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلَى حِمَارٍ وَّهُوَ مُوَجِّهٌ إِلَى خَيْبَرَ. [ابوداود: ١٢٢٦؛ نسائی: ٧٣٩]

آپ ﷺ گدھے پر نماز پڑھتے تھے اور آپ ﷺ کا منہ خیبر کی طرف تھا۔

○ ○ ○ ○

(١٦١٥) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ: كُنْتُ أَسِيْرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ قَالَ: سَعِيْدٌ: فَلَمَّا خَشِيْتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ: أَيْنَ كُنْتَ؟ فَقُلْتُ لَهُ: خَشِيْتُ الْفَجْرَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: أَلَيْسَ لَكَ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أُسْوَةٌ؟ فَقُلْتُ: بَلَى وَاللّٰهِ ! قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الْبَعِيْرِ. [بخاری: ٩٩٩؛ ترمذی: ٤٧٢؛ نسائی: ١٦٨٧؛ ابن ماجه: ١٢٠٠]

سعید بن یسار نے کہا کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی راہ میں جاتا تھا پھر جب صبح ہو جانے کا خیال ہوا تو میں نے اتر کر وتر پڑھے اور ان سے جا ملا تب ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم کہاں گئے تھے؟ میں نے کہا کہ صبح کے خیال سے اتر کر وتر پڑھے۔ مجھ سے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی چال کیا اچھی نہیں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں قسم اللہ کی۔ تب انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوا کہ جیسے اور نوافل کا حکم ہے ویسے ہی وتر کا بھی حکم ہے۔

(١٦١٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ. [نسائی: ٤٩١، ٧٤٢]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھتے تھے جدھر اس کا منہ ہو۔ عبداللہ بن دینار نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٦١٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُوْتِرُ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر وتر پڑھا کرتے تھے۔

(١٦١٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوْتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوْبَةَ. [بخاری: ١٠٩٨؛ ابوداود: ١٢٢٤؛ نسائی: ٤٨٩، ٧٤٣]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ ﷺ سواری پر نفل پڑھا کرتے تھے جدھر وہ منہ کرے اور اسی پر وتر پڑھتے مگر فرض ان پر نہ پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٦١٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَأَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلَى ظَهْرِ رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ. [بخاری: ١٠٩٣]

عبداللہ کو ان کے باپ نے خبر دی کہ انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو رات کو اپنی سواری پر نفل پڑھتے تھے جدھر اس کا منہ ہو۔

○ ○ ○ ○

(١٦٢٠) عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: تَلَقَّيْنَا

سیرین کے بیٹے انس نے کہا کہ ہم انس رضی اللہ عنہ، مالک کے بیٹے سے ملے

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ حِيْنَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَتَلَقَّيْنَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَأَيْتُهُ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ ذَاكَ الْجَانِبَ وَاَوْمٰى هَمَّامٌ عَنْ يَّسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ لَهٗ: رَاَيْتُكَ تُصَلِّيْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ قَالَ: لَوْ لَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهٗ لَمْ اَفْعَلْهُ.
[بخاری: ۱۱۰۰]

جب وہ شام سے آئے تو ہم نے عین التمر میں ملاقات کی (عین التمر ایک مقام کا نام ہے) اور ان کو دیکھا کہ اپنے گدھے پر نماز پڑھتے تھے اور منہ اس کا اس طرف تھا اور ہمام نے قبلہ کی بائیں طرف اشارہ کیا تب میں نے ان سے کہا کہ تم قبلہ کے سوا اور طرف نماز پڑھتے ہو۔ انہوں نے کہا: میں اگر رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھتا تو کبھی ایسا نہ کرتا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ جَوَازِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِي السَّفَرِ.

باب: سفر میں نمازوں کے جمع کرنے کا بیان۔

(۱۶۲۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ. [نسائی: ۵۹۷]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام شافعی رحمہ اللہ اور اکثر کا قول ہے کہ سفر میں ظہر اور عصر کا جمع کرنا روا ہے چاہے ظہر کے وقت جمع کرے چاہے عصر کے وقت میں۔ اور اسی طرح مغرب اور عشاء کا جمع کرنا روا ہے۔ اور چھوٹے سفر میں شافعی رحمہ اللہ کے دو قول ہیں اور جو ابھی اپنی فرودگاہ میں ہے اس کو افضل ہے کہ جمع تقدیم کرے یعنی ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت ادا کر کے چلے۔ اور جو راہ میں ہو اور ایک وقت آجائے تو دوسرے وقت تک چلا جائے اور دوسرے وقت میں دونوں نمازوں کو جمع کرے مثلاً مغرب کو عشاء کے ساتھ پڑھے اور یہ جمع تاخیر ہے۔ اور بارش میں جمع تقدیم روا ہے برخلاف جمع تاخیر کے اور یہی مذہب ہے جمہور کا ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء میں۔ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک بارش کے سبب سے مغرب اور عشاء میں جمع روا ہے۔ اور مریض کے لیے امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اور ایک جماعت شافعیہ کے آگے درست ہے اور یہی مذہب قوی ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک عرفات کے سوا کہیں جمع درست نہیں اور ان کا مذہب خلاف احادیث صحیحہ ہے اور صحیحین اور ابوداؤد وغیرہ کی روایتیں ان پر حجت ہیں۔ اور جوبات خلاف حدیث ہو وہ قابل عمل اور لائق التفات نہیں۔

(۱۶۲۲) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ ﷺ كَانَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بَعْدَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ وَيَقُوْلُ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ.

نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے بعد غروب شفق کے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۲۳) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ ﷺ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ [بخاری: ۱۱۰۶؛ نسائی: ۵۹۹]

سالم نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کو جب جلدی چلنا ہوتا تو مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۲۴) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَبَاهُ ﷺ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ

سالم نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ کو جلدی چلنا ہوتا سفر میں تو آپ (ﷺ) مغرب

فِی السَّفَرِ یُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰی یَجْمَعَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ. [بخاری: ۱۰۹۱]

میں دیر کر کے عشاء کے ساتھ پڑھتے۔

فائدہ: یہ جمع تاخیر ہوئی۔

○ ○ ○ ○

(١٦٢٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ اَنْ تَزِيْغَ الشَّمْسُ اَخَّرَ الظُّهْرَ اِلٰى اَنْ يَّدْخُلَ وَقْتُ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَاِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ. [بخاری: ۱۱۱۱، ۱۱۱۲؛ ابوداود: ۱۲۱۸، ۱۲۱۹؛ نسائی: ۵۸۵، ۵۹۳]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب آفتاب ڈھلنے سے پہلے کوچ کرتے تو ظہر میں دیر کرتے عصر کے وقت تک پھر اتر کر دونوں کو ملا کر پڑھتے اور اگر کوچ سے پہلے آفتاب ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہوتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٢٦) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِى السَّفَرِ اَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَدْخُلَ اَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا. [راجع: ١٦٢٥]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کی عادت تھی کہ جب سفر میں دو نمازوں کے اکٹھا کرنے کا ارادہ کرتے تو ظہر میں اتنی دیر کرتے کہ عصر کا وقت آ جاتا پھر دونوں ملا لیتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٢٧) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ اِلٰى اَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الشَّفَقُ. [راجع: ١٦٢٥]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کو جب سفر میں جلدی ہوتی تو ظہر میں اتنی دیر کرتے کہ عصر کا اول وقت آ جاتا پھر دونوں کو جمع کرتے اور مغرب میں دیر کرتے جب شفق ڈوب جاتی تو اس کو عشاء کے ساتھ جمع کرتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: شفق وہ سرخی ہے جو آفتاب ڈوبنے کے بعد آسمان پر ظاہر ہوتی ہے۔ اس کے ڈوب جانے کے بعد عشاء کا وقت آ جاتا ہے اور مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِى الْحَضَرِ.

باب: اقامت میں دو نمازوں کو جمع کرنا۔

(١٦٢٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا فِىْ غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ. [ابوداود: ۱۲۱۰؛ نسائی: ٦٠٠]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر ملا کر پڑھی اور مغرب اور عشاء ملا کر پڑھی بغیر خوف اور بغیر سفر کے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس کا مفصل بیان باب کے آخر میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(١٦٢٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا سَفَرٍ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ: فَسَأَلْتُ سَعِيْدًا لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِيْ فَقَالَ: أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أَحَدًا مِنْ أُمَّتِهِ. [راجع:١٦٢٨]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کی نماز مدینہ میں بغیر خوف اور سفر کے ملا کر پڑھی۔ ابوالزبیر نے کہا کہ میں نے سعید سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے کیوں ایسا کیا؟ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی پوچھا تھا جیسا تم نے مجھ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے چاہا کہ آپ ﷺ کی امت میں سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

(١٦٣٠) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ ﷺ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرَهَا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ سَعِيْدٌ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: مَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ. [راجع:١٦٢٨]

جبیر کے فرزند سعید نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازوں کو ایک سفر میں جمع کیا، جس میں آپ ﷺ غزوۂ تبوک کو گئے تھے غرض ملا کر پڑھی ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء۔ سعید نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: تا کہ آپ ﷺ کی امت کو تکلیف نہ ہو۔



(١٦٣١) عَنْ مُعَاذٍ ﷺ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا. [ابوداود: ١٢٠٦، ١٢٠٨؛ نسائی: ٥٨٦؛ ابن ماجه: ١٠٧٠]

معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک کو گئے تو آپ ﷺ ظہر اور عصر ملاتے اور مغرب اور عشاء ملاتے۔



(١٦٣٢) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ﷺ قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ: فَقُلْتُ: مَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ؟ قَالَ: فَقَالَ: أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ. [راجع:١٦٣١]

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک میں ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا۔ میں نے کہا (یہ قول ہے عامر بن واثلہ کا) آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ معاذ نے کہا کہ آپ ﷺ نے ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کی امت کو تکلیف نہ ہو۔



(١٦٣٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ وَفِيْ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: كَيْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ وَفِيْ حَدِيْثِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو مدینہ میں بغیر خوف اور بارش کے جمع کیا۔ وکیع کی روایت میں ہے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ ﷺ نے یہ کیوں کیا؟ انہوں نے کہا: تا کہ آپ ﷺ کی امت کو حرج نہ ہو۔ اور ابی معاویہ کی روایت میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے کہا: کس ارادہ

اَبِي مُعَاوِيَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه مَا اَرَادَ اِلَى ذٰلِكَ؟ قَالَ: اَرَادَ اَنْ لَّا يُحْرِجَ اُمَّتَهٗ.[ابوداود: ١٢١١؛ ترمذی: ١٨٧؛نسائی: ٦٠١]

سے آپ ﷺ نے یہ کیا؟ انہوں نے کہا: چاہا کہ آپ ﷺ کی امت پر تکلیف نہ ہو۔

○ ○ ○ ○

(١٦٣٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا قُلْتُ: يَااَبَاالشَّعْثَاءِ! اَظُنُّهٗ اَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَاَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَآءَ قَالَ: وَاَنَا اَظُنُّ ذٰلِكَ . [بخاری: ٥٤٣، ٥٦٢، ١١٧٤؛ابوداود: ١٢١٤؛نسائی: ٥٨٨، ٦٠٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آٹھ رکعتیں اکٹھا کر کے (یعنی ظہر اور عصر ملا کر) اور سات رکعتیں اکٹھا کر کے (یعنی مغرب اور عشاء ملا کر) میں نے کہا: اے ابوالشعثاء! میں گمان کرتا ہوں کہ آپ نے ظہر میں تاخیر کی اور عصر اول وقت پڑھی اور مغرب میں تاخیر کی اور عشاء اول وقت پڑھی۔ انہوں نے کہا کہ میں بھی یہی گمان کرتا ہوں۔

(١٦٣٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ سَبْعًا وَ ثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ. [راجع: ١٦٣٤]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی مدینہ میں سات رکعت ملا کر اور آٹھ رکعت ملا کر ظہر اور عصر ملا کر اور مغرب اور عشاء ملا کر۔

(١٦٣٦) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنه يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُوْمُ وَجَعَلَ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ: الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ قَالَ: فَجَآءَهٗ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ لَّايَفْتُرُ وَلَا يَنْثَنِيْ: الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اَتُعَلِّمُنِيْ بِالسُّنَّةِ؟ لَا اُمَّ لَكَ ثُمَّ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَقِيْقٍ: فَحَاكَ فِيْ صَدْرِيْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ فَاَتَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ رضي الله عنه فَسَاَلْتُهٗ فَصَدَّقَ مَقَالَتَهٗ.

شقیق کے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ ہم میں ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وعظ کہا عصر کے بعد جب آفتاب ڈوب گیا اور تارے نکل آئے اور لوگ کہنے لگے نماز، نماز، پھر ایک شخص آیا قبیلہ بنی تمیم کا کہ وہ دم نہ لیتا تھا نہ باز رہتا تھا، برابر کہے جاتا تھا نماز، نماز، تب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تو مجھے سنت سکھاتا ہے؟ تیری ماں مرے پھر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے جمع کیا ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میرے دل میں خلش رہی تو میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول سچا ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٣٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقِنِ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه: اَلصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: اَلصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: اَلصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: لَا اُمَّ لَكَ اَتُعَلِّمُنَا بِالصَّلٰوةِ؟ كُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

عبداللہ بن شقیق عقیلی نے کہا: ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: نماز پڑھو۔ آپ رضی اللہ عنہ چپ رہے اس نے پھر کہا: نماز۔ آپ رضی اللہ عنہ چپ ہو رہے پھر اس نے کہا: نماز۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ چپ ہو گئے۔ پھر اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تیری ماں مرے تو ہم کو نماز سکھاتا ہے؟ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے۔

جمع صلوٰتین کی تحقیق۔

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ سب روایتیں صحیح ہیں اور مسلم میں آ چکی ہیں اور علما کی اس میں کئی تاویلیں اور کئی مذہب ہیں۔ اور ترمذی نے اپنی کتاب کے آخر میں کہا ہے کہ میری اس کتاب میں کوئی حدیث ایسی نہیں جس کو ساری امت نے چھوڑ دیا ہو، مگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث مدینہ میں دو نمازیں جمع کرنے کی بغیر خوف اور مینہ کے اور حدیث قتل شارب خمر کی جو چوتھی بار شراب پیئے۔ اور ترمذی رحمہ اللہ کا یہ قول جو شارب خمر کے باب میں ہے بہت ٹھیک ہے کہ اجماع کی رو سے وہ منسوخ ہو چکی ہے۔ رہی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث اس کے عمل ترک کرنے پر اجماع نہیں ہوا۔

مترجم کہتا ہے: حقیقت میں جب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مروی ہوا عبداللہ بن شقیق کی روایت سے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو نمازیں جمع کرتے تھے تو اب یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ اس کے عمل ترک کرنے پر اجماع ہے اور جو چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بابرکت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے معمول بہا ہو اس کو سارا زمانہ مل کر کیوں کر چھڑا سکتا ہے۔

پہلی تاویل: بلکہ کسی نے یہ تاویل کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارش کی وجہ سے جمع کیا اور یہ تاویل بڑے متقدمین سے مروی ہوئی ہے مگر وہ ضعیف ہے اس لیے کہ اوپر کی روایتوں میں بغیر خوف اور مینہ کے ذکر آ چکا ہے۔

دوسری تاویل: اور کسی نے یہ تاویل کی کہ یہ واقعہ بدلی میں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر پڑھی۔ پھر جب بدلی کھل گئی تو معلوم ہوا کہ عصر کا وقت آ چکا تو عصر بھی پڑھ لی۔ اور یہ بھی باطل ہے اگرچہ احتمال ہو سکتا ہے کہ یہ امر ظہر اور عصر میں ہو مگر مغرب اور عشاء میں نہیں ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد بطلان کی اور بھی ایک وجہ یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جب وعظ کے دن دیر کی تب بدلی کہاں تھی۔ اگر بدلی ہوتی تو اور لوگ جو نماز کے متقاضی تھے ان کو وقت کیوں کر معلوم ہوتا۔ دوسرے اس میں صاف مذکور ہے کہ تارے نکل آئے۔

تیسری تاویل: اور کسی نے یہ تاویل کی کہ ایک نماز کو ایسے آخر وقت پڑھا کہ جب اس سے فارغ ہوئے تو دوسری نماز کا وقت آ گیا اور یہ دونوں نمازیں ظاہر میں جمع معلوم ہوئیں حقیقت میں دونوں ایک وقت میں نہ تھیں۔

جیسے ہمارے حنفی بھائی جو مذاق حدیث سے واقف نہیں ایسی ہی تاویل کرتے ہیں اور یہ تاویل بھی ضعیف بلکہ باطل ہے اس لیے کہ یہ ظاہر کے مخالف ہے اور ایسی مخالفت رکھتی ہے کہ ہرگز اس کی تاویل کا ٹھیک ہونا خیال میں نہیں آتا اس لیے کہ صاف فعل ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وعظ کے دن اور دلیل پکڑنا ان کا اس حدیث سے اپنے فعل کے صواب ہونے پر اور سچا کہنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ان کو اور انکار نہ کرنا اس پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اس تاویل کے چیتھڑے اڑاتا ہے۔

چوتھی تاویل: اور کسی نے یہ تاویل کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل مرض یا اور کسی عذر کے سبب سے تھا، جو عذر اور ضرورت مرض کے مانند ہو، اور یہ قول احمد بن حنبل کا ہے اور قاضی حسین کا شافعیہ سے اور پسند کیا اس کو خطابی رحمہ اللہ نے اور متولی اور رویانی نے اصحاب شافعیہ سے اور یہی قول پسندیدہ ہے ظاہر حدیث کی رو سے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تاخیر کرنے کی رو سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کے لحاظ سے اور اس وجہ سے بھی کہ مرض میں یا بعض ضرورتوں میں جو مثل مرض کے ہوں۔ یعنی جس میں آدمی مجبور ہو جائے۔

پانچویں تاویل: مینہ سے زیادہ مشقت ہوتی ہے اور اماموں کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جمع کرنا حضر میں کسی حاجت کی وجہ سے روا ہے جب کہ اس کی عادت نہ کرے اور یہی قول ہے ابن سیرین رحمہ اللہ اور اشہب کا۔ اور حکایت کیا ہے اس کو خطابی نے قفال اور شاشی کبیر سے جو اصحاب شافعیہ میں سے ہیں ابو اسحاق مروزی سے انہوں نے نقل کیا ہے اصحاب حدیث کی ایک جماعت سے اور ابن منذر نے اس کو پسند کیا اور مؤید ہے اس قول کا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اپنی امت کو تکلیف نہ ہو۔ غرض ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کسی مرض وغیرہ کو اس کی علت نہیں ٹھہرایا۔

یعنی معلوم ہوا کہ محض امت کی آسانی کے واسطے یہ امر ہو خواہ مرض ہو یا نہ ہو یا کوئی اور ضرورت ہو یا نہ ہو۔ اور جو آسانی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے چاہی وہ امت کے لوگ کیوں کر رد کر سکتے ہیں مگر جیسے یہ آسانی ان روایتوں سے ثابت ہوئی، ویسے ہی عادت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حدیثوں سے ثابت ہوئی کہ پانچوں نمازوں کو ہمیشہ اپنے وقت پر ادا کرتے تھے اور جمع کی عادت نہ رکھتے تھے۔ پس متبع سنت کو دونوں باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔

بَابُ جَوَازِ الْاِنْصِرَافِ مِنَ الصَّلٰوةِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشِّمَالِ.

باب: نماز پڑھ کے دائیں بائیں دونوں طرف مڑنے کا بیان۔

(١٦٣٨) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَا يَجْعَلَنَّ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطٰنِ مِنْ نَّفْسِهٖ جُزْءً لَا يَرٰى اِلَّا اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَمِيْنِهٖ اَكْثَرُمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهٖ .[بخاری: ٨٥٢؛ابوداود: ١٠٤٢؛نسائی: ١٣٥٩؛ابن ماجه: ٩٣٠]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی اپنی ذات میں سے شیطان کو حصہ نہ دے۔ یہ نہ سمجھے کہ نماز کے بعد داہنی ہی طرف پھرنا مجھ پر واجب ہے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بائیں طرف بھی پھرتے تھے۔



فائدہ۔ جب اتنا سا تعین اپنی جانب سے شیطان کا حصہ ہوا تو اب جو جاہل لوگ تیجے، دسویں یا چھٹی چلہ یا بسم اللہ کا تعین اپنی جانب سے قرار دیتے ہیں وہ تو پورے شیطان کے حصہ میں آگئے نعوذ بالله منها۔

(١٦٣٩) عَنْ عِيْسٰى عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ١٦٣٨]

اعمش سے بھی اسی طرح روایت ہے۔



(١٦٤٠) عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ: سَاَلْتُ اَنَسًا رضی اللہ عنہ كَيْفَ اَنْصَرِفُ اِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ اَوْ عَنْ يَسَارِيْ؟ قَالَ: اَمَّا اَنَا فَاَكْثَرُمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ. [نسائی: ١٣٥٨]

سدی نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں نماز پڑھ کر کدھر کو پھرا کروں داہنی طرف یا بائیں طرف؟ انہوں نے کہا: میں نے تو اکثر رسول اللہ ﷺ کو داہنی طرف پھرتے دیکھا ہے۔



(١٦٤١) عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِيْنِهٖ. [راجع: ١٦٤٠]

سدی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی ﷺ داہنی طرف پھرا کرتے تھے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ يَمِيْنِ الْاِمَامِ

باب: امام کی داہنی طرف کھڑا ہونا مستحب ہے۔

(١٦٤٢) عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَحْبَبْنَا اَنْ نَّكُوْنَ عَنْ يَمِيْنِهٖ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ: فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ: ((رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ اَوْتَجْمَعُ عِبَادَكَ.)) [ابوداود: ٦١٥؛نسائی: ٨٢١؛ابن ماجه: ١٠٠٢]

براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے دوست رکھتے تھے کہ داہنی طرف کھڑے ہوں (یعنی نماز میں) کہ حضور ہماری طرف منہ کر کے بیٹھیں اور میں نے سنا کہ وہ کہتے تھے "رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ" آخر تک یعنی "اے رب! بچا مجھے اپنے عذاب سے جس دن اٹھائے تو، یا فرماتے: جمع کرے تو اپنے بندوں کو۔"

فائدہ۔ ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ کبھی حضور داہنی طرف پھر کر بیٹھتے کبھی بائیں طرف اور جس راوی نے جو دیکھا بیان کر دیا۔ اکثر روایتوں سے داہنی طرف پھر کر بیٹھنا افضل معلوم ہوتا ہے مگر اس کو واجب جاننا وہی شیطان کا حصہ ہے۔

(١٦٤٣) عَنْ مِسْعَرٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ. [راجع: ١٦٤٢]

مسعر سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے مگر اس میں یہ لفظ نہیں کہ آپ ﷺ نے اپنا چہرہ ہماری طرف پھیرا۔

بَابُ كَرَاهَةِ الشُّرُوعِ فِي نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ فِي إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ السُّنَّةُ الرَّاتِبَةُ كَسُنَّةِ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَغَيْرِهِمَا وَسَوَآءٌ عَلِمَ أَنَّهُ يُدْرِكُ الرَّكْعَةَ مَعَ الْإِمَامِ أَمْ لَا

باب: فرض شروع ہونے کے بعد نفل کا مکروہ ہونا۔ اس حکم میں سنت مؤکدہ مثلاً صبح اور ظہر کی سنتیں اور سنت غیر مؤکدہ برابر ہیں نیز نمازی کو امام کے ساتھ رکعت ملنے کا علم ہونا اور نہ ہونا برابر ہیں۔

(١٦٤٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ.)) [ابوداود: ١٢٦٦؛ ترمذی: ٤٢١؛ نسائی: ٨٦٤، ٨٦٥؛ ابن ماجہ: ١١٥١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تکبیر ہو فرض نماز کی تو کوئی نماز نہ پڑھنی چاہیے سوائے فرض کے۔“

○ ○ ○ ○

(١٦٤٥) عَنْ شَبَابَةَ قَالَ: حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

ورقاء سے بھی مذکورہ بالا حدیث مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٤٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَلَا صَلَاةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ.)) [راجع: ١٦٤٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب اقامت کہی جائے نماز کی تو سوائے فرض نماز کے کوئی نماز نہیں۔“

○ ○ ○ ○

(١٦٤٧) عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٦٤٤]

زکریا بن اسحاق نے اسی سند سے ایسی ہی روایت کی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٤٨) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ قَالَ حَمَّادٌ: ثُمَّ لَقِيتُ عَمْرًا فَحَدَّثَنِي بِهِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ. [راجع: ١٦٤٤]

عطاء بن یسار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی ﷺ سے اسی کے مثل روایت کیا۔ حماد نے کہا کہ پھر میں عمرو رضی اللہ عنہ سے ملا تو انہوں نے یہی روایت کی مگر حضور ﷺ تک نہیں پہنچائی۔

(١٦٤٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يُصَلِّي وَقَدْ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ لَا نَدْرِي مَاهُوَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أَحَطْنَا بِهِ نَقُولُ: مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: قَالَ لِي: ((يُوشِكُ أَنْ يُصَلِّيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ أَرْبَعًا)) قَالَ الْقَعْنَبِيُّ: عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَالِكِ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنْ أَبِيهِ.

مالک کے بیٹے عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے نکلے جب صبح کی نماز کی تکبیر ہو چکی تھی اور کچھ کہا کہ ہم کو معلوم نہ ہوا۔ پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے اس کو گھیر لیا اور کہنے لگے کہ کیا کہا تم سے رسول اللہ ﷺ نے؟ اس نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب تم میں کوئی چار رکعت پڑھنے لگا صبح کی۔“ قعنبی نے کہا کہ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے۔

○ ○ ○ ○

قَالَ اَبُوالْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ: وَ قَوْلُهُ عَنْ اَبِيْهِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ خَطَأٌ . [بخاري: ٦٦٣؛ نسائي: ٨٦٦؛ ابن ماجه: ١١٥٣]

مسلم نے کہا: ان کا یہ کہنا کہ وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے یہ بھول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٥٠) عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ ﷺ قَالَ: اُقِيْمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَرَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّيْ وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيْمُ فَقَالَ: ((اَتُصَلِّي الصُّبْحَ اَرْبَعًا؟)). [راجع: ١٦٤٩]

ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صبح کی نماز کی تکبیر ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھتا ہے، اور موذن تکبیر کہہ رہا ہے تو فرمایا: ''تم صبح کی چار رکعت پڑھتے ہو۔''

○ ○ ○ ○

(١٦٥١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ ﷺ قَالَ: دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَا فُلَانُ! بِاَيِّ الصَّلٰوتَيْنِ اعْتَدَدْتَّ؟ اَبِصَلٰوتِكَ وَحْدَكَ اَمْ بِصَلٰوتِكَ مَعَنَا؟)). [ابوداود: ١٢٦٥؛ نسائي: ٨٦٧؛ ابن ماجه: ١١٥٢]

سرجس کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص مسجد میں آیا اور رسول اللہ ﷺ صبح کے فرض پڑھتے تھے تو اس نے دو رکعت سنت پڑھی مسجد کے کنارے پر پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہو گیا۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''اے فلاں! تم نے فرض نماز کس کو گنا، آیا وہ جو اکیلی پڑھی یا وہ جو ہمارے ساتھ پڑھی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ فرض ہوتے وقت سنتوں کا پڑھنا مکروہ ہے۔ نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ بعد اقامت کے نفل یعنی سنت وغیرہ نہ پڑھے اگرچہ اس کو یقین بھی ہو کہ مجھے امام کے ساتھ نماز مل جائے گی اور اس روایت سے اس کا قول رد ہو گیا جو کہتا ہے کہ سنت پڑھنا روا ہے جب جان لے کہ پہلی رکعت امام کے ساتھ مل جائے گی یا یہ خیال ہو کہ دوسری رکعت ضرور مل جائے گی۔
مترجم کہتا ہے جیسے بعض حنفیوں کا قول ہے جن کو مذاق حدیث نہیں۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ اِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ

باب: مسجد میں جانے کی دعا کا بیان۔

(١٦٥٢) عَنْ اَبِيْ حُمَيْدٍ اَوْعَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ.))

قَالَ مُسْلِمٌ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ يَحْيٰى يَقُوْلُ: كَتَبْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ كِتَابِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ وَقَالَ: بَلَغَنِيْ اَنَّ يَحْيَى الْحِمَّانِيَّ يَقُوْلُ: وَاَبِيْ اُسَيْدٍ. [ابوداود: ٤٦٥؛ نسائي: ٧٢٨؛

ابو حمید یا ابو اسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسجد میں آئے تو کہے: یا اللہ! کھول دے میرے لیے دروازے اپنی رحمت کے اور جب نکلے تو کہے: یا اللہ! میں مانگتا ہوں تیرا فضل یعنی رزق اور دنیا کی نعمتیں۔''

مسلم نے کہا میں نے یحییٰ بن یحییٰ سے سنا کہ کہتے تھے لکھی میں نے یہ حدیث سلیمان بن بلال کی کتاب سے اور کہا انھوں نے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ یحییٰ حمانی کہتے تھے اور روایت ہے ابو اسید سے۔

ابن ماجه: ۷۷۲]

(۱۶۵۳) وحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ سُوَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِيْ أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ۱۶۵۲]

اس سند کے ساتھ حضرت ابوحمید یا حضرت اسید رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اسی مذکورہ حدیث کی طرح نقل فرمایا۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوْسِ قَبْلَ صَلٰوتِهِمَا وَأَنَّهَا مَشْرُوْعَةٌ فِيْ جَمِيْعِ الْأَوْقَاتِ.

باب: تحیۃ المسجد کا بیان۔ اور دو رکعت پڑھے بغیر مسجد میں بیٹھنے کے مکروہ ہونے اور ان دو رکعتوں کے تمام اوقات میں مشروع ہونے کا بیان۔

(۱۶۵٤) عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ.)) [بخاری: ٤٤٤، ۱۱٦۷؛ ابوداود: ٤٦۷، ٤٦۸؛ ترمذی: ۳۱٦؛ نسائی: ۷۲۹؛ ابن ماجه: ۱۰۱۳]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی مسجد میں آئے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز ادا کرے۔“

(۱۶۵۵) عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ قَالَ: فَجَلَسْتُ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجْلِسَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَأَيْتُكَ جَالِسًا وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ قَالَ: ((فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ لَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ.)) [راجع: ۱٦٥٤]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جو صحابی ہیں رسول اللہ ﷺ کے کہ میں مسجد میں گیا اور رسول اللہ ﷺ لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے تو میں بھی بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کس نے روکا تم کو دو رکعت پڑھنے سے قبل بیٹھنے کے۔“ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو اور لوگوں کو بیٹھے دیکھا (تو میں بیٹھ گیا) آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو جب تک دو رکعت نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔“

(۱۶۵٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كَانَ لِيْ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِيْ وَزَادَنِيْ وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ لِيْ:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ پر میرا کچھ قرض تھا اور میں آپ ﷺ کے پاس مسجد میں گیا تو آپ ﷺ نے ادا کر دیا اور مجھے زیادہ دیا اور مجھ سے فرمایا: ”دو رکعت پڑھ لو۔“

((صَلِّ رَكْعَتَيْنِ)). [بخاری: ٤٤٣، ٢٣٩٤، ٢٦٠٣، ٢٦٠٤، ٣٠٨٧، ٣٠٨٩، ٣٠٩٠؛ ابوداود: ٣٣٤٧؛ نسائی: ٤٦٠٤، ٤٦٠٥؛ وانظر فی مسلم: ٤١٠٦]

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان سب سے معلوم ہوا کہ جب مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ دو رکعت ادا کر کے بیٹھے بعض نادان پہلے بیٹھ لیتے ہیں پھر ادا کرتے ہیں یہ محض نادانی ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ لِمَنْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ اَوَّلَ قُدُوْمِهٖ.

باب: مسافر کو پہلے مسجد میں آ کر دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔

(١٦٥٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: اشْتَرٰى مِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَعِيْرًا فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ اَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَ الْمَسْجِدَ فَاُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ. [راجع: ١٦٥٦]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک اونٹ خریدا اور جب مدینہ میں آئے تو فرمایا: ''تم مسجد میں آؤ اور دو رکعتیں پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

(١٦٥٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ غَزَاةٍ فَاَبْطَاَ بِيْ جَمَلِيْ وَاَعْيٰى ثُمَّ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلِيْ وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُهٗ عَلٰى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ: ((اَلْاٰنَ حِيْنَ قَدِمْتَ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ: فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ. [بخاری: ٢٠٩٧، ٢٧١٨ تعليقا؛ وانظر فی مسلم: ٣٦٤١]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ ایک لڑائی میں گیا اور میرے اونٹ نے دیر لگائی اور تھک گیا پھر آئے مجھ سے پہلے رسول اللہ ﷺ اور میں دوسرے دن مسجد پر پہنچا اور آپ ﷺ کو مسجد کے دروازہ پر پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ابھی آئے۔'' میں نے کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ کو چھوڑ کر مسجد میں جاؤ اور دو رکعت ادا کرو۔'' پھر میں گیا اور دو رکعت پڑھ کر پھرا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٥٩) عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ. [بخاری: ٣٠٨٨؛ ابوداود: ٢٧٧٣، ٢٧٨١؛ نسائی: ٧٣٠]

مالک کے بیٹے کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی جب سفر سے آتے پھر دن چڑھے داخل ہوتے (شہر میں) اور پہلے مسجد میں جاتے اور دو رکعت پڑھتے پھر مسجد میں بیٹھتے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلٰوةِ الضُّحٰى وَ اَنَّ اَقَلَّهَا رَكْعَتَانِ وَ اَكْمَلَهَا

باب: نماز چاشت کا بیان کم از کم اس کی دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعتیں اور درمیانی چار یا چھ

ثَمَانُ رَكْعَاتٍ وَ أَوْسَطُهَا أَرْبَعُ رَكْعَاتٍ اَوْسِتٌّ وَالْحَثُّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا.

ہیں اور انکو ہمیشہ پڑھنے کی ترغیب۔

(١٦٦٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى؟ قَالَتْ: لَا اِلَّا اَنْ يَّجِيْءَ مِنْ مَّغِيْبِهٖ.

[ابوداود: ١٢٩٢؛ نسائی: ٢١٨٤]

عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں مگر جب سفر سے آتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: اَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى؟ قَالَتْ: لَا اِلَّا اَنْ يَّجِيْءَ مِنْ مَّغِيْبِهٖ [نسائی: ٢١٨٣]

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا نبی ﷺ چاشت کی نماز پڑھا کرتے تھے وہ کہنے لگیں: نہیں مگر یہ کہ آپ کسی سفر سے واپس آتے۔"

(١٦٦٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: مَارَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَ اِنِّيْ لَاُسَبِّحُهَا وَاِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ خَشْيَةَ اَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ.

[بخاری: ١١٢٨؛ ابوداود: ١٢٩٣]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو کبھی چاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور میں پڑھا کرتی ہوں۔ اور رسول اللہ ﷺ بعض کام کو دوست رکھتے تھے مگر اس خوف سے نہ کرتے تھے کہ اگر لوگ کرنے لگیں گے تو کہیں فرض نہ ہو جائے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٣) عَنْ مُعَاذَةَ اَنَّهَا سَاَلَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ الضُّحٰى؟ قَالَتْ: اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ وَيَزِيْدُ مَاشَآءَ.

[ابن ماجه: ١٣٨١]

معاذہ نے مسلمانوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعت پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا: چار رکعت اور جو چاہتے زیادہ کرتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٤) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَزِيْدَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَقَالَ يَزِيْدُ: مَا شَآءَ اللّٰهُ. [راجع: ١٦٦٣]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث کی طرح بیان ہوئی کچھ اضافہ کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى اَرْبَعًا وَيَزِيْدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ.

[راجع: ١٦٦٣]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز چار رکعتیں پڑھا کرتے اور کبھی زیادہ بھی کرتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٦) عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ١٦٦٣]

قتادہ سے ایسی ہی روایت منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٦٧) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ لَيْلٰى قَالَ: مَا اَخْبَرَنِىْ اَحَدٌ اَنَّهُ رَاَى النَّبِىَّ ﷺ يُصَلِّى الضُّحٰى اِلَّا اُمُّ هَانِىءٍ فَاِنَّهَا حَدَّثَتْ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَصَلّٰى ثَمَانِىَ رَكْعَاتٍ مَا رَاَيْتُهُ صَلّٰى صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ اَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ بَشَّارٍ فِىْ حَدِيْثِهِ قَوْلَهُ: قَطُّ. [بخاری: ١١٠٣، ١١٧٦، ٤٢٩٢؛ ابوداود: ١٢٩١؛ ترمذی: ٤٧٤]

عبدالرحمن نے کہا کہ مجھے کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے نبی ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو مگر ام ہانی رضی اللہ عنہا نے کہ انہوں نے کہا کہ نبی ﷺ میرے گھر آئے جس دن کہ مکہ فتح ہوا اور آٹھ رکعت پڑھیں کہ میں نے کبھی آپ ﷺ کو اتنی جلدی نماز پڑھتے نہیں دیکھا، فقط اتنی بات تھی کہ آپ ﷺ رکوع اور سجدہ خوب پورا کرتے تھے (اور قراءت بہت کم پڑھتے تھے) اور ابن بشار نے اپنی روایت میں ”قَطُّ“ کا لفظ نہیں کہا۔



(١٦٦٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ: سَاَلْتُ وَحَرَصْتُ عَلٰى اَنْ اَجِدَ اَحَدًا مِنَ النَّاسِ يُخْبِرُنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰى فَلَمْ اَجِدْ اَحَدًا يُحَدِّثُنِىْ ذٰلِكَ غَيْرَ اُمِّ هَانِىءٍ بِنْتِ اَبِىْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ يَوْمَ الْفَتْحِ فَاُتِىَ بِثَوْبٍ فَسُتِرَ عَلَيْهِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ ثَمَانِىَ رَكْعَاتٍ لَا اَدْرِىْ اَقِيَامُهُ فِيْهَا اَطْوَلُ اَمْ رُكُوْعُهُ اَمْ سُجُوْدُهُ كُلُّ ذٰلِكَ مِنْهُ مُتَقَارِبٌ قَالَتْ: فَلَمْ اَرَهُ سَبَّحَهَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ. قَالَ الْمُرَادِىُّ: عَنْ يُوْنُسَ وَلَمْ يَقُلْ: اَخْبَرَنِىْ. [ابن ماجه: ٦١٤، ١٣٧٩]

عبداللہ بن حارث بن نوفل نے کہا کہ میں آرزو رکھتا اور پوچھتا پھرتا کہ کوئی مجھے بتائے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز پڑھی ہے تو میں نے کسی کو نہ پایا جو بیان کرے سوائے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے جو بیٹی ہیں ابو طالب کی کہ انہوں نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جس دن مکہ فتح ہوا دن چڑھے آئے اور ایک کپڑا پردہ کے لیے ڈال دیا گیا تو آپ ﷺ نہائے۔ پھر کھڑے ہو کر آٹھ رکعت نماز پڑھی۔ میں نہ جانتی تھی کہ آپ ﷺ کا قیام لمبا تھا یا رکوع یا سجدہ یہ رکن سب برابر برابر تھے۔ اور میں نے اس سے پہلے اور پیچھے آپ ﷺ کو چاشت پڑھتے نہیں دیکھا۔ مرادی نے کہا روایت ہے یونس سے اور یہ نہیں کہا کہ مجھے خبر دی۔



(١٦٦٩) عَنْ اُمِّ هَانِىءٍ رضی اللہ عنہا بِنْتِ اَبِىْ طَالِبٍ تَقُوْلُ: ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ قَالَتْ: فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) قُلْتُ: اُمُّ هَانِىءٍ بِنْتُ اَبِىْ طَالِبٍ قَالَ: ((مَرْحَبًا بِاُمِّ هَانِىءٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِىَ رَكْعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِىْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ. فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ

ابو طالب کی بیٹی ام ہانی رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ کو نہاتے پایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی صاحبزادی ایک کپڑے سے آپ کی آڑ کیے ہوئے تھیں۔ پھر میں نے سلام کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کون؟“ میں نے عرض کیا کہ ابو طالب کی بیٹی ام ہانی رضی اللہ عنہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خوش آمدید ام ہانی۔“ پھر نہا چکے تو کھڑے ہو کر آٹھ رکعت پڑھیں ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے۔ پھر جب پڑھ چکے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری ماں کے بیٹے علی بن ابی طالب ایک آدمی کو مارے ڈالتے

اللهِ! زَعَمَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهُ فُلَانَ بْنَ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ)) قَالَتْ: أُمُّ هَانِئٍ: وَذٰلِكَ ضُحًى.

[بخاری: ۲۸۰، ۳۵۷، ۳۱۷۱، ۶۱۵۸؛ ترمذی: ۱۵۷۹، ۲۷۳٤؛ نسائی: ۲۲۵؛ ابن ماجہ: ٤٦٥]

ہیں جس کو میں نے امان دی ہے ہبیرہ کا بیٹا فلاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو تو نے امان دی اس کو ہم نے امان دی اے ام ہانی، ام ہانی ؓ نے کہا: یہ نماز چاشت تھی۔

○ ○ ○ ○

(۱۶۷۰) عَنْ أُمِّ هَانِئٍ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ صَلَّى فِي بَيْتِهَا عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فِي ثَوْبٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ. [راجع: ۱۶۶۹]

ام ہانی ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے گھر میں جس سال مکہ فتح ہوا آٹھ رکعت پڑھی ایک کپڑا اوڑھ کر اس کے داہنے کنارے کو بائیں طرف اور بائیں کو داہنی طرف ڈال دیا تھا۔

فائدہ: نووی ؒ نے کہا کہ ان سب روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ چاشت کی نماز سنت مؤکدہ ہے اور کم سے کم اس کی دو رکعات ہیں اور پوری آٹھ رکعات اور متوسط چار رکعات یا چھ رکعات۔ اور چونکہ حضور ﷺ نے کبھی پڑھی اور کبھی نہ پڑھی اس لیے جنہوں نے نہیں دیکھا انہوں نے انکار کیا چنانچہ حضرت عائشہ ؓ کا بھی فرمان ایسا ہی ہے۔ اور ابن عمر ؓ سے جو مروی ہوا ہے کہ انہوں نے بدعت کہا، مراد اس سے یہ ہے کہ مسجد میں دکھاوا کر کے پڑھنا بدعت ہے جیسا کہ لوگ کرنے لگے تھے اس لیے اصل نفل کا پڑھنا گھر میں ہے یا مواظبت اور ہمیشگی اس پر بدعت ہے اس لیے کہ حضور ﷺ نے اس پر مداومت نہیں کی اور ہمیشگی نہ کرنا آپ ﷺ کا اس عذر سے تھا کہ فرض ہو جانے کا خوف تھا اور اب یہ خوف نہیں۔ اور مستحب ہونا ہمیشگی کا ہمارے حق میں ثابت ہو چکا ہے ابو درداء اور ابی ہریرہ ؓ کی روایت سے جو اسی باب میں آگے ہے اور ابن عمر ؓ کو شاید آپ ﷺ کا فعل نہیں پہنچا اور آپ ﷺ کے حکم کرنے کی خبر نہیں ہوئی اور جمہور علما اس کے مستحب ہونے کے قائل ہیں اور ابن مسعود ؓ اور ابن عمر ؓ سے توقف بھی مذکور ہے۔

(۱۶۷۱) عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى)).

[ابو داود: ۱۲۸۵، ۱۲۸٦، ۵۲٤۳، ۵۲٤٤]

ابوذر ؓ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب آدمی پر صبح ہوتی ہے تو اس کے ہر جوڑ پر ایک صدقہ واجب ہوتا ہے۔ پھر ہر بار سبحان اللہ کہنا ایک صدقہ ہے، اور ہر بار الحمد للہ کہنا ایک صدقہ ہے اور ہر بار لا الہ الا اللہ کہنا ایک صدقہ ہے ہر بار اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا ایک صدقہ ہے، اور بری بات سے روکنا ایک صدقہ ہے اور ان سب سے کافی ہو جاتی ہیں چاشت کی دو رکعتیں جس کو وہ پڑھ لیتا ہے۔“

○ ○ ○ ○

(۱۶۷۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أَوْصَانِي خَلِيلِي بِثَلَاثٍ: بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ. [بخاری: ۱۱۷۸، ۱۹۸۱؛ نسائی: ۱٦٧٦، ۱٦٧٧]

ابو ہریرہ ؓ نے کہا کہ میرے دوست (محمد رسول اللہ ﷺ) نے مجھے تین چیزوں کی وصیت فرمائی: ہر مہینہ میں تین روزوں کی اور چاشت کی دو رکعت کی اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لینے کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: جس کو تہجد کے وقت اٹھنے کا یقین نہ ہو اس کو اول وقت ہی وتر پڑھنا اولیٰ ہے۔

(١٦٧٣) عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ النَّهْدِیِّ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ١٦٧٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٧٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِثَلَاثٍ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِیْثِ اَبِیْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وصیت کی مجھے میرے خلیل ابوالقاسم ﷺ نے تین باتوں کی پھر مذکورہ حدیث کی مانند بیان کی۔

○ ○ ○ ○

(١٦٧٥) عَنْ اَبِیْ مُرَّةَ مَوْلٰی اُمِّ هَانِیءٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَوْصَانِیْ حَبِیْبِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِثَلٰثٍ لَنْ اَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ بِصِیَامِ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَ صَلٰوةِ الضُّحٰی وَ بِاَنْ لَّا اَنَامَ حَتّٰی اُوْتِرَ.

ابومرہ نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: مجھ کو میرے پیارے (نبی) ﷺ نے تین چیزوں کی وصیت کی، میں جب تک جیوں گا ان کو نہ چھوڑوں گا: ہر مہینہ میں تین روزے اور چاشت کی نماز اور نہ سونا بغیر وتر پڑھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَیْ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَالْحَثِّ عَلَیْهِمَا وَتَخْفِیْفِهِمَا وَالْمُحَافَظَةِ عَلَیْهِمَا وَبَیَانِ مَا یُسْتَحَبُّ اَنْ یُّقْرَاَ فِیْهِمَا.

باب: فجر کی سنت کی فضیلت ورغبت کا بیان اور ان کو ہلکا پڑھنا اور ہمیشہ پڑھنا اور ان میں جو قراءت زیادہ مستحب ہے اس کا بیان۔

(١٦٧٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ حَفْصَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ رضی اللہ عنہا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْاَذَانِ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ وَبَدَاَ الصُّبْحُ رَكَعَ رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ. [بخاری: ٦١٨، ١١٧٣، ١١٨١؛ ترمذی: ٤٣٣؛ نسائی: ٥٨٢، ١٧٥٩، ١٧٧٥؛ ابن ماجه: ١١٤٥]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبر دی ان کو مسلمانوں کی ماں حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب مؤذن صبح کی اذان دے کر چپ ہو جاتا اور صبح ظاہر ہو جاتی تو دو رکعتیں ہلکی پڑھتے تکبیر فرض سے قبل۔

○ ○ ○ ○

(١٦٧٧) عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ كَمَا قَالَ مَالِكٌ. [راجع: ١٦٧٦]

نافع سے بھی مالک کی حدیث کی طرح ویسی ہی روایت ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٧٨) عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا یُصَلِّیْ اِلَّا رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ. [راجع: ١٦٧٦]

ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر نکل آتی تو نہ پڑھتے مگر ہلکی ہلکی دو رکعتیں۔

○ ○ ○ ○

(١٦٧٩) وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٦٧٦]

شعبہ سے مذکورہ بالا حدیث اسی طرح منقول ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٠) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: أَخْبَرَتْنِيْ حَفْصَةُ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ. [راجع: ١٦٧٦]

سالم ﷺ نے اپنے باپ سے انہوں نے حفصہ ﷺ سے روایت کی کہ نبی ﷺ جب صبح روشن ہو جاتی تو دو رکعتیں ادا کرتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨١) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا.

ام المومنین حضرت عائشہ ﷺ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتیں سنت پڑھا کرتے تھے جب اذان سن چکتے اور ان کو ہلکی پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٢) عَنْ عَمْرٍو النَّاقِدِ عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ أُسَامَةَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ.

ہشام سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے اور ابو اسامہ کی حدیث میں یہ لفظ ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جائے۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٣) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ. [بخاری: ٦١٩]

ام المومنین حضرت عائشہ ﷺ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے اذان اور صبح کی تکبیر کے درمیان۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٤) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُ حَتّٰى إِنِّيْ أَقُوْلُ هَلْ قَرَأَ فِيْهِمَا بِأُمِّ الْقُرْاٰنِ [أَمْ لَا؟]. [بخاری: ١١٨١؛ ابوداود: ١٢٥٥]

حضرت عائشہ ﷺ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعتیں اس قدر ہلکی پڑھتے تھے کہ میں کہتی کہ آپ ﷺ نے اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی ہے کہ نہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٥) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أَقُوْلُ: هَلْ يَقْرَأُ فِيْهِمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ؟ [راجع: ١٦٨٤]

ام المومنین حضرت عائشہ ﷺ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب فجر ہوتی دو رکعتیں پڑھتے، میں کہتی کہ آپ ﷺ نے اس میں سورۂ فاتحہ پڑھی کہ نہیں۔ (یعنی ایسی ہلکی پڑھتے)

(١٦٨٦) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ. [بخاری: ٦١٩؛ ابوداود: ١٢٥٤]

ام المومنین حضرت عائشہ ﷺ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کسی نفل کا اتنا خیال نہیں رکھتے تھے جتنا صبح سے پہلے دو رکعتوں کا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٨٧) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فِيْ شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَسْرَعَ مِنْهُ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ. [راجع: ١٦٨٦]

حضرت عائشہ ﷺ نے فرمایا: نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نفل کے لیے جلدی کرتے ہوئے جیسا دیکھا دو رکعتوں کے لیے فجر سے پہلے کی۔

(١٦٨٨) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا)) [ترمذی: ٤١٦؛ نسائی: ١٧٥٨]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”فجر کی دو رکعتیں دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے ان سب سے بہتر ہیں۔“

(١٦٨٩) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: فِي شَأْنِ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ ((لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا)). [راجع: ١٦٨٨]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں فرمایا: ”کہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ پیاری ہیں۔“

(١٦٩٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ وَ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾. [ابوداود: ١٢٥٦؛ نسائی: ٩٤٤؛ ابن ماجه: ١١٤٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی دوسنتوں میں ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ اور ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ [٢/ البقرة: ١٣٦] الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا: ﴿آمَنَّا بِاللهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ [٣/ ال عمران: ٥٢] [ابوداود: ١٢٥٩؛ نسائی: ٩٤٣]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دوسنتوں میں سے پہلی رکعت میں ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ﴾ سے آخر تک پڑھتے تھے جو آیتیں سورۂ بقرہ میں وارد ہوئی ہیں اور دوسری میں ﴿آمَنَّا بِاللهِ﴾ سے آخر تک (اور سرا اس آیت کا یہ ہے کہ ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾ الآية)۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ: ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا﴾ وَالَّتِي فِي آلِ عِمْرَانَ: ﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ﴾. [٣/ ال عمران: ٦٤] [راجع: ١٦٩١]

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعتوں میں یہ حصہ پڑھا کرتے ﴿قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ﴾ اور جو آل عمران میں ہے ﴿تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ﴾.

○ ○ ○ ○

(١٦٩٣) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ. [راجع: ١٦٩١]

مذکورہ بالا حدیث عثمان بن حکیم سے بھی مروی ہے مروان فزاری کی حدیث کی مانند۔

بَابُ فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ قَبْلَ الْفَرَائِضِ وَبَعْدَهُنَّ وَبَيَانِ عَدَدِهِنَّ

باب: سنتوں کی فضیلت اور ان کی گنتی کا بیان فرضوں سے پہلے اور ان کے بعد۔

(١٦٩٤) عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ قَالَ: حَدَّثَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ رضي الله عنه فِي مَرَضِهِ الَّذِي

عمرو بن اوس رضی اللہ عنہ نے کہا: روایت کی مجھ سے عنبسہ نے اس بیماری میں جس میں وہ مرے ایسی ایک حدیث جس سے خوشی ہوتی ہے۔ عنبسہ نے

مَاتَ فِيهِ بِحَدِيثٍ يَتَسَارُّ إِلَيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ رضي الله عنها تَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)). قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَقَالَ عَنْبَسَةُ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ: مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَنْبَسَةَ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ: مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ. [ابوداود: ١٢٥٠]

کہا: میں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''جس نے رات دن میں بارہ رکعت پڑھیں اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنایا جائے گا۔'' ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب سے میں نے یہ سنا رسول اللہ ﷺ سے ان رکعتوں کو نہیں چھوڑا۔ عنبسہ نے کہا: جب سے میں نے ان کو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے سنا نہیں چھوڑا میں نے۔ اور عمرو بن اوس نے کہا: جب سے میں نے یہ سنا عنبسہ سے میں نے ان کو نہیں چھوڑا۔ نعمان بن سالم نے کہا: جب سے میں نے یہ سنا عمرو بن اوس سے میں نے ان رکعتوں کو نہیں چھوڑا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩٥) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ ((مَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَجْدَةً تَطَوُّعًا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)). [راجع: ١٦٩٤]

نعمان بن سالم سے اسی سند سے مروی ہے کہ ''جس نے ہر دن میں بارہ رکعت پڑھیں سنت کی اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنایا جاتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٦٩٦) عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ: فَمَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ وَقَالَ عَمْرٌو: مَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ وَقَالَ النُّعْمَانُ: مِثْلَ ذَلِكَ. [راجع: ١٦٩٤]

ام المومنین رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ ''کوئی بندہ مسلمان ایسا نہیں کہ اللہ کے واسطے ہر دن میں بارہ رکعت خوشی سے پڑھے سوائے فرض کے مگر اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایک گھر جنت میں بناتا ہے یا فرمایا اس کے لیے ایک گھر جنت میں بنایا جاتا ہے۔'' ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس دن سے ہمیشہ پڑھتی ہوں اور عمرو نے کہا' میں بھی اس دن سے ہمیشہ پڑھتا ہوں اور نعمان نے بھی ایسا ہی کہا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩٧) عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ)) فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٦٩٤]

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بندہ مسلمان ایسا نہیں کہ اس نے وضو پورا کیا اور پھر اللہ کے لیے ہر دن میں نماز پڑھی اور پھر مثل اوپر کی روایت کے بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٦٩٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَبْلَ الظُّهْرِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَهَا سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے پڑھیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور ظہر کے بعد دو رکعتیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں مگر مغرب

الْعِشَآءِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْجُمُعَةِ سَجْدَتَيْنِ فَاَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَآءُ وَالْجُمُعَةُ فَصَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ بَيْتِهِ. [راجع: ۱۱۷۲]

اور عشاء اور جمعہ کی دو رکعتیں نبی ﷺ کے ساتھ گھر میں پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سنتوں کا گھر میں پڑھنا افضل ہے اور امام مالک رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ نے کہا ہے دن کے وقت مسجد میں اور رات کو گھر میں افضل ہیں مگر سلف کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ سب نفل گھر میں افضل ہیں اور ان روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سنت صبح کی اور جمعہ کی گھر میں پڑھتے تھے اور حدیث میں وارد ہوا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''گھر میں نماز افضل ہے سوائے فرض کے۔'' اور یہ ارشاد آپ ﷺ کا عام ہے۔ پس سنت یہی ہے کہ سنت گھر میں پڑھے اور ہمیشہ مساجد میں پڑھنا بدعت سے خالی نہیں۔ علی الخصوص فرض ہوتے ہوئے سنتوں میں مشغول رہنا کراہت سے خالی نہیں مگر اکثر لوگ اس سے غافل ہیں۔

بَابُ جَوَازِ النَّافِلَةِ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَفِعْلِ بَعْضِ الرَّكْعَةِ قَائِمًا وَبَعْضِهَا قَاعِدًا.

باب: نوافل کا کھڑے بیٹھے یا ایک رکعت میں کچھ کھڑے اور کچھ بیٹھے جائز ہونا۔

(۱۶۹۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ بَيْتِيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِيْ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيْهِنَّ الْوِتْرُ وَكَانَ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا وَكَانَ اِذَا قَرَاَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَاِذَا قَرَاَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ اِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ.

[ابوداود: ۱۲۵۱؛ ترمذی: ۳۷۵، ۴۳۶]

عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نفل نماز کا حال پوچھا تو انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھتے تھے پھر نکلتے اور لوگوں کے ساتھ فرض نماز پڑھتے پھر گھر میں آ کر دو رکعت پڑھتے اور لوگوں کے ساتھ مغرب پڑھتے پھر گھر میں آ کر دو رکعت پڑھتے اور عشاء لوگوں کے ساتھ پڑھ کر گھر آتے اور دو رکعت پڑھتے اور رات کو نو رکعت پڑھتے کہ اسی میں وتر ہوتا اور بڑی رات تک کھڑے پڑھتے اور بڑی رات تک بیٹھے اور کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب قراءت بیٹھ کر کرتے تو سجدہ اور رکوع بھی بیٹھ کر کرتے اور جب فجر نکلتی تو دو رکعت پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۰۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا فَاِذَا صَلّٰى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَاِذَا صَلّٰى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

[ابوداود: ۹۵۵؛ نسائی: ۱۶۴۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ بڑی بڑی رات تک نماز پڑھتے۔ پھر جب کھڑے ہو کر پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے کھڑے کرتے اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۰۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: كُنْتُ شَاكِيًا بِفَارِسَ فَكُنْتُ أُصَلِّيْ قَاعِدًا فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

[راجع: ۱۷۰۰]

عبداللہ بن شقیق نے کہا کہ میں فارس میں بیمار ہوا تھا اور بیٹھ کر نماز پڑھتا تھا (پھر جب مدینہ میں آیا) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ بڑی رات تک نماز بیٹھ کر پڑھتے اور آخر تک حدیث ذکر کی۔ (یعنی جو اوپر مذکور ہوئی)

○ ○ ○ ○

(۱۷۰۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيْ لَيْلًا طَوِيْلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيْلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا. [ابن ماجه: ۱۲۲۸]

عبداللہ بن شقیق عقیلی کہتے ہیں: میں نے پوچھا عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے متعلق؟ تو انہوں نے کہا: آپ لمبی رات تک نماز پڑھتے کھڑے ہو کر اور کبھی لمبی رات تک نماز پڑھتے بیٹھ کر اور جب پڑھتے کھڑے ہو کر تو رکوع کرتے کھڑے ہو کر اور جب بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع بھی بیٹھ کر ہی کرتے۔

(۱۷۰۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ: سَأَلْنَا عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ قَائِمًا وَقَاعِدًا فَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا.

عبداللہ بن شقیق عقیلی نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ اکثر کھڑے بھی نماز پڑھتے تھے اور اکثر بیٹھے بھی۔ پھر جب شروع کرتے کھڑے کھڑے تو رکوع بھی کھڑے ہوئے کرتے اور جب شروع کرتے بیٹھے ہوئے تو رکوع بھی کرتے بیٹھے ہوئے۔

(۱۷۰۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِيْ شَيْءٍ مِنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّوْرَةِ ثَلٰثُوْنَ أَوْ أَرْبَعُوْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نہیں دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہ قراءت کرتے ہوں نماز میں بیٹھ کر۔ پھر جب بوڑھے ہو گئے بیٹھے بیٹھے قراءت کرتے، یہاں تک کہ جب رہ جاتیں سورت میں تیس یا چالیس آیتیں تو کھڑے ہو کر پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ ایک ہی رکعت میں کچھ بیٹھ کر پڑھتے اور کچھ کھڑے ہو کر۔

(۱۷۰۵) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهٖ قَدْرُ مَا يَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ أَوْ أَرْبَعِيْنَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ. [بخاري: ۱۱۱۹؛ ابوداود: ۹۵۴؛ ترمذي: ۳۷۴؛ نسائي: ۱۶۴۷]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے بیٹھے ہوئے اور قراءت کرتے بیٹھے بیٹھے۔ پھر جب رہ جاتیں تیس یا چالیس آیتیں کھڑے ہو کر قراءت کرتے پھر رکوع کرتے اور سجدہ پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کرتے۔

○ ○ ○ ○

بیان حکم مخالفت قیاس با حدیث

فائدہ: دونوں روایتوں سے ایک رکعت میں کچھ کھڑا رہنا کچھ بیٹھنا ثابت ہوا اور یہ جائز ہے۔ امام شافعی اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اور عام علما کے آگے کہ برابر ہے پہلے کھڑا ہو پھر بیٹھ جائے یا پہلے بیٹھا ہو پھر کھڑا ہو جائے۔ اور بعض سلف نے اس کو منع کیا ہے مگر ان کا منع کرنا غلط ہے۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ابو یوسف اور امام محمد شاگردان ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور دوسرے فقہا سے نقل کیا ہے کہ پہلے کھڑے ہو کر پھر بیٹھ جانا مکروہ ہے اور اگر نیت کی کھڑے ہو کر تو پھر بیٹھ گیا تو شافعیہ کے اور جمہور کے نزدیک جائز ہے اور ابن قاسم مالکی رحمۃ اللہ علیہ بھی اسے جائز کہتے ہیں اور اشہب منع کرتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے: بیٹھ کر اٹھنا اور اٹھ کر بیٹھنا دونوں احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے پھر منع کرنا کسی ایک کا سراپا خلاف ہے اور قابل التفات نہیں اس لئے کہ شرع وہی ہے جو نبی ﷺ سے ثابت ہو، نہ رائے اور قیاس کسی کا، علی الخصوص جب مخالف نبی ﷺ ہو اگرچہ سارا جہان اس کا قائل کیوں نہ ہو۔

(۱۷۰۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِيْنَ آيَةً. [نسائی: ۱۶۴۹؛ ابن ماجہ: ۱۲۲۶]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے قراءت کرتے پھر جب ارادہ کرتے رکوع کا تو کھڑے ہوتے اتنی دیر کہ آدمی اس میں چالیس آیتیں پڑھے (یعنی پھر رکوع کرتے)۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۰۷) عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ؟ قَالَتْ: كَانَ يَقْرَأُ فِيْهِمَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ.

علقمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کی دو رکعت (شب) سے سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: کہ بیٹھ کر پڑھتے۔ پھر جب ارادہ ہوتا کہ رکوع کریں کھڑے ہو جاتے پھر رکوع کرتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۰۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ رضی اللہ عنہا: هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ وَهُوَ قَاعِدٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ. [نسائی: ۱۶۵۶]

عبداللہ بن شقیق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کبھی بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کہ ہاں جب لوگوں نے آپ ﷺ کو بوڑھا کر دیا (یعنی ان کے فکروں سے)۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۰۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ. فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے اسی طرح کی حدیث روایت کی۔

(۱۷۱۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى كَانَ كَثِيْرًا مِنْ صَلٰوتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ. [نسائی: ۱۶۵۵]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کا انتقال نہیں ہوا جب تک کہ اکثر آپ ﷺ بیٹھ کر نماز نہ پڑھنے لگے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۱۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمَّا بَدَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَثَقُلَ كَانَ أَكْثَرُ صَلٰوتِهِ جَالِسًا.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ جب رسول اللہ ﷺ فربہ ہو گئے اور بھاری ہو گئے تو اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتے۔

(۱۷۱۲) عَنْ حَفْصَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِيْ سُبْحَتِهِ قَاعِدًا حَتّٰى

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ میں نے نہیں دیکھا رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر نفل پڑھا ہو یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کی وفات سے ایک

كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْ سُبْحَتِهِ قَاعِدًا وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسُّوْرَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا. [ترمذی: ٣٧٣؛ نسائی: ١٦٥٧]

سال باقی رہا تو آپ ﷺ بیٹھ کر نفل پڑھنے لگے اور سورت کو پڑھتے اور یہاں تک ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ لمبی سے لمبی ہو جاتی۔

(١٧١٣) عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا: بِعَامٍ وَاحِدٍ أَوِ اثْنَيْنِ. [راجع: ١٧١٢]

ان سب سے زہری نے اسی سند سے مثل اس کے بیان کیا مگران دونوں نے کہا کہ جب آپ ﷺ کی وفات میں ایک یا دو سال رہ گئے۔

(١٧١٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى صَلّٰى قَاعِدًا.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کا انتقال نہیں ہوا جب تک آپ ﷺ نے بیٹھ کر نماز نہ پڑھ لی۔

(١٧١٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ قَالَ: حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوةِ)) قَالَ: فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّيْ جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى رَأْسِهِ فَقَالَ: مَالَكَ! يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو! قُلْتُ: حُدِّثْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ! أَنَّكَ قُلْتَ: ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰى نِصْفِ الصَّلٰوةِ)) وَأَنْتَ تُصَلِّيْ قَاعِدًا قَالَ: ((أَجَلْ وَلٰكِنِّيْ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ.)) [ابوداود: ٩٥٠؛ نسائی: ١٦٥٨]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھ سے کسی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کہ بیٹھے ہوئے نماز پڑھنا آدھی نماز کے برابر ہے'' تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو پایا کہ آپ ﷺ بیٹھے نماز پڑھ رہے ہیں اور میں نے آپ ﷺ کے سر پر ہاتھ رکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا ہے اے عبداللہ!'' میں نے کہا کہ مجھے پہنچا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں اے اللہ کے رسول! کہ ''بیٹھ کر نماز پڑھنا آدھی نماز کے برابر ہے'' اور آپ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ ہاں سچ ہے مگر میں تم لوگوں کے برابر نہیں ہوں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی آپ ﷺ کو بیٹھ کر نماز ادا کرنے میں بھی ویسا ہی ثواب ہے، جیسے کھڑے ہو کر نفل ادا کرنے میں اور آپ ﷺ کے خصائص میں ہے یا کوئی عذر کے سبب سے اگر بیٹھے تو معذور کو پورا ثواب ہے مگر قول آپ ﷺ کا خصائص پر زیادہ دال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب.

(١٧١٦) عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِيْ رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ يَحْيَى الْأَعْرَجِ. [راجع: ١٧١٥]

اس سند سے بھی گزشتہ حدیث کی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَعَدَدِ رَكَعَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ الْوِتْرَ رَكْعَةٌ وَأَنَّ الرَّكْعَةَ صَلٰوةٌ صَحِيْحَةٌ.

باب: نماز شب اور وتر کے ایک ہونے کا بیان اور اس بات کا بیان کہ ایک رکعت صحیح نماز ہے۔

(١٧١٧) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوْتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ رات کو گیارہ رکعت پڑھتے اور اس میں سے ایک رکعت وتر کی ہوتی تھی پھر جب پڑھ چکتے تو داہنی کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن آتا تب

الْاَیْمَنِ حَتّٰی یَاْتِیَهُ الْمُؤَذِّنُ فَیُصَلِّیْ رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ. [ابوداود: ۱۳۳٦؛ ترمذی: ٤٤٠، ٤٤١؛ نسائی: ۱٦۹٥، ۱۷۲٥]

دو رکعت ہلکی پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۱۸) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ فِیْمَا بَیْنَ اَنْ یَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ. وَهِيَ الَّتِیْ یَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ. اِلَی الْفَجْرِ اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً یُسَلِّمُ بَیْنَ كُلِّ رَكْعَتَیْنِ وَیُوْتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَاِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَیَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّهِ الْاَیْمَنِ حَتّٰی یَاْتِیَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْاِقَامَةِ.

[ابوداود: ۱۳۳۷؛ نسائی: ٦۸٤، ۱۳۲۷]

ام المومنین زوجۂ نبی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے فجر تک گیارہ رکعت پڑھتے۔ سلام پھیرتے ہر دو رکعت کے بعد اور ایک رکعت وتر پڑھتے۔ پھر جب مؤذن فجر کی اذان دے چکتا اور ظاہر ہو جاتی آپ ﷺ پر صبح اور مؤذن آتا تو کھڑے ہو کر دو رکعت ہلکی ادا کرتے پھر داہنی کروٹ لیٹ جاتے یہاں تک کہ مؤذن تکبیر کہنے کو آتا۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۱۹) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَسَاقَ حَرْمَلَةُ الْحَدِیْثَ بِمِثْلِهٖ غَیْرَ اَنَّهٗ لَمْ یَذْكُرْ: وَتَبَیَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ وَلَمْ یَذْكُرِ: الْاِقَامَةَ وَسَائِرُ الْحَدِیْثِ بِمِثْلِ حَدِیْثِ عَمْرٍو سَوَاءً.

[نسائی: ۱۳۲۷]

ابن شہاب مذکورہ حدیث کی مانند بیان کرتے ہیں مگر انہوں نے یہ بات ذکر نہیں کی کہ فجر واضح ہوگئی اور آپ ﷺ کے پاس مؤذن آیا اور نہ ہی اقامت کا ذکر کیا باقی حدیث اسی کے مانند ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۲۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً یُوْتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا یَجْلِسُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا فِیْ اٰخِرِهَا. [ترمذی: ٤٥۹]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعت پڑھتے پانچ ان میں سے وتر ہوتیں کہ نہ بیٹھتے مگر ان کے آخر میں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ وتر ایک رکعت سے لیکر گیارہ اور تیرہ رکعتوں تک مسنون اور جائز ہے مگر افضل یہی ہے کہ ہر دو رکعت پر سلام پھیرتا جائے حالانکہ سب رکعتوں کے آخر میں ایک سلام پھیرنا بھی روا ہے مگر مشہور وہی ہے دو دو رکعت پر سلام۔

(۱۷۲۱) عَنْ وَكِیْعٍ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [ابن ماجہ: ۱۳٥۹]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث کی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۲۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یُصَلِّیْ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَیِ الْفَجْرِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تیرہ رکعت پڑھتے تھے مع فجر کی دو سنتوں کے۔

[ابوداود: ١٣٦٠]

○ ○ ○ ○

(١٧٢٣) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ رَمَضَانَ؟ قَالَتْ: مَاكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَيْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْاَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّیْ ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ؟ فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! اِنَّ عَيْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِیْ)).

ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رمضان کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے رمضان ہو یا غیر رمضان چار رکعت ایسی پڑھتے تھے کہ ان کا حسن اور طول کچھ نہ پوچھ۔ پھر تین رکعت پڑھتے تھے (یعنی وتر کی) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔“

[بخاری: ١١٤٧، ٢٠١٣، ٣٥٦٩؛ ابوداود: ١٣٤١؛ ترمذی: ٤٣٩؛ نسائی: ١٦٩٦]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے استدلال کیا ہے شافعیہ نے اس پر کہ قراءت کا لمبا کرنا افضل ہے بہت رکوع اور سجود کرنے سے اور یہ خصائص انبیا سے ہے کہ سونے سے وضو نہ جائے اور بعض نے اعتراض کیا ہے کہ آپ ﷺ وادی میں سو گئے تھے اور نماز قضا ہو گئی تھی پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے۔ اور جواب اس کا یوں دیا ہے کہ طلوع ہونا آفتاب کا آنکھوں سے متعلق ہے بخلاف حدث کے کہ وہ قلب سے متعلق ہے۔

(١٧٢٤) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّیْ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّیْ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوْتِرُ ثُمَّ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ ثُمَّ يُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَآءِ وَالْاِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ.

ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی (رات کی) نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ تیرہ رکعت پڑھتے آٹھ رکعت کے بعد وتر پڑھتے پھر دو رکعت پڑھتے بیٹھ کر اور جب ارادہ کرتے رکوع کا کھڑے ہوتے اور رکوع کرتے دو رکعت پڑھتے صبح کی اذان اور تکبیر کے بیچ میں۔

[ابوداود: ١٣٤٠؛ نسائی: ١٧٥٥، ١٧٨٠]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث کے ظاہر سے تمسک کیا ہے اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد رحمۃ اللہ علیہ نے جیسا کہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ان دونوں سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وتر کے دو رکعت بیٹھ کر پڑھنے کو مباح کہا ہے۔ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بھی مروی ہے کہ میں اس کو نہ پڑھتا ہوں نہ منع کرتا ہوں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور صواب یہ ہے کہ یہ دو رکعتیں آپ ﷺ نے پڑھی ہیں بعد وتر کے بیٹھ کر تا کہ معلوم ہو جائے کہ نماز بعد وتر کے جائز ہے مگر اس آپ ﷺ نے ہمیشگی نہیں کی کبھی کیا اور کبھی نہیں کیا اور کوئی شخص کان کے لفظ سے دوام خیال نہ کرے، اس لئے کہ یہ لفظ صرف ایک فعل کے وقوع پر دلالت کرتا ہے کہ زمانہ ماضی میں واقع ہوا، چنانچہ دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ۔ یعنی میں خوشبو لگاتی تھی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) رسول اللہ ﷺ کے احرام کھولنے کے وقت قبل طواف افاضہ کے۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ ؓ کی صحبت کے بعد حضور ﷺ نے ایک ہی بار حج کیا یعنی حجۃ الوداع۔ اور بہت روایتوں میں وارد ہوا ہے کہ آخر نماز آپ ﷺ کی رات میں وتر ہوتی پس یقین ہوا کہ یہ دو رکعات کبھی پڑھی ہمیشہ نہیں۔

(١٧٢٥) عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ اَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّ فِىْ حَدِيْثِهِمَا تِسْعَ رَكْعَاتٍ قَائِمًا يُوْتِرُ مِنْهُنَّ. [راجع: ١٧٢٤]

ابو سلمہ نے سوال کیا حضرت عائشہ ؓ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں باقی روایت پہلے کی طرح ہے مگر اس میں نو (٩) رکعتوں کا بیان ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھیں اور انہیں کے ساتھ وتر پڑھا۔

(١٧٢٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِىْ لَبِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا سَلَمَةَ قَالَ: اَتَيْتُ عَائِشَةَ ؓ فَقُلْتُ: اَىْ اُمَّهْ! اَخْبِرِيْنِىْ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: كَانَتْ صَلٰوتُهُ فِىْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَيْرِهٖ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِاللَّيْلِ مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ.

عبداللہ بن لبید نے ابو سلمہ سے سنا کہ وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ کی خدمت میں گئے اور عرض کیا کہ اے میری ماں! مجھے خبر دیجیے رسول اللہ ﷺ کی نماز سے۔ پس انہوں نے فرمایا: کہ آپ ﷺ کی نماز رمضان وغیرہ میں رات کے وقت تیرہ رکعت تھی، ان ہی میں دو رکعتیں صبح کی سنتیں بھی تھیں۔

(١٧٢٧) عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ ؓ تَقُوْلُ: كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ عَشْرَ رَكْعَاتٍ وَيُوْتِرُ بِسَجْدَةٍ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَىِ الْفَجْرِ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. [بخاری: ١١٤٠؛ ابوداود: ١٣٣٤]

قاسم بن محمد نے کہا کہ میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز دس رکعت تھی اور ایک رکعت کا وتر اور دو رکعتیں فجر کی سنت۔ یہ سب تیرہ رکعتیں ہوئیں۔



(١٧٢٨) عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ قَالَ: سَأَلْتُ الْاَسْوَدَ ابْنَ يَزِيْدَ عَمَّا حَدَّثَتْهُ عَائِشَةُ ؓ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَتْ: كَانَ يَنَامُ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِىْ اٰخِرَهٗ ثُمَّ اِنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ قَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ يَنَامُ فَاِذَا كَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الْاَوَّلِ قَالَتْ: وَثَبَ وَلَا وَاللّٰهِ مَا قَالَتْ: قَامَ فَاَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَلَا وَاللّٰهِ مَا قَالَتْ: اِغْتَسَلَ وَاَنَا اَعْلَمُ مَا تُرِيْدُ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّاَ وُضُوْءَ الرَّجُلِ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ. [نسائی: ١٦٣٩]

ابو اسحاق نے کہا کہ پوچھا میں نے اسود بن یزید سے ان حدیثوں کے بارے میں جو حضرت عائشہ ؓ سے انہوں نے سنی ہوں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مقدمہ میں تو انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ سو رہتے اول رات میں اور جاگتے آخر رات میں۔ پھر اگر آپ ﷺ کو حاجت ہوتی اپنی بیبیوں سے تو حاجت روا کرتے پھر سو رہتے۔ پھر جب پہلی اذان ہوتی (یعنی صبح کے وقت کی اذان) تو جھٹ اچھل پڑتے اور قسم ہے اللہ کی کہ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اٹھتے پھر آپ ﷺ اپنے اوپر پانی بہاتے اور اللہ کی قسم انہوں نے یہ نہیں کہا کہ نہاتے (یعنی جو لفظ انہوں نے فرمایا وہی مجھے یاد ہے) اور میں خوب جانتا ہوں جو آپ کی مراد ہے (یہ اس لیے کہا کہ شرم کی بات ہے) اور اگر جنبی نہ ہوتے تو وضو کرتے جیسے لوگ نماز کے لیے وضو کرتے ہیں پھر دو رکعت پڑھتے۔ (یعنی صبح کی سنت)



(١٧٢٩) عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى يَكُوْنَ اٰخِرُ صَلٰوتِهِ الْوِتْرَ.

ابو اسحٰق، اسود سے راوی ہیں۔ وہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ رات کی نماز پڑھتے یہاں تک کہ آخر میں وتر ہوتا۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے جیسے ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں۔

(١٧٣٠) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا عَنْ عَمَلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُحِبُّ الدَّآئِمَ قَالَ: قُلْتُ: أَيَّ حِيْنٍ كَانَ يُصَلِّيْ؟ فَقَالَتْ: كَانَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰى.
[بخاري: ١١٣٢، ٦٤٦١؛ ابوداود: ١٣١٧؛ نسائي: ١٦١٥]

مسروق نے کہا: میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے عمل کے بارے میں پوچھا آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ وہ ہمیشہ کے عمل کو دوست رکھتے تھے۔ میں نے کہا: آپ ﷺ کس وقت نماز پڑھتے تھے؟ کہا: جب مرغ کی آواز سنتے کھڑے ہو کر نماز پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: مرغ اکثر آدھی رات کے بعد بولنا شروع کر دیتے ہیں۔

(١٧٣١) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: مَا أَلْفَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ السَّحَرُ الْأَعْلٰى فِيْ بَيْتِيْ أَوْ عِنْدِيْ إِلَّا نَائِمًا. [بخاري: ١١٣٣؛ ابوداود: ١٣١٨؛ ابن ماجه: ١١٩٧]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ اپنے گھر میں یا فرمایا: اپنے پاس سوتے پایا (یعنی تہجد کے بعد سو جاتے)۔

○ ○ ○ ○

(١٧٣٢) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا صَلّٰى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَإِنْ كُنْتُ مُسْتَيْقِظَةً حَدَّثَنِيْ وَإِلَّا اضْطَجَعَ. [بخاري: ١١٦١، ١١٦٨؛ ابوداود: ١٢٦٣؛ ترمذي: ٤١٨]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ جب فجر کی سنت پڑھ چکتے تو میں اگر جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے۔ نہیں تو سو جاتے۔

○ ○ ○ ○

(١٧٣٣) عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [ابوداود: ١٢٦٣]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ سے ایسی روایت بیان کرتی ہیں۔

○ ○ ○ ○

(١٧٣٤) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا أَوْتَرَ قَالَ: ((قُوْمِيْ فَأَوْتِرِيْ يَا عَائِشَةُ!)).

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں تھیں: کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز تہجد پڑھ لیتے اور وتر بھی پڑھ چکتے تو مجھ سے فرماتے: ''اٹھو وتر پڑھ لو اے عائشہ!''

(١٧٣٥) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ صَلٰوتَهُ بِاللَّيْلِ وَهِيَ مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِذَا بَقِيَ الْوِتْرُ أَيْقَظَهَا فَأَوْتَرَتْ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں: کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور وہ سامنے آڑی لیٹی رہتیں پھر جب وتر رہ جاتے حضور ﷺ ان کو جگا دیتے وہ وتر پڑھ لیتیں۔

فائدہ: ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ وتر آخر شب میں پڑھنا مستحب ہے خواہ آدمی تہجد پڑھے یا نہ پڑھے مگر یقین رکھتا ہو کہ میں آخر شب میں ضرور اٹھوں گا۔

(۱۷۳۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. [بخاري: ۹۹۶؛ ابوداود: ۱۴۳۵]

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: کہ وتر ساری رات میں رسول اللہ ﷺ پڑھا کرتے یہاں تک کہ آخر میں پہنچ گیا آپ ﷺ کا وتر سحر کے وقت پر۔

(۱۷۳۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مِنْ كُلِّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ أَوَّلِ اللَّيْلِ وَأَوْسَطِهِ وَآخِرِهِ فَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى السَّحَرِ. [ترمذي: ۴۵۶؛ نسائي: ۱۶۸۰؛ ابن ماجه: ۱۱۸۵]

حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر اول شب میں اور بیچ میں اور آخر میں سب وقت ادا کیے ہیں یہاں تک کہ (چھٹے حصہ) آخر کے رات میں بھی۔



(۱۷۳۸) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُلَّ اللَّيْلِ قَدْ أَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَانْتَهٰى وِتْرُهُ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ. [راجع: ۱۷۳۶]

حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ ہر رات وتر پڑھا کرتے تھے اور رات کے آخری حصہ میں پڑھتے تھے۔



بَابُ جَامِعِ صَلَاةِ اللَّيْلِ وَمَنْ نَامَ عَنْهُ أَوْ مَرِضَ.

باب: رات کی نماز کے احکام اور جس سے سونے یا بیمار ہونے کی وجہ سے رہ جائے۔

(۱۷۳۹) عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ أَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ أَرَادَ أَنْ يَغْزُوَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَأَرَادَ أَنْ يَبِيْعَ عَقَارًا لَهُ بِهَا فَيَجْعَلَهُ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ وَيُجَاهِدَ الرُّوْمَ حَتّٰى يَمُوْتَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ لَقِيَ أُنَاسًا مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَنَهَوْهُ عَنْ ذٰلِكَ وَأَخْبَرُوْهُ أَنَّ رَهْطًا سِتَّةً أَرَادُوْا ذٰلِكَ فِي حَيٰوةِ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَنَهَاهُمْ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ: ((أَلَيْسَ لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ؟)) فَلَمَّا حَدَّثُوْهُ بِذٰلِكَ رَاجَعَ امْرَأَتَهُ وَقَدْ كَانَ طَلَّقَهَا وَأَشْهَدَ عَلٰى رَجْعَتِهَا فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَأَلَهُ عَنْ وِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أَدُلُّكَ عَلٰى أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ بِوِتْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: مَنْ؟ قَالَ: عَائِشَةُ فَأْتِهَا فَسَلْهَا ثُمَّ ائْتِنِيْ فَأَخْبِرْنِيْ بِرَدِّهَا عَلَيْكَ فَانْطَلَقْتُ

قتادہ نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ سعد بن ہشام بن عامر نے چاہا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے اور مدینہ کو آئے اور چاہا کہ اپنے باغ و زمین بیچ ڈالیں اور اس سے ہتھیار اور گھوڑے خریدیں اور نصاریٰ سے مرنے کے وقت تک لڑیں۔ پھر جب مدینہ میں آئے اور مدینہ والوں سے ملے، انہوں نے ان کو منع کیا (یعنی بالکل کاروبار دنیا اور ضروریات بشری چھوڑ کر ایسا نہ کرنا چاہیے) اور خبر دی کہ چھ آدمیوں نے اس کا ارادہ کیا تھا نبی ﷺ کی زندگی میں تو آپ ﷺ نے ان کو منع کیا اور فرمایا: ''کیا تمہارے لیے میری راہ اچھی نہیں۔'' پھر جب لوگوں نے ان سے یہ کہا تو انہوں نے اپنی بیوی سے رجعت کی (یعنی جس کو طلاق دے دی تھی) اور ان کو طلاق دے دی تھی اور ان کی رجعت پر لوگوں کو گواہ کر لیا۔ پھر وہ ابن عباس ؓ کے پاس آئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا: میں تم کو ایسا شخص بتا دوں کہ جو ساری زمین کے لوگوں سے حضور ﷺ کے وتر کا حال بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کون ہے؟ ابن عباس ؓ نے کہا: حضرت عائشہ صدیقہ ؓ۔ تو تم ان کے پاس جاؤ۔ ان سے پوچھو پھر میرے پاس آؤ اور ان کے جواب سے

إِلَيْهَا فَأَتَيْتُ عَلَى حَكِيمِ بْنِ أَفْلَحَ فَاسْتَلْحَقْتُهُ إِلَيْهَا فَقَالَ: مَا أَنَا بِقَارِبِهَا لِأَنِّي نَهَيْتُهَا أَنْ تَقُولَ فِي هَاتَيْنِ الشِّيعَتَيْنِ شَيْئًا فَأَبَتْ فِيهِمَا إِلَّا مُضِيًّا قَالَ: فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَانْطَلَقْنَا إِلَى عَائِشَةَ ﷺ فَاسْتَأْذَنَّا عَلَيْهَا فَأَذِنَتْ لَنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا فَقَالَتْ: أَحَكِيمٌ؟ فَعَرَفَتْهُ فَقَالَ: نَعَمْ فَقَالَتْ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: سَعْدُ بْنُ هِشَامٍ قَالَتْ: مَنْ هِشَامٌ؟قَالَ: ابْنُ عَامِرٍ فَتَرَحَّمَتْ عَلَيْهِ وَقَالَتْ: خَيْرًا قَالَ قَتَادَةُ: وَكَانَ أُصِيبَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ خُلُقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ: بَلَى قَالَتْ: فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ قَالَ: فَهَمَمْتُ أَنْ أَقُومَ وَلَا أَسْأَلَ أَحَدًا عَنْ شَيْءٍ حَتَّى أَمُوتَ ثُمَّ بَدَا لِي فَقُلْتُ: أَنْبِئِينِي عَنْ قِيَامِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: أَلَسْتَ تَقْرَأُ: ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾؟ قُلْتُ: بَلَى قَالَ: فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ افْتَرَضَ قِيَامَ اللَّيْلِ فِي أَوَّلِ هَذِهِ السُّورَةِ فَقَامَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ حَوْلًا وَأَمْسَكَ اللَّهُ تَعَالَى خَاتِمَتَهَا اثْنَيْ عَشَرَ شَهْرًا فِي السَّمَاءِ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِي آخِرِ هَذِهِ السُّورَةِ التَّخْفِيفَ فَصَارَ قِيَامُ اللَّيْلِ تَطَوُّعًا بَعْدَ فَرِيضَةٍ قَالَ: قُلْتُ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ! أَنْبِئِينِي عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ: كُنَّا نُعِدُّ لَهُ سِوَاكَهُ وَطَهُورَهُ فَيَبْعَثُهُ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَهُ مِنَ اللَّيْلِ فَيَتَسَوَّكُ وَيَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّي تِسْعَ رَكَعَاتٍ لَا يَجْلِسُ فِيهَا إِلَّا فِي الثَّامِنَةِ فَيَذْكُرُ اللَّهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يَنْهَضُ وَلَا

خبر دو۔ پھر میں ان کے پاس چلا اور حکیم بن افلح کے پاس آیا اور ان سے چاہا کہ وہ مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے چلیں۔ انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس نہیں جاتا اس لئے کہ میں نے ان کو روکا تھا کہ وہ ان دونوں گروہوں کے بیچ میں کچھ نہ بولیں۔ (یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی آپس کی لڑائیوں میں) مگر انہوں نے نہ مانا اور چلی گئیں۔ زرارہ نے کہا کہ میں نے حکیم کو قسم دی۔ غرض وہ آئے اور ہم سب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف چلے اور انہیں اطلاع دی۔ انہوں نے اجازت دی اور ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تب انہوں نے فرمایا: کیا یہ حکیم ہیں؟ انہوں نے کہا: ہاں غرض حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو پہچان لیا، (یعنی آواز وغیرہ سے پردہ کی آڑ سے) پھر انہوں نے فرمایا: کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ حکیم نے کہا: میرے ساتھ سعد بن ہشام ہیں۔ انہوں نے فرمایا: ہشام کون سے؟ حکیم نے کہا: عامر کے بیٹے تب ان پر بہت مہربانی کی اور قتادہ نے کہا کہ وہ جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ام المؤمنین! مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے خبر دیجئے۔ انہوں نے فرمایا: کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ انہوں نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق وہی تھا جس کا قرآن میں حکم ہے۔ انہوں نے کہا: پھر میں نے چلنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ موت کے وقت تک اب کسی سے کوئی چیز نہ پوچھوں۔ پھر مجھے خیال آیا تو میں نے عرض کیا: کہ خبر دیجئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رات کے اٹھنے سے۔ پھر انہوں نے فرمایا: کیا تم نے ﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ﴾ نہیں پڑھی میں نے کہا کیوں نہیں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا رات کو کھڑے ہو کر پڑھنے کو اس سورت کے اول میں پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب صحابہ رات کو نماز پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا خاتمہ بارہ مہینے تک آسمان پر روک رکھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سورت کا آخر اتارا اور اس میں تخفیف فرمائی (یعنی تہجد کی فرضیت معاف کر دی۔ مسنون ہونا باقی رہا) پھر ہو گیا رات کا نماز پڑھنا خوشی کا سوا بعد اس کے کہ فرض تھا۔ پھر میں نے عرض کیا: اے ام المؤمنین! خبر دیجئے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وتر کی۔ تب انہوں نے فرمایا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے

يُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي التَّاسِعَةَ ثُمَّ يَقْعُدُ فَيَذْكُرُ اللهَ وَيَحْمَدُهُ وَيَدْعُوهُ ثُمَّ يُسَلِّمُ تَسْلِيمًا يُسْمِعُنَا ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ مَا يُسَلِّمُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَتِلْكَ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يَا بُنَيَّ! فَلَمَّا أَسَنَّ نَبِيُّ اللهِ ﷺ وَأَخَذَهُ اللَّحْمُ أَوْتَرَ بِسَبْعٍ وَصَنَعَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِثْلَ صَنِيعِهِ الْأَوَّلِ فَتِلْكَ تِسْعٌ يَا بُنَيَّ! وَكَانَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ إِذَا صَلّٰى صَلٰوةً أَحَبَّ أَنْ يُدَاوِمَ عَلَيْهَا وَكَانَ إِذَا غَلَبَهُ نَوْمٌ أَوْ وَجَعٌ عَنْ قِيَامِ اللَّيْلِ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً وَلَا أَعْلَمُ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهُ فِي لَيْلَةٍ وَلَا صَلّٰى لَيْلَةً إِلَى الصُّبْحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا غَيْرَ رَمَضَانَ قَالَ: وَانْطَلَقْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَحَدَّثْتُهُ بِحَدِيثِهَا فَقَالَ: صَدَقَتْ لَوْ كُنْتُ أَقْرَبُهَا أَوْ أَدْخُلُ عَلَيْهَا لَأَتَيْتُهَا حَتّٰى تُشَافِهَنِي بِهِ قَالَ: قُلْتُ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا حَدَّثْتُكَ حَدِيثَهَا. [ابوداود: ١٣٤٢ ، ١٣٤٣]

مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جب چاہتا اٹھا دیتا تھا رات کو۔ پھر آپ ﷺ مسواک کرتے تھے اور وضو، پھر نو رکعت پڑھتے تھے نہ بیٹھتے اس میں مگر آٹھویں رکعت کے بعد اور یاد کرتے اللہ تعالیٰ کو اور اس کی حمد کرتے اور دعا کرتے (یعنی تشہد پڑھتے) پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہ پھیرتے اور نویں رکعت پڑھتے پھر بیٹھتے اور اللہ کو یاد کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور اس سے دعا کرتے اور اس طرح سلام پھیرتے کہ ہم کو سنا دیتے (تاکہ سوتے جاگ اٹھیں) پھر دو رکعت پڑھتے اس کے بعد بیٹھے بیٹھے بعد سلام کے۔ غرض یہ گیارہ رکعات ہوئیں اے میرے بیٹے! پھر جب آپ ﷺ کی عمر زیادہ ہو گئی اور بدن میں گوشت آ گیا، سات رکعات وتر پڑھنے لگے اور دو رکعتیں ویسی ہی پڑھتے جیسے اوپر ہم نے بیان کیں۔ غرض یہ سب نو رکعتیں ہوئیں، اے میرے بیٹے! (یعنی سات وتر و تہجد کی اور دو بعد وتر کے) اور آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب کوئی نماز پڑھتے اس پر ہمیشگی کرتے۔ اور جب آپ ﷺ پر نیند یا کسی درد کا غلبہ ہوتا کہ رات کو نہ اٹھ سکتے تو دن کو بارہ رکعات ادا کرتے (یعنی وتر نہ پڑھتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ وتر کی قضا نہیں) اور میں نہیں جانتی کہ کبھی نبی ﷺ نے سارا قرآن ایک رات میں پڑھ لیا ہو (اس سے ایک شب قرآن ختم کرنے کا بدعت ہونا ثابت ہوا) نہ یہ جانتی ہوں کہ ساری رات آپ ﷺ نے پڑھی صبح تک (یعنی ذرا بھی نہ سوئے نہ آرام لیا ہو) اور نہ یہ کہ سارا مہینہ روزہ رکھا ہو، سوا رمضان کے۔ پھر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے یہ ساری حدیث بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ بیشک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سچ فرمایا اور کہا: کہ اگر میں ان کے پاس ہوتا یا جاتا تو یہ سب منہ در منہ سنتا۔ زرارہ نے کہا: کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ ان کے پاس نہیں جاتے ہیں تو میں کبھی ان کی بات آپ سے نہ کہتا۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ۔ اس حدیث میں بہت فوائد ہیں۔

اول: یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ ان سے وتر کا حال پوچھو اس سے معلوم ہوا کہ عالم کو مستحب ہے کہ جب کوئی اپنے سے زیادہ جانتا ہو تو سائل کو اس کی طرف رجوع کرائے اس میں دین کی خیر خواہی اور سائل کی بہتری ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) دوم: یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے جو جواب دیا کہ خلق حضور ﷺ کا قرآن تھا اس سے علوشان اور وفور علم اور کثرت فہم اور تکاثر ادراک حضرت ام المؤمنین ؓ کا معلوم ہوتا ہے کہ کتنے بڑے دریا کو ایک کوزے میں کر دیا اور آپ ﷺ کے خلق کی ایسی جامع تعریف کر دی کہ سائل کو خیال ہوا کہ اب ساری عمر کسی سے اس بارہ میں سوال نہ کرے۔ سبحان اللہ! کیوں نہ ہوں آخر محبوبہ محبوب الٰہی ہیں ؓ وعن اتباعها وخدامها۔

سوم: یہ جو فرمایا کہ تہجد فرض تھا پھر خوشی کا سودا ہو گیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ پر اس امت پر سب پر نفل ہو گیا، مگر امت پر نفل ہونے میں تو اجماع ہے اور نبی ﷺ کیلئے شافعیہ کے نزدیک فرضیت ساقط ہو گئی۔

چہارم: یہ کہ جب تہجد قضا ہوتی، صبح کو ادا کرتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اور ”اوراد و وظائف“ کی احتیاط ضروری ہے۔

پنجم: یہ ثابت ہوا کہ وتر کی قضا نہ پڑھے۔

(١٧٤٠) عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ لِيَبِيْعَ عَقَارَهُ فَذَكَرَ نَحْوَهُ. [راجع: ١٧٣٩]

سعد بن ہشام نے طلاق دی اپنی بیوی کو پھر وہ گیا مدینہ تا کہ جائیداد بھی بیچ ڈالے باقی گزشتہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٧٤١) عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ قَالَ: اِنْطَلَقْتُ إِلَى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْوِتْرِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِقِصَّتِهِ وَقَالَ فِيْهِ: قَالَتْ: مَنْ هِشَامٌ؟ قُلْتُ: اِبْنُ عَامِرٍ قَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ عَامِرٌ اُصِيْبَ يَوْمَ اُحُدٍ. [راجع: ١٧٣٩]

سعد بن ہشام نے کہا کہ میں چلا گیا ابن عباس ؓ کے پاس۔ میں نے ان سے وتر کے متعلق سوال کیا اور باقی سارا وہی واقعہ بیان کیا اور اس میں کہا کہ عائشہ ؓ نے کہا: ہشام کون ہے؟ میں نے کہا: عامر کا بیٹا تو عائشہ ؓ نے کہا: اچھا شخص تھا عامر جنگ احد میں شہید ہوئے تھے۔

○ ○ ○ ○

(١٧٤٢) عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى اَنَّ سَعْدَ بْنَ هِشَامٍ كَانَ جَارًا لَهُ فَأَخْبَرَهُ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَاَتَهُ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ سَعِيْدٍ وَ فِيْهِ قَالَتْ: مَنْ هِشَامٌ؟ قَالَ: ابْنُ عَامِرٍ قَالَتْ: نِعْمَ الْمَرْءُ كَانَ اُصِيْبَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ اُحُدٍ وَفِيْهِ: فَقَالَ حَكِيْمُ بْنُ اَفْلَحَ: اَمَا اِنِّيْ لَوْ عَلِمْتُ اَنَّكَ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهَا مَا اَنْبَأْتُكَ بِحَدِيْثِهَا. [راجع: ١٧٣٩]

زرارہ بن اوفیٰ سے روایت ہے کہ سعد بن ہشام ان کے ہمسایہ تھے، پس انہوں نے خبر دی کہ طلاق دی انہوں نے اپنی بیوی کو اور حدیث بیان کی جیسے سعید کی روایت ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے پوچھا کہ کون سے ہشام؟ انہوں نے کہا کہ عامر کے بیٹے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا: کہ ہاں وہ کیا خوب آدمی تھے، شہید ہوئے حضور ﷺ کے ساتھ اُحد کے دن۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ حکیم بن افلح نے کہا کہ اگر میں جانتا کہ تم ان کے پاس نہیں جاتے تو میں ان کی حدیث سے تم کو خبر نہ دیتا۔

(١٧٤٣) عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَجَعٍ اَوْ غَيْرِهٖ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً.

[ترمذی: ٤٤٥؛ نسائی: ١٧٨٨]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کی شب کی تہجد جب قضا ہو جاتی کسی درد وغیرہ کے عذر سے تو دن کو بارہ رکعت پڑھ لیتے۔

○ ○ ○ ○

(١٧٤٤) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَمِلَ عَمَلًا أَثْبَتَهُ وَكَانَ إِذَا نَامَ مِنَ اللَّيْلِ أَوْمَرِضَ صَلَّى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً قَالَتْ: وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا إِلَّا رَمَضَانَ.

جب کوئی کام کرتے تو اسے ہمیشہ کیا کرتے اور جب رات کو سو جاتے یا بیمار ہو جاتے تو دن کو بارہ رکعت پڑھ لیتے اور میں نے نہیں دیکھا کہ کبھی آپ ﷺ ساری رات صبح تک جاگے ہوں اور کبھی ایک ماہ برابر روزے نہ رکھے مگر رمضان میں۔



(١٧٤٥) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْعَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيْمَا بَيْنَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ.)) [ابوداود: ١٣١٣؛ ترمذی: ٥٨١؛ نسائی: ١٧٨٩، ١٧٩٠، ١٧٩١، ١٧٩٢؛ ابن ماجہ: ١٣٤٣]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو سو گیا اپنے وظیفہ سے کسی چیز کو چھوڑ کر اور پڑھ لیا اس کو فجر اور ظہر کے بیچ میں تو لکھتا ہے اس کو اللہ ایسا کہ گویا پڑھ لیا اس نے رات کو۔“



بَابُ صَلَاةُ الْأَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ.

باب: اوابین (چاشت) کی نماز کا وقت وہ ہے جب اونٹ کے بچوں کے پاؤں تپش محسوس کریں۔

(١٧٤٦) عَنِ الْقَاسِمِ الشَّيْبَانِيِّ أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ رَأَى قَوْمًا يُصَلُّوْنَ مِنَ الضُّحٰى فَقَالَ: أَمَا لَقَدْ عَلِمُوْا أَنَّ الصَّلٰوةَ فِيْ غَيْرِ هٰذِهِ السَّاعَةِ أَفْضَلُ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوةُ الْأَوَّابِيْنَ حِيْنَ تَرْمَضُ الْفِصَالُ)).

قاسم شیبانی نے روایت کیا ہے کہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چاشت کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (یعنی ابھی دن خوب نہیں چڑھا تھا) تو انہوں نے کہا کہ لوگ خوب جان چکے ہیں کہ نماز اس کے سوا اور گھڑی میں افضل ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نماز رجوع کرنے والے بندوں کی جب ہے کہ اونٹ کے بچوں کے پیر گرم ہو جائیں۔“

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ چاشت کی نماز دن چڑھے پڑھنا افضل ہے اگرچہ طلوع شمس سے زوال تک جائز ہے مگر عمدہ وقت یہ ہے کہ دھوپ سے ریت گرم ہو جائے اور اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگیں اور اسی کو صلوٰۃ الاوابین بھی کہتے ہیں۔

(١٧٤٧) عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَهْلِ قُبَاءٍ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ فَقَالَ: ((صَلٰوةُ الْأَوَّابِيْنَ إِذَا رَمِضَتِ الْفِصَالُ)).

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نکلے رسول اللہ ﷺ قبا والوں کی طرف اور دیکھا کہ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”صلوٰۃ الاوابین کا وقت جب ہے کہ اونٹ کے بچوں کے پیر جلنے لگیں۔“

بَابُ صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ.

باب: رات کی نماز دو دو رکعت ہیں اور وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری حصہ میں۔

(١٧٤٨) عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا رات کی نماز کو تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”رات کی نماز دو، دو رکعت ہے۔

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى)). [بخاري: ٩٩٠؛ ابوداود: ١٣٢٦؛ نسائي: ١٦٩٣]

پھر جب خیال ہو کہ صبح ہو چکی تو ایک رکعت پڑھ لے کہ طاق کر دے گی ساری نماز جو اس نے پڑھی۔"

○ ○ ○ ○

(١٧٤٩) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ: ((مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِرَكْعَةٍ)). [ابن ماجه: ١٣٢٠]

سالم اپنے باپ سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا رات کی نماز کے بارے میں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "دو، دو رکعت پڑھ پھر جب صبح سے ڈرے تو ایک رکعت وتر ادا کر۔"

○ ○ ○ ○

(١٧٥٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ: قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ صَلَاةُ اللَّيْلِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خِفْتَ الصُّبْحَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ)) [نسائي: ١٦٧٢، ١٦٧٣]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! رات کی نماز کیسے پڑھنی چاہیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رات کی نماز دو دو رکعت ہے جب تو ڈرے صبح ہونے سے تو صبح ایک وتر پڑھ لے۔"

○ ○ ○ ○

(١٧٥١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ وَاَنَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّائِلِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ؟ قَالَ: ((مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيْتَ الصُّبْحَ فَصَلِّ رَكْعَةً وَاجْعَلْ اٰخِرَ صَلٰوتِكَ وِتْرًا)) ثُمَّ سَأَلَهٗ رَجُلٌ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ وَاَنَا بِذٰلِكَ الْمَكَانِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَلَا اَدْرِيْ هُوَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ اَوْ رَجُلٌ اٰخَرُ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ. [ابوداود: ١٤٢١؛ نسائي: ١٦٩٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا اور میں اس کے اور حضور ﷺ کے بیچ میں تھا۔ اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! رات کی نماز کیوں کر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "دو، دو رکعت پھر جب تجھے ڈر ہو صبح کا تو ایک رکعت پڑھ لے اور آخر نماز کے وتر ادا کر۔" پھر پوچھا ایک سال بعد اور میں حضور ﷺ کے پاس اسی طرح تھا (یعنی دونوں کے بیچ میں) اسی شخص نے یا کسی نے، پھر بھی آپ ﷺ نے اسی کے مثل فرمایا۔

○ ○ ○ ○

(١٧٥٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَا بِمِثْلِهٖ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمَا ثُمَّ سَأَلَهٗ رَجُلٌ عَلٰى رَأْسِ الْحَوْلِ وَمَا بَعْدَهٗ. [راجع: ١٧٥١]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سوال کیا باقی گزشتہ کی طرح بیان کیا مگر اس میں یہ ذکر نہیں کہ پھر اس نے سوال کیا ایک سال کے بعد۔

○ ○ ○ ○

(١٧٥٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((بَادِرُوا الصُّبْحَ بِالْوِتْرِ)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وتر صبح سے پہلے پڑھ لیا کرو۔"

(١٧٥٤) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ: مَنْ

نافع نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جو رات کو نماز پڑھے تو وتر کو سب سے

صَلّٰى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ اٰخِرَ صَلٰوتِهٖ وِتْرًا فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ بِذٰلِكَ. [نسائی: ۱۶۸۱]

آخر میں ادا کرے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ یہی حکم فرماتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷۵۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اجْعَلُوْا آخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا)). [بخاری: ۹۹۸؛ ابو داود: ۱۴۳۸]

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی اپنی آخری نماز وتر رکھا کرو۔''

○ ○ ○ ○

(۱۷۵۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: مَنْ صَلّٰى مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَجْعَلْ آخِرَ صَلَاتِهٖ وِتْرًا قَبْلَ الصُّبْحِ كَذٰلِكَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُهُمْ.

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جو رات کو نماز پڑھے اسے چاہیے کہ اپنی نماز وتر رکھے صبح سے پہلے اسی طرح رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم کیا کرتے تھے۔

(۱۷۵۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ)). [نسائی: ۱۶۸۸]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وتر ایک رکعت ہے آخر رات میں۔''

(۱۷۵۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْوِتْرُ رَكْعَةٌ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ)). [راجع: ۱۷۵۷]

ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وتر ایک رکعت ہے رات کے آخری وقت۔''

(۱۷۵۹) عَنْ اَبِيْ مِجْلَزٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْوِتْرِ؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رَكْعَةٌ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ)) وَسَأَلْتُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((رَكْعَةٌ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ)). [راجع: ۱۷۵۷]

ابو مجلز نے کہا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وتر کے بارے پوچھا تو انہوں نے کہا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ وہ ایک رکعت ہے آخر شب میں اور پوچھا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تو انہوں نے کہا: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ فرماتے: ''وہ ایک رکعت ہے آخر شب میں۔''

(۱۷۶۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَجُلًا نَادٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ اُوْتِرُ صَلٰوةَ اللَّيْلِ؟ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ صَلّٰى فَلْيُصَلِّ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِنْ اَحَسَّ اَنْ يُّصْبِحَ سَجَدَ سَجْدَةً فَاَوْتَرَتْ لَهٗ مَا صَلّٰى)).

قَالَ اَبُوْ كُرَيْبٍ: عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ: ابْنِ عُمَرَ.

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے لوگوں سے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کو پکارا اور آپ ﷺ مسجد میں تھے، اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنی رات کی نماز کو کیونکر طاق کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو نماز پڑھے دو، دو رکعت پڑھتا رہے۔ پھر جب صبح کی علامت پائے تو ایک رکعت پڑھ لے وہ سب کو طاق کر دے گی۔''

فائدہ ان حدیثوں سے ایک رکعت وتر پڑھنا ثابت ہوا جیسا کہ شافعیہ اور اکثر محدثین کا مذہب ہے اور یہ حدیثیں حنفیہ پر حجت ہیں اور ثابت ہوا کہ آخر شب میں وتر پڑھنا مستحب ہے۔

(۱۷۶۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: سَأَلْتُ

انس بن سیرین نے کہا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا: مجھے خبر دیجئے

ابْنَ عُمَرَ ؓ قُلْتُ: اَرَاَیْتَ الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ صَلٰوۃِ الْغَدَاۃِ اُطِیْلُ فِیْهِمَا الْقِرَاءَ ۃَ؟ قَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُوْتِرُ بِرَکْعَةٍ قَالَ: قُلْتُ: اِنِّیْ لَسْتُ عَنْ هٰذَا اَسْاَلُكَ قَالَ: اِنَّكَ لَضَخْمٌ اَلَا تَدَعُنِیْ اَسْتَقْرِئُ لَكَ الْحَدِیْثَ؟ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی وَیُوْتِرُ بِرَکْعَةٍ وَیُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْغَدَاۃِ کَاَنَّ الْاَذَانَ بِاُذُنَیْهِ قَالَ خَلَفٌ: اَرَاَیْتَ الرَّکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْغَدَاۃِ وَلَمْ یَذْکُرْ: صَلٰوۃٍ.

[بخاری: ۹۹۵؛ ترمذی: ٤٦١؛ ابن ماجه: ۱۱۷٤]

دو رکعتوں کے بارہ میں جو صبح کی نماز سے پہلے ہیں۔ میں ان میں قراءت طویل کرتا ہوں۔ عبداللہ بن عمر ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دو، دو رکعت پڑھا کرتے تھے اور وتر ایک رکعت پڑھتے تھے۔ ابن سیرین نے کہا: میں یہ نہیں پوچھتا۔ عبداللہ ؓ نے کہا کہ تم موٹے آدمی ہو (یعنی موٹی عقل والے کہ بیچ میں بول اٹھے) مجھے فرصت نہ دی کہ میں تم سے پوری حدیث بیان کرتا۔ رسول اللہ ﷺ رات کو دو، دو رکعت پڑھتے تھے اور وتر ایک رکعت ادا کرتے تھے اور دو رکعت صبح کی فرض نماز سے پہلے ایسے وقت پڑھتے کہ تکبیر آپ ﷺ کے کان میں ہوتی (یعنی تکبیر کے وقت پڑھتے۔ اور ظاہر ہے اس وقت جو نماز ہوگی نہایت خفیف ہوگی) خلف نے اپنی روایت میں ارایت کہا اور نماز کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۷٦۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ: سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ بِمِثْلِهٖ وَزَادَ وَیُوْتِرُ بِرَکْعَةٍ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ وَفِیْهِ فَقَالَ: بَهْ! بَهْ! اِنَّكَ لَضَخْمٌ.

[راجع: ۱۷٦۱]

انس بن سیرین نے کہا کہ میں نے ابن عمر ؓ سے پوچھا اور اوپر والی روایت کے مثل بیان کیا اور اتنا زیادہ کیا کہ وتر ایک رکعت پڑھتے آخر شب میں اور اس میں یہ بھی ہے کہ ٹھہرو! ٹھہرو! تم موٹے آدمی ہو۔

○ ○ ○ ○

(۱۷٦۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((صَلٰوۃُ اللَّیْلِ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا رَاَیْتَ اَنَّ الصُّبْحَ یُدْرِکُكَ فَاَوْتِرْ بِوَاحِدَةٍ)) فَقِیْلَ لِابْنِ عُمَرَ مَا مَثْنٰی مَثْنٰی؟ قَالَ اَنْ تُسَلِّمَ فِیْ کُلِّ رَکْعَتَیْنِ.

عبداللہ بن عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات کی نماز دو، دو رکعت ہے پھر جب تجھے معلوم ہو کہ صبح آ پہنچی تو ایک رکعت وتر پڑھ لے۔'' پھر ابن عمر ؓ سے پوچھا گیا کہ دو، دو رکعت کے کیا معنی ہیں؟ انہوں نے کہا: ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتا جائے۔

○ ○ ○ ○

(۱۷٦٤) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا)).

ابو سعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وتر صبح سے پہلے پڑھو۔''

(۱۷٦۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَخْبَرَهُمْ اَنَّهُمْ سَاَلُوا النَّبِیَّ ﷺ عَنِ الْوِتْرِ؟ فَقَالَ: ((اَوْتِرُوْا قَبْلَ الصُّبْحِ)). [راجع: ۱۷٦٤]

ابو سعید ؓ نے کہا: جب لوگوں نے نبی ﷺ سے وتر کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''صبح سے پہلے پڑھ لیا کرو۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ مَنْ خَافَ اَنْ لَّا یَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ فَلْیُوْتِرْ اَوَّلَهٗ.

باب: جسے رات کے آخر میں نہ اٹھنے کا اندیشہ ہو وہ رات کے شروع میں وتر پڑھ لے۔

(۱۷٦٦) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ

جابر ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کو خوف ہو کہ آخر

اللهِ ﷺ: ((مَنْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ اَوَّلَهٗ وَمَنْ طَمِعَ اَنْ يَّقُوْمَ اٰخِرَهٗ فَلْيُوْتِرْ اٰخِرَ اللَّيْلِ فَاِنَّ صَلٰوةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُوْدَةٌ وَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ)) وَقَالَ: اَبُوْ مُعَاوِيَةَ: مَحْضُوْرَةٌ.

[ترمذی: ٤٥٥؛ ابن ماجه: ١١٨٧]

شب میں نہ اٹھے گا تو اول شب میں (عشاء کے بعد) وتر پڑھ لے اور جس کو آرزو ہو کہ آخر شب میں اٹھے گا تو چاہیے کہ وتر آخر شب میں پڑھے اس لئے کہ شب کی نماز ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور وہ افضل ہے اور ابو معاویہ نے محضورہ کہا (معنی دونوں کے ایک ہیں)۔

○ ○ ○ ○

(١٧٦٧) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اَيُّكُمْ خَافَ اَنْ لَّا يَقُوْمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ ثُمَّ لِيَرْقُدْ وَمَنْ وَثِقَ بِقِيَامٍ مِّنَ اللَّيْلِ فَلْيُوْتِرْ مِنْ اٰخِرِهٖ فَاِنَّ قِرَاءَةَ اٰخِرِ اللَّيْلِ مَحْضُوْرَةٌ وَ ذٰلِكَ اَفْضَلُ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو کوئی ڈرے کہ آخر رات میں نہ اٹھ سکے گا پس چاہیے کہ وتر پڑھ لے پھر سو جائے اور جس کو رات کو اٹھنے کا یقین ہو وہ آخر میں وتر پڑھے اس لئے کہ آخر رات کی قراءت ایسی ہے کہ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ افضل ہے۔''

بَابُ اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ.

باب: افضل نماز وہ ہے جس کا قیام لمبا ہو۔

(١٧٦٨) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: ((اَفْضَلُ الصَّلٰوةِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ)).

[ابن ماجه: ١٤٢١]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نمازوں میں بہتر وہ نماز ہے جس میں دیر تک کھڑے رہنا ہو۔''

○ ○ ○ ○

(١٧٦٩) عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ اَيُّ الصَّلٰوةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((طُوْلُ الْقُنُوْتِ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی نماز افضل ہے؟ فرمایا: ''جس میں دیر تک کھڑا رہنا ہو۔''

بَابٌ فِي اللَّيْلِ سَاعَةٌ مُّسْتَجَابٌ فِيْهَا الدُّعَاءُ.

باب: رات کو ایک قبولیت کی گھڑی ہے اس میں دعا کرنا۔

(١٧٧٠) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَ ذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''رات میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس وقت جو مسلمان آدمی اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگے اللہ تعالیٰ اس کو عطا کرے اور یہ (گھڑی) ہر رات میں ہوتی ہے۔''

(١٧٧١) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ مِنَ اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ يَسْاَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''رات میں ایک گھڑی ہوتی ہے کہ اس وقت مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ سے جو مانگے وہ اسے دے دیتا ہے۔''

بَابُ التَّرْغِيْبِ فِي الدُّعَاءِ وَالذِّكْرِ فِيْ آخِرِ اللَّيْلِ وَالْاِجَابَةِ فِيْهِ.

باب: رات کے آخر میں دعا کرنے اور ذکر کرنے کی ترغیب اور اس میں قبولیت کا ذکر۔

(١٧٧٢) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقٰى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ فَيَقُوْلُ: مَنْ يَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ وَمَنْ يَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِيَهٗ وَمَنْ يَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ)).

[بخاری: ١١٤٥، ٧٤٩٤، ٦٣٢١؛ ابوداود: ١٣١٥، ٤٧٣٣؛ ترمذی: ٣٤٩٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہمارا پروردگار جو بڑی برکتوں اور بلند ذات والا ہے آخر تہائی رات میں ہر رات آسمان دنیا پر اترتا ہے اور فرماتا ہے: کون ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو دوں۔ کوئی ہے جو مجھ سے بخشش چاہے میں اسے بخش دوں۔“



(١٧٧٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((يَنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا كُلَّ لَيْلَةٍ حِيْنَ يَمْضِیْ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاَوَّلُ فَيَقُوْلُ: اَنَا الْمَلِكُ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَسْاَلُنِیْ فَاُعْطِيَهٗ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَ لَهٗ فَلَا يَزَالُ كَذٰلِكَ حَتّٰى يُضِیْءَ الْفَجْرُ)). [ترمذی: ٤٤٦]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اترتا ہے اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف ہر رات میں جب تہائی رات اول کی گزر جاتی ہے۔ اور فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں۔ کون ہے جو مجھ سے دعا کرے کہ میں قبول کروں۔ کون ہے کہ مجھ سے مانگے کہ میں اسے دوں۔ کون ہے کہ مجھ سے مغفرت مانگے کہ میں اسے بخش دوں۔ غرض کہ صبح روشن ہونے تک ایسا ہی فرماتا رہتا ہے۔“



(١٧٧٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا مَضٰى شَطْرُ اللَّيْلِ اَوْ ثُلُثَاهُ يَنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ: هَلْ مِنْ سَائِلٍ يُعْطٰى هَلْ مِنْ دَاعٍ يُسْتَجَابُ لَهٗ هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ يُغْفَرُ لَهٗ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الصُّبْحُ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب آدھی رات یا دو تہائی گزر جاتی ہے اترتا ہے اللہ برکت والا بلند ذات والا دنیا کے آسمان کی طرف اور فرماتا ہے: کوئی مانگنے والا ہے کہ وہ اسے دے۔ کوئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے۔ کوئی بخشش چاہنے والا ہے کہ وہ بخشا جائے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے۔“

(١٧٧٥) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَنْزِلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِی السَّمَآءِ الدُّنْيَا لِشَطْرِ اللَّيْلِ اَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ الْاٰخِرِ فَيَقُوْلُ: مَنْ يَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ اَوْ يَسْاَلُنِیْ فَاُعْطِيَهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ: مَنْ يُّقْرِضُ غَيْرَ عَدِيْمٍ وَ لَا ظَلُوْمٍ)).

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اترتا ہے اللہ تعالیٰ برکت والا آسمان دنیا کی طرف آدھی رات کو اور فرماتا ہے: کون مجھ سے دعا کرتا ہے کہ میں قبول کروں اور کون مجھ سے سوال کرتا ہے کہ میں اسے دوں، پھر فرماتا ہے کہ کون قرض دیتا ہے اس کو جو کبھی فقیر نہ ہوگا اور نہ کسی پر ظلم کرے گا۔“



(١٧٧٦) عَنْ سَعْدِ بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ: ((ثُمَّ يَبْسُطُ يَدَيْهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: مَنْ يُّقْرِضُ غَيْرَ عَدُوْمٍ وَ لَا ظَلُوْمٍ)).

سعد بن سعید اسی سند سے بیان کرتے ہیں وہی حدیث مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے اور کہتا ہے: ”کون مجھے قرض دے جو کبھی مفلس نہ ہوگا اور نہ کبھی کسی پر ظلم کرے گا۔“

(۱۷۷۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُمْهِلُ حَتّٰی اِذَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاَوَّلُ نَزَلَ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ: هَلْ مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ؟ هَلْ مِنْ تَآئِبٍ؟ هَلْ مِنْ سَآئِلٍ؟ هَلْ مِنْ دَاعٍ؟ حَتّٰی یَنْفَجِرَ الْفَجْرُ)).

ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے یہاں تک کہ جب تہائی رات گزر جاتی ہے تو اترتا ہے آسمان دنیا پر اور فرماتا ہے: کون ہے جو مغفرت مانگے؟ کون ہے جو توبہ کرے؟ کون ہے جو کچھ مانگے؟ کون ہے جو دعا کرے؟ یہی فرماتا رہتا ہے یہاں تک کہ فجر ہو جاتی ہے۔

فائدہ: ان سب احادیث صحیحہ سے پروردگار کا ہر شب اترنا جو اللہ تعالیٰ شانہ کی ایک صفت فعلی ہے ثابت ہوا اور اس کے ظاہری معنی پر بلا کیف ایمان لانا سلف کا عقیدہ ہے اور یہ تاویل کہ اس کی رحمت اترتی ہے یا اس کے فرشتے، یہ تاویلات باطلہ دوراز کار ہیں اس لئے کہ کوئی فرشتہ وغیرہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے مانگو سوؤوں جو دعا کرو قبول کروں۔ یہ خاص اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس کو لائق ہے۔ نہ اس کی کسی صفت سے یہ سخن نکل سکتا ہے نہ کسی مخلوق سے، اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے اور تابعین اور ائمہ دین اور اکابر محدثین کا ان سب صفات میں جیسے اترنا، چڑھنا، آنا، ہنسنا، تعجب کرنا، استوا، غصہ کرنا، رحم کرنا جو احادیث صحیحہ میں یا آیات قرآنیہ میں وارد ہوئے ہیں یہی مذہب ہے کہ اس کے ظاہر معنی پر ایمان لانا اور اس کی کیفیت اللہ کو سونپنا اور قرض دینے سے مراد صدقہ ہے کہ اس کو فضل کی راہ سے قرض فرمایا اور اکثر ان سب حدیثوں سے بڑی فضیلت آخر شب کی ظاہر ہوئی اور دعا کا قبول ہونا اور مسئول کا ملنا اور رحمت کا جوش اور قبولیت کا خروش اور الطاف کا زور اور رحمتوں کا شور ثابت ہوتا ہے۔

(۱۷۷۸) عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ أَتَمُّ وَأَكْثَرُ.

ابو اسحاق سے یہ حدیث ذکر کی گئی ہے سوائے اس کے کہ منصور کی حدیث پوری اور زیادہ ہے۔

بَابُ التَّرْغِیْبِ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ وَهُوَ التَّرَاوِیْحُ.

باب: قیام رمضان کی ترغیب یعنی تراویح کا بیان۔

(۱۷۷۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)).

[بخاری: ۳۷، ۲۰۰۹؛ نسائی: ۱۶۰۱، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۵۰۴۰، ۵۰۴۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو رمضان کی رات میں ایمان اور ثواب کی راہ سے نماز پڑھے اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۷۸۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُرَغِّبُ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّاْمُرَ هُمْ فِیْهِ بِعَزِیْمَةٍ فَیَقُوْلُ: ((مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) فَتُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ ثُمَّ كَانَ الْاَمْرُ عَلٰی ذٰلِكَ فِیْ خِلَافَةِ اَبِیْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ عَلٰی ذٰلِكَ. [ابوداود:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں تراویح پڑھنے کی ترغیب دیتے بغیر اس کے کہ صحابہ کو تاکید سے حکم کریں اور فرماتے: ''جو رمضان میں ایمان کے درست کرنے اور ثواب حاصل کرنے کے لیے نماز پڑھے تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے انتقال فرمایا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یہ طریقہ رہا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شروع خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا (یعنی جس کا جی چاہا رات کو نماز پڑھتا)۔

١٣٧١؛ ترمذی: ٨٠٨؛ نسائی: ٢١٠٣، ٢١٩٧]

(١٧٨١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ حَدَّثَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)). [بخاری: ١٩٠١]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ایمان اور ثواب کی نظر سے رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے اگلے گناہ بخشے جائیں گے اور جس نے ایمان اور ثواب کی نظر سے شب قدر میں قیام کیا تو اس کے بھی اگلے گناہ بخشے جائیں گے۔''

(١٧٨٢) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ یَّقُمْ لَیْلَةَ الْقَدْرِ فَیُوَافِقُهَا)) اُرَاهُ قَالَ: ((اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: '' جو شب قدر میں جاگتا عبادت کرتا رہے اور جان لے کہ یہ شب قدر ہے۔ میں گمان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا: ''ایمان اور ثواب کی نظر سے وہ بخشا جائے گا۔''



(١٧٨٣) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَصَلّٰی بِصَلٰوتِهٖ نَاسٌ ثُمَّ صَلّٰی مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرَ النَّاسُ ثُمَّ اجْتَمَعُوْا مِنَ اللَّیْلَةِ الثَّالِثَةِ اَوِالرَّابِعَةِ فَلَمْ یَخْرُجْ اِلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ: ((قَدْرَاَیْتُ الَّذِیْ صَنَعْتُمْ فَلَمْ یَمْنَعْنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَیْكُمْ اِلَّا اَنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَیْكُمْ)) قَالَ: وَذٰلِكَ فِیْ رَمَضَانَ. [بخاری: ١١٢٩، ٢٠١١؛ ابوداود: ١٣٧٣]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں ایک رات نماز پڑھی اور آپ ﷺ کے ساتھ چند لوگ تھے۔ دوسرے دن لوگ زیادہ ہو گئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات تو لوگ بہت جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نہ نکلے پھر جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارا حال دیکھتا تھا اور میں نہ نکلا مگر اس وجہ سے کہ مجھے خوف ہوا کہ (یہ نماز تراویح) کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے۔''

(١٧٨٤) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّیْلِ فَصَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ فَصَلّٰی رِجَالٌ بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ یَتَحَدَّثُوْنَ بِذٰلِكَ فَاجْتَمَعَ اَكْثَرُ مِنْهُمْ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی اللَّیْلَةِ الثَّانِیَةِ فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحَ النَّاسُ یَذْكُرُوْنَ ذٰلِكَ فَكَثُرَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ مِنَ اللَّیْلَةِ الثَّالِثَةِ فَخَرَجَ فَصَلَّوْا بِصَلٰوتِهٖ فَلَمَّا كَانَتِ اللَّیْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجَزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهٖ فَلَمْ یَخْرُجْ

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نکلے اور مسجد میں نماز پڑھی اور چند لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی پھر صبح لوگ اس کا ذکر کرنے لگے۔ اور دوسرے دن اس سے زیادہ لوگ جمع ہوئے اور رسول اللہ ﷺ بھی نکلے پھر آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اور لوگ اس کا ذکر کرنے لگے صبح کو پھر تیسری رات میں مسجد والے لوگ جمع ہوئے اور حضور ﷺ نکلے اور آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے نماز ادا کی۔ پھر جب چوتھی رات ہوئی مسجد لوگوں سے بھر گئی اور رسول اللہ ﷺ نہ نکلے۔ پھر لوگ پکارنے لگے نماز، نماز اور آپ ﷺ نہ نکلے یہاں تک کہ صبح کی نماز کو آئے۔ پھر جب نماز پڑھ

اِلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَطَفِقَ رِجَالٌ مِّنْهُمْ يَقُولُوْنَ: الصَّلٰوةَ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ تَشَهَّدَ فَقَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ! فَاِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ شَاْنُكُمُ اللَّيْلَةَ وَلٰكِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا)). [بخاری: ۹۲٤؛ نسائی: ۲۱۹۲]

چکے تو لوگوں کی طرف منہ کیا اور تشہد پڑھا اور بعد حمد و صلوۃ کے کہا: ”معلوم ہو کہ تمہارا آج کی رات کا حال مجھ پر کچھ پوشیدہ نہ تھا مگر میں نے خوف کیا کہ تم پر رات کی نماز (تراویح) فرض نہ ہو جائے اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان سب حدیثوں سے رمضان میں رات کی نماز کی فضیلت ظاہر ہوئی اور ثابت ہوا کہ حضور ﷺ نے بھی تین روز تراویح جماعت سے پڑھی۔ جماعت بھی سنت ہوئی اور رکعات کی تعداد وہی مسنون ہیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں کہ رمضان وغیرہ میں آٹھ رکعت سے زیادہ نہ پڑھتے تھے اور اگر اس سے زیادہ پڑھے تو مباح ہے۔ اور ان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نوافل جماعت سے جائز ہیں بلکہ عید، کسوف اور استسقاء میں جماعت اولیٰ ہے اور جماعت کے سوا مسجد میں بھی نوافل کا روا ہونا ثابت ہوا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اقتدا اس کی روا ہے جس کی امامت کی امام نے نیت نہ کی ہو اور یہی صحیح ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کسی کام میں مصلحت اور مفسدہ دونوں جمع ہوں تو اس کا تدارک اولیٰ ہے جیسے آپ ﷺ نے تراویح فرض ہو جانے سے ترک کر دی اور پھر آپ ﷺ نے اپنے ترک کرنے کی وجہ بھی بیان کر دی کہ صحابہ کا دل خوش ہو جائے اور خطبہ میں تشہد اور اما بعد کا لفظ کہا کہ یہ دونوں مسنون ہیں۔

بَابُ النَّدْبِ الْاَكِيْدِ اِلٰى قِيَامِ لَيْلَةِ الْقَدْرِ وَبَيَانِ دَلِيْلِ مَنْ قَالَ: اِنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ.

باب: شب قدر میں نماز اور ستائیسویں کو شب قدر ہونے کا بیان۔

(۱۷۸۵) عَنْ زِرٍّ قَالَ: سَمِعْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ يَقُوْلُ: وَ قِيْلَ لَهٗ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: مَنْ قَامَ السَّنَةَ اَصَابَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ فَقَالَ اُبَيٌّ: وَاللّٰهِ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ! اِنَّهَا لَفِىْ رَمَضَانَ يَحْلِفُ مَا يَسْتَثْنِىْ وَاللّٰهِ! اِنِّىْ لَاَعْلَمُ اَىُّ لَيْلَةٍ هِيَ، هِيَ اللَّيْلَةُ الَّتِىْ اَمَرَنَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقِيَامِهَا هِيَ لَيْلَةُ صَبِيْحَةِ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ وَاَمَارَتُهَا اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فِىْ صَبِيْحَةِ يَوْمِهَا بَيْضَآءَ لَا شُعَاعَ لَهَا. [ابوداود: ۱۳۷۸؛ ترمذی: ۷۹۳]

زر سے روایت ہے کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنا اور ان سے کہا گیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو سال بھر تک جاگے اس کو شب قدر ملے۔ ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: قسم ہے اس اللہ کی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے کہ بے شک شب قدر رمضان میں ہے اور وہ قسم کھاتے تھے اور ان شاء اللہ تعالیٰ نہیں کہتے تھے (مطلب یہ کہ اپنی قسم پر یقین تھا کہ سچی ہے) اور کہتے تھے کہ قسم ہے اللہ کی میں خوب جانتا ہوں کہ وہ کون سی رات ہے؟ وہ وہی رات ہے جس میں ہم کو رسول اللہ ﷺ نے جاگنے کا حکم کیا۔ وہ، وہ رات ہے جس کی صبح کو ستائیس تاریخ ہوتی ہے۔ اور نشانی شب قدر کی یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج نکلتا ہے اور اس میں شعاع نہیں ہوتی۔

(۱۷۸٦) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ اُبَيٌّ

ابی رضی اللہ عنہ نے کہا: واللہ! میں لیلۃ القدر کو جانتا ہوں کہ وہ اسی رات میں

فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَاللّٰهِ! اِنِّیْ لَاَعْلَمُهَا وَاَكْثَرُ عِلْمِیْ هِیَ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِقِیَامِهَا هِیَ لَیْلَةُ سَبْعٍ وَعِشْرِیْنَ وَاِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ فِیْ هٰذَا الْحَرْفِ هِیَ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ اَمَرَنَا بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: وَحَدَّثَنِیْ بِهَا صَاحِبٌ لِّیْ عَنْهُ.

[راجع: ۱۳۸۵]

ہے کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے جاگنے کا حکم کیا اور وہ ستائیسویں رات ہے اور شعبہ کو اس بات میں شک ہے کہ کہا ابی رضی اللہ عنہ نے: حکم کیا جس رات ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اور کہا شعبہ نے کہ یہ بات مجھ سے، میرے رفیق نے عبدہ کی طرف سے بیان کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: شب قدر کا مفصل بیان آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالی۔

(۱۷۸۷) عَنْ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَلَمْ یَذْكُرْ اِنَّمَا شَكَّ شُعْبَةُ وَ مَا بَعْدَهٗ.

[راجع: ۱۳۸۵]

شعبہ نے اس سند کے ساتھ اسی طرح حدیث بیان کی اور شعبہ کا شک اور بعد والے لفظ کا تذکرہ نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ صَلٰوةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ دُعَآئِهٖ بِاللَّیْلِ.

باب: نماز اور دعائے شب۔

(۱۷۸۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بِتُّ لَیْلَةً عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَةَ رضی اللہ عنہا فَقَامَ النَّبِیُّ ﷺ مِنَ اللَّیْلِ فَاَتٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ وَیَدَیْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ فَاَتَى الْقِرْبَةَ فَاَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءً بَیْنَ الْوُضُوْءَیْنِ وَلَمْ یُكْثِرْ وَقَدْ اَبْلَغَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ فَتَمَطَّیْتُ كَرَاهِیَةَ اَنْ یَّرٰى اَنِّیْ كُنْتُ اَنْتَبِهُ لَهٗ فَتَوَضَّاْتُ فَقَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ عَنْ یَسَارِهٖ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَاَدَارَنِیْ عَنْ یَمِیْنِهٖ فَتَتَامَّتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّیْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَ كَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاَتَاهُ بِلَالٌ فَاٰذَنَهٗ بِالصَّلٰوةِ فَقَامَ فَصَلّٰى وَ لَمْ یَتَوَضَّاْ وَكَانَ فِیْ دُعَآئِهٖ ((اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک رات میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا (اس لیے کہ حضور ﷺ کی تہجد کی نماز دیکھیں) اور نبی ﷺ رات کو اٹھے اور اپنی قضائے حاجت کو گئے پھر اپنا منہ اور ہاتھ دھویا۔ پھر سو رہے۔ پھر اٹھے اور مشک کے پاس آئے اور اس کا بندھن کھولا۔ پھر دو وضوؤں کے بیچ کا وضو کیا (یعنی نہ بہت مبالغہ کا نہ بہت ہلکا) اور زیادہ پانی نہیں گرایا اور پورا وضو کیا۔ پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور میں بھی اٹھا اور انگڑائی لی کہ کہیں حضور ﷺ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ہمارا حال دیکھنے کے لیے ہوشیار تھا (اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضور ﷺ کے ساتھ علم غیب کا عقیدہ نہ تھا جیسے اب جاہلوں کو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمۃ اللہ علیہم کے ساتھ ہے) اور میں نے وضو کیا اور آپ ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا اور آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھما کر اپنی داہنی طرف کھڑا کر لیا (اس سے معلوم ہوا کہ مقتدی ہو تو امام کی داہنی طرف کھڑا ہو) غرض کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز رات کو تیرہ رکعت پوری ہوئی۔ پھر آپ ﷺ لیٹ رہے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی جب سو جاتے تھے خراٹے لیتے تھے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ آئے اور آپ ﷺ کو صبح کی

يَسَارِي نُورًا وَّفَوْقِي نُورًا وَّتَحْتِي نُورًا وَّأَمَامِي نُورًا وَّخَلْفِي نُورًا وَّعَظِّمْ لِي نُورًا)) قَالَ كُرَيْبٌ: وَسَبْعًا فِي التَّابُوتِ فَلَقِيتُ بَعْضَ وَلَدِ الْعَبَّاسِ ؓ فَحَدَّثَنِي بِهِنَّ فَذَكَرَ عَصَبِي وَلَحْمِي وَدَمِي وَشَعْرِي وَبَشَرِي وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ. [راجع: ٦٩٨]

نماز کے لیے آگاہ کیا۔ اور آپ ﷺ اٹھے اور صبح کی نماز ادا کی اور وضو نہیں کیا اور آپ ﷺ کی دعا میں یہ لفظ تھے: اَللّٰھُمَّ سے عَظِّمْ لِیْ نُوْرًا تک۔ یعنی ''یا اللہ! کردے میرے دل میں نور اور آنکھ میں نور اور کان میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور اور پیچھے نور اور بڑھا دے میرے لیے نور۔'' کریب (جو روای حدیث ہیں) نے کہا ہے کہ سات لفظ اور فرمائے تھے کہ وہ میرے دل میں (یعنی منہ پر نہیں آتے اس لیے کہ میں بھول گیا) پھر میں نے ابن عباس ؓ کی بعض اولاد سے ملاقات کی، انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ لفظ یہ ہیں اور ذکر کیا کہ میرا پٹھا اور میرا گوشت اور میرا لہو اور میرے بال اور میری کھال اور دو چیزیں اور ذکر کی (یعنی ان سب میں حضور ﷺ نے نور مانگا)۔



(١٧٨٩) عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ ؓ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُونَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ ؓ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ: فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَأَهْلُهُ فِي طُولِهَا فَنَامَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حَتَّى انْتَصَفَ اللَّيْلُ أَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيلٍ أَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْآيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ إِلَى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَأَحْسَنَ وُضُوءَهُ ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ؓ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى رَأْسِي وَأَخَذَ بِأُذُنِي الْيُمْنَى يَفْتِلُهَا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتَّى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى

کریب جو ابن عباس ؓ کے آزاد کردہ غلام ہیں، ان کو ابن عباس ؓ نے خبر دی کہ وہ ایک رات ام المؤمنین حضرت میمونہ ؓ (جو مسلمانوں کی ماں اور ان کی خالہ ہیں) کے گھر رہے۔ ابن عباس ؓ نے کہا کہ میں تکیہ کے چوڑان میں لیٹا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی بی بی صاحبہ اس کی لمبان میں سر رکھ کر لیٹے اور حضور ﷺ سوتے رہے یہاں تک کہ آدھی رات ہوگئی یا کچھ پہلے یا کچھ بعد رسول اللہ ﷺ جاگے اور نیند کا اثر اپنے منہ پر سے اپنے ہاتھ سے پونچھنے لگے (اس کا استحباب ثابت ہوا) پھر سورۂ آل عمران کی آخر کی دس آیتیں پڑھیں (ان آیتوں کا پڑھنا بھی اس وقت مستحب ہوا) پھر ایک لٹکی ہوئی پرانی مشک کے پاس گئے اور اس سے وضو کیا اور خوب وضو کیا پھر نماز پڑھنے کھڑے ہوئے۔ ابن عباس ؓ نے کہا کہ پھر میں نے بھی ویسا ہی کیا جیسا آپ ﷺ نے کیا تھا (یعنی آیتوں کا پڑھنا اور منہ سے نیند کا اثر پونچھنا) پھر گیا میں اور آپ ﷺ کے بازو پر کھڑا ہوا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا سیدھا ہاتھ میرے سر پر رکھا اور میرا داہنا کان پکڑا اس کو مروڑتے تھے (تاکہ بچہ کو نیند نہ آجائے) پھر دو رکعت پڑھی پھر دو رکعت۔ پھر دو رکعت۔ پھر دو رکعت۔ پھر دو۔ پھر وتر پڑھے۔ پھر لیٹ رہے یہاں تک کہ مؤذن آیا اور آپ ﷺ اٹھے اور ہلکی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر نکل کر صبح

الصُّبْحَ. کے فرض ادا کیے۔

[بخاري: ١٨٣، ٦٩٨، ٩٩٢، ١١٩٨، ٤٥٧٠، ٤٥٧١، ٤٥٧٢؛ ابوداود: ١٣٦٤، ١٣٦٧؛ نسائي: ١٦١٩؛ ابن ماجه: ١٣٦٣]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دو، دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے اور وتر میں بھی دو رکعت الگ اور ایک رکعت الگ پڑھنا اور بیچ میں سلام پھیر دینا چاہیے۔ اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا بخلاف حنفیہ کے اور ثابت ہوا جواز مؤذن کے امام کے پاس آنے کا تاکہ نماز سے آگاہ کرے اور ہلکا پڑھنا صبح کی سنت کا اور تہجد مع وتر تیرہ رکعت ادا کرنا۔ اور اس میں فقہا کا اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ کامل وتر تیرہ رکعت ہے اور بعض نے کہا: گیارہ رکعت۔

(١٧٩٠) عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ عَمَدَ إِلَى شَجْبٍ مِنْ مَّاءٍ فَتَسَوَّكَ فَتَوَضَّأَ وَأَسْبَغَ الْوُضُوْءَ وَلَمْ يُهْرِقْ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا قَلِيْلًا ثُمَّ حَرَّكَنِيْ فَقُمْتُ وَسَائِرُ الْحَدِيْثِ نَحْوَ حَدِيْثِ مَالِكٍ. [راجع: ٦٩٨]

مخرمہ بن سلیمان نے بھی اسی اسناد سے یہ روایت کی ہے اس میں اتنا زیادہ ہے کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک پرانی مشک کی طرف ارادہ کیا اور مسواک کی اور وضو کیا اور پورا وضو کیا مگر پانی بہت کم گرایا۔ پھر مجھے ہلایا تو میں اٹھا اور باقی روایت مالک رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مثل ہے (یعنی جو اوپر مذکور ہوئی)۔

(١٧٩١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما أَنَّهُ قَالَ: نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ رضي الله عنها زَوْجِ النَّبِيِّ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ فَصَلّٰى فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ عَمْرٌو: فَحَدَّثْتُ بِهِ بُكَيْرَ بْنَ الْأَشَجِّ فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ كُرَيْبٌ بِذٰلِكَ. [راجع: ١٧٨٩]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن میں میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا جو بی بی ہیں رسول اللہ ﷺ کی ان کے گھر سویا اور رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہوا، سو مجھے پکڑ کر داہنی طرف کر لیا اور اس رات تیرہ رکعت پڑھی۔ پھر سو رہے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ اور آپ ﷺ کی عادت مبارک تھی جب سوتے خراٹے لیتے۔ پھر آپ ﷺ کے پاس مؤذن آیا اور آپ ﷺ نکلے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ عمرو نے کہا: میں نے یہ حدیث بکیر سے بیان کی تو انہوں نے کہا: کریب نے بھی مجھ سے بیان کی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٧٩٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رضي الله عنها فَقُلْتُ لَهَا: إِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَيْقِظِيْنِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقُمْتُ إِلٰى جَنْبِهِ الْأَيْسَرِ فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَجَعَلَنِيْ مِنْ شِقِّهِ الْأَيْمَنِ فَجَعَلْتُ إِذَا أَغْفَيْتُ يَأْخُذُ بِشَحْمَةِ أُذُنِيْ قَالَ:

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک رات اپنی خالہ میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے گھر رہا اور میں نے ان سے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ اٹھیں تو مجھے جگا دینا۔ اور رسول اللہ ﷺ اٹھے اور میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہوا اور آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی داہنی طرف کر لیا اور میں جب ذرا اونگھ جاتا تو آپ ﷺ میرے کان پکڑ لیتے کہا: پھر گیارہ رکعت پڑھیں۔ پھر آپ ﷺ لیٹ رہے یہاں تک کہ میں

فَصَلَّى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ احْتَبَى حَتَّى إِنِّي لَأَسْمَعُ نَفَسَهُ رَاقِدًا فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ. [راجع: ۱۷۸۹]

(۱۷۹۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ خَالَتِهِ مَيْمُونَةَ رضی اللہ عنہا فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءًا خَفِيفًا. قَالَ: وَصَفَ وُضُوءَهُ وَجَعَلَ يُخَفِّفُهُ وَيُقَلِّلُهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخْلَفَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ بِلَالٌ رضی اللہ عنہ فَآذَنَهُ بِالصَّلٰوةِ فَخَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قَالَ سُفْيَانُ: وَهٰذَا لِلنَّبِيِّ ﷺ خَاصَّةً لِأَنَّهُ بَلَغَنَا أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَنَامُ عَيْنَاهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ.

[بخاری: ۱۳۸، ۷۲۶، ۸۵۹؛ ترمذی: ۲۳۲؛ نسائی: ۴۴۱؛ ابن ماجه: ۴۲۳]

(۱۷۹۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بِتُّ فِي بَيْتِ خَالَتِي مَيْمُونَةَ فَبَقَيْتُ كَيْفَ يُصَلِّي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَقَامَ فَبَالَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ إِلَى الْقِرْبَةِ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا ثُمَّ صَبَّ فِي الْجَفْنَةِ أَوِ الْقَصْعَةِ فَأَكَبَّهُ بِيَدِهِ عَلَيْهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءًا حَسَنًا بَيْنَ الْوُضُوءَيْنِ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَجِئْتُ فَقُمْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ قَالَ: فَأَخَذَنِي فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَتَكَامَلَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتَّى نَفَخَ وَكُنَّا نَعْرِفُهُ إِذَا نَامَ بِنَفْخِهِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَصَلَّى فَجَعَلَ يَقُولُ فِي صَلٰوتِهِ

آپ ﷺ کے خراٹے سنتا تھا۔ پھر جب فجر ہوئی تو آپ ﷺ نے دو رکعت ہلکی پڑھیں۔



عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے اور رسول اللہ ﷺ رات کو اٹھے اور ایک پرانی مشک سے ہلکا وضو کیا پھر ان سے وضو کے بارے میں بیان کیا کہ وضو بہت ہلکا تھا اور تھوڑے پانی سے کیا تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کھڑا ہوا اور میں نے وہی کیا جو نبی ﷺ نے کیا تھا پھر میں آیا اور حضور ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے مجھ کو پیچھے سے کھینچ کر دائیں جانب کر لیا۔ پھر نماز پڑھی اور لیٹ رہے اور سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے۔ پھر بلال رضی اللہ عنہ آئے اور نماز کے لیے آگاہ کیا اور نکلے اور صبح کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ سفیان نے کہا کہ یہ (یعنی سونے سے وضو نہیں ٹوٹنا) نبی ﷺ کا خاصہ ہے اس لیے کہ ہم کو پہنچا ہے کہ نبی ﷺ کی آنکھیں سو جاتی تھیں اور دل نہ سوتا تھا۔



عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہا اور خیال کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کیوں کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور آپ ﷺ اٹھے اور پیشاب کیا اور منہ دھویا اور دونوں ہتھیلیاں دھوئیں۔ پھر سو رہے پھر اٹھے اور مشک کے پاس گئے اور اس کا بندھن کھولا اور لگن یا بڑے پیالے میں پانی ڈالا اور اس کو اپنے ہاتھ سے جھکایا اور وضو کیا بہت اچھا دو وضوؤں کے بیچ کا (یعنی نہ بہت ہلکا نہ مبالغہ کا) پھر کھڑے ہوئے نماز پڑھنے لگے پھر میں بھی آیا (یعنی وضو کر کے) اور آپ ﷺ کے بائیں بازو کی طرف کھڑا ہوا تو مجھ کو پکڑا اور داہنی طرف کھڑا کیا۔ پھر آپ ﷺ کی پوری نماز تیرہ رکعت ہوئی۔ پھر سو گئے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے اور ہم آپ ﷺ کے سو جانے کو خراٹے ہی سے پہچانتے تھے پھر نماز کو نکلے اور نماز پڑھی اور اپنی نماز یا سجدہ میں کہتے تھے: ”یا اللہ! کر دے میرے دل میں نور اور میرے کان میں نور اور میری

أَوْفِي سُجُوْدِهِ: ((اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّعَنْ يَمِيْنِيْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِيْ نُوْرًا وَّاَمَامِيْ نُوْرًا وَّخَلْفِيْ نُوْرًا وَّفَوْقِيْ نُوْرًا وَّتَحْتِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا)) اَوْقَالَ: ((وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا.)) [راجع: ٦٩٨]

آنکھ میں نور اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور اور میرے آگے نور اور میرے پیچھے نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور کر دے میرے لیے نور یا کہتے تھے: "مجھے نور کر دے۔"



(١٧٩٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ غُنْدَرٍ وَقَالَ: ((وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا)) وَلَمْ يَشُكَّ. [راجع: ٧٠٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھا کہ رسول اللہ ﷺ آئے پھر گزشتہ حدیث کی مانند بیان کیا اور کہا: مجھے نور عطا کر دے اور شک کا ذکر نہیں کیا۔



(١٧٩٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَذْكُرْ: غَسْلَ الْوَجْهِ وَالْكَفَّيْنِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ثُمَّ اَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا فَتَوَضَّأَ وُضُوْءًا بَيْنَ الْوُضُوْءَ يْنِ ثُمَّ اَتٰى فِرَاشَهُ فَنَامَ ثُمَّ قَامَ قَوْمَةً أُخْرٰى فَاَتَى الْقِرْبَةَ فَحَلَّ شِنَاقَهَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءًا هُوَ الْوُضُوْءُ وَقَالَ: ((اَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا)) وَلَمْ يَذْكُرْ: وَاجْعَلْنِيْ نُوْرًا. [راجع: ٦٩٨]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وہی مضمون جو اوپر گزرا بیان کیا مگر منہ اور ہتھیلیاں دھونے کا ذکر نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ پھر آپ ﷺ مشک کے پاس آئے اور اس کا بندھن کھولا پھر دونوں وضوؤں کے درمیان کا وضو کیا پھر اپنی خواب گاہ پر آئے اور سوئے پھر دوسری دفعہ کھڑے ہوئے اور مشک کے پاس آئے اور اسکا بندھن کھولا اور وضو ایسا کیا کہ وہ وضو ہی تھا اور دعا میں یہ کہا: "یا اللہ! بڑا کر دے میرا نور۔" اور "واجعلنی نور" کا لفظ نہیں کہا۔



(١٧٩٧) عَنْ كُرَيْبٍ حَدَّثَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْقِرْبَةِ فَسَكَبَ مِنْهَا فَتَوَضَّأَ وَلَمْ يُكْثِرْ مِنَ الْمَآءِ وَلَمْ يُقَصِّرْ فِي الْوُضُوْءِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ قَالَ: وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ تِسْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً. قَالَ سَلَمَةُ: حَدَّثَنِيْهَا كُرَيْبٌ فَحَفِظْتُ مِنْهَا ثِنْتَيْ عَشْرَةَ وَنَسِيْتُ مَا بَقِيَ قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ لِّيْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّمِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا

کریب نے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس رہے اور کہا: رسول اللہ ﷺ اٹھے اور مشک کے پاس گئے اور اس کو جھکایا اور اس سے وضو کیا اور پانی بہت نہیں بہایا اور وضو میں کچھ کمی بھی نہیں کی۔ اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس رات انیس کلموں سے دعا کی۔

سلمہ نے کہا کہ مجھ سے کریب نے بیان کیے تھے مگر مجھے اس میں سے بارہ یاد رہے اور باقی بھول گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: "یا اللہ! کر دے میرے دل میں نور اور میری زبان میں نور اور میرے کان میں نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور داہنے اور بائیں نور اور آگے اور پیچھے نور اور کر دے میری ذات میں نور اور زیادہ دے مجھے نور۔

وَعَنْ يَمِيْنِي نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِي نُوْرًا وَمِنْ بَيْنِ يَدَيَّ نُوْرًا وَمِنْ خَلْفِي نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِي نَفْسِي نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِي نُوْرًا)). [راجع: ٦٩٨]

○ ○ ○ ○

(١٧٩٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: رَقَدْتُ فِي بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ لَيْلَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَهَا لِاَنْظُرَ كَيْفَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ قَالَ: فَتَحَدَّثَ النَّبِيُّ ﷺ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ. [بخاري: ٤٥٦٩، ٦٢١٥، ٧٤٥٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں سویا (مسلمانوں کی ماں اور اپنی خالہ) میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر جس رات میں کہ رسول اللہ ﷺ بھی وہیں تھے کہ میں آپ ﷺ کی رات کی نماز دیکھوں پھر تھوڑی دیر آپ ﷺ نے اپنی بی بی رضی اللہ عنہا سے باتیں کیں پھر سو رہے اور حدیث بیان کی اور اس میں یہ بھی ہے کہ پھر اٹھے اور وضو کیا اور مسواک کی۔

(١٧٩٩) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّهُ رَقَدَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاسْتَيْقَظَ فَتَسَوَّكَ وَتَوَضَّأَ وَهُوَ يَقُوْلُ: ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ۝﴾ فَقَرَأَ هٰؤُلَاءِ الْاٰيَاتِ حَتّٰى خَتَمَ السُّوْرَةَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَاَطَالَ فِيْهِمَا الْقِيَامَ وَالرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ سِتَّ رَكَعَاتٍ كُلَّ ذٰلِكَ يَسْتَاكُ وَيَتَوَضَّأُ وَ يَقْرَأُ هٰؤُلَاءِ الْاٰيٰتِ ثُمَّ اَوْتَرَ بِثَلَاثٍ فَاَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ! اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّ فِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِيْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا وَّمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ! اَعْطِنِيْ نُوْرًا)).

[ابوداود: ٥٨، ١٣٥٣، ١٣٥٤؛ نسائي: ١٧٠٣، ١٧٠٤]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک رات رسول اللہ ﷺ کے پاس سوئے پھر آپ ﷺ جاگے مسواک کی اور وضو کیا اور وہ یہ آیتیں پڑھتے: ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ﴾ سے آخر سورت تک پھر کھڑے ہوئے اور دو رکعت پڑھیں اور اس میں بہت لمبا قیام کیا اور رکوع بھی اور سجدہ بھی پھر سو رہے یہاں تک کہ خراٹے لینے لگے غرض اسی طرح تین بار کیا اور چھ رکعت پڑھیں۔ ہر بار مسواک کرتے اور وضو کرتے اور ان آیتوں کو پڑھتے پھر تین رکعت وتر پڑھی اور موذن نے اذان دی۔ پھر آپ ﷺ نماز کو نکلے اور یہ دعا پڑھ رہے تھے اللھم سے آخر تک "یا اللہ! کر دے میرے دل میں نور اور میری زبان میں نور اور کر دے میرے کان میں نور اور میری آنکھ میں نور اور میرے پیچھے نور اور میرے آگے نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور یا اللہ! دے مجھے نور۔"

○ ○ ○ ○

(١٨٠٠) وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ: نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ: اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گزاری تو نبی ﷺ رات کو نفل پڑھنے کے

اَخْبَرَنِیْ عَطَآءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: بِتُّ ذَاتَ لَیْلَۃٍ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ فَقَامَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ مُتَطَوِّعًا مِنَ اللَّیْلِ فَقَامَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَی الْقِرْبَۃِ فَتَوَضَّأَ فَقَامَ فَصَلّٰی فَقُمْتُ لَمَّا رَاَیْتُہٗ صَنَعَ ذٰلِکَ فَتَوَضَّأْتُ مِنَ الْقِرْبَۃِ ثُمَّ قُمْتُ اِلٰی شِقِّہِ الْاَیْسَرِ فَاَخَذَ بِیَدِیْ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِہٖ یَعْدِلُنِیْ کَذٰلِکَ مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِہٖ اِلَی الشِّقِّ الْاَیْمَنِ قُلْتُ: اَفِی التَّطَوُّعِ کَانَ ذٰلِکَ؟ قَالَ: نَعَمْ.

لیے اٹھ کھڑے ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشکیزے کی طرف کھڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضوفرمایا۔ پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھی تو میں بھی کھڑا ہو گیا اور میں نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا اور مشکیزے (کے پانی) سے میں نے وضو کیا اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پشت کے پیچھے سے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنی پشت مبارک کے پیچھے سے دائیں طرف کھڑا کر دیا۔ میں نے کہا کہ کیا یہ کام نفل میں کیا تھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی ہاں۔

(۱۸۰۱) وَحَدَّثَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِیْرٍ قَالَ: اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ قَالَ: سَمِعْتُ قَیْسَ بْنَ سَعْدٍ یُحَدِّثُ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بَعَثَنِی الْعَبَّاسُ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ فِیْ بَیْتِ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ فَبِتُّ مَعَہٗ تِلْکَ اللَّیْلَۃَ فَقَامَ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فَقُمْتُ عَنْ یَسَارِہٖ فَتَنَاوَلَنِیْ مِنْ خَلْفِ ظَهْرِہٖ فَجَعَلَنِیْ عَلٰی یَمِیْنِہٖ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے تو میں نے ان کے ساتھ وہ رات گزاری تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے لگے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے سے پکڑ کر اپنی دائیں طرف کر دیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۰۲) وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَیْرٍ قَالَ: نَا اَبِیْ قَالَ: نَا عَبْدُالْمَلِکِ عَنْ عَطَآءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ نَحْوَ حَدِیْثِ ابْنِ جُرَیْجٍ وَقَیْسِ بْنِ سَعْدٍ. [ابوداود: ٦١٠]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث اسی طرح اس سند کے ساتھ نقل کی گئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۰۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَلٰثَ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً.

[بخاری: ۱۱۳۸، ترمذی: ٤٤٢]

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۰٤) عَنْ زَیْدِبْنِ خَالِدِ الْجُهَنِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ قَالَ: لَاَرْمُقَنَّ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اللَّیْلَۃَ فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ طَوِیْلَتَیْنِ طَوِیْلَتَیْنِ طَوِیْلَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ وَهُمَادُوْنَ اللَّتَیْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت ہلکی پڑھیں (تحیۃ الوضوء) پھر دو رکعت پڑھیں اور لمبی سے لمبی اور لمبی سے لمبی پھر دو رکعت اور کہ وہ ان سے کم تھیں پھر دو اور کہ وہ ان سے بھی کم تھیں پھر دو اور کہ وہ ان سے بھی کم تھیں پھر دو اور کہ وہ ان سے بھی کم تھی

وَهُمَادُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ اَوْتَرَ فَذٰلِكَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً. [ابوداود: ١٣٦٦؛ ابن ماجة: ١٣٦٢]

پھر وتر پڑھا (یعنی ایک رکعت) یہ سب تیرہ رکعات ہوئیں۔

○ ○ ○ ○

(١٨٠٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ سَفَرٍ فَانْتَهَيْنَا اِلٰى مَشْرَعَةٍ فَقَالَ: ((اَلَا تُشْرِعُ؟ يَا جَابِرُ)) قُلْتُ: بَلٰى قَالَ: فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَشْرَعْتُ قَالَ: ثُمَّ ذَهَبَ لِحَاجَتِهٖ وَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءًا قَالَ: فَجَآءَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ فَقُمْتُ خَلْفَهٗ فَاَخَذَ بِاُذُنِیْ فَجَعَلَنِیْ عَنْ يَمِيْنِهٖ.

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا اور ہم ایک گھاٹ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے جابر! تم پار ہوتے ہو؟“ میں نے کہا: ہاں پھر رسول اللہ ﷺ پار اترے اور میں بھی۔ پھر آپ ﷺ پاخانے گئے اور میں نے آپ ﷺ کے لیے وضو کا پانی رکھا اور آپ ﷺ نے آ کر وضو کیا اور پھر کھڑے ہو گئے اور ایک کپڑا اوڑھے نماز پڑھتے رہے جس کے داہنے کنارے کو بائیں طرف اور بائیں کو داہنی طرف ڈال دیا تھا اور میں آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا۔ آپ ﷺ نے میرا کان پکڑ کے داہنی طرف کر لیا۔

(١٨٠٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ لِيُصَلِّیَ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز شروع کرتے تو پہلے دو ہلکی سی رکعت پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(١٨٠٧) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحْ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ)).

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی رات کی نماز پڑھنے کھڑا ہو تو اپنی نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے۔“

(١٨٠٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيَّامُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَآؤُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِیْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے اٹھتے تو اللھم سے آخر تک کہتے یعنی ”یا اللہ! سب خوبیاں تیرے ہی لیے ہیں تو آسمان اور زمین کی روشنی ہے اور تجھی کو تعریف ہے تو آسمان اور زمین کا تھامنے والا ہے تجھی کو تعریف ہے تو آسمان و زمین اور جو ان میں ہیں سب کا پالنے والا ہے۔ تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا ہے، تیری بات سچی ہے، تیری ملاقات سچی ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، قیامت سچ ہے۔ یا اللہ! میں تیری بات مانتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھ پر بھروسا کرتا ہوں، تیری طرف جھکتا ہوں، تیرے ساتھ ہو کر اوروں سے جھگڑتا ہوں اور تیرے ہی سے فیصلہ چاہتا ہوں سو تو میرے اگلے پچھلے، چھپے کھلے گناہوں کو بخش دے۔ یا اللہ! تو ہی میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی

مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَاَسْرَرْتُ وَاَعْلَنْتُ اَنْتَ اِلٰهِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ)).

معبود نہیں۔"

[ابوداود: ۷۷۱؛ ترمذی: ۳۴۱۸]

○ ○ ○ ○

(۱۸۰۹) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَابْنُ اَبِیْ عُمَرَ قَالُوْا: نَا سُفْيَانُ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ: نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ: اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ كِلَاهُمَا عَنْ سُلَيْمٰنَ الْاَحْوَلِ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَمَّا حَدِيْثُ ابْنِ جُرَيْجٍ فَاتَّفَقَ لَفْظُهٗ مَعَ حَدِيْثِ مَالِكٍ لَمْ يَخْتَلِفَا اِلَّا فِیْ حَرْفَيْنِ قَالَ: ابْنُ جُرَيْجٍ: مَكَانَ ((قَيَّامُ)) ((قَيِّمُ)) وَقَالَ: ((وَمَا اَسْرَرْتُ)) وَاَمَّا حَدِيْثُ ابْنِ عُيَيْنَةَ فَفِيْهِ بَعْضُ زِيَادَةٍ وَيُخَالِفُ مَالِكًا وَابْنَ جُرَيْجٍ فِیْ اَحْرُفٍ.

[بخاری: ۱۱۲۰، ۶۳۱۷، ۷۳۸۵، ۷۴۴۲، ۷۴۹۹؛ نسائی: ۱۶۱۸؛ ابن ماجہ: ۱۳۵۵]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے اسی طرح کی روایت بیان کی جو روایت ابن جریج نے بیان کی۔ اس کے الفاظ مالک کی حدیث کے ساتھ متفق ہیں اور کوئی اختلاف نہیں سوائے دو حرفوں کے ابن جریج نے قَيَّامُ کی جگہ قَيِّمُ کا لفظ استعمال کیا اور وَمَا اَسْرَرْتُ کا لفظ کہا ہے اور باقی ابن عیینہ کی حدیث میں کچھ باتیں زائد ہیں اور مالک اور ابن جریج کی روایت سے کچھ باتوں میں مختلف ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۱۰) وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوْخَ قَالَ: نَا مَهْدِیٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ: نَا عِمْرَانُ الْقَصِيْرُ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ وَاللَّفْظُ قَرِيْبٌ مِنْ اَلْفَاظِهِمْ. [ابوداود: ۷۷۲]

مسلم نے کہا اور ہم سے شیبان نے روایت کی ان سے مہدی نے کہ میمون کے فرزند ہیں ان سے عمران قصیر نے، ان سے قیس نے، ان سے طاوس نے، ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے، ان سے نبی ﷺ نے یہی حدیث۔ اور لفظ ان راویوں کے قریب قریب ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۱۱) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَاَلْتُ عَائِشَةَ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہا بِاَیِّ شَیْءٍ كَانَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ يَفْتَتِحُ صَلٰوتَهٗ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهٗ: ((اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَائِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ

ابی سلمہ نے عالی جناب حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ نبی ﷺ جب رات کو اٹھتے تو اپنی نماز کے شروع میں کیا پڑھتے؟ انہوں نے فرمایا کہ ((اللھم)) سے آخر تک یعنی "یا اللہ! پالنے والے جبرئیل اور میکائیل اور اسرافیل کے (جبرائیل اور میکائیل دونوں رحمت کے فرشتے ہیں اور اسرافیل ان کے اور اللہ کے بیچ میں رسول ہیں) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ظاہر اور پوشیدہ کے جاننے والے تو اپنے بندوں میں فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ سیدھی راہ بتا جس میں لوگ اختلاف کرتے ہیں اپنے حکم سے

بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ)). [ابوداود: ٧٦٧، ٧٦٨؛ ترمذی: ٣٤٢٠؛ نسائی: ١٦٢٤؛ ابن ماجه: ١٣٥٧]

بیشک تو ہی جسے چاہے سیدھی راہ بتاتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(١٨١٢) عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ كَانَ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ! أَنْتَ الْمَلِكُ لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ رَبِّيْ وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا إِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّآ أَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِأَحْسَنِهَآ إِلَّآ أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَآ إِلَّآ أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوْبُ إِلَيْكَ)) وَإِذَا رَكَعَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ! لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ)) وَإِذَا رَفَعَ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ! رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ)) وَإِذَا سَجَدَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ تَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ)) ثُمَّ يَكُوْنُ مِنْ آخِرِ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں کھڑے ہوتے ((اِنِّیْ وَجَّهْتُ سے اَتُوْبُ اِلَيْكَ)) تک پڑھتے یعنی ''میں نے اپنا منہ اس کی طرف کیا جس نے آسمان وزمین بنایا ایک طرف کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں اور مسلمانوں میں سے ہوں۔ یا اللہ! تو بادشاہ ہے کوئی معبود نہیں مگر تو، تو میرا پالنے والا ہے اور میں تیرا غلام ہوں۔ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کیا سو میرے سب گناہوں کو بخش دے اس لیے کہ گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا مگر تو اور سکھا دے مجھ کو اچھی عادتیں کہ نہیں سکھاتا ان کو مگر تو اور دور رکھ مجھ سے بری عادتیں۔ نہیں دور رکھ سکتا ان کو مگر تو میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں اور ساری خوبی تیرے ہاتھوں میں ہے اور شر سے تیری طرف نزدیکی حاصل نہیں ہو سکتی (یا شر اکیلا تیری طرف منسوب نہیں ہوتا مثلاً خالق القردة و الخنازیر نہیں کہا جاتا، یا رب الشر نہیں کہا جاتا یا شر تیری طرف نہیں چڑھتا جیسے کلمہ طیب اور عمل صالح چڑھتے ہیں یا کوئی مخلوق تیرے واسطے شر نہیں اگر چہ ہمارے لیے شر ہو کیوں کہ ہم بشر ہیں اس لیے کہ ہر چیز کو تو نے حکمت کے ساتھ بنایا ہے) میری توفیق تیری طرف سے ہے اور میری التجا تیری طرف ہے تو بڑی برکت والا ہے اور بلند ذات والا ہے۔ میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں اور جب رکوع کرتے تو ((اللّٰھم سے وعصبی)) تک پڑھتے یعنی ''یا اللہ! میں تیرے لیے جھکتا ہوں اور تجھ پر یقین رکھتا ہوں اور تیرا فرمانبردار ہوں۔ جھک گئے تیرے لیے میری کان اور میری آنکھیں اور میرا مغز اور میری ہڈیاں اور میرے پٹھے۔'' اور جب سر اٹھاتے تو ((اللّٰھم سے من شیء بعد)) تک پڑھتے یعنی ''یا اللہ! اے ہمارے پروردگار! حمد تیرے ہی لیے ہے آسمانوں بھر اور زمین بھر اور ان کے درمیان بھر اور اس کے بعد جتنا تو چاہے اس بھر۔ اور جب سجدہ کرتے تو ((اللّٰھم سے خالقین)) تک کہتے یعنی اے اللہ! میں نے

أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَفْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)).

[ابوداود: ٧٤٤، ٧٦٠، ٧٦١، ١٥٠٩؛ ترمذي: ٢٦٦، ٣٤٢١، ٣٤٢٢، ٣٤٢٣؛ نسائي: ٨٩٦، ١٠٤٩، ١١٢٥؛ ابن ماجه: ١٠٥٤]



تیرے لیے ہی سجدہ کیا اور تجھ پر یقین لایا اور میں تیرا فرمانبردار ہوں۔ میرے منہ نے اس کے لیے سجدہ کیا جس نے اسے بنایا ہے اور تصویر کھینچی ہے اور اس کے کان اور آنکھوں کو چیرا، بڑی برکت والا ہے سب بنانے والوں سے اچھا۔" پھر آخر میں تشہد اور سلام کے بیچ میں کہتے ((اللّٰھم)) سے آخر تک یعنی" یا اللہ بخش مجھ کو جو میں نے آگے کیا اور جو میں نے پیچھے کیا اور جو چھپایا اور جو ظاہر کیا اور جو حد سے زیادہ کیا اور جو تو جانتا ہے مجھ سے بڑھ کر، تو سب سے پہلے تھا اور سب کے بعد رہے گا تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔"

(١٨١٣) عَنِ الْأَعْرَجِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ قَالَ: ((وَجَّهْتُ وَجْهِيَ)) وَقَالَ: ((أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ)) وَقَالَ: وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) وَقَالَ: ((صَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَهُ)) وَقَالَ: وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ)) إِلٰى آخِرِ الْحَدِيْثِ وَلَمْ يَقُلْ: بَيْنَ التَّشَهُّدِ وَالتَّسْلِيْمِ. [راجع: ١٨١٢]

اعرج نے اسی سند سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے اللہ اکبر کہتے اور وَجَّهْتُ وَجْهِيَ پڑھتے اور ((أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ)) کہتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) کہتے یعنی اللہ نے سن لیا جس نے اس کی تعریف کی اے ہمارے رب! اور سب تعریف تیرے ہی لیے ہے۔ اور کہا: ((صَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُوَرَهُ)) اور کہا جب سلام کہتے ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ)) آخر حدیث تک اور تشہد اور سلام کے درمیان کا ذکر نہیں کیا۔



بَابُ اسْتِحْبَابِ تَطْوِيْلِ الْقِرَاءَةِ فِيْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ.

باب: تہجد میں لمبی قراءت کا مستحب ہونا۔

(١٨١٤) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ ثُمَّ مَضٰى فَقُلْتُ: يُصَلِّيْ بِهَا فِيْ رَكْعَةٍ فَمَضٰى فَقُلْتُ: يَرْكَعُ بِهَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيْهَا تَسْبِيْحٌ سَبَّحَ وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ)) فَكَانَ رُكُوْعُهُ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهِ ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ شروع کی اور میں نے دل میں کہا کہ آپ ﷺ شاید سو آیتوں پر رکوع کریں گے پھر آپ ﷺ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ ایک دوگانہ میں پوری سورت پڑھیں گے پھر آپ ﷺ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ پوری سورت پر رکوع کریں گے پھر آپ ﷺ نے سورۂ نساء شروع کر دی اور اس کو بھی تمام پڑھا پھر آپ ﷺ نے سورۂ آل عمران شروع کر دی اور آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے اور جب گزرتے تھے ایسی آیت پر جس میں تسبیح ہوتی۔ آپ سبحان اللہ! کہتے۔ آپ ﷺ نے

حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَامَ طَوِيلًا قَرِيبًا مِمَّا رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ: ((سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى)) فَكَانَ سُجُوْدُهُ قَرِيبًا مِنْ قِيَامِهِ. قَالَ: وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ مِنَ الزِّيَادَةِ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ)). [ابوداود: ۸۷۱؛ ترمذی: ۲٦۲، ۲٦۳؛ نسائی: ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۱۳۲، ۱٦٦۳، ۱۰٤٥؛ ابن ماجه: ۱۳٥۱، ۸۹۷]

رکوع کیا اور کہتے: ((سبحان ربی العظیم)) یعنی "پاک ہے میرا پروردگار بڑائی والا۔" اور آپ ﷺ کا رکوع بھی قیام کے برابر سرابر تھا۔ پھر کہا: "سنا اللہ نے جس نے اسکی تعریف کی۔" پھر دیر تک کھڑے رہے رکوع کے قریب۔ پھر سجدہ کیا پھر کہا میرا رب پاک ہے بلند ذات والا۔ اور آپ ﷺ کا سجدہ بھی قیام کے قریب تھا اور جریر کی روایت میں یہ بات زیادہ ہے کہ آپ ﷺ نے کہا: "سنا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی۔ اے ہمارے رب! تعریف تیرے ہی لیے ہے۔"

(۱۸۱٥) عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُاللّٰهِ رضی اللہ عنہ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَأَطَالَ حَتّٰى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سَوْءٍ قَالَ: قِيلَ: وَمَا هَمَمْتَ بِهِ؟ قَالَ: هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهُ.

[بخاری: ۱۱۳٥؛ ابن ماجه: ۱٤۱۸]

ابووائل نے کہا کہ عبداللہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے قراءت یہاں تک لمبی کی کہ میں نے ایک بری بات کا ارادہ کیا کسی نے پوچھا کہ تم نے کیا ارادہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے چاہا بیٹھ رہوں اور آپ ﷺ کو چھوڑ دوں۔



(۱۸۱٦) عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ۱۸۱٥]

اس سند سے بھی گزشتہ روایت آئی ہے۔



بَابُ الْحَثِّ عَلٰى صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَاِنْ قَلَّتْ.

باب: نماز تہجد کی ترغیب اگرچہ کم ہی ہو۔

(۱۸۱۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى اَصْبَحَ قَالَ: ((ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطٰنُ فِيْ اُذُنِهِ)) اَوْقَالَ ((فِيْ اُذُنَيْهِ)). [بخاری: ۱۱٤٤، ۳۲۷۰؛ نسائی: ۱٦۰۷، ۱٦۰۸؛ ابن ماجه: ۱۳۳۰]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص کا ذکر کیا گیا کہ وہ صبح تک سوتا ہے (یعنی تہجد کو نہیں اٹھتا) آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے کان میں یا دونوں کانوں میں شیطان پیشاب کر جاتا ہے۔"



فائدہ: یا تو یہ استعارہ ہے یعنی وہ شیطان کا فرمانبردار ہے یا شیطان نے اس کو خراب کر رکھا ہے یا ذلیل و حقیر کرتا ہے یا حقیقت ہے جس سے شارع علیہ السلام نے خبر دی ہے۔

(۱۸۱۸) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ فَقَالَ: ((اَلَا تُصَلُّوْنَ؟)) فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّمَا اَنْفُسُنَا بِيَدِاللّٰهِ فَاِذَا شَاءَ اَنْ يَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے مروی ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ رات کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھنے کے لیے یوں ہی تشریف لے گئے اور فرمایا: "تم لوگ نماز نہیں پڑھتے۔" (یعنی تہجد) تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہماری جانیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے

اللّٰہِ ﷺ حِیْنَ قُلْتُ: لَہٗ ذٰلِکَ ثُمَّ سَمِعْتُہٗ وَھُوَ مُدْبِرٌ یَضْرِبُ فَخِذَہٗ وَیَقُوْلُ: ﴿وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا﴾. [بخاری: ۱۱۲۷، ٤٧٢٤، ٧٣٤٧، ٧٤٦٥؛ نسائی: ۱۶۱۰، ۱۶۱۱]

ہمیں چھوڑتا ہے۔ جب میں نے یہ کہا تو رسول اللہ ﷺ لوٹ گئے۔ اور میں نے سنا کہ آپ ﷺ اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے (یہ عرب کا قاعدہ ہے افسوس کے وقت) اور فرماتے تھے: ”انسان سب چیزوں سے زیادہ جھگڑالو ہے۔“

فائدہ: آپ ﷺ کو ان کا یہ جواب پسند نہیں آیا۔ اس جگہ پر اپنے قصور کا اقرار اور عذر در کار تھا، اسی لیے آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی۔ اس حدیث سے تہجد کی ترغیب ثابت ہوئی اور آدمی کا اپنے رفیقوں کو حکم کرنا اور اپنے لوگوں کے لیے امام کی خبر گیری اور مصالح دین و دنیا میں رعایت کرنا۔ اور معلوم ہوا کہ جب کوئی ناصح کی نصیحت قبول نہ کرے تو اس پر عتاب نہ کرے اور کنارہ کرے مگر یہ کہ عتاب میں کوئی اور مصلحت دیکھے۔

(۱۸۱۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ یَبْلُغُ بِہِ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((یَعْقِدُ الشَّیْطٰنُ عَلٰی قَافِیَۃِ رَاْسِ اَحَدِکُمْ ثَلٰثَ عُقَدٍ اِذَا نَامَ بِکُلِّ عُقْدَۃٍ یَضْرِبُ عَلَیْکَ لَیْلًا طَوِیْلًا فَاِذَا اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰہَ انْحَلَّتْ عُقْدَۃٌ وَاِذَا تَوَضَّاَ انْحَلَّتْ عَنْہُ عُقْدَتَانِ فَاِذَا صَلّٰی انْحَلَّتِ الْعُقَدُ فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ)). [نسائی: ۱۶۰۶]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس خبر کو رسول اللہ ﷺ تک پہنچاتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان ہر ایک کی گردن پر تین گرہیں لگاتا ہے جب وہ سو جاتا ہے ہر گرہ پر پھونک دیتا ہے کہ ابھی رات بہت ہے پھر جب کوئی جاگا اور اس نے اللہ کو یاد کیا ایک گرہ کھل گئی اور جب وضو کیا تو دو گرہیں کھل گئیں اور جب نماز پڑھی تو سب گرہیں کھل گئیں، پھر وہ صبح کو ہشاش بشاش خوش مزاج اٹھتا ہے اور نہیں تو گندہ دل سست۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: تہجد گزار اکثر خوش مزاج، پاک طینت، صاف طبیعت، نیک چلن ہوتے ہیں گویا یہ بھی ایک عمدہ ریاضت ہے کہ بدن کو پھرتیلا کرتی ہے۔ اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں۔ اول جاگتے وقت یاد الٰہی کرنا چنانچہ بہت سی دعائیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں اور امام نووی رحمہ اللہ نے کتاب الاذکار میں جمع کیا ہے۔ دوسرے جاگتے وقت وضو کرنا اور نماز پڑھنا اگرچہ قلیل ہی ہو۔ تیسرے معلوم ہوا کہ انسان پر شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے۔ چوتھے معلوم ہوا کہ شیطان کا دفعیہ ذکر الٰہی وضو اور نماز ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ صَلٰوۃِ النَّافِلَۃِ فِیْ بَیْتِہٖ وَ جَوَازِھَا فِی الْمَسْجِدِ.

باب: نفل نماز کا گھر میں مستحب اور مسجد میں جائز ہونا۔

(۱۸۲۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: ((اجْعَلُوْا مِنْ صَلٰوتِکُمْ فِیْ بُیُوْتِکُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْھَا قُبُوْرًا)). [بخاری: ٤٣٢؛ ابوداود: ۱۰٤٣، ۱٤٤٨؛ ابن ماجہ: ۱۳۷۷]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اپنی کچھ نمازیں گھر میں ادا کیا کرو اور گھر کو قبرستان مت بناؤ۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: جیسے قبرستان نماز سے خالی ہوتے ہیں یا مردے قبروں میں پڑے ہوتے ہیں ویسے ہی گھروں کو نماز سے خالی مت کرو۔ اس سے مراد نفل نماز ہے۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ کبھی کبھی فرض بھی گھر میں پڑھا کرو کہ عورتیں تمہاری اقتدا کریں یا اطفال و مریض وغیرہ تاکہ گھر میں برکت ہو۔

(۱۸۲۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نماز پڑھو اپنے

((صَلُّوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا)).

[بخاري: ١١٨٧]

گھروں میں اور ان کو قبرستان نہ بناؤ۔"

○ ○ ○ ○

(١٨٢٢) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قَضٰى اَحَدُكُمُ الصَّلٰوةَ فِيْ مَسْجِدِهٖ فَلْيَجْعَلْ لِبَيْتِهٖ نَصِيْبًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَاعِلٌ فِيْ بَيْتِهٖ مِنْ صَلٰوتِهٖ خَيْرًا)).

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب کوئی شخص اپنی مسجد میں نماز پڑھے تو تھوڑی سی اپنے گھر کے لیے اٹھا رکھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اس کی نماز سے اس کے گھر میں بہتری کرے گا۔"

○ ○ ○ ○

(١٨٢٣) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَثَلُ الْبَيْتِ الَّذِيْ يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ وَالْبَيْتِ الَّذِيْ لَا يُذْكَرُ اللّٰهُ فِيْهِ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ)).

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس گھر میں اللہ کی یاد ہوتی ہے اور جس گھر میں نہیں ہوتی وہ مثل زندہ اور مردہ کے ہے۔"

(١٨٢٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ مَقَابِرَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِيْ تُقْرَاُ فِيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ اس لیے کہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔"

○ ○ ○ ○

(١٨٢٥) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ﷺ قَالَ: احْتَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُجَيْرَةً بِخَصَفَةٍ اَوْحَصِيْرٍ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فِيْهَا قَالَ: فَتَتَبَّعَ اِلَيْهِ رِجَالٌ وَجَآءُوْا يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ قَالَ: ثُمَّ جَآءُوْا لَيْلَةً فَحَضَرُوْا وَاَبْطَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُمْ قَالَ: فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ فَرَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوا الْبَابَ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُغْضَبًا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَازَالَ بِكُمْ صَنِيْعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلٰوةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ خَيْرَ صَلٰوةِ الْمَرْءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوْبَةَ)).

[بخاري: ٧٣١، ٦١١٣، ٧٢٩٠؛ ابوداود: ١٠٤٤، ١٤٤٧؛ ترمذي: ٤٥٠؛ نسائي: ١٥٩٨]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے پتوں وغیرہ کا یا بوریئے کا ایک حجرہ بنایا اور نکلے رسول اللہ ﷺ اور اس میں نماز پڑھنے لگے، پھر آپ ﷺ کے پیچھے بہت لوگ اقتدا کرنے لگے، پھر آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے۔ پھر ایک رات سب لوگ آئے اور آپ ﷺ نے دیر کی اور ان کی طرف نہ نکلے اور لوگوں نے آپ ﷺ کی طرف آوازیں بلند کیں اور دروازہ پر کنکریاں ماریں۔ پھر رسول اللہ ﷺ ان کی طرف غصہ سے نکلے اور ان سے فرمایا: "تمہاری یہ حالت ایسی ہی رہتی تو مجھے گمان ہو گیا تھا کہ یہ نماز بھی تم پر فرض نہ ہو جائے۔ تم اپنے گھروں میں نماز پڑھو، اس لیے کہ سوائے فرض کے آدمی کی بہتر نماز وہی ہے جو گھر میں ہو۔" (کہ ریا سے دور رہے)

○ ○ ○ ○

(١٨٢٦) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اِتَّخَذَ حُجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيْرٍ فَصَلّٰى

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے بوریئے سے مسجد میں ایک حجرہ بنایا اور نبی ﷺ نے اس میں کئی رات نماز پڑھی یہاں تک کہ لوگ

رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فِیْهَا لَیَالِیَ حَتّٰی اجْتَمَعَ اِلَیْهِ نَاسٌ فَذَکَرَ نَحْوَهُ. وَزَادَ فِیْهِ: ((وَلَوْ کُتِبَ عَلَیْکُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ)). [راجع: ۱۸۲۵]

جمع ہوئے اور ذکر کی حدیث سابق کے مانند اور اس میں یہ زیادہ کیا کہ ''اگر فرض ہو جاتی تم پر یہ نماز تو تم اس کو ادا نہ کر سکتے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضِیْلَةِ الْعَمَلِ الدَّآئِمِ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ وَغَیْرِهٖ وَالْاَمْرُ بِالْاِقْتِصَادِ فِی الْعِبَادَةِ

باب: ہمیشگی والے عمل کی فضیلت قیام اللیل وغیرہ میں اور عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے کا حکم۔

(۱۸۲۷) عَنْ عَائِشَةَ ﷝ اَنَّهَا قَالَتْ: کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ حَصِیْرٌ وَکَانَ یُحَجِّرُهُ مِنَ اللَّیْلِ فَیُصَلِّیْ فِیْهِ فَجَعَلَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ وَیَبْسُطُهُ بِالنَّهَارِ فَثَابُوْا ذَاتَ لَیْلَةٍ فَقَالَ: ((یَا اَیُّهَا النَّاسُ عَلَیْکُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا وَاِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ مَادُوْوِمَ عَلَیْهِ وَاِنْ قَلَّ)) وَکَانَ اٰلُ مُحَمَّدٍ ﷺ اِذَا عَمِلُوْا عَمَلًا اَثْبَتُوْهُ. [بخاری: ۷۳۰، ۵۸۶۱؛ ابوداود: ۱۳۶۸؛ نسائی: ۷۶۱؛ ابن ماجه: ۹۴۲]

حضرت عائشہ ﷞ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک بوریا تھا کہ آپ ﷺ اس کو گھیر لیا کرتے تھے، رات کو اور اس میں نماز پڑھا کرتے تھے اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے لگے اور دن میں اس کو بچھا لیتے تھے پھر لوگوں نے ایک رات ہجوم کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے لوگو! اتنا عمل کرو جتنے کی تم کو سہار ہو، اس لیے کہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا، تم عمل سے تھک جاؤ گے۔ اور اللہ کے آگے بہت محبوب عمل وہ ہے جس کو ہمیشہ کیا کریں اگرچہ تھوڑا ہو۔'' اور آل محمد ﷺ کا یہی قاعدہ تھا کہ جب کوئی کام کریں اس کو ہمیشہ کیا کریں۔

(۱۸۲۸) عَنْ عَائِشَةَ ﷝ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سُئِلَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی؟ قَالَ: ((اَدْوَمُهُ وَاِنْ قَلَّ)). [بخاری: ۶۴۶۵]

حضرت عائشہ ﷞ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا: ''جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔''

(۱۸۲۹) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: سَاَلْتُ اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةَ ﷝ قَالَ: قُلْتُ: یَا اُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ! کَیْفَ کَانَ عَمَلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ؟ هَلْ کَانَ یَخُصُّ شَیْئًا مِنَ الْاَیَّامِ؟ قَالَتْ: لَا کَانَ عَمَلُهُ دِیْمَةً وَاَیُّکُمْ یَسْتَطِیْعُ مَاکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَسْتَطِیْعُ؟ [بخاری: ۶۴۶۶، ۱۹۸۷؛ ابوداود: ۱۳۷۰]

علقمہ ﷛ نے ام المومنین حضرت عائشہ ﷞ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا کیا حال تھا۔ آیا کسی دن کو کسی عبادت کے لیے خاص فرماتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں۔ ان کی عبادت ہمیشہ تھی۔ اور تم میں سے کون آپ ﷺ کی سی عبادت کر سکتا ہے جو وہ کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۳۰) عَنْ عَائِشَةَ ﷝ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُهَا

ام المومنین حضرت عائشہ ﷞ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے آگے سب سے پیارا عمل وہ ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ تھوڑا ہو۔''

وَاِنْ قَلَّ)) قَالَ: وَكَانَتْ عَائِشَةُ ﷺ اِذَا عَمِلَتِ الْعَمَلَ لَزِمَتْهُ.

راوی نے کہا اور حضرت عائشہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب کوئی عبادت کرتیں اس کو ہمیشہ لازم کر لیتیں۔

(١٨٣١) عَنْ اَنَسٍ ﷺ قَالَ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ وَحَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ: ((مَاهٰذَا؟)) قَالُوْا: لِزَيْنَبَ تُصَلِّي فَاِذَا كَسِلَتْ اَوْفَتَرَتْ اَمْسَكَتْ بِهِ فَقَالَ: ((حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَاِذَا كَسِلَ اَوْفَتَرَ قَعَدَ)) وَفِي حَدِيْثِ زُهَيْرٍ: ((فَلْيَقْعُدْ)). [ابو داود: ١٣١٢]

انس ﷺ نے کہا: رسول اللہ ﷺ مسجد میں آئے اور ایک رسی دو ستونوں کے درمیان لٹکی ہوئی دیکھی۔ کہا: ''یہ کیا ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا یہ زینب کی رسی ہے اور وہ نماز پڑھتی رہتی ہیں۔ پھر جب سست ہو جاتی ہیں یا تھک جاتی ہیں اس کو پکڑ لیتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو کھول ڈالو۔ چاہیے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی خوشی کے موافق نماز پڑھے۔ پھر جب سست ہو جائے یا تھک جائے تو بیٹھ رہے۔ اور زہیر کی روایت میں یہ ہے کہ چاہیے کہ بیٹھ رہے۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(١٨٣٢) عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [بخاری: ١١٥٠؛ نسائی: ١٦٤٢؛ ابن ماجہ: ١٣٧١]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث بیان ہوئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(١٨٣٣) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ الْحَوْلَاءَ بِنْتَ تُوَيْتِ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى مَرَّتْ بِهَا وَعِنْدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ: هٰذِهِ الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ وَزَعَمُوْا اَنَّهَا لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَنَامُ اللَّيْلَ! خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ! لَا يَسْاَمُ اللّٰهُ حَتّٰى تَسْاَمُوْا)).

عروہ کو ام المومنین زوجۂ حبیب اللہ حضرت عائشہ ﷺ نے خبر دی کہ حولاء بنت تویت ان کے پاس سے گزری اور رسول اللہ ﷺ ان کے نزدیک تشریف رکھتے تھے تو میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ یہ حولاء بنت تویت ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ یہ رات بھر سوتی نہیں۔ پھر فرمایا: ''اختیار کرو عمل جس قدر کہ تمہیں طاقت ہو۔ اور قسم ہے اللہ کی تم تھک جاؤ گے اور اللہ نہیں تھکے گا۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٣٤) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِيْ امْرَاَةٌ فَقَالَ: ((مَنْ هٰذِهِ؟)) فَقُلْتُ: امْرَاَةٌ لَا تَنَامُ تُصَلِّي قَالَ: ((عَلَيْكُمْ مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا)) وَكَانَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ وَفِي حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ اَنَّهَا امْرَاَةٌ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ. [بخاری: ٤٣؛ نسائی: ١٦٤١، ٥٠٥٠؛ ابن ماجہ: ٤٢٣٨]

حضرت عائشہ ﷺ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے کہا: یہ ایسی عورت ہے جو سوتی نہیں اور نماز پڑھتی رہتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''عمل اتنا کرو جتنی تم کو طاقت ہو۔ قسم ہے اللہ کی کہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکے گا اور تم تھک جاؤ گے۔'' اور حضور ﷺ کو دین کی عبادتوں میں سے وہی پسند تھی جو ہمیشہ ہو اور ابو اسامہ کی روایت میں یہ ہے کہ بنی اسد کے قبیلہ کی ایک عورت ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اَمْرِ مَنْ نَعَسَ فِيْ صَلٰوتِهٖ اَوِاسْتَعْجَمَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ اَوِالذِّكْرُ بِاَنْ يَرْقُدَ اَوْيَقْعُدَ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ ذٰلِكَ.

باب: اونگھ کے وقت نماز پوری کر کے سو جانے کی اجازت۔

(۱۸۳۵) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَعَلَّهٗ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبَّ نَفْسَهٗ)).

[بخاری: ۲۱۲؛ ابوداود: ۱۳۱۰؛ ابن ماجه: ۱۳۷۰]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب ایک کو تم میں سے اونگھ آجائے نماز میں تو چاہیے کہ سو رہے یہاں تک کہ اس کی نیند جاتی رہے اس لیے کہ جب تم میں سے کوئی اونگھنے لگتا ہے تو گمان ہے کہ وہ مغفرت مانگنے کا ارادہ کرے اور اپنی جان کو گالیاں دینے لگے۔“

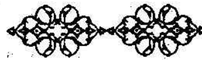
○ ○ ○ ○

(۱۸۳٦) عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ اَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَاسْتَعْجَمَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى لِسَانِهٖ فَلَمْ يَدْرِ مَا يَقُوْلُ فَلْيَضْطَجِعْ)).

[ابوداود: ۱۳۱۱]

ہمام بن منبہ نے کہا کہ یہ وہ حدیثیں ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی تم میں سے رات کو نماز پڑھتا ہو اور اس کی زبان قرآن میں اٹکنے لگے (نیند کے غلبہ سے) نہ جانتا ہو کہ کیا کہتا ہے تو چاہیے کہ لیٹ رہے۔“

○ ○ ○ ○



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ فَضَائِلِ الْقُرْآنِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهِ

قرآن کے فضائل کے بارے میں

بَابُ الْأَمْرِ بِتَعَهُّدِ الْقُرْآنِ وَكَرَاهَةِ قَوْلِ: نَسِيتُ آيَةَ كَذَا وَجَوَازِ قَوْلِ: أُنْسِيتُهَا.

باب: قرآن کی نگہبانی کرنے کا حکم اور اس قول کے کہنے کی ممانعت کہ میں فلاں آیت بھول گیا اور آیت بھلا دی گئی کہنے کے جواز میں۔

(١٨٣٧) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِي كَذَا وَكَذَا آيَةً كُنْتُ اَسْقَطْتُهَا مِنْ سُورَةِ كَذَا وَكَذَا)). [بخاری: ٥٠٣٨]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کا قرآن پڑھنا مسجد میں سنتے تھے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحمت کرے، مجھے اس نے فلاں آیت یاد دلا دی جس کو میں فلاں سورۃ سے چھوڑ دیتا تھا۔''

(١٨٣٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَسْمَعُ قِرَاءَةَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: ((رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِي آيَةً كُنْتُ اُنْسِيتُهَا)). [بخاری: ٦٣٣٥]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی ﷺ ایک شخص کا قرآن پڑھنا مسجد میں سنتے تھے، تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحمت کرے مجھے اس نے ایک آیت یاد دلا دی جو میں بھلا دیا گیا تھا۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٣٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّمَا مَثَلُ صَاحِبِ الْقُرْآنِ كَمَثَلِ الْإِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ)). [بخاری: ٥٠٣١، نسائی: ٩٤١]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن یاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے اس اونٹ کی جس کا ایک پیر بندھا ہو کہ اگر اس کے مالک نے اس کا خیال رکھا تو رہا اور اگر چھوڑ دیا تو چل دیا۔''

(١٨٤٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ: ((وَاِذَا قَامَ صَاحِبُ الْقُرْآنِ فَقَرَاَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ذَكَرَهُ وَاِنْ لَمْ يَقُمْ بِهِ نَسِيَهُ)). [ابن ماجہ: ٣٧٨٣]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ سے مثل حدیث مالک کے روایت کی اور اس میں موسیٰ بن عقبہ کی روایت سے یہ زیادہ کیا ہے کہ ''قرآن یاد کرنے والا جب اٹھ کر رات کو اور دن کو پڑھتا رہتا ہے تو یاد رکھتا ہے اور اگر نہ پڑھتا رہا تو بھول گیا۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٤١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَمَا لِاَحَدِهِمْ يَقُوْلُ: نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ اسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَلَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ بِعُقُلِهَا)). [بخاري: ٥٠٣٢، ٥٠٣٩؛ ترمذي: ٢٩٤٢؛ نسائي: ٩٤٢]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہت برا ہے ان میں سے وہ جو یہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بھلا دیا گیا اور قرآن کا خیال اور یادداشت رکھو کہ وہ لوگوں کے سینوں سے ان چارپایوں سے زیادہ بھاگنے والا ہے جن کی ایک ٹانگ بندھی ہو۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اکثر اونٹ کے آگے کا پیر یعنی زانو باندھتے ہیں اور وہ تین پیر سے بھی چل سکتا ہے اسی کو عقل کہتے ہیں۔ اور بھول گیا کے کہنے کو آپ ﷺ نے مکروہ جانا۔ اس میں کہنے والے کی بے پرواہی اور غفلت نکلتی ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں کے واسطے فرماتا ہے: ﴿اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى﴾ یعنی تیرے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تو ان کو بھول گیا اسی طرح آج بھلایا جائے گا۔ اور یہ کراہت تنزیہی ہے۔

(١٨٤٢) عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: تَعَاهَدُوْا هٰذِهِ الْمَصَاحِفَ۔ وَرُبَّمَا قَالَ الْقُرْاٰنَ. فَلَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ مِنْ عُقُلِهِ قَالَ: وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا يَقُلْ اَحَدُكُمْ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ)).

شقیق نے کہا کہ عبداللہ نے کہا کہ قرآن کا خیال رکھو اس لئے کہ وہ سینوں سے ان چارپایوں سے جلد بھاگنے والا ہے، جن کا ایک زانو بندھا ہو۔ اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے یہ نہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہے بھلا دیا گیا۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٤٣) عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((بِئْسَمَا لِلرَّجُلِ اَنْ يَقُوْلَ نَسِيْتُ سُوْرَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ اَوْنَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ هُوَ نُسِّيَ)). [بخاري: ٥٠٣٢ تعليقاً]

شقیق نے کہا: میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا کہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''آدمی کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بہت برا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ میں بھلا دیا گیا۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٤٤) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَلُّتًا مِنَ الْاِبِلِ فِيْ عُقُلِهَا)). وَلَفْظُ الْحَدِيْثِ لِابْنِ بَرَّادٍ. [بخاري: ٥٠٣٣]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''خیال کرو قرآن کا اس لئے کہ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ وہ (قرآن) اونٹ سے زیادہ بھاگنے والا ہے اپنے بندھن سے۔''

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِيْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْاٰنِ.

باب: خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کا بیان۔

(١٨٤٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس کو نبی ﷺ تک پہنچاتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ایسے پیار اور محبت سے کسی چیز کو نہیں سنتا جیسے نبی علیہ السلام سے

يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ)). [بخاري: ٥٠٢٤؛ نسائي: ١٠١٧]

خوش آواز کو جو خوش آواز سے قرآن کو پڑھے۔“

فائدہ: اذن اور سماع دونوں کے معنی لغت میں سننے کے ہیں اور یہ ایک صفت ہے پروردگار تعالیٰ کی کہ مؤمن کو اس پر بلا کیف مثل اور صفات کے ایمان لانا ضروری ہے۔

(١٨٤٦) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ: ((كَمَا يَأْذَنُ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ)).

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے فرمایا: ”جس طرح اجازت دی نبی ﷺ کو کہ وہ قرآن کو خوبصورتی کے ساتھ پڑھیں۔“

(١٨٤٧) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ مَّا اَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ)).
[بخاري: ٧٥٤٤؛ ابوداود: ١٤٧٣؛ نسائي: ١٠١٦]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ”اللہ تعالیٰ اس طرح کسی چیز کو نہیں سنتا جس طرح کہ اس نبی سے خوش آواز سنتا ہے جو قرآن پڑھے اونچی آواز میں۔“



(١٨٤٨) عَنِ ابْنِ الْهَادِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ سَوَاءً. وَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ: سَمِعَ.

ابن الھاد اسی مفہوم کی حدیث بیان کرتے ہیں لیکن اس میں سَمِعَ کا لفظ نہیں ہے۔“

(١٨٤٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا اَذِنَ اللّٰهُ لِشَيْءٍ كَاَذَنِهٖ لِنَبِيٍّ يَتَغَنّٰى بِالْقُرْاٰنِ يَجْهَرُ بِهٖ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نبی کے خوش الحانی سے بلند آواز سے قرآن پڑھنے سے زیادہ کسی چیز پر اجر نہیں دیتے۔“

(١٨٥٠) عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ حَدِيْثِ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ غَيْرَ اَنَّ ابْنَ اَيُّوْبَ قَالَ فِيْ رِوَايَتِهٖ: ((كَاِذْنِهٖ)).

مسلم رحمہ اللہ نے کہا: اور روایت کی ہم سے یحییٰ بن ایوب اور قتیبہ بن سعید نے اور ابن حجر نے، سب نے کہا کہ روایت کی ہم سے اسماعیل نے، ان سے محمد بن عمرو نے، ان سے ابی سلمہ نے، ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی ﷺ سے یحییٰ بن ابی کثیر کی روایت کے مثل مگر یحییٰ نے اپنی روایت میں كَاِذْنِهٖ کہا۔

(١٨٥١) عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ اَوِ الْاَشْعَرِيَّ اُعْطِيَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ)).

بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ یا فرمایا اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک آواز دی گئی ہے آل داؤد علیہ السلام کی آوازوں میں سے۔“

(١٨٥٢) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِاَبِيْ مُوْسٰى: ((لَوْ رَاَيْتَنِيْ وَاَنَا اَسْتَمِعُ قِرَاءَتَكَ الْبَارِحَةَ لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ)).

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ سے فرمایا: ”اگر تم مجھے دیکھتے جب میں کل رات تمہاری قراءت سن رہا تھا (تو بہت خوش ہوتے) بیشک تم کو ایک آواز دی گئی ہے آل داؤد علیہ السلام کی آوازوں میں سے۔“

بَابُ ذِكْرِ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ سُوْرَةَ الْفَتْحِ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ.

باب: فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کا سورۃ الفتح پڑھنا۔

(١٨٥٣) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ يَقُوْلُ: قَرَأَ النَّبِيُّ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فِيْ مَسِيْرٍ لَّهُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ عَلٰى رَاحِلَتِهِ فَرَجَّعَ فِيْ قِرَاءَتِهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْلَا اَنِّيْ اَخَافُ اَنْ يَّجْتَمِعَ عَلَيَّ النَّاسُ لَحَكَيْتُ لَكُمْ قِرَاءَتَهُ. [بخاری: ٤٢٨١، ٤٨٣٥، ٧٥٤٠؛ ابوداود: ١٤٦٧]

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ نبی ﷺ نے جس سال مکہ فتح ہوا اپنی راہ میں سورۂ فتح پڑھی یعنی ﴿اِنَّا فَتَحْنَا﴾ اپنی سواری پر آواز دوہراتے گئے اپنی قراءت میں۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے تو میں آپ ﷺ کی قراءت تم کو سناتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ ترجیع کہتے ہیں آواز کے لرزنے اور کانپنے کو کہ وہ نہایت لطف دیتی ہے اور خوش آوازی کا قرآن میں ہونا دل پر اس کے زیادہ اثر کرنے کا باعث ہے اسی لئے مستحب ہے کہ نہایت خوش آوازی سے ادا کریں مگر گویوں اور عشاق، فساق کی آواز سے پڑھنا بے ادبی ہے۔

(١٨٥٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ﷺ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَتِهِ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ قَالَ: فَقَرَأَ ابْنُ مُغَفَّلٍ وَرَجَّعَ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْلَا النَّاسُ لَاَخَذْتُ لَكُمْ بِذٰلِكَ الَّذِيْ ذَكَرَهُ ابْنُ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ١٨٥٣]

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا: دیکھا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے دن اپنی اونٹنی پر۔ آپ ﷺ سورۂ فتح پڑھتے تھے اور ابن مغفل رضی اللہ عنہ نے پڑھا اور آواز کو دہرایا۔ معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر لوگ نہ ہوتے تو میں بھی ویسی ہی قرأت شروع کرتا جیسے ابن مغفل نے ذکر کیا نبی ﷺ سے۔

(١٨٥٥) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِيْ حَدِيْثِ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: عَلٰى رَاحِلَتِهِ يَسِيْرُ وَ هُوَ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَتْحِ. [راجع: ١٨٥٣]

شعبہ اس سند سے گزشتہ روایت کی طرح بیان کرتے ہیں اور اس حدیث میں ہے کہ آپ سواری پر چلے جارہے تھے اور سورۂ فتح پڑھ رہے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ نُزُوْلِ السَّكِيْنَةِ لِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ.

باب: قراءت قرآن کی برکت سے تسکین کا اترنا۔

(١٨٥٦) عَنِ الْبَرَاءِ ﷺ قَالَ: كَانَ رَجُلٌ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْكَهْفِ وَعِنْدَهُ فَرَسٌ مَّرْبُوْطٌ بِشَطَنَيْنِ فَتَغَشَّتْهُ سَحَابَةٌ فَجَعَلَتْ تَدُوْرُ وَتَدْنُوْ وَجَعَلَ فَرَسُهُ يَنْفِرُ مِنْهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: ((تِلْكَ السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ بِالْقُرْاٰنِ)). [بخاری: ٥٠١١]

براء رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص سورۂ کہف پڑھتا تھا اور اس کے پاس ایک گھوڑا بندھا ہوا تھا دو لمبی رسیوں میں۔ سو اس پر ایک بدلی آنے لگی اور وہ گھومنے لگی اور قریب آنے لگی اور اس کا گھوڑا اس کو دیکھ کر بھاگنے لگا۔ پھر جب صبح ہوئی وہ نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تسکین ہے کہ اترتی ہے قرآن کی برکت سے۔"

فائدہ۔ سکینہ کے کئی معنی ہیں۔ مختار اور عمدہ اس میں یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ایک شے ہے کہ اس میں اطمینان اور رحمت ہے اور اس کے ساتھ فرشتے ہیں اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امت کا ایک آدھ آدمی فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے اور فضیلت قراءت کی اور سبب نزول رحمت ہونا اس کا اور حضور ملائکہ کا وقت قراءت کے ثابت ہوا۔

(١٨٥٧) عَنِ الْبَرَاءِ يَقُوْلُ: قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ فَنَظَرَ فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْسَحَابَةٌ قَدْ غَشِيَتْهُ قَالَ: فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: ((اِقْرَأْ فُلَانُ فَإِنَّهَا السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ عِنْدَ الْقُرْاٰنِ أَوْ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰنِ)). [بخاری: ٢٦١٤؛ ترمذی: ٢٨٨٥]

براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سورۂ کہف پڑھی اور گھر میں ایک جانور بندھا تھا سو وہ بھاگنے لگا۔ جب اس نے نظر کی تو دیکھا ایک بدلی ہے کہ اس نے اس کو ڈھانک لیا ہے پھر اس نے اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے فلاں! پڑھے جا اس لیے کہ تسکین ہے جو اترتی ہے قرآن کی قراءت کے وقت۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٥٨) عَنِ الْبَرَاءِ يَقُوْلُ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا: تَنْقُزُ. [راجع: ١٨٥٧]

اس سند سے براء رضی اللہ عنہ نے اسی طرح روایت کی۔

○ ○ ○ ○

(١٨٥٩) عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ بَيْنَمَا هُوَ لَيْلَةً يَقْرَأُ فِي مِرْبَدِهِ إِذْ جَالَتْ فَرَسُهُ فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أُخْرٰى فَقَرَأَ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا قَالَ أُسَيْدٌ: فَخَشِيْتُ أَنْ تَطَأَ يَحْيٰى فَقُمْتُ إِلَيْهَا فَإِذَا مِثْلُ الظُّلَّةِ فَوْقَ رَأْسِيْ فِيْهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتّٰى مَا أَرَاهَا قَالَ: فَغَدَوْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! بَيْنَمَا أَنَا الْبَارِحَةَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ أَقْرَأُ فِي مِرْبَدِيْ إِذْ جَالَتْ فَرَسِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ!)) قَالَ: فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ!)) قَالَ: فَقَرَأْتُ ثُمَّ جَالَتْ أَيْضًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِقْرَأْ ابْنَ حُضَيْرٍ)) قَالَ: فَانْصَرَفْتُ وَكَانَ يَحْيٰى قَرِيْبًا مِنْهَا خَشِيْتُ أَنْ تَطَأَهُ فَرَأَيْتُ مِثْلَ الظُّلَّةِ فِيْهَا أَمْثَالُ السُّرُجِ عَرَجَتْ فِي الْجَوِّ حَتّٰى مَا أَرَاهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((تِلْكَ الْمَلٰٓئِكَةُ كَانَتْ تَسْتَمِعُ لَكَ وَلَوْ قَرَأْتَ لَأَصْبَحَتْ يَرَاهَا النَّاسُ مَا تَسْتَتِرُ مِنْهُمْ)).

اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اپنی کھجور کے کھلیان میں ایک شب قرآن پڑھتے تھے کہ ان کا گھوڑا کودنے لگا اور وہ پڑھتے جاتے تھے اور پھر وہ کودتا تھا پھر وہ پڑھنے لگے پھر وہ کودنے لگا تو انہوں نے کہا کہ میں ڈرا کہ کہیں یحییٰ کو کچل نہ ڈالے۔ سو میں اس کے پاس جا کھڑا ہوا۔ اور کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سائبان سا میرے سر پر ہے کہ اس میں چراغ سے روشن ہیں اور وہ اوپر کو چڑھ گیا یہاں تک کہ میں نے اس کو پھر نہ دیکھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں صبح کو حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! شب کو اپنے کھلیان میں قرآن پڑھتا تھا کہ یک بارگی میرا گھوڑا کودنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھے جا اے ابن حضیر!'' انہوں نے عرض کیا کہ میں پڑھے گیا پھر وہ کودنے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھے جا اے ابن حضیر!'' انہوں نے کہا کہ میں پڑھے گیا۔ پھر وہ ایسا ہی کودنے لگا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''پڑھے جا اے ابن حضیر!'' انہوں نے کہا: جب میں فارغ ہوا اور یحییٰ گھوڑے کے پاس تھا تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں یحییٰ کو کچل نہ ڈالے اور میں نے دیکھا ایک سائبان سا کہ اس میں چراغ سے روشن تھے اور وہ اوپر کو چڑھ گیا یہاں تک کہ میں اسے نہ دیکھتا تھا تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ فرشتے تھے کہ تمہاری قراءت سنتے تھے۔ اور اگر تم پڑھے جاتے تو صبح کرتے اس طرح کہ لوگ ان (فرشتوں) کو دیکھتے اور وہ ان کی نظر سے پوشیدہ نہ رہتے۔''

فائدہ: معلوم ہوا کہ فرشتوں کو دیکھنا محال ہے۔

بَابُ فَضِيلَةِ حَافِظِ الْقُرْآنِ.

باب: حافظ قرآن کی فضیلت۔

(١٨٦٠) عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ التَّمْرَةِ لَا رِيحَ لَهَا وَطَعْمُهَا حُلْوٌ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ لَيْسَ لَهَا رِيحٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ)).

[بخاري: ٥٠٢٠، ٥٠٥٩، ٧٥٦٠؛ ابوداود: ٤٨٣٠؛ ترمذي: ٢٨٦٥؛ ابن ماجه: ٢١٤]

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مثال اس مؤمن کی جو قرآن پڑھتا ہے ترنج کی سی ہے کہ خوشبو اس کی عمدہ اور مزا اس کا اچھا ہے اور مثال اس مؤمن کی جو قرآن نہیں پڑھتا کھجور کی سی ہے کہ اس میں بو نہیں مگر مزا میٹھا ہے۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن پڑھتا ہے پھول کے مانند ہے کہ بو اس کی اچھی ہے اور مزا اس کا کڑوا ہے، اور مثال اس منافق کی جو قرآن نہیں پڑھتا اندرائن کی سی ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں اور مزا کڑوا ہے۔''



(١٨٦١) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ هَمَّامٍ بَدَلَ الْمُنَافِقِ الْفَاجِرِ. [راجع: ١٨٦٠]

قتادہ سے بھی یہی روایت اسی اسناد سے مروی ہے مگر ہمام کی روایت میں منافق کے بدلے فاجر ہے۔

بَابُ فَضْلِ الْمَاهِرِ بِالْقُرْآنِ وَالَّذِي يَتَتَعْتَعُ فِيهِ.

باب: قرآن کے ماہر اور اس کو اٹک اٹک کر پڑھنے والے کی فضیلت۔

(١٨٦٢) عَنْ عَائِشَةَ ﷺ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ)). [بخاري: ٤٩٣٧؛ ابوداود: ١٤٥٤؛ ترمذي: ٢٩٠٤]

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کا مشاق (اس سے حافظ مراد ہوسکتا ہے) ان بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہے جو لوح محفوظ کے پاس لکھتے رہتے ہیں اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس میں اٹکتا ہے اور اس کو مشقت ہوتی ہے اس کو دوگنا ثواب ہے۔''

فائدہ: اس سے یہ نہیں ثابت ہوا کہ اٹکنے والے کا درجہ مشاق اور حافظ سے بڑھ کر ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس کو ایک اجر قراءت کا ہے اور ایک محنت کا۔

(١٨٦٣) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ: ((وَالَّذِي يَقْرَؤُهُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ لَهُ أَجْرَانِ)). [راجع: ١٨٦٢]

قتادہ اس سند سے بیان کرتے ہیں اور وکیع کی سند سے جو حدیث ہے اس میں یہ لفظ ہیں کہ اور وہ جو اس کو پڑھتا ہے اور اس پر مشکل ہوتا ہے اس کے لیے دوہرا اجر ہے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ عَلَى أَهْلِ الْفَضْلِ وَالْحُذَّاقِ فِيهِ وَإِنْ كَانَ

باب: افضل کا اپنے سے کم کے آگے قرآن پڑھنے کا بیان۔

الْقَارِئُ أَفْضَلَ مِنَ الْمُقْرُوِّ عَلَيْهِ.

(١٨٦٤) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لِأُبَيِّ ﷺ: ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ)) قَالَ: آللّٰهُ سَمَّانِيْ لَكَ؟ قَالَ: ((أَللّٰهُ سَمَّاكَ لِيْ)) قَالَ: فَجَعَلَ أُبَيٌّ يَبْكِي.

[بخاري: ٤٩٦٠؛ مسلم: ٦٢٩٢]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا (یہ سب قاریوں کے سردار ہیں) کہ ''اللہ عزت والے، بزرگی والے نے مجھے حکم کیا کہ میں تمہارے آگے قرآن پڑھوں۔'' انہوں نے عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے میرا نام لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام میرے آگے لیا۔'' تو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ رونے لگے۔



فائدہ: یہ رونا شکر اور بشاشت کا تھا کہ زہے نصیب مجھ مشت خاک کے کہ رب الافلاک نے میرا نام لیا۔ یہ نتیجہ تھا قرآن سے الفت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سنت کا اور اس حدیث سے ثابت ہوا کہ افضل بھی اگر قرآن اپنے شاگرد یا کم درجے والے کو سنائے تو مستحب ہے۔ اور حکمت اس میں یہ تھی کہ قرآن کی تلاوت اور سنانے میں کوئی کسی سے عار نہ کرے اور ہمیشہ علما' فضلا بھی اپنے شاگردوں کو سناتے رہیں اور اس سے جلالیت شان حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی معلوم ہوتی ہے اور ان کی اہلیت تحمل قرآن کے باب میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ قاریوں اور پڑھنے والوں کے مقتدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے زمانہ خلافت میں جب تراویح کی جماعت قائم کی تو ان ہی کو امام قرار دیا۔

(١٨٦٥) عَنْ أَنَسٍ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ:((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾)) قَالَ: وَسَمَّانِيْ لَكَ قَالَ: ((نَعَمْ)) قَالَ: فَبَكٰى.

ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا مگر اس میں ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾ کے سنانے کا ذکر ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ سورت چونکہ مختصر اور جامع اصول دین ہے اور مہمات امور اور تطہیر صدور اور اخلاص کے نور سے بھری ہے اس لئے اسی کو سنانے کا حکم ہوا اور شاید ان کو کسی طرح کا شبہ ہو کہ اس میں اس کا جواب مذکور ہے۔

(١٨٦٦) عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأُبَيٍّ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٨٦٥]

قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سنا انس رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابی رضی اللہ عنہ کو مذکورہ کے مثل۔

بَابُ فَضْلِ اسْتِمَاعِ الْقُرْاٰنِ وَطَلَبِ الْقِرَاءَةِ مِنْ حَافِظِهِ لِلْاِسْتِمَاعِ وَالْبُكَاءِ عِنْدَ الْقِرَاءَةِ وَالتَّدَبُّرِ.

باب: قرآن سننے، حافظ سے اس کی فرمائش کرنے اور بوقت قرأت رونے اور غور کرنے کا بیان۔

(١٨٦٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ الْقُرْاٰنَ)) قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقْرَأُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ أُنْزِلَ؟ قَالَ: ((إِنِّيْ أَشْتَهِيْ أَنْ أَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ))

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میرے آگے قرآن پڑھو۔'' میں نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پڑھوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر اترا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرا جی چاہتا ہے کہ میں کسی اور سے سنوں۔''

فَقَرَأْتُ النِّسَآءَ حَتّٰى إِذَا بَلَغْتُ ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ رَفَعْتُ رَأْسِيْ اَوْغَمَزَنِيْ رَجُلٌ إِلٰى جَنْبِيْ فَرَفَعْتُ رَأْسِيْ فَرَأَيْتُ دُمُوْعَهٗ تَسِيْلُ .

[بخاری: ٤٥٨٢، ٥٠٤٩، ٥٠٥٠، ٥٠٥٥، ٥٠٥٦؛ ابوداود: ٣٦٦٨؛ ترمذی: ٣٠٢٤، ٣٠٢٥]

پھر میں نے سورۂ نساء پڑھی یہاں تک کہ جب میں اس آیت پر پہنچا ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا﴾ تو میں نے سر اٹھایا یا مجھے کسی نے چٹکی لی تو میں نے سر اٹھایا اور دیکھا کہ آپ ﷺ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کیسا ہوگا جب ہم بلائیں گے ہر امت میں سے ایک حال بتانے والا اور تجھ کو بلائیں گے ان سب کا حال بتانے کو۔ اور اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی بڑی علو شان معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ تمام امتوں پر گواہی دیں گے اور ہر نبی کی تصدیق کریں گے۔ اور یہ رونا اس درجہ عالی کی خوشی اور مبارکبادی اور احوال قیامت کی یاد سے تھا۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ قرآن سننا اور اس کی فرمائش کرنا مستحب ہے اور قرآن سن کر رونا اور اس میں غور و فکر کرنا دین کے عمدہ کاموں میں سے ہے۔

(١٨٦٨) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ هَنَّادٌ فِيْ رِوَايَتِهٖ قَالَ: لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((اقْرَأْ عَلَيَّ)). [راجع: ١٨٦٧]

اعمش سے یہی روایت اس اسناد سے مروی ہے مگر اس میں اتنی بات زیادہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا کہ ''میرے آگے قرآن پڑھو۔'' اور آپ ﷺ منبر پر تھے۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ قاری اگر نیچے ہو اور سامع بلند جگہ میں تو بے ادبی نہیں ہے۔

(١٨٦٩) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ ؒ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ: ((اِقْرَأْ عَلَيَّ)) قَالَ: اَقْرَأُ عَلَيْكَ وَ عَلَيْكَ اُنْزِلَ؟ قَالَ: ((اِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ)) قَالَ: فَقَرَاَ عَلَيْهِ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ النِّسَآءِ اِلٰى قَوْلِهٖ: ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا﴾ فَبَكٰى قَالَ مِسْعَرٌ: فَحَدَّثَنِيْ مَعْنٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؓ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((شَهِيْدًا عَلَيْهِمْ مَادُمْتُ فِيْهِمْ اَوْ مَا كُنْتُ فِيْهِمْ)) شَكَّ مِسْعَرٌ. [راجع: ١٨٦٧]

ابراہیم نے کہا کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے فرمایا: ''تم میرے آگے قرآن پڑھو۔'' انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ ﷺ کے آگے پڑھوں اور آپ ﷺ کے اوپر اترا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں چاہتا ہوں کہ اس کو دوسرے سے سنوں۔'' غرض عبداللہ ؓ نے سورۂ نساء کے شروع سے پڑھا اس آیت تک ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا﴾ اور آپ ﷺ روئے۔ مسعر نے کہا: روایت کی مجھ سے معن نے، ان سے جعفر نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے ابن مسعود ؓ نے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں امت کے حال سے واقف تھا جب تک میں ان میں تھا۔'' (یعنی زندہ تھا) مسعر کو شک ہے کہ کُنْتُ کہا یا دُمْتُ کہا معنی دونوں کے ایک ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: حضور ﷺ نے یہ آیت سورۂ نساء کی جب سنی تو گویا اس کے جواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یاد کیا کہ وہ بارگاہ الٰہی میں عرض کریں گے کہ جب تک میں زندہ تھا اپنی امت کے حال سے واقف تھا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا پھر ان کا حال تو ہی جانتا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبروں کو علم غیب نہیں اور جو لوگ انکو یا اولیا کو دور دور سے پکارتے ہیں اور ان سے مدد چاہتے ہیں سخت نادان اور مشرک ہیں۔ اللہ تعالیٰ شرک سے بچائے۔ آمین۔

(۱۸۷۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنْتُ بِحِمْصَ فَقَالَ لِیْ بَعْضُ الْقَوْمِ: إِقْرَأْ عَلَیْنَا فَقَرَأْتُ عَلَیْهِمْ سُوْرَةَ یُوْسُفَ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَاللّٰهِ مَاهٰكَذَا اُنْزِلَتْ قَالَ قُلْتُ: وَیْحَكَ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَرَأْتُهَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِیْ: ((اَحْسَنْتَ)) فَبَیْنَمَا اَنَا اُكَلِّمُهُ إِذْ وَجَدْتُ مِنْهُ رِیْحَ الْخَمْرِ قَالَ: فَقُلْتُ: اَتَشْرَبُ الْخَمْرَ وَتُكَذِّبُ بِالْكِتَابِ؟ لَا تَبْرَحْ حَتّٰی اَجْلِدَكَ قَالَ: فَجَلَدْتُهُ الْحَدَّ. [راجع: ۵۰۰۱]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حمص میں تھا مجھ سے لوگوں نے کہا: ہم کو قرآن سناؤ۔ میں نے سورۂ یوسف پڑھی۔ سو ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم! ایسا نہیں اترا۔ میں نے کہا: تیری خرابی ہو۔ اللہ کی قسم! میں نے تو یہ سورت رسول اللہ ﷺ کے آگے پڑھی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''خوب پڑھا۔'' غرض میں اس سے بات کر ہی رہا تھا کہ شراب کی بو اس کی طرف سے آئی تو میں نے کہا: تو شراب پیتا ہے اور اللہ کی کتاب کو جھٹلاتا ہے تو جانے نہ پائے گا جب تک میں تجھے حد نہ مارلوں گا پھر میں نے اس کو کوڑے مارے۔



(۱۸۷۱) عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَیْسَ فِیْ حَدِیْثِ اَبِیْ مُعَاوِیَةَ فَقَالَ لِیْ: ((اَحْسَنْتَ)). [راجع: ۱۸۷۰]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے سوائے اس کے کہ اس میں ((احسنت)) کا لفظ نہیں ہے۔



بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ فِی الصَّلٰوةِ وَتَعَلُّمِهٖ.

باب: نماز میں قرآن پڑھنے اور اس کی فضیلت کا بیان۔

(۱۸۷۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اِذَا رَجَعَ اِلٰی اَهْلِهٖ اَنْ یَّجِدَ فِیْهِ ثَلَاثَ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ؟)) قُلْنَا: نَعَمْ قَالَ: ((فَثَلَاثُ اٰیَاتٍ یَقْرَأُ بِهِنَّ اَحَدُكُمْ فِیْ صَلٰوتِهٖ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلَاثِ خَلِفَاتٍ عِظَامٍ سِمَانٍ)). [ابن ماجه: ۳۷۸۲]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی تم میں سے چاہتا ہے کہ جب گھر لوٹ کر آئے تو تین حاملہ اونٹنیاں پائے جو نہایت فربہ ہوں بڑی بڑی۔'' ہم نے کہا: بے شک۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پس تین آیتیں کہ ان کو آدمی نماز میں پڑھتا ہے بہتر ہے اس کیلئے تین اونٹنیوں سے جو بڑی اور موٹی ہوں۔''



فائدہ: یہ تشبیہ صرف دنیا کے لوگوں کی فہمائش کیلئے آپ ﷺ نے فرمائی ورنہ قرآن کی آیتیں، آخرت کی عمدہ نعمتیں ابدالآباد رہنے والی ہیں، رب العرش والسموات کی بارگاہ عالی میں درجات عالیات بڑھانے والی، جنت کے بلند درجوں پر چڑھانے والی، بخلاف دنیا کی نعمتوں کے کہ وہ سریع الزوال فنا ہو جانے والی ہیں۔

(۱۸۷۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِی الصُّفَّةِ فَقَالَ: ((اَیُّكُمْ یُحِبُّ اَنْ یَّغْدُوَ كُلَّ یَوْمٍ اِلٰی بُطْحَانَ اَوْ اِلَی الْعَقِیْقِ فَیَاْتِیَ مِنْهُ بِنَاقَتَیْنِ كَوْمَاوَیْنِ فِیْ غَیْرِ اِثْمٍ وَّلَا قَطْعِ رَحِمٍ؟)) فَقُلْنَا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ!

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نکلے اور ہم لوگ دیوان خانہ میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کون چاہتا ہے کہ روز صبح کو بطحان یا عقیق کو جائے؟ (یہ دونوں بازار تھے مدینہ میں) اور وہاں سے دو اونٹنیاں بڑے بڑے کوہان کی لائے بغیر کسی گناہ کے اور بغیر اس کے کہ کسی ناتہ دار کی حق تلفی کرے۔'' تو ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!

نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ: ((اَفَلَا يَغْدُوْ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ اَوْيَقْرَأُ اٰيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى خَيْرٌ لَّهُ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلَاثٌ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ ثَلَاثٍ وَاَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَرْبَعٍ وَمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ؟)). [ابوداود: ١٤٥٦]

ہم سب اس کو چاہتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر کیوں نہیں جاتا تم میں سے ہر ایک مسجد کو اور کیوں نہیں سکھاتا یا نہیں پڑھتا دو آیتیں اللہ کی کتاب کی جو بہتر ہوں اس کیلئے دو اونٹنیوں سے اور تین بہتر ہیں تین اونٹنیوں سے اور چار بہتر ہیں چار اونٹنیوں سے اور اسی طرح جتنی آیتیں ہوں اتنی اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔''

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَسُوْرَةِ الْبَقَرَةِ.

باب: قرأت قرآن اور سورۂ بقرہ کی فضیلت۔

(١٨٧٤) عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهُ يَاْتِىْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيعًا لِّاَصْحَابِهِ اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ: الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرَانَ فَاِنَّهُمَا يَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْكَاَنَّهُمَا غَيَايَتَانِ اَوْكَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ)) قَالَ مُعَاوِيَةُ: بَلَغَنِىْ اَنَّ الْبَطَلَةَ: السَّحَرَةُ.

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''قرآن پڑھو اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا سفارشی ہو کر آئے گا۔ اور دو سورتیں چمکتی پڑھو سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران اس لئے کہ وہ میدان قیامت میں آئیں گی گویا دو بادل ہیں یا دو سائبان یا دو ٹکڑیاں ہیں اڑتے جانور کی اور حجت کرتی ہوئی آئیں گی اپنے لوگوں کی طرف اور سورۂ بقرہ پڑھو کہ لینا اس کا برکت ہے اور چھوڑنا اس کا حسرت ہے اور جادوگر لوگ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔''



(١٨٧٥) عَنْ مُعَاوِيَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: ((وَكَاَنَّهُمَا)) فِىْ كِلَيْهِمَا وَلَمْ يَذْكُرْ: قَوْلَ مُعَاوِيَةَ بَلَغَنِىْ.

چند الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔



(١٨٧٦) عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْكِلَابِيِّ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِىَّ ﷺ يَقُوْلُ: ((يُؤْتٰى بِالْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهِ تَقْدُمُهُ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ)) وَضَرَبَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ اَمْثَالٍ مَانَسِيْتُهُنَّ بَعْدُ قَالَ: ((كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا)). [ترمذی: ٢٨٨٣]

نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرمایا: ''قرآن کو قیامت کے دن لائیں گے اور ان کو بھی جو اس پر عمل کرتے تھے اور سورۂ بقرہ اور آل عمران آگے آگے ہوں گی اور رسول اللہ ﷺ نے اس کی تین مثالیں دیں کہ میں ان کو آج تک نہیں بھولا۔ اول یہ کہ وہ ایسی ہیں جیسے دو بادل کے ٹکڑے یا ایسی ہیں جیسے دو کالے کالے سائبان کہ ان میں روشنی چمکتی ہو یا ایسی ہیں جیسی قطار باندھی ہوئی چڑیوں کی دو ٹکڑیاں اور وہ دونوں اپنے صاحب کی طرف حجت کرتی ہوں گی۔''

فائدہ۔ ان حدیثوں سے بڑی فضیلت سورۂ بقرہ اور آل عمران کی معلوم ہوئی اور معلوم ہوا کہ قرآن سے بڑھ کر کوئی شفیع نہیں۔ جس کو اس کی شفاعت منظور ہو اسی پر عمل کرے۔ اور عمل بغیر معنی معلوم ہوئے نہیں ہوسکتا۔ پس عوام کو ضروری ہے کہ ترجمہ پڑھا کریں۔

بَابُ فَضْلِ الْفَاتِحَةِ وَخَوَاتِيمِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَالْحَثُّ عَلٰى قِرَاءَةِ الْآيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ.

باب: سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت اور ان دونوں آیتوں کو پڑھنے کی ترغیب۔

(۱۸۷۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ: بَيْنَا جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ سَمِعَ نَقِيْضًا مِنْ فَوْقِهِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: هٰذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ فَقَالَ: هٰذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ فَسَلَّمَ وَقَالَ: أَبْشِرْ بِنُوْرَيْنِ أُوْتِيْتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَخَوَاتِيمُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيْتَهُ.

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک دن جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آواز بڑے زور کی سنی دروازہ کھلنے کی اور اپنا سر اٹھایا۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ایک دروازہ ہے آسمان کا کہ آج کھلا ہے اور کبھی نہیں کھلا تھا مگر آج کے دن پھر اس سے ایک فرشتہ اترا۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ فرشتہ جو زمین پر اترا ہے کبھی نہیں اترا سوائے آج کے۔ اور اس نے سلام کیا اور کہا خوشخبری ہو آپ ﷺ کو دو نوروں کی کہ آپ ﷺ کو عنایت ہوئے ہیں اور نبیوں میں سے کسی نبی کو نہیں ملے، سوائے آپ ﷺ کے، ایک سورۂ فاتحہ ہے اور دوسرے سورۂ بقرہ کا خاتمہ۔ کوئی حرف اس میں سے تم نہ پڑھو گے کہ اس کی مانگی ہوئی چیز تمہیں نہ ملے۔



(۱۸۷۸) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ: لَقِيْتُ أَبَا مَسْعُوْدٍ ﷺ عِنْدَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ: حَدِيْثٌ بَلَغَنِيْ عَنْكَ فِي الْآيَتَيْنِ فِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَقَالَ: نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْآيَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ مَنْ قَرَأَهُمَا فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)).

عبدالرحمٰن نے کہا: میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے کعبہ شریف کے پاس ملا اور میں نے کہا: مجھے ایک حدیث تمہاری زبانی پہنچی ہے سورۂ بقرہ کی فضیلت میں۔ انہوں نے کہا کہ ہاں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو رات کو پڑھے اس کو کافی ہیں۔“

[ابو داود: ۱۳۹۷؛ ترمذی: ۲۸۸۱؛ ابن ماجہ: ۱۳۶۸]



فائدہ۔ اس کو کافی ہیں یعنی تہجد کے بدلے یا شیطان سے بچنے کو کافی ہیں یا اور آفتوں سے بچنے کو۔

(۱۸۷۹) عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[راجع: ۱۸۷۵]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔



(۱۸۸۰) عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ قَرَأَهَا تَيْنِ الْآيَتَيْنِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ)) قَالَ.

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھے اس کو رات بھر کفایت کریں گی“ عبدالرحمٰن نے کہا کہ پھر میں ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے ملا اور وہ کعبہ کا طواف کرتے تھے۔

عَبْدُالرَّحْمٰنِ: فَلَقِيْتُ اَبَا مَسْعُوْدٍ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيْ بِهٖ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ. [راجع: ۱۸۷۸]

سو میں نے ان سے پوچھا اور انہوں نے نبی ﷺ کی طرف سے وہی بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: پہلے عبدالرحمٰن کو یہ حدیث ابومسعود رضی اللہ عنہ سے بواسطہ کسی راوی کے پہنچی تھی اس واسطے انہوں نے چاہا کہ بلاواسطہ میں بھی ان سے سن لوں تا کہ اپنی سند عالی ہو جائے۔ محدثین کے ہاں اس سند عالی کا بڑا خیال ہوتا ہے اور یہ بھی ایک بڑی نعمت ہے اس امت میں کہ کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی۔

(۱۸۸۱) عَنْ عَلْقَمَةَ وَعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ۱۸۷۸]

ابومسعود رضی اللہ عنہ سے اس سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۸۲) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ۱۸۷۸]

ابومسعود رضی اللہ عنہ سے اس سند سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَاٰيَةِ الْكُرْسِيِّ.

باب: سورۂ کہف اور آیۃ الکرسی کی فضیلت۔

(۱۸۸۳) عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ اٰيَاتٍ مِنْ اَوَّلِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ)). [ابوداود: ۴۳۲۳؛ ترمذی: ۲۸۸۶]

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو یاد کرے سورۂ کہف کی اول کی دس آیتیں وہ دجال کے فتنہ سے بچے گا۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان دنوں میں ان آیتوں کا یاد کرنا اور غور کرنا ضروری ہے اس لئے کہ نیچری لوگ ملحد مزاج کہ پیش خیمہ ہیں لعین دجال کے۔ ان کا زمانہ میں بڑا جلوہ ہے اور ان کے خیالات فاسدہ اکثر لوگوں میں پھیل رہے ہیں اور صریح معجزات انبیاء علیہم السلام کا اور آیات قرآنیہ کا اور بینات رحمانیہ کا انکار کرتے ہیں۔

(۱۸۸۴) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ قَالَ شُعْبَةُ: مِنْ آخِرِ الْكَهْفِ وَقَالَ هَمَّامٌ: مِنْ اَوَّلِ الْكَهْفِ كَمَا قَالَ هِشَامٌ. [راجع: ۱۸۸۳]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث آئی ہے۔ شعبہ نے کہا کہ سورۂ کہف کی آخری آیات اور ہمام نے شروع کی آیات کہی ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۸۵) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَبَا الْمُنْذِرِ! اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ اَعْظَمُ؟)) قَالَ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ: ((يَا اَبَا الْمُنْذِرِ! اَتَدْرِيْ اَيُّ اٰيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَعَكَ اَعْظَمُ؟)) قَالَ قُلْتُ: ﴿اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ﴾ قَالَ: فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ: ((لِيَهْنِكَ

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! اللہ کی کتاب میں سے تمہارے پاس کونسی آیت سب سے بڑی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا: میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوالمنذر! کونسی آیت اللہ کی کتاب میں سے تمہارے پاس سب سے بڑی ہے۔'' انہوں نے عرض کیا ﴿اللہ لا الہ الا هو الحی القیوم﴾ یعنی آیت الکرسی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک ہاتھ مارا (یعنی شاباشی کا) میرے سینہ پر اور فرمایا: ''اے ابوالمنذر!

الْعِلْمُ اَبَا الْمُنْذِرِ)). [ابوداود: ١٤٦٠] تجھے علم مبارک ہو۔"

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قرآن کی آیتیں بعض سے بعض افضل ہیں اور علما نے کہا ہے کہ آیت الکرسی اس وجہ سے افضل ہے سارے قرآن سے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفتیں اور ناموں کی جڑیں مذکور ہیں جیسے معبود ہونا اور ایک ہونا اور زندہ ہونا اور علم کامل اس کا اور سلطنت اور بادشاہت اور قدرت اور ارادہ اور یہ سب صفتوں کی جڑ ہیں۔ پس یہ آیت ان سب کی جامع ہے اس لئے سب سے افضل اور اولیٰ ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شاباشی کا ہاتھ سینہ پر مارنا سنت ہے، پیٹھ پر مارنا خلاف سنت ہے۔

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾.

باب: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ کی فضیلت۔

(١٨٨٦) عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اَيَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ يَقْرَاَ فِیْ لَيْلَةٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ؟)) قَالُوْا: وَكَيْفَ يَقْرَاُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ؟ قَالَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ يَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ.

ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کیا تھک جاتا ہے کوئی تم میں کا اس سے کہ ہر رات تہائی قرآن پڑھ لے؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ تہائی قرآن کیوں کر پڑھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "﴿قل هو اللّٰه احد﴾ تہائی قرآن کے برابر ہے۔"

(١٨٨٧) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِیْ حَدِيْثِهِمَا مِنْ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ جَزَّاَ الْقُرْاٰنَ ثَلَاثَةَ اَجْزَآءٍ فَجَعَلَ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ جُزْءًا مِنْ اَجْزَآءِ الْقُرْاٰنِ)).

قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی اسناد سے یہ روایت مذکور ہوئی اور اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مروی ہے کہ "اللہ تعالیٰ نے قرآن کے تین ٹکڑے کئے (یعنی قصص اور احکام اور صفات الٰہی) اور ﴿قل هو اللّٰه احد﴾ کو قرآن کا ایک ٹکڑا کیا۔" (یعنی باری تعالیٰ کی عمدہ صفات سے بھری ہے)

(١٨٨٨) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَحْشِدُوْا فَاِنِّیْ سَاَقْرَاُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ)) فَحَشَدَ مَنْ حَشَدَ ثُمَّ خَرَجَ نَبِیُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَرَاَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ ثُمَّ دَخَلَ فَقَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: اِنِّیْ اَرٰی هٰذَا خَبَرًا جَآءَهُ مِنَ السَّمَآءِ فَذَاكَ الَّذِیْ اَدْخَلَهُ ثُمَّ خَرَجَ نَبِیُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((اِنِّیْ قُلْتُ لَكُمْ سَاَقْرَاُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ اَلَا اِنَّهَا تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ)).

[ترمذی: ٢٩٠٠]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ جمع ہو جاؤ کہ میں تمہارے آگے تہائی قرآن پڑھوں۔" غرض کہ جمع ہو گئے جن کو جمع ہونا تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿قل هو اللّٰه احد﴾ پڑھی اور اندر چلے گئے تو ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ شاید آسمان سے کوئی خبر آئی ہے جس کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اندر گئے ہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہارے آگے تہائی کلام اللہ پڑھوں سو یہ سورت تہائی کلام اللہ کے برابر ہے۔"

○ ○ ○ ○

(١٨٨٩) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ((اَقْرَاُ عَلَيْكُمْ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ)) فَقَرَاَ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝﴾ حَتّٰی خَتَمَهَا.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے اور فرمایا: "میں تمہارے آگے تہائی قرآن پڑھتا ہوں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿قل هو اللّٰه احد﴾ پڑھی۔ یہاں تک کہ اس سورت کو ختم کیا۔

○ ○ ○ ○

(۱۸۹۰) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰی سَرِیَّةٍ وَکَانَ یَقْرَأُ لِاَصْحَابِهٖ فِیْ صَلٰوتِهِمْ فَیَخْتِمُ بِ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَکَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((سَلُوْهُ لِاَیِّ شَیْءٍ یَصْنَعُ ذٰلِكَ)) فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ: لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ یُحِبُّهٗ)). [بخاری: ۷۳۷۵؛ نسائی: ۹۹۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو ایک فوج پر سردار کر کے بھیجا اور وہ اپنی فوج کی نماز میں قرآن پڑھتے اور قراءت کو ﴿قل هو الله احد﴾ پر ختم کرتے پھر جب فوج لوٹ کر آئی۔ لوگوں نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے پوچھو وہ کیوں ایسا کرتے ہیں۔'' پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ رحمٰن کی صفت ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں کہ اس کو پڑھا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھتا ہے۔''

فائدہ: اس مبارک سورت میں اللہ پاک کا ایک ہونا، بے پروا معبود ہونا، ولد سے پاک ہونا، کسی سے پیدا نہ ہونا یعنی قدیم ہونا اس کی ذات کا، ہمسر کوئی نہ ہونا یعنی بے مثل ہونا مذکور ہے۔ اور سبحان اللہ! اتنی عمدہ صفات کس خوبی اور اختصار سے اس مبارک سورت میں مذکور ہیں پھر کیوں کر مؤمن کو اس سے محبت نہ ہو۔ اور اللہ کا دوست رکھنا بندہ کو یہ ہے کہ اس کے گناہ بخشے، دونوں جہان میں عافیت عنایت کرے اپنی اطاعت کی توفیق دے۔ بندہ کا اللہ کو دوست رکھنا یہ ہے کہ اس کی عبادت اور اطاعت، صدق دل اور اخلاص سے بجالائے اس کو دل سے یاد کرے اس کی محبت کو سارے جہاں سے مقدم سمجھے۔

بَابُ فَضْلِ قِرَاءَةِ الْمُعَوَّذَتَیْنِ.

باب: معوذتین کی فضیلت۔

(۱۸۹۱) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَمْ تَرَ اٰیَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّیْلَةَ لَمْ یُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ؟ ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ وَ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾)). [ترمذی: ۲۹۰۲؛ نسائی: ۹۵۳]

عامر کے بیٹے عقبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نہیں دیکھتے کہ آج کی رات ایسی آیتیں اتری ہیں کہ ان کے مثل کبھی نہیں دیکھیں اور وہ ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ ہیں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہو گیا کہ یہ دونوں سورتیں قرآن میں داخل ہیں۔ اور رد ہو گیا وہ مضمون جو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ یہ قرآن میں داخل نہیں اور امت کا اس بات پر اجماع منعقد ہو گیا ہے کہ وہ قرآن میں ہیں اور وہ روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی شاذ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ قل بھی قرآن میں داخل ہے اس پر بھی اجماع ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۱۸۹۲) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اُنْزِلَ اَوْ اُنْزِلَتْ عَلَیَّ اٰیَاتٌ لَمْ یُرَ مِثْلُهُنَّ قَطُّ: اَلْمُعَوَّذَتَیْنِ)). [راجع: ۱۸۹۱]

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر ایسی آیات اتاری گئی ہیں کہ ان جیسی کبھی نہیں دیکھی گئیں وہ معوذتین ہیں۔''

(۱۸۹۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِیِّ وَکَانَ مِنْ رُفَعَاءِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ﷺ. [راجع: ۱۸۹۱]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ مَنْ یَقُوْمُ بِالْقُرْاٰنِ وَیُعَلِّمُهٗ.

باب: قرآن پر عمل کرنے والے اور اس کے سکھانے والے کی فضیلت۔

(١٨٩٤) عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ)). [بخاري: ٧٥٢٩؛ ترمذي: ١٩٣٦؛ ابن ماجه: ٤٢٠٩]

سالم اپنے باپ سے، وہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''رشک کسی اور پر نہیں مگر دو شخصوں پر ایک وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن عنایت کیا ہو اور وہ اس کو رات کو پڑھتا ہو اور دن کو بھی اور اس پر عمل کرتا ہو۔ دوسرے وہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مال دیا ہو کہ وہ رات کو بھی خرچ کرتا ہو اور دن کو بھی۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: رشک دو قسم کا ہے۔ ایک یہ کہ آدمی چاہے کہ دوسرے کی نعمت زائل ہو جائے اور مجھے مل جائے اور یہ باجماع امت حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ آدمی صاحب نعمت کی نعمت کا زوال نہ چاہے بلکہ اتنی ہی آرزو کرے کہ یہ نعمت اللہ تعالیٰ مجھے بھی نصیب کرے اور اس کو عربی میں غبط کہتے ہیں اور یہ شریعت میں محمود ہے اور انبیا اور صلحا میں بھی ہوتا ہے یہاں بھی رشک سے یہی مراد ہے نہ معنی اول۔

(١٨٩٥) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَاحَسَدَ إِلَّا عَلَى اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ هَذَا الْكِتَابَ فَقَامَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَتَصَدَّقَ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ)).

سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رشک سوائے دو بندوں کے کسی پر جائز نہیں ایک جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ کتاب دی ہو اور اس پر دن رات عمل کرے اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ دن رات اس کو خرچ کرے۔''

○ ○ ○ ○

(١٨٩٦) عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا)). [بخاري: ٧٣، ١٤٠٩، ٧١٤١، ٧٣١٦؛ ابن ماجه: ٤٢٠٨]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسد روا نہیں ہے مگر دو شخصوں پر: ایک وہ جسے اللہ نے مال دیا اور اس کے خرچ کرنے پر راہ حق کی توفیق دے۔ دوسرے وہ کہ اسے حکمت دی کہ اس کے موافق حکم کرتا ہے اور سکھلاتا ہے۔'' (حکمت سے مراد علم حدیث ہے)

○ ○ ○ ○

(١٨٩٧) عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ أَنَّ نَافِعَ بْنَ عَبْدِالْحَارِثِ لَقِيَ عُمَرَ ﷺ بِعُسْفَانَ وَكَانَ عُمَرُ ﷺ يَسْتَعْمِلُهُ عَلَى مَكَّةَ فَقَالَ: مَنِ اسْتَعْمَلْتَ عَلَى أَهْلِ الْوَادِي؟ فَقَالَ: ابْنَ أَبْزَى؟ قَالَ: وَمَنِ ابْنُ أَبْزَى؟ قَالَ: مَوْلًى مِنْ مَوَالِينَا قَالَ: فَاسْتَخْلَفْتَ عَلَيْهِمْ مَوْلًى قَالَ: إِنَّهُ قَارِئٌ لِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَإِنَّهُ عَالِمٌ بِالْفَرَائِضِ. قَالَ عُمَرُ ﷺ: أَمَا إِنَّ نَبِيَّكُمْ ﷺ قَدْ قَالَ: ((إِنَّ

عامر بن واثلہ سے روایت ہے کہ نافع بن عبدالحارث نے ملاقات کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عسفان میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو مکہ پر تحصیل دار بنا دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم نے جنگل والوں پر کس کو تحصیل دار بنایا؟ انہوں نے کہا ابن ابزیٰ کو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ابن ابزیٰ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک آزاد کردہ غلام ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم نے غلام کو ان پر تحصیل دار کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ کتاب اللہ کے قاری ہیں اور ترکہ کو خوب بانٹنا جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنو تمہارے نبی ﷺ نے

اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ اَقْوَامًا وَّيَضَعُ بِهٖ اٰخَرِيْنَ))۔ [ابن ماجه: ٢١٨]

فرمایا ہے: ”اللہ تعالیٰ اس کتاب کے سبب سے کچھ لوگوں کو بلند کرے گا اور کچھ لوگوں کو گرا دے گا۔“

فائدہ: یعنی جو اس کے تابع ہوں گے دنیا میں حکومت، آخرت میں جنت پائیں گے اور جو منکر ہوں گے دنیا میں ذلت، آخرت میں عقوبت اٹھائیں گے۔

(١٨٩٨) عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ اللَّيْثِيِّ اَنَّ نَافِعَ ابْنَ عَبْدِالْحَارِثِ الْخُزَاعِيَّ لَقِيَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِعُسْفَانَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ. [راجع: ١٨٩٧]

اس سند سے بھی مذکورہ بالا حدیث اسی طرح مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ وَّبَيَانِ مَعْنَاهَا.

باب: قرآن کا سات حرفوں میں اترنے اور اس کے مطلب کا بیان۔

(١٨٩٩) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدٍ الْقَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَؤُهَا وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْرَاَنِيْهَا فَكِدْتُ اَنْ اَعْجَلَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَمْهَلْتُهُ حَتّٰى انْصَرَفَ ثُمَّ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهٖ فَجِئْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! اِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى غَيْرِ مَا اَقْرَاْتَنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَرْسِلْهُ اقْرَاْ)) فَقَرَاَ الْقِرَاءَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((هٰكَذَا اُنْزِلَتْ)) ثُمَّ قَالَ لِيْ: ((اقْرَاْ)) فَقَرَاْتُ فَقَالَ: ((هٰكَذَا اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ)). [بخاري: ٢٤١٩، ٤٩٩٢، ٥٠٤١، ٧٥٥٠؛ ابوداود: ١٤٧٥؛ ترمذي: ٢٩٤٣؛ نسائي: ٩٣٥، ٩٣٦، ٩٣٧]

عبدالرحمٰن (فرزند عبدالقاری کے) نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے: میں نے ایک دن ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کو سورۂ فرقان پڑھتے سنا کہ اور لوگوں کے خلاف پڑھتے تھے اور یہ سورت رسول اللہ ﷺ مجھ کو پڑھا چکے تھے سو میں قریب تھا کہ ان کو جلد پکڑ لوں مگر میں نے انہیں مہلت دی یہاں تک کہ پڑھ چکے پھر میں نے ان کی چادر ان کے گلے میں ڈال کر کھینچا اور رسول اللہ ﷺ تک لایا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے ان سے سورۂ فرقان سنی۔ خلاف اس کے جیسے کہ آپ ﷺ نے مجھے پڑھائی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اچھا ان کو چھوڑ دو اور ان سے کہا پڑھو۔“ پھر انہوں نے ویسا ہی پڑھا جیسا میں نے ان سے پہلے سنا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی ہی اتری ہے۔“ پھر مجھ سے کہا: ”پڑھو۔“ میں نے بھی پڑھی (یعنی جیسے رسول اللہ ﷺ نے مجھے پڑھائی تھی) تب بھی آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایسی ہی اتری ہے۔“ اور فرمایا: ”بات یہ ہے کہ قرآن سات حرفوں میں اترا ہے اس میں سے جو تم کو آسان ہو اس طرح پڑھو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: سات حرفوں میں قرآن کا اترنا محض آسانی اور امت کی سہولت کیلئے تھا جیسے اور روایتوں میں بتصریح آ چکا ہے کہ آپ ﷺ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ میری امت پر آسانی ہو اس پر سات حرفوں تک اجازت ملی۔ اور علما کا اختلاف ہے کہ سات عددوں سے کیا مراد ہے؟ بعض نے کہا: سات کا عدد صرف سہولت کیلئے ہے حصر کیلئے نہیں مگر اکثر کا یہ قول ہے کہ حصر کیلئے ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر ❀❀)

(❁❁ گزشتہ سے پیوستہ) یعنی سات سے آٹھ نہیں ہو سکتے۔ اب اس کے مطلب میں بھی کئی قول ہیں۔ ایک یہ کہ مراد اس سے سات مضمون ہیں جو خلاصہ مطالب قرآن ہیں جیسے وعدہ، وعید، محکم، متشابہ، حلال، حرام، قصص اور امثال ہیں۔ بعض نے کہا: مراد اس سے کیفیت قراءت کی اور اس کے کلمات نکالنے کی ہے جیسے ادغام، اظہار، تفخیم، ترقیق، امالہ، مد، قصر ہیں اس لئے کہ عرب کے قبائل آپس میں ان قاعدوں میں اختلاف رکھتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت کو آسانی دی کہ مثلاً جس لفظ میں جسے ادغام یعنی تشدید پڑھنا آسان ہو وہ ادغام کرے جسے مشکل ہو وہ نہ کرے اسی طرح اظہار وغیرہ کا حال ہے۔ اور بعض نے کہا اس سے سات قسم کے الفاظ اور حروف مراد ہیں اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے ابن شہاب نے جہاں کہ روایت کی ان سے مسلم نے اپنی کتاب میں۔ پھر ان لوگوں نے اس میں بھی اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا: مراد اس سے سات قراءتیں اور وجوہ ہیں اور کسی نے کہا: عرب کی سات لغات مراد ہیں جیسے یمن اور معد اور یہ افصح لغات ہیں اور کسی نے کہا قبیلہ مضر کی سات زبانیں۔ اور یہ سب لغات قرآن میں جا بجا وارد ہوئی ہیں نہ یہ کہ ایک جگہ ہوں یا ایک کلمہ میں ہوں۔ اور بعض نے کہا کہ بعض کلمات میں سب لغات جمع ہیں جیسے ﴿وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ﴾ ﴿وَيَرْتَعْ وَيَلْعَبْ﴾ ﴿وَبَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا﴾ وغیرہ میں اور قاضی ابوبکر باقلانی نے کہا کہ صحیح یہی بات ہے کہ ساتوں طرح کی لغات مروی ہو چکی ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔ اور امت نے اس کو جمع کر لیا ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور ایک جماعت نے اس کو مصحف میں اکٹھا کر لیا ہے اور اس کی صحت کی خبر دی ہے۔ اور جو بتواتر ثابت نہ ہوا اس کو حذف کر دیا۔ اور اگرچہ ان الفاظ کے معانی کبھی مختلف ہوتے ہیں مگر آپس میں ضد اور منافات نہیں رکھتے کہ ایک کا معنی دوسرے کا مکذب ہو۔ اور طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ ان حرفوں میں قراءت کی ضرورت اول اسلام میں تھی کہ اس وقت تک لوگوں کو قرآن میں مشق خوب نہ تھی پھر جب بہت لوگ اسلام میں داخل ہو گئے اور وحی کا لکھنا بھی جا بجا ہوا۔ اب ضرورت باقی نہیں رہی اور داؤدی نے کہا: سات قراءتیں جو آج کے دن پڑھی جاتی ہیں ہر حرف اور ہر لفظ میں نہیں ہیں بلکہ جا بجا متفرق ہیں اور ابو عبید اللہ نے کہا: یہ سات قراءتیں ایک حرف سے نکلی ہیں جو حدیث میں مذکور ہیں اور اسی کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے مصحف میں جمع کیا ہے اور نحاس وغیرہ نے بھی یہی کہا ہے اور علما نے کہا ہے کہ ہر رمضان میں قرآن کا دور جو رسول اللہ ﷺ اور جبرئیل علیہ السلام میں ہوتا تھا تو سات حرف کی اجازت ایک ہی دور میں نہیں ہوئی اور یہ بھی نہیں معلوم کہ ان سات قراءتوں میں جو مروج ہیں اخیر دور میں کون سی پڑھی گئی۔ اور یہ ساتوں قراءتیں مشہور ہیں اور بشہرت رسول اللہ ﷺ سے مروی ہیں اور امت نے ان کو ضبط کیا ہے۔

(۱۹۰۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ فَكِدْتُّ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ۔ [راجع: ۱۸۹۹]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے: میں نے سنا ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ سے کہ وہ سورۂ فرقان پڑھتے تھے۔ پھر حدیث بیان کی اول کے مثل۔ اور اس میں یہ زیادہ کیا کہ قریب تھا کہ میں ان کو قید کر لوں نماز میں مگر میں نے صبر کیا یہاں تک کہ انہوں نے سلام پھیرا۔

O O O O

(۱۹۰۱) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا: اَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَرِوَايَةِ يُوْنُسَ بِاِسْنَادِهٖ۔ [راجع: ۱۸۹۹]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا: روایت کی ہم سے یہی حدیث اسحاق بن ابراہیم نے اور عبد بن حمید نے دونوں نے کہا: روایت کی ہم سے عبدالرزاق نے، ان سے معمر نے، ان سے زہری نے مانند روایت یونس کی اسناد کے۔

(۱۹۰۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَقْرَاَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَرْفٍ فَرَاجَعْتُهٗ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِيْدُهٗ فَيَزِيْدُنِيْ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: بَلَغَنِيْ اَنَّ تِلْكَ السَّبْعَةَ الْاَحْرُفَ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عبید اللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جبرئیل علیہ السلام نے ایک حرف پر قرآن پڑھایا اور میں ان سے زیادہ کی درخواست کرتا رہا اور وہ زیادہ کرتا رہا یہاں تک کہ سات حرف تک نوبت پہنچی۔“ ابن شہاب نے کہا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ سات حرف کا مآل اور مطلب ایک ہی ہوتا ہے کہ کسی حلال و حرام میں ان سے

إِنَّمَا هِيَ فِي الْأَمْرِ الَّذِي يَكُونُ وَاحِدًا لَا يَخْتَلِفُ فِي حَلَالٍ وَلَا حَرَامٍ. [بخاري: ٤٩٩١]

اختلاف نہیں پڑتا۔

○ ○ ○ ○

(١٩٠٣) حَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ١٩٠٢]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا: اور یہی روایت بیان کی ہم سے عبد بن حمید نے، ان سے عبدالرزاق نے، ان سے زہری نے اسی اسناد سے۔

○ ○ ○ ○

(١٩٠٤) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ: كُنْتُ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ يُصَلِّي فَقَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ ثُمَّ دَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ قِرَاءَةً سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَلَمَّا قَضَيْنَا الصَّلٰوةَ دَخَلْنَا جَمِيعًا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ هٰذَا قَرَأَ قِرَاءَةً أَنْكَرْتُهَا عَلَيْهِ وَدَخَلَ آخَرُ فَقَرَأَ سِوٰى قِرَاءَةِ صَاحِبِهِ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَآ فَحَسَّنَ النَّبِيُّ ﷺ شَأْنَهُمَا فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَأٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا قَدْ غَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفِضْتُ عَرَقًا وَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَرَقًا فَقَالَ لِي: ((يَا أُبَيُّ! أُرْسِلَ إِلَيَّ أَنِ اقْرَإِ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّانِيَةَ اقْرَأْهُ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَرَدَدْتُ إِلَيْهِ أَنْ هَوِّنْ عَلٰى أُمَّتِي فَرَدَّ إِلَيَّ الثَّالِثَةَ اقْرَأْهُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَلَكَ بِكُلِّ رَدَّةٍ رَدَدْتُكَهَا مَسْأَلَةٌ تَسْأَلُنِيهَا فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأُمَّتِي اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْ لِأُمَّتِي وَأَخَّرْتُ الثَّالِثَةَ لِيَوْمٍ يَرْغَبُ إِلَيَّ الْخَلْقُ كُلُّهُمْ حَتّٰى إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ)).

[أبو داود: ١٤٧٨؛ نسائي: ٩٣٨]

ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں مسجد میں تھا اور ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا اور ایک قراءت ایسی پڑھی کہ میں اسے نہ جانتا تھا۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے اور ایک قراءت پڑھی اس کے سوا۔ پھر جب ہم لوگ نماز پڑھ چکے سب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور میں نے عرض کیا کہ اس شخص نے ایک ایسی قراءت پڑھی کہ مجھے تعجب ہوا۔ اور دوسرا آیا تو اس نے اور ایک قراءت پڑھی سوائے اس کے۔ پھر حکم کیا ان دونوں کو رسول اللہ ﷺ نے اور انہوں نے پڑھا۔ اور روا رکھا نبی ﷺ نے ان دونوں مختلف قراءتوں کو اور میرے دل میں ایک تکذیب آ گئی نہ ایسی جیسی جاہلیت میں تھی۔ پھر خیال کیا رسول اللہ ﷺ نے اس بلا کو جس نے مجھے ڈھانپ لیا تھا تو میرے سینہ پر ایک ہاتھ مارا کہ میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور مجھے گویا اللہ پاک نظر آنے لگا خوف کے مارے تب مجھ سے فرمایا: ''اے ابی! پہلے مجھے حکم بھیجا گیا کہ میں قرآن ایک حرف میں پڑھوں۔ سو میں نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرما، پھر دوبارہ مجھے حکم ہوا کہ دو حرفوں میں پڑھوں۔ پھر میں نے دوسری بار عرض کیا کہ میری امت پر آسانی فرما۔ پھر تیسری بار مجھے حکم ہوا کہ سات حرفوں پر پڑھوں اور ارشاد ہوا کہ تم نے جتنی بار امت پر آسانی کیلئے عرض کیا ہر بار کے عوض ایک دعا مقبول ہے تم ہم سے مانگ لو۔ میں نے عرض کیا یا اللہ! میری امت کو بخش دے۔ یا اللہ! میری امت کو بخش دے (یہ دو ہوئیں) اور تیسری میں نے اس دن کیلئے اٹھا رکھی ہے جس دن تمام خلق میری طرف رغبت کرے گی یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام بھی۔''

○ ○ ○ ○

(١٩٠٥) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ: أَخْبَرَنِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ خبر دی مجھے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہ وہ مسجد کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک شخص آیا اور اس نے نماز پڑھی اور

فِي الْمَسْجِدِ إِذْ دَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى فَقَرَأَ قِرَاءَةً وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ. [راجع: ١٩٠٤]

ایک قراءت پڑھی۔ باقی سارا قصہ ذکر کیا جیسے ابن نمیر کی روایت سے اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(١٩٠٦) عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ عِنْدَ أَضَاةِ بَنِي غِفَارٍ قَالَ: فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفٍ فَقَالَ: ((أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ أَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى حَرْفَيْنِ فَقَالَ: ((أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ جَاءَهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى ثَلَاثَةِ أَحْرُفٍ فَقَالَ: ((أَسْأَلُ اللّٰهَ مُعَافَاتَهُ وَمَغْفِرَتَهُ وَإِنَّ أُمَّتِي لَا تُطِيقُ ذٰلِكَ)) ثُمَّ جَاءَهُ الرَّابِعَةَ فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَأْمُرُكَ أَنْ تَقْرَأَ أُمَّتُكَ الْقُرْآنَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ فَأَيُّمَا حَرْفٍ قَرَءُوا عَلَيْهِ فَقَدْ أَصَابُوا. [راجع: ١٩٠٤]

ابی بن کعب نے کہا کہ نبی ﷺ بنی غفار کے تالاب پر تھے۔ ان کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم کرتا ہے کہ اپنی امت کو ایک حرف پر قرآن پڑھاؤ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی معافی اور بخشش چاہتا ہوں اور میری امت اس کی طاقت نہ رکھے گی۔'' پھر دوبارہ ان کے پاس آئے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ حکم کرتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی امت کو دو حرفوں پر قرآن پڑھائیں۔ آپ ﷺ نے عرض کیا: ''میں اللہ تعالیٰ سے اس کی عفو اور بخشش چاہتا ہوں اور میری امت سے یہ نہ ہو سکے گا۔'' پھر تیسری بار آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم فرماتا ہے کہ اپنی امت کو تین حرفوں میں قرآن پڑھاؤ۔ آپ ﷺ نے عرض کیا: ''کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس کا عفو اور اس کی بخشش چاہتا ہوں اور میری امت سے یہ نہ ہو سکے گا۔'' پھر وہ چوتھی بار آئے اور کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے کہ اپنی امت کو قرآن سات حرفوں پر پڑھاؤ اور ان حرفوں میں سے جس حرف پر پڑھیں گے وہ ٹھیک ہوگا۔

(١٩٠٧) وَحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ. [راجع: ١٩٠٤]

مسلم نے کہا اور بیان کی ہم سے یہ روایت عبیداللہ بن معاذ نے ان سے ان کے باپ نے ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مثل اس روایت کے۔

بَابُ تَرْتِيلِ الْقِرَاءَةِ وَاجْتِنَابِ الْهَذِّ وَهُوَ الْإِفْرَاطُ فِي السُّرْعَةِ وَإِبَاحَةِ سُورَتَيْنِ فَأَكْثَرَ فِي رَكْعَةٍ.

باب: قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور ایک رکعت میں دو یا دو سے زیادہ سورتیں پڑھنے کا بیان۔

(١٩٠٨) عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ إِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! كَيْفَ تَقْرَأُ هٰذَا الْحَرْفَ أَلِفًا تَجِدُهُ أَمْ يَاءً مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ أَوْ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ يَاسِنٍ؟ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَكُلَّ

ابو وائل نے کہا: ایک آدمی آیا جس کو نہیک بن سنان کہتے تھے عبداللہ بن مسعود کے پاس اور کہا اے ابو عبدالرحمٰن! آپ ﷺ اس حرف کو الف پڑھتے ہیں یا یا۔ من ماء غیر اسن یا من ماء غیر یاسن، عبداللہ بن مسعود نے کہا: تو نے سارے قرآن مجید کو یاد کیا ہے سوائے اس حرف کے؟ اس نے پھر کہا کہ میں مفصل کی تمام سورتیں ایک

الْقُرْاٰنَ قَدْ اَحْصَيْتَ غَيْرَ هٰذَا؟ قَالَ: اِنِّي لَاَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِي رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ اِنَّ اَقْوَامًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ وَلٰكِنْ اِذَا وَقَعَ فِي الْقَلْبِ فَرَسَخَ فِيْهِ نَفَعَ اِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ الرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ اِنِّي لَاَعْلَمُ النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ سُوْرَتَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ ثُمَّ قَامَ عَبْدُاللّٰهِ فَدَخَلَ عَلْقَمَةُ فِي اِثْرِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: قَدْ اَخْبَرَنِيْ بِهَا قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِي رِوَايَتِهٖ: جَاۗءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ بَجِيْلَةَ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَلَمْ يَقُلْ: نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ . [بخاري: ٤٩٩٦؛ ترمذي: ٦٠٢؛ نسائي: ١٠٠٤]

رکعت میں پڑھتا ہوں، عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ایسا ہانکتا ہے جیسے شعر یں جلدی جلدی ہانکی جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ قرآن ایسا پڑھتے ہیں کہ ان کی ہنسلی سے نیچے نہیں اترتا۔ مگر قرآن کا یہ قاعدہ ہے کہ جب دل میں اترتا ہے اور جمتا ہے تب نفع دیتا ہے۔ نماز میں افضل رکن رکوع اور سجدہ ہے اور میں ان ایک سے دو سورتوں کو پہچانتا ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ ایک ایک رکعت میں دو دو ملا کر پڑھا کرتے تھے۔ پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور علقمہ ان کے پیچھے داخل ہوئے اور کہا کہ مجھے خبر دی اس کی، ابن نمیر نے اپنی روایت میں کہا کہ ایک مرد قبیلہ بنی بجیلہ کا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور نہیک بن سنان نام نہیں لیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا: عبداللہ نے جو یہ کہا کہ تو نے سارے قرآن کو یاد کیا سوائے اس حرف کے یہ گویا اس کے جواب سے کنارہ کیا اس لیے معلوم کیا کہ اس کو سوال کرنے سے کچھ بہتری مقصود نہ تھی اور شعر کا پڑھنا جلدی جلدی مراد ہے نہ کہ گانا۔ اور ترنم کہ وہ ٹھہر ٹھہر کر ہوتا ہے۔ اور رکوع و سجود کا افضل ہونا یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے ورنہ مرفوع حدیث میں آچکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''افضل نماز وہی ہے جس میں قیام لمبا ہو۔'' اور جو سورتیں رسول اللہ ﷺ ملا کر ایک ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے وہ ابوداؤد کی روایت میں یوں وارد ہیں کہ سورۂ رحمن اور والنجم ایک رکعت میں، اور اقتربت اور الحاقہ ایک میں، اور طور اور ذاریات ایک میں، اور واقعہ اور نون ایک میں، اور سأل سائل اور والنازعات ایک میں، اور ویل للمطففین اور عبس ایک میں، اور مدثر اور مزمل ایک میں، اور هل اتیٰ اور لا اُقْسِمُ ایک میں، اور عَمَّ اور مرسلات ایک میں، اور دخان اور اذا الشمس کورت ایک میں اور ان کو مفصل اس لئے کہتے ہیں کہ جدا جدا ہیں۔ اور قرآن کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے سبع طوال یعنی سات سورتیں لمبی ہیں۔ پھر ذوات مئین اور وہ سورتیں ہیں جن میں ایک سو آیت کے قریب ہیں پھر مثانی ہیں پھر مفصل۔ اور مفصل کی ابتدا میں اختلاف ہے بعض نے کہا: قتال سے آخر تک مفصل ہے۔ بعض نے کہا: حجرات سے۔ کسی نے کہا ق سے۔

(١٩٠٩) عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: جَاۗءَ رَجُلٌ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ يُقَالُ لَهٗ: نَهِيكُ بْنُ سِنَانٍ بِمِثْلِ حَدِيْثِ وَكِيْعٍ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: فَجَاۗءَ عَلْقَمَةُ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ فَقُلْنَا لَهٗ سَلْهُ عَنِ النَّظَائِرِ الَّتِي كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَاُ بِهَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَسَاَلَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا فَقَالَ: عِشْرُوْنَ سُوْرَةً فِي عَشْرِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ فِي تَاْلِيْفِ عَبْدِاللّٰهِ. [راجع: ١٩٠٨]

ابو وائل نے کہا کہ ایک مرد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس نہیک بن سنان نام کا آیا۔ پھر حدیث بیان کی وکیع کی روایت کے مثل (یعنی جیسے اوپر گزری) مگر اتنا فرق ہے۔ پھر علقمہ آئے اور عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ہم نے ان سے کہا کہ آپ ان سورتوں کو پوچھ لو جو ایک رکعت میں نبی ﷺ دو، دو پڑھتے تھے سو وہ گئے اور ان سے پوچھا اور پھر ہمارے پاس آکر کہا وہ بیس سورتیں ہیں کہ دس رکعات میں پڑھی جاتی تھیں مفصل میں سے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جمع کیے ہوئے مصحف میں۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۱۰) عَنِ الْاَعْمَشِ فِیْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِنَحْوِ حَدِیْثِهِمَا وَقَالَ: اِنِّیْ لَاَعْرِفُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ كَانَ یَقْرَأُ بِهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِثْنَیْنِ فِیْ رَكْعَةٍ عِشْرِیْنَ سُوْرَةً فِیْ عَشْرِ رَكَعَاتٍ. [راجع: ۱۹۰۸]

اعمش نے اسی اسناد سے مثل روایت ان دونوں راویوں کے (یعنی جن کی روایتیں اوپر گزریں) اس میں یہ ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان نظائر کو پہچانتا ہوں جن کو رسول اللہ ﷺ دو دو ملا کر ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے اور وہ بیس سورتیں ہیں کہ دس رکعتوں میں پڑھتے تھے۔

(۱۹۱۱) عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ: غَدَوْنَا عَلٰی عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ یَوْمًا بَعْدَمَا صَلَّیْنَا الْغَدَاةَ فَسَلَّمْنَا بِالْبَابِ فَاَذِنَ لَنَا قَالَ: فَمَكَثْنَا بِالْبَابِ هُنَیَّةً قَالَ: فَخَرَجَتِ الْجَارِیَةُ فَقَالَتْ: اَلَا تَدْخُلُوْنَ؟ فَدَخَلْنَا فَاِذَا هُوَ جَالِسٌ یُسَبِّحُ فَقَالَ: مَا مَنَعَكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا وَقَدْ اُذِنَ لَكُمْ؟ فَقُلْنَا: لَا اِلَّا اَنَّا ظَنَنَّا اَنَّ بَعْضَ اَهْلِ الْبَیْتِ نَائِمٌ قَالَ: ظَنَنْتُمْ بِاٰلِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ غَفْلَةً قَالَ: ثُمَّ اَقْبَلَ یُسَبِّحُ حَتّٰی ظَنَّ اَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ: یَا جَارِیَةُ! انْظُرِیْ هَلْ طَلَعَتْ؟ قَالَ: فَنَظَرَتْ فَاِذَا هِیَ لَمْ تَطْلُعْ فَاَقْبَلَ یُسَبِّحُ حَتّٰی اِذَا ظَنَّ اَنَّ الشَّمْسَ قَدْ طَلَعَتْ قَالَ: یَا جَارِیَةُ! انْظُرِیْ هَلْ طَلَعَتْ؟ فَنَظَرَتْ فَاِذَا هِیَ قَدْ طَلَعَتْ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَقَالَنَا یَوْمَنَا هٰذَا. فَقَالَ مَهْدِیٌّ: وَاَحْسِبُهُ قَالَ: وَلَمْ یُهْلِكْنَا بِذُنُوْبِنَا قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَرَاْتُ الْمُفَصَّلَ الْبَارِحَةَ كُلَّهُ قَالَ: فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ اِنَّا لَقَدْ سَمِعْنَا الْقَرَائِنَ وَاِنِّیْ لَاَحْفَظُ الْقَرَائِنَ الَّتِیْ كَانَ یَقْرَؤُهُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَمَانِیَةَ عَشَرَ مِنَ الْمُفَصَّلِ وَسُوْرَتَیْنِ مِنْ اٰلِ حٰمٓ. [بخاری: ۵۰۴۳]

ابو وائل نے کہا کہ ایک دن صبح کی نماز کے بعد ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور دروازہ پر ہم نے سلام کیا۔ انہوں نے اجازت دی مگر ہم دروازہ پر ذرا ٹھہر گئے تب ایک لونڈی نکلی اور اس نے کہا: تم آتے نہیں؟ غرض ہم اندر گئے اور ان کو دیکھا کہ بیٹھے ہوئے تسبیح کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: جب تم کو اجازت دی گئی تو تم کیوں نہیں آئے؟ ہم نے کہا: کچھ اور سبب نہ تھا صرف یہ خیال ہوا کہ گھر والوں میں سے کوئی سوتا ہو۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے ام عبد (یہ ان کی والدہ کا نام ہے) کے بیٹے کے گھر والوں کے ساتھ غفلت کا گمان کیا، (سبحان اللہ! یہ گمان کرنا ان کو برا معلوم ہوا اور یہاں ہزاروں کا حال یہ ہے کہ پہروں چڑھے تک خواب خرگوش میں ہیں) غرض وہ پھر تسبیح کرنے لگے یہاں تک کہ گمان ہوا کہ آفتاب نکل آیا تب انہوں نے لونڈی سے فرمایا کہ دیکھو تو سہی کیا سورج نکل آیا؟ اس نے دیکھ کر کہا کہ ابھی نہیں۔ پھر وہ تسبیح کرنے لگے (اس سے معلوم ہوا کہ خبر ایک شخص کی قبول ہے اور خبر عورت کی بھی مقبول ہے اور گمان پر عمل کرنا روا ہے اگرچہ حصول یقین کا ممکن ہو اس لیے کہ عبداللہ نے اس کے قول پر عمل کیا اگرچہ ممکن تھا کہ خود اٹھ کر سورج کو دیکھ لیں) یہاں تک کہ پھر گمان ہوا کہ سورج نکل آیا، پھر کہا: اے چھوکری دیکھ سورج نکلا، پھر اس نے دیکھا تو نکل چکا تھا۔ تب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں کہ جس نے ہم کو آج کے دن معاف کر دیا اور مہدی (جو راوی ہیں) اس نے کہا: میں خیال کرتا ہوں کہ شاید یہ بھی کہا: اور ہلاک نہ کیا اللہ تعالیٰ نے ہم کو بسبب ہمارے گناہوں کے۔ ہم لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ میں نے ساری مفصل کی سورتیں پڑھیں آج شب کو۔ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم نے پڑھا ایسا جیسا کوئی شعروں کو پڑھتا ہے۔ ہم نے بے شک قرآن سنا ہے اور ہم کو یاد ہیں وہ جوڑیں لگی ہوئی سورتیں جن کو رسول اللہ ﷺ

پڑھا کرتے تھے اور وہ اٹھارہ سورتیں ہیں مفصل کی اور دو سورتیں ہیں جن کے سرے پر حٰم کا لفظ ہے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(١٩١٢) عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ بَجِيْلَةَ يُقَالُ لَهُ: نَهِيْكُ بْنُ سِنَانٍ اِلَی عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ: اِنِّیْ اَقْرَأُ الْمُفَصَّلَ فِیْ رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ لَقَدْ عَلِمْتُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِنَّ سُوْرَتَيْنِ فِیْ رَكْعَةٍ.

شقیق نے کہا: ایک شخص بنی بجیلہ کا جسے نہیک بن سنان کہتے ہیں عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں سب مفصل سورتیں ایک رکعت میں پڑھتا ہوں پھر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو ایسا پڑھتا ہے جیسے کوئی شعروں کو پڑھتا ہو۔ میں جانتا ہوں ان سورتوں کو کہ رسول اللہ ﷺ ان سے دو دو کو ایک رکعت میں پڑھا کرتے تھے۔



(١٩١٣) عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ: اِنِّیْ قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ كُلَّهُ فِیْ رَكْعَةٍ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ؟ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ: لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَائِرَ الَّتِیْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ قَالَ: فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَتَيْنِ سُوْرَتَيْنِ فِیْ كُلِّ رَكْعَةٍ. [بخاری: ٧٧٥؛ نسائی: ١٠٠٤]

ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس اور کہنے لگا کہ میں نے آج رات ایک رکعت میں ساری مفصل سورتیں پڑھی ہیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے: تو نے شعر کی طرح پڑھا ہوگا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان شمائل سورتوں کو جانتا ہوں جن کو نبی اکرم ﷺ ملا کر پڑھتے تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ نے بیس سورتیں مفصلات میں سے ذکر کیں ایک ایک رکعت میں دو دو سورتیں۔



بَابُ مَا يَتَعَلَّقُ بِالْقِرَاءَاتِ.

باب: قراءات کا بیان۔

(١٩١٤) عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ: رَاَيْتُ رَجُلًا سَأَلَ الْاَسْوَدَ بْنَ يَزِيْدَ وَهُوَ يُعَلِّمُ الْقُرْاٰنَ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ: كَيْفَ تَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ اَدَالًا اَمْ ذَالًا؟ قَالَ: بَلْ دَالًا سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ﴿مُّدَّكِرٍ﴾ دَالًا. [بخاری: ٣٣٤١، ٣٣٤٥، ٤٨٦٩، ٤٨٧٠، ٤٨٧١، ٤٨٧٢، ٤٨٧٤؛ ابوداود: ٣٩٩٤؛ ترمذی: ٢٩٣٧]

ابی اسحاق نے کہا میں نے دیکھا ایک شخص کو کہ اس نے اسود بن یزید سے پوچھا اور وہ مسجد میں قرآن پڑھاتے تھے کہ تم ﴿مُّدَّكِرٍ﴾ میں دال پڑھتے ہو یا ذال۔ انہوں نے کہا: میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دال سنی ہے اور وہ ﴿هَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دال سنی ہے (یعنی جس میں نقطہ نہیں)۔



(١٩١٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ هٰذَا الْحَرْفَ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾. [راجع: ١٩١٤]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ﴿فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴾ پڑھتے تھے (یعنی دال کے ساتھ)۔



(١٩١٦) عَنْ عَلْقَمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَدِمْنَا الشَّامَ

علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم شام کو گئے تو ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے

فَاَتَانَا اَبُو الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ: أَفِيكُمْ اَحَدٌ يَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ اَنَا قَالَ: فَكَيْفَ سَمِعْتَ عَبْدَاللّٰهِ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ؟ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝﴾ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۝ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى ۝﴾ قَالَ: وَاَنَا وَاللّٰهِ! هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ يُرِيْدُوْنَ اَنْ اَقْرَاَ وَمَا خَلَقَ فَلَا اُتَابِعُهُمْ.

[بخاري: ٤٩٤٣، ٤٩٤٤؛ ترمذي: ٢٩٣٩]

اور کہا تم میں کوئی عبداللہ کی قراءت پڑھنے والا ہے؟ میں نے کہا: ہاں میں ہی ہوں۔ انہوں نے کہا: کیوں کر سنا تم نے اس آیت کو عبداللہ کو پڑھتے ہوئے؟ ﴿ والیل اذا یغشی﴾ میں نے کہا: عبداللہ رضی اللہ عنہ پڑھتے تھے ﴿والیل اذا یغشی والذکر والا نثی﴾ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو یونہی پڑھتے سنا ہے اور یہاں کے لوگ چاہتے ہیں کہ میں پڑھوں ﴿وما خلق الذکر والا نثی﴾ تو میں ان کی نہیں مانتا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ نووی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مازری رحمہ اللہ نے کہا ہے: ایسی روایتوں میں یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ قراءتیں اول تھیں پھر منسوخ ہو گئیں۔ اور جن لوگوں کو اس کے نسخ کی خبر نہیں پہنچی وہ معذور ہیں جو پہلی طرح پڑھتے رہے اور ظہور مصحف عثمانی تک ایسا اتفاق ہوا ہے۔ پھر جب مصحف عثمانی کہ باتفاق صحابہ رضی اللہ عنہم و بحذف قراءت منسوخہ شائع ہو گیا۔ پھر کسی نے اس کا اختلاف نہیں کیا۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بعض روایات اسی طرح کی ثابت ہوئیں مگر وہ اہل نقل کے نزدیک صحت کو نہیں پہنچیں اور جو ہمارے قول کے مخالف ثابت ہو وہ محمول ہے اس پر کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ وہ اپنے مصحف میں بعض احکام اور تفسیر بھی لکھ لیا کرتے تھے جس کو وہ خود بھی جانتے تھے کہ یہ قرآن نہیں ہے اور اس بات کا اعتقاد نہ رکھتے تھے کہ قرآن کیساتھ اور چیز لکھنا حرام ہے گویا صحیفہ ان کا یادداشت کی بیاض تھی کہ جو چاہتے تھے لکھ لیتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم قرآن کیساتھ کسی اور چیز کو لکھنا حرام جانتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ ایک مدت کے بعد لوگ سب کو قرآن جاننے لگیں غرض اس مسئلہ فقہیہ میں عبداللہ رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف تھا کہ کچھ تفسیر وغیرہ اثنائے قرآن میں جائز ہے یا نہیں۔ اور یہ جو مروی ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مصحف میں معوذتین نہ تھی۔ وجہ اس کی یہ ہو سکتی ہے کہ بہ سبب کمال شہرت کے اس کو چھوڑ دیا ہو اور سارے قرآن کی کتابت کا التزام نہ کیا ہو اپنے حافظہ کے اعتماد کی وجہ سے اس کے لکھنے کی حاجت نہ سمجھی ہو۔

(١٩١٧) عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ: اَتٰى عَلْقَمَةُ الشَّامَ فَدَخَلَ مَسْجِدًا فَصَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ قَامَ اِلٰى حَلْقَةٍ فَجَلَسَ فِيْهَا قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ فَعَرَفْتُ فِيْهِ تَحَوُّشَ الْقَوْمِ وَهَيْئَتَهُمْ قَالَ: فَجَلَسَ اِلٰى جَنْبِيْ ثُمَّ قَالَ: اَتَحْفَظُ كَمَا كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَقْرَأُ؟ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٩١٦]

ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ علقمہ شام آئے اور مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں نماز پڑھی پھر ایک گروہ کی طرف آئے اور ان میں بیٹھ گئے پھر ایک آدمی آیا تو میں نے محسوس کیا کہ ان لوگوں سے ناراض ہے وہ میرے پہلو میں بیٹھ گیا اور پوچھا کہ کیا تمہیں یاد ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کس طرح پڑھتے تھے؟ آگے وہی ہے جو اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(١٩١٨) عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: لَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ فَقَالَ لِيْ: مِمَّنْ اَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ: مِنْ اَيِّهِمْ؟ قُلْتُ: مِنْ اَهْلِ الْكُوْفَةِ قَالَ: هَلْ تَقْرَأُ عَلٰى قِرَاءَةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: فَاقْرَأْ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى﴾ قَالَ: فَقَرَاْتُ ﴿وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى وَالنَّهَارِ اِذَا

علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملا۔ انہوں نے کہا: تم کہاں کے ہو؟ میں نے کہا: عراق کا۔ انہوں نے کہا: کس شہر کے؟ میں نے کہا: کوفہ کا۔ انہوں نے کہا: تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت پڑھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہا: والیل تو پڑھو۔ میں نے ﴿والیل اذا یغشی والنهار اذا تجلی والذکر والا نثی﴾ پڑھا تو وہ ہنس دیئے اور کہا: میں نے بھی رسول اللہ ﷺ کو ایسا ہی پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

تَجَلّٰى وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى ۝ قَالَ: فَضَحِكَ ثُمَّ قَالَ: هٰكَذَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَؤُهَا.

[راجع: ١٩١٦]

○ ○ ○ ○

(١٩١٩) وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى: حَدَّثَنِيْ عَبْدُالْاَعْلٰى حَدَّثَنَا دَاوٗدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ: اَتَيْتُ الشَّامَ فَلَقِيْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ ابْنِ عُلَيَّةَ. [راجع: ١٩١٦]

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور روایت کی ہم سے محمد بن مثنیٰ نے، ان سے عبدالاعلیٰ نے، ان سے داؤد نے، ان سے عامر نے، ان سے علقمہ رضی اللہ عنہ نے کہ آیا میں شام کو اور ملا میں ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اور ذکر کی حدیث مثل حدیث ابن علیہ کے۔

بَابُ الْاَوْقَاتِ الَّتِيْ نُهِيَ عَنِ الصَّلٰوةِ فِيْهَا.

باب: جن وقتوں میں نماز ممنوع ہے ان کا بیان۔

(١٩٢٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَعَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. [نسائی: ٥٦٠]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا جب تک سورج نہ ڈوبے اور اسی طرح صبح کی نماز کے بعد جب تک آفتاب نہ نکلے۔

○ ○ ○ ○

(١٩٢١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ وَكَانَ اَحَبَّهُمْ اِلَيَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ.

[بخاری: ٥٨١؛ ابوداود: ١٢٧٦؛ ترمذی: ١٨٣؛ نسائی: ٥٦١؛ ابن ماجه: ١٢٥٠]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سنا میں نے کئی اصحاب رسول اللہ ﷺ سے کہ ان میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی ہیں اور وہ سب سے زیادہ میرے پیارے ہیں کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے نماز سے بعد نماز فجر کے جب تک سورج نہ نکلے اور بعد نماز عصر کے جب تک آفتاب نہ ڈوبے۔

○ ○ ○ ○

(١٩٢٢) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ وَهِشَامٍ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تُشْرِقَ الشَّمْسُ. [راجع: ١٩٢١]

روایت ہے قتادہ سے اسی اسناد سے مگر اتنا فرق ہے کہ سعید اور ہشام نے یوں روایت کیا بعد الصبح حتی تشرق الشمس یعنی صبح کے بعد حتیٰ کہ آفتاب چمک جائے۔

(١٩٢٣) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا صَلَاةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ)). [بخاری: ٥٨٦؛ نسائی: ٥٦٦]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”عصر کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے اور فجر کے بعد یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔“

○ ○ ○ ○

(۱۹۲٤) عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَتَحَرّٰى اَحَدُكُمْ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَلَا عِنْدَ غُرُوْبِهَا)).

[بخاري: ٥٨٢، ٥٨٥؛ نسائي: ٥٦٢]

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی ایسا نہ کرے کہ اور وقت چھوڑ کر طلوع آفتاب کے وقت نماز پڑھے اور نہ غروب کے وقت۔''

○ ○ ○ ○

(۱۹۲٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاتَحَرَّوْا بِصَلٰوتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَاِنَّهَا تَطْلُعُ بِقَرْنَيْ شَيْطٰنٍ)).

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اتنا زیادہ ہے اس لیے کہ ''آفتاب شیطان کے سینگوں کے بیچ میں نکلتا ہے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۹۲٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا بَدَا حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَبْرُزَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ)).

[بخاري: ٥٨٣؛ نسائي: ٥٧٠]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نکل آئے کنارہ سورج کا تو نماز میں تاخیر کرو یہاں تک کہ خوب صاف ہو جائے اور جب غائب ہو جائے کنارہ آفتاب کا نماز میں دیر کرو یہاں تک کہ پورا آفتاب غائب ہو جائے۔''

○ ○ ○ ○

(۱۹۲۷) عَنْ اَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ ﷺ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بِالْمَخْمِصِ فَقَالَ: ((اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ عُرِضَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَضَيَّعُوْهَا فَمَنْ حَافَظَ عَلَيْهَا كَانَ لَهٗ اَجْرُهٗ مَرَّتَيْنِ وَلَا صَلٰوةَ بَعْدَهَا حَتّٰى يَطْلُعَ الشَّاهِدُ)) وَالشَّاهِدُ: النَّجْمُ. [نسائي: ٥٢٠]

ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے ساتھ عصر کی نماز پڑھی مخمص میں (کہ نام ہے ایک مقام کا) اور فرمایا: ''یہ نماز تم سے اگلوں کے سامنے پیش کی گئی اور انہوں نے اس کو ضائع کیا۔ پھر جو اس کی حفاظت کرے اس کو دوگنا ثواب ہوگا اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ شاہد نہ نکلے'' اور شاہد سے مراد ستارہ ہے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے عصر کی نماز کی بڑی فضیلت ثابت ہوئی اور اس کی حفاظت یہ ہے کہ اول وقت ادا کریں اور وقت مکروہ نہ آنے دیں۔ اور شیطان کے سینگوں سے بعض نے کہا کہ اس کا گروہ اور لشکر مراد ہے اور بعض نے کہا: اس کا غلبہ اور قوت اور انتشار فساد مراد ہے۔ اور بعض نے کہا: سینگوں سے سر کے دو کنارے مراد ہیں اور یہ قول اپنے ظاہر ہی پر ہے اور یہی بات قوی ہے اور وہ اپنا سر اس واسطے سورج کے قریب لاتا ہے کہ جو لوگ اس کو سجدہ کریں وہ شیطان کو پوجیں اور آپ مسجود نا بہبود بن بیٹھے اور سورج کے پوجنے والے اسی وقت اس کو سجدہ اور عبادت کرتے ہیں اس لیے اس وقت نماز مکروہ ہوئی۔ اور جو لوگ بسبب تقلید ملاعین فلاسفہ کے ایسی باتوں کا انکار کرتے ہیں وہ اپنی عقل کو اللہ اور رسول ﷺ سے زیادہ سمجھتے ہیں۔ پھر اس سے زیادہ بڑھ کر دنیا میں کوئی بے عقلی نہیں۔

(۱۹۲۸) عَنْ اَبِيْ بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ قَالَ: صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ١٩٢٧]

ابوبصرہ غفاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی اور بیان کی روایت مثل روایت بالا کے۔

(۱۹۲۹) عَنْ مُوْسَى بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: ثَلَاثُ سَاعَاتٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَنْهَانَا اَنْ

موسیٰ بن علی نے کہا: روایت کی مجھ سے میرے باپ نے، کہا: سنا میں نے عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے کہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تین گھڑیوں (وقتوں) میں ہم کو نماز سے روکتے تھے اور مردوں کے دفن سے۔ ایک تو

نُصَلِّيَ فِيهِنَّ أَوْ أَنْ نَقْبُرَ فِيهِنَّ مَوْتَانَا: حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ. [ابوداود: ٣١٩٢؛ ترمذي: ١٠٣٠؛ نسائي: ٥٥٩، ٥٦٤، ٢٠١٢؛ ابن ماجه: ١٥١٩]

جب سورج طلوع ہو رہا ہو یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔ دوسرے جس وقت کہ ٹھیک دوپہر ہو جب تک کہ زوال نہ ہو جائے۔ تیسرے جس وقت سورج ڈوبنے لگے جب تک کہ پورا ڈوب نہ جائے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ إِسْلَامِ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ.

باب: عمرو بن عبسہ کا اسلام قبول کرنا۔

(١٩٣٠) عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ: حَدَّثَنَا شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَبُو عَمَّارٍ وَيَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ عِكْرِمَةُ: وَلَقِيَ شَدَّادُ أَبَا أُمَامَةَ وَ وَاثِلَةَ وَصَحِبَ أَنَسًا إِلَى الشَّامِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فَضْلًا وَخَيْرًا عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ السُّلَمِيُّ ﷺ: كُنْتُ وَأَنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَظُنُّ أَنَّ النَّاسَ عَلَى ضَلَالَةٍ وَأَنَّهُمْ لَيْسُوا عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَعْبُدُونَ الْأَوْثَانَ فَسَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا فَقَعَدْتُ عَلَى رَاحِلَتِي فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا رَسُولُ اللهِ ﷺ مُسْتَخْفِيًا جُرَءَاءُ عَلَيْهِ قَوْمُهُ فَتَلَطَّفْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ بِمَكَّةَ فَقُلْتُ لَهُ: مَا أَنْتَ؟ قَالَ: ((أَنَا نَبِيٌّ)) قُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ ؟ قَالَ: ((أَرْسَلَنِي اللهُ)) فَقُلْتُ: وَبِأَيِّ شَيْءٍ أَرْسَلَكَ؟ قَالَ: ((أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَأَنْ يُوَحَّدَ اللهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ)) قُلْتُ لَهُ: فَمَنْ مَعَكَ عَلَى هَذَا؟ قَالَ: ((حُرٌّ وَعَبْدٌ)) قَالَ: وَمَعَهُ يَوْمَئِذٍ أَبُو بَكْرٍ وَ بِلَالٌ رضي الله عنهما مِمَّنْ آمَنَ بِهِ. فَقُلْتُ: إِنِّي مُتَّبِعُكَ قَالَ: ((إِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ يَوْمَكَ هَذَا أَلَا تَرَى حَالِي

عکرمہ بن عمار نے روایت کی شداد بن عبداللہ ابو عمار اور یحییٰ بن ابی کثیر سے یہ دونوں راوی ہیں ابی امامہ سے کہ عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ نے جو قبیلہ بنی سلیم سے ہیں انہوں نے کہا کہ میں جاہلیت میں یقین کرتا تھا کہ لوگ گمراہی میں ہیں اور کسی راہ پر نہیں۔ اور وہ لوگ سب بتوں کو پوجتے تھے (یعنی چبوتروں کو یا مقاموں کو جیسے یہاں امام وغیرہ کے امام باڑہ چبوترے مشرک بنا لیتے ہیں) غرض انہوں نے کہا کہ میں نے خبر سنی ایک شخص کی کہ مکہ میں ہے اور وہ بہت سی خبریں دیتا ہے اور میں اپنی سواری پر بیٹھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور رسول اللہ ﷺ ان دنوں چھپے ہوئے تھے اور ان کی قوم ان کے اوپر غالب اور مسلط تھی۔ پھر میں نے نرمی کی (یعنی حیلہ وغیرہ) اور میں مکہ میں داخل ہوا اور آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ کون ہیں؟ فرمایا: ''میں نبی ہوں۔'' میں نے عرض کیا نبی کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ نے پیغام دے کر بھیجا ہے۔'' میں نے کہا: آپ ﷺ کو کیا پیغام دے کر بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے پیغام دیا ہے، ناتے داروں سے نیکی کرنے کا اور بتوں کے توڑنے کا اور اکیلے اللہ کی عبادت کرنے کا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنے کا۔'' میں نے آپ ﷺ سے پھر عرض کیا کہ آپ ﷺ کے ساتھ کون ہیں اس دین پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آزاد اور غلام۔'' راوی نے کہا اور ان دنوں میں آپ ﷺ کے ساتھ ابوبکر اور بلال رضی اللہ عنہما تھے جو آپ ﷺ پر ایمان لا چکے تھے۔ پھر میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَحَالَ النَّاسِ؟ وَلٰكِنِ ارْجِعْ اِلٰى اَهْلِكَ فَاِذَا سَمِعْتَ بِیْ قَدْ ظَهَرْتُ فَأْتِنِیْ)) قَالَ: فَذَهَبْتُ اِلٰى اَهْلِیْ وَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِیْنَةَ وَكُنْتُ فِیْ اَهْلِیْ فَجَعَلْتُ اَتَخَبَّرُ الْاَخْبَارَ وَاَسْاَلُ النَّاسَ حِیْنَ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ حَتّٰى قَدِمَ عَلَیَّ نَفَرٌ مِّنْ اَهْلِ یَثْرِبَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ فَقُلْتُ: مَا فَعَلَ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ؟ فَقَالُوْا: النَّاسُ اِلَیْهِ سِرَاعٌ وَقَدْ اَرَادَ قَوْمُهٗ قَتْلَهٗ فَلَمْ یَسْتَطِیْعُوْا ذٰلِكَ فَقَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَدَخَلْتُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَتَعْرِفُنِیْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ اَنْتَ الَّذِیْ لَقِیْتَنِیْ بِمَكَّةَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: بَلٰى فَقُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! اَخْبِرْنِیْ عَمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ وَاَجْهَلُهٗ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الصَّلٰوةِ؟ قَالَ: ((صَلِّ صَلٰوةَ الصُّبْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَتّٰى تَرْتَفِعَ فَاِنَّهَا تَطْلُعُ حِیْنَ تَطْلُعُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطٰنٍ وَحِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ ثُمَّ صَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى یَسْتَقِلَّ الظِّلُّ بِالرُّمْحِ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَاِنَّ حِیْنَئِذٍ تُسْجَرُ جَهَنَّمُ فَاِذَا اَقْبَلَ الْفَیْءُ فَصَلِّ فَاِنَّ الصَّلٰوةَ مَشْهُوْدَةٌ مَحْضُوْرَةٌ حَتّٰى تُصَلِّیَ الْعَصْرَ ثُمَّ اَقْصِرْ عَنِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَاِنَّهَا تَغْرُبُ بَیْنَ قَرْنَیْ شَیْطٰنٍ وَحِیْنَئِذٍ یَسْجُدُ لَهَا الْكُفَّارُ)) قَالَ: فَقُلْتُ: یَا نَبِیَّ اللّٰهِ! فَالْوُضُوْءُ حَدِّثْنِیْ عَنْهُ قَالَ: ((مَا مِنْكُمْ رَجُلٌ یُقَرِّبُ وَضُوْءَهٗ فَیَمَضْمِضُ وَیَسْتَنْشِقُ فَیَنْتَثِرُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا وَجْهِهٖ وَفِیْهِ وَخَیَاشِیْمِهٖ ثُمَّ اِذَا غَسَلَ وَجْهَهٗ كَمَا اَمَرَهُ اللّٰهُ اِلَّا خَرَّتْ خَطَایَا

”ان دنوں تم سے نہ ہو سکے گا۔ کیا تم میرا اور لوگوں کا حال نہیں دیکھتے مگر تم اپنے گھر لوٹ جاؤ۔ پھر جب سننا کہ میں غالب ہو گیا تو میرے پاس آنا۔“ انہوں نے کہا: میں اپنے گھر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے اور میں نے پوچھا کہ کیوں جی ان صاحب نے کیا کیا جو مدینہ میں آئے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ لوگ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں اور ان کی قوم نے ان کو مار ڈالنا چاہا مگر کچھ نہ کر سکے۔ پھر میں مدینہ آیا اور آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں تم وہی ہو جو مجھ سے مکہ میں ملے تھے۔“ میں نے کہا: جی ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! مجھے بتاؤ جو اللہ نے آپ ﷺ کو سکھایا ہے اور میں نہیں جانتا اور مجھے نماز سے خبر دو۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ”صبح کی نماز پڑھو۔ پھر نماز سے بچو یہاں تک کہ آفتاب نکل کر بلند ہو جائے، اس لیے کہ وہ شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان نکلتا ہے اور اس وقت کافر لوگ اس کو سجدہ کرتے ہیں (پھر اگر تم بھی نماز پڑھو گے تو ان سے مشابہت ہو گی) پھر جب آفتاب بلند ہو جائے نماز پڑھو کہ اس وقت کی نماز کی کراماً کاتبین گواہی دیں گے اور فرشتے حاضر ہوں گے (یعنی مقبول ہو گی) یہاں تک کہ پھر سایہ نیزہ کا اس کے سر پر آ جائے (یعنی ٹھیک دوپہر ہو) تو پھر نماز نہ پڑھو اس لیے کہ اس وقت جہنم جھونکی جاتی ہے۔ پھر جب یہ سایہ آ جائے (یعنی سورج ڈھلے) پھر نماز پڑھو اس لیے کہ اس نماز میں فرشتے گواہی دیں گے اور حاضر ہوں گے یہاں تک کہ پڑھو تم عصر کو۔ پھر رکے رہو نماز سے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے اس لیے کہ وہ ڈوبتا ہے شیطان کے دونوں سینگوں کے بیچ میں۔ اور اس وقت کافر بھی اسے سجدہ کرتے ہیں۔“ پھر میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! اب وضو بھی فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی تم میں سے ایسا نہیں ہے کہ وضو کا پانی لے کر کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے اور ناک جھاڑے مگر گر جاتے ہیں اس سے چہرہ اور منہ اور نتھنوں کے سب گناہ۔ پھر جب وہ منہ دھوتا ہے جیسا اللہ نے حکم کیا ہے تو گر جاتے ہیں اس کے چہرہ کے گناہ اس کی ڈاڑھی کے کناروں سے پانی کے ساتھ۔ پھر

وَجْهِهِ مِنْ اَطْرَافِ لِحْيَتِهِ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَيْهِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا يَدَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ رَأْسَهٗ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رَأْسِهٖ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِهٖ مَعَ الْمَآءِ ثُمَّ يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ اِلَّا خَرَّتْ خَطَايَا رِجْلَيْهِ مِنْ اَنَامِلِهٖ مَعَ الْمَآءِ فَاِنْ هُوَ قَامَ فَصَلّٰى فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَمَجَّدَهٗ بِالَّذِيْ هُوَلَهٗ اَهْلٌ وَفَرَّغَ قَلْبَهٗ لِلّٰهِ اِلَّا انْصَرَفَ مِنْ خَطِيْئَتِهٖ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ)) فَحَدَّثَ عَمْرُو بْنُ عَبَسَةَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَبَا اُمَامَةَ ؓ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ اُمَامَةَ: يَاعَمْرُو ابْنَ عَبَسَةَ! انْظُرْ مَاتَقُوْلُ فِيْ مَقَامٍ وَاحِدٍ يُعْطٰى هٰذَاالرَّجُلُ؟ فَقَالَ عَمْرٌو: يَا اَبَا اُمَامَةَ! لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَرَقَّ عَظْمِيْ وَاقْتَرَبَ اَجَلِيْ وَمَا بِيْ حَاجَةٌ اَنْ اَكْذِبَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﷺ لَوْ لَمْ اَسْمَعْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِلَّا مَرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اَوْثَلَاثًا حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ مَاحَدَّثْتُ بِهٖ اَبَدًا وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهٗ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے کہنیوں تک تو گر جاتے ہیں دونوں ہاتھوں کے گناہ اس کی انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ۔ پھر سر کا مسح کرتا ہے تو گر جاتے ہیں اس کے سر کے گناہ اس کے بالوں کی نوکوں سے پانی کے ساتھ۔ پھر اپنے دونوں پیر دھوتا ہے ٹخنوں تک تو گر جاتے ہیں دونوں پیروں کے گناہ انگلیوں کے پوروں سے پانی کے ساتھ۔ پھر اگر وہ کھڑا ہوا اور اس نے نماز پڑھی اور اللہ کی تعریف کی اور خوبیاں بیان کیں اور بڑائی کی جیسی کہ اس کی شان کو لائق ہے اور اپنے دل کو خاص اسی کے لیے اس کے غیر سے خالی کیا تو وہ بے شک اپنے گناہوں سے ایسا صاف ہو گیا گویا اس کی ماں نے آج ہی جنا ہے۔'' پھر یہ حدیث عمرو بن عبسہ ؓ نے ابو امامہ ؓ سے بیان کی جو صحابی تھے رسول اللہ ﷺ کے، تو ابو امامہ ؓ نے کہا: اے عمرو بن عبسہ! دیکھو تم کیا کہتے ہو کہیں ایک جگہ میں آدمی کو اتنا ثواب مل سکتا ہے؟ (یعنی تمہارے بیان میں کچھ فرق ہے) تب عمرو بن عبسہ ؓ نے کہا: اے ابوامامہ! میں بوڑھا ہوں اور میری ہڈیاں گل گئیں اور موت کے کنارے ہو چکا، پھر مجھے کیا ضرورت جو اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھوں۔ اگر میں اس حدیث کو رسول اللہ ﷺ سے ایک دو تین بار، سات بار تک سنتا تو بھی کبھی بیان نہ کرتا مگر میں نے اس سے بھی زیادہ بار سنا ہے (جب یہ بیان کیا۔ غرض یہ ہے کہ خوب تحقیق رکھتا ہوں نہ یہ کہ سات بار سے کم اگر سنے تو روایت روا نہیں)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

بَابٌ لَاتَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا.

باب: سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز میں جلدی نہ کرو۔

(۱۹۳۱) عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّهَا قَالَتْ: وَهِمَ عُمَرُ ؓ اِنَّمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّتَحَرّٰى طُلُوْعُ الشَّمْسِ وَ غُرُوْبُهَا. [نسائی: ۵٦۹]

ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عمر ؓ کو وہم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو اس سے منع کیا ہے کہ کوئی طلوع اور مغرب کے وقت نماز پڑھے۔

فائدہ۔ قاضی عیاض ؒ نے کہا کہ حضرت عائشہ ؓ نے یہ اس واسطے فرمایا کہ انہوں نے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ سے کہ آپ ﷺ دو رکعت عصر کے بعد ادا کرتے تھے۔ اور جو روایت کی عمر ؓ نے اس کو ابو سعید اور ابو ہریرہ ؓ نے بھی بیان کیا ہے اور اس کی خبر کئی راویوں نے دی ہے اور ان دونوں راویوں میں تطبیق اس طور پر ہے کہ حضرت عائشہ ؓ کی اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ صبح کی نماز کی عادت ہمیشہ ایسے وقت پر نہ کرے کہ آفتاب نکل رہا ہو اسی وقت ادا کرے اور اسی طرح عصر کی عادت غروب آفتاب کے وقت نہ رکھے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور جن روایتوں میں نہی وارد ہوئی ہے ان سے وہ نمازیں مراد ہیں جو بلا سبب پڑھی جاتی ہیں یعنی نوافل وغیرہ۔

(۱۹۳۲) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمْ يَدَعْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ قَالَ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَتَحَرَّوْا بِصَلَاتِكُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا فَتُصَلُّوْا عِنْدَ ذٰلِكَ)).

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی نہیں چھوڑیں دو رکعتیں بعد عصر کے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خاص کر اپنی نمازوں کو طلوع اور غروب آفتاب کے وقت پڑھنے کی عادت مت کرو کہ ہمیشہ اسی وقت ادا کیا کرو۔“

بَابُ مَعْرِفَةِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ يُصَلِّيْهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْعَصْرِ.

باب: عصر کے بعد نبی ﷺ جو دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے ان کا بیان۔

(۱۹۳۳) عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ رضی اللہ عنہم اَرْسَلُوْهُ اِلٰى عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالُوْا: اقْرَاْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِيْعًا وَسَلْهَا عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَقُلْ: اِنَّا اُخْبِرْنَا اَنَّكِ تُصَلِّيْنَهَا وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهٰى عَنْهَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: وَكُنْتُ اَصْرِفُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ النَّاسَ عَنْهَا قَالَ كُرَيْبٌ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهَا وَبَلَّغْتُهَا مَا اَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ فَقَالَتْ: سَلْ اُمَّ سَلَمَةَ فَخَرَجْتُ اِلَيْهِمْ فَاَخْبَرْتُهُمْ بِقَوْلِهَا فَرَدُّوْنِيْ اِلٰى اُمِّ سَلَمَةَ بِمِثْلِ مَا اَرْسَلُوْنِيْ بِهٖ اِلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَنْهٰى عَنْهُمَا ثُمَّ رَاَيْتُهٗ يُصَلِّيْهِمَا اَمَّا حِيْنَ صَلَّاهُمَا فَاِنَّهٗ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَخَلَ وَعِنْدِيْ نِسْوَةٌ مِنْ بَنِيْ حَرَامٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَصَلَّاهُمَا فَاَرْسَلْتُ اِلَيْهِ الْجَارِيَةَ فَقُلْتُ: قُوْمِيْ بِجَنْبِهٖ

کریب جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام ہیں وہ راوی ہیں کہ عبداللہ بن عباس اور عبدالرحمٰن بن ازہر اور مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم ان سب نے مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہماری طرف سے ان کی خدمت میں سلام عرض کرو اور ان دو رکعتوں کا حال پوچھو جو بعد عصر کے پڑھی جاتی ہیں اور یہ عرض کرو کہ ہم کو خبر پہنچی ہے کہ آپ پڑھتی ہیں اور یہ بھی خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس سے منع فرماتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوگوں کو اس کے پڑھنے سے باز رکھتا تھا (اس سے معلوم ہوا کہ حاکم کو ضروری ہے کہ رعیت کو خلاف شرع باتوں اور بدعتوں سے روکے اور باز رکھے) کریب نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا اور وہ بات پوچھی۔ آپ نے فرمایا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھو (اس سے معلوم ہوا کہ مفتی کو اگر معلوم ہو کہ کوئی شخص مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو سائل کو اس کے پاس بھیج دے اور اس سے حسد نہ کرے) پھر میں ان لوگوں کے پاس آیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب کی ان کو خبر دی۔ (اس سے پیغام لے جانے والے کا ادب معلوم ہوا کہ انہوں نے اپنی رائے سے تصرف نہیں کیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جائیں بلکہ جنہوں نے بھیجا تھا ان کو اطلاع دے دی) پھر ان لوگوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس روانہ کیا وہی پیغام

فَقُوْلِيْ لَهُ: تَقُوْلُ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَسْمَعُكَ تَنْهٰى عَنْ هَاتَيْنِ الرَّكْعَتَيْنِ وَأَرَاكَ تُصَلِّيْهِمَا؟ فَإِنْ أَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخِرِيْ عَنْهُ قَالَتْ: فَفَعَلَتِ الْجَارِيَةُ فَأَشَارَ بِيَدِهِ فَاسْتَأْخَرَتْ عَنْهُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: ((يَا ابْنَةَ أَبِيْ أُمَيَّةَ! سَأَلْتِ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ أَنَّهُ أَتَانِيْ أُنَاسٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْقَيْسِ بِالْإِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُوْنِيْ عَنِ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ)) . [بخاري: ١٢٣٣، ٤٣٧٠؛ ابو داود: ١٢٧٣]

دے کر جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس میں لے گیا تھا۔ تب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سنا تھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرتے تھے۔ پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے دیکھا۔ جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر پڑھ چکے تھے اور میرے گھر میں آئے اور میرے پاس قبیلہ بنی حرام انصار کی چند عورتیں بیٹھی تھیں تو میں نے ایک لڑکی کو بھیجا اور اس سے کہا کہ تم حضرت کے بازو کھڑی رہنا اور ان سے عرض کرنا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا گزارش کرتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! میں سنتی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان رکعتوں سے منع فرماتے تھے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے دیکھتی ہوں (اس سے معلوم ہوا کہ جب اپنے پیشوا سے کوئی خلاف دیکھے تو سوال کرے ادب سے۔ اگر وہ بھول گیا ہوگا تو اس سے باز آئے گا ورنہ اس کی حکمت بیان کرے گا) پھر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمہاری طرف اشارہ کریں ہاتھ سے تو پیچھے کھڑی رہنا (معلوم ہوا کہ اشارہ کرنے سے نماز نہیں جاتی) ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر اس لڑکی نے ایسا ہی کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور وہ پیچھے ہٹ گئی۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے بیٹی ابوامیہ کی تم نے ان رکعتوں کا حکم پوچھا جو عصر کے بعد میں نے پڑھیں۔ اسکا سبب یہ تھا کہ میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ اسلام لائے تھے اور اپنی قوم کا پیغام تو میں ان میں مشغول رہا اور ظہر کے بعد کی دو رکعتیں نہیں پڑھ سکا وہ یہی تھیں۔''



فائدہ: اس حدیث سے کئی فائدے ہوئے۔ اول یہ کہ ظہر کے بعد دو رکعت ثابت ہوئی۔ دوسرے جب سنت روزمرہ کی قضا ہو اس کی ادا مستحب ہے اور شافعیہ کے نزدیک یہی مذہب صحیح ہے۔ اور ثابت ہوا کہ جو نماز کسی سبب سے قضا ہو وہ اوقات مکروہہ میں بھی جائز ہے برخلاف اس کے جس کا کوئی سبب نہ ہو کہ وہ مکروہ ہے جیسا ہم اوپر کہہ آئے ہیں۔ اور معلوم ہوا کہ صلوٰۃ لیل ونہار کی دو دو رکعت ہے اور جمہور کا یہی مذہب ہے۔ اور معلوم ہوا کہ جب دو چیزیں جمع ہوں تو جس میں مصلحت زیادہ ہو اس کو اختیار کریں جیسے آپ نے ظہر کی سنت کو چھوڑ دیا اور قوم کی ہدایت کو مقدم رکھا اس لیے کہ اسلام کسی قوم کا ایک شخص کی سنت سے اولیٰ ہے۔

(١٩٣٤) عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ السَّجْدَتَيْنِ اللَّتَيْنِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْهِمَا بَعْدَ الْعَصْرِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ يُصَلِّيْهِمَا

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا ان دو رکعتوں کے بارے میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد پڑھتے تھے، تو انہوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر سے پہلے پڑھا کرتے تھے پھر ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ

قَبْلَ الْعَصْرِ ثُمَّ إِنَّهُ شُغِلَ عَنْهُمَا أَوْ نَسِيَهُمَا فَصَلَّاهُمَا بَعْدَ الْعَصْرِ ثُمَّ أَثْبَتَهُمَا وَكَانَ إِذَا صَلَّى صَلٰوةً أَثْبَتَهَا.

قَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ: قَالَ إِسْمَاعِيلُ: يَعْنِيْ دَاوَمَ عَلَيْهَا.

کام ہوگیا یا بھول گئے تو عصر کے بعد پڑھی۔ اور آپ ﷺ کی عادت تھی کہ جب کوئی نماز پڑھتے تو ہمیشہ پڑھا کرتے پھر اسکو بھی ہمیشہ پڑھا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ دو رکعتیں عصر کے قبل کی سنت ہیں۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ اس کو ظہر کی سنت سمجھنا چاہیے تاکہ سب روایتوں میں تطبیق ہو جائے اور سنت ظہر کو یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ عصر کے قبل پڑھی جاتی ہیں۔ پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا بہت صحیح ہے۔

(١٩٣٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ عِنْدِيْ قَطُّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعتیں میرے ہاں کبھی نہیں چھوڑی تھیں۔

(١٩٣٦) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: صَلٰوتَانِ مَاتَرَكَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ قَطُّ سِرًّا وَّلَا عَلَانِيَةً رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ. [بخاري: ٥٩٢؛ نسائي: ٥٧٦]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ دو نمازیں تو رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں کبھی ترک نہیں کیں نہ چھپے نہ کھلے دو رکعتیں فجر سے پہلے اور دو عصر کے بعد۔

○ ○ ○ ○

(١٩٣٧) عَنْ أَبِيْ إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَمَسْرُوْقٍ قَالَا: نَشْهَدُ عَلٰى عَائِشَةَ رضي الله عنها أَنَّهَا قَالَتْ: مَا كَانَ يَوْمُهُ الَّذِيْ كَانَ يَكُوْنُ عِنْدِيْ إِلَّا صَلَّاهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ بَيْتِيْ تَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ. [بخاري: ٥٩٣؛ ابوداود: ١٢٧٩؛ نسائي: ٥٧٥]

ابو اسحاق نے اسود اور مسروق سے روایت کی، کہ دونوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کی باری جس دن میرے گھر میں ہوتی اس دن ضرور دو رکعت پڑھتے یعنی عصر کے بعد کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ظہر کی جب سے رہ گئیں اور بعد عصر کے ایک بار پڑھی جب سے مداومت کی اور فجر کی تو ہمیشہ پڑھتے ہی تھے۔

بَابُ اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ.

باب: نماز مغرب سے پہلے دو رکعتوں کے پڑھنے کا بیان۔

(١٩٣٨) عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضي الله عنه عَنِ التَّطَوُّعِ بَعْدَ الْعَصْرِ؟ فَقَالَ: كَانَ عُمَرُ رضي الله عنه يَضْرِبُ الْأَيْدِيَ عَلٰى صَلٰوةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكُنَّا نُصَلِّيْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ

مختار بن فلفل نے کہا: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ان نفلوں کے بارے میں پوچھا جو عصر کے بعد پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہاتھ مارتے تھے نماز پر جو لوگ بعد عصر کے پڑھتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں دو رکعت پڑھتے تھے بعد غروب آفتاب کے نماز مغرب سے پہلے، سو میں نے ان سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ بھی

قَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْتُ لَهٗ: اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَّاهُمَا قَالَ: كَانَ يَرَانَا نُصَلِّيْهِمَا فَلَمْ يَأْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا. [ابوداود: ١٢٨٢]

یہ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو پڑھتے ہوئے دیکھا کرتے تھے اور نہ اس کا حکم کرتے (یعنی بطریق وجوب کے) اور نہ اس سے منع فرماتے تھے۔

فائدہ: اس روایت سے مغرب کی اذان اور فرض کے بیچ میں دو رکعتوں کا مستحب ہونا ثابت ہوا اور یہی صحیح ہے کہ یہ مستحب ہیں اور ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کی مثل احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کے اس کو مستحب کہا ہے اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم اس کو مستحب نہ جانتے تھے۔ اور اسی طرح کہا مالک رحمۃ اللہ علیہ اور اکثر فقہا نے اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بدعت کہا ہے مگر یہ روایتیں ان سب پر حجت ہیں۔

(١٩٣٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ لِصَلٰوةِ الْمَغْرِبِ ابْتَدَرُوا السَّوَارِيَ فَرَكَعُوْا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ. حَتّٰى اِنَّ الرَّجُلَ الْغَرِيْبَ لَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيَحْسِبُ اَنَّ الصَّلٰوةَ قَدْ صُلِّيَتْ مِنْ كَثْرَةِ مَنْ يُّصَلِّيْهِمَا.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ مدینہ میں ہم لوگوں کی عادت تھی کہ جب مؤذن مغرب کی اذان دیتا تھا سب لوگ ستونوں کی آڑ میں دوڑ کر دو دو رکعت پڑھتے تھے یہاں تک کہ نیا آدمی اگر مسجد میں آتا تھا جانتا تھا کہ نماز ہو چکی (غرض اس کثرت سے لوگ ان رکعتوں کو پڑھتے تھے)۔

بَابُ بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ.

باب: اذان اور اقامت کے درمیان نوافل کا بیان۔

(١٩٤٠) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلِ نِ الْمُزَنِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بَيْنَ كُلِّ اَذَانَيْنِ صَلٰوةٌ)) قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ)).

[بخاری: ٦٢٤، ٦٢٧؛ ابوداود: ١٢٨٣؛ ترمذی: ١٨٥؛ نسائی: ٦٨٠؛ ابن ماجہ: ١١٦٢]

مغفل کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر اذان اور تکبیر کے درمیان دو رکعت نماز ہے۔ تین بار یہی فرمایا اور تیسری بار فرمایا: جس کا جی چاہے پڑھے۔“ (یعنی مؤکدہ نہیں)۔

○ ○ ○ ○

(١٩٤١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ فِي الرَّابِعَةِ: ((لِمَنْ شَاءَ)).

[راجع: ١٩٤٠]

عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انہوں نے نبی ﷺ سے مثل اس کے مگر انہوں نے تیسری بار کی جگہ چوتھی بار روایت کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کا جی چاہے۔“

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ.

باب: نماز خوف کا بیان۔

(١٩٤٢) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷺ قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ بِاِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ رَكْعَةً وَالطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوْا وَقَامُوْا فِيْ مَقَامِ اَصْحَابِهِمْ مُقْبِلِيْنَ عَلَى الْعَدُوِّ وَجَاءَ اُولٰئِكَ ثُمَّ صَلّٰى بِهِمُ النَّبِيُّ ﷺ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ ثُمَّ قَضٰى هٰؤُلَاءِ رَكْعَةً

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خوف کے وقت ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دوسرا گروہ دشمن کے سامنے تھا۔ پھر یہ گروہ چلا گیا اور دشمن کے آگے گروہ اول کی جگہ کھڑا ہوا اور گروہ اول آیا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکعت ادا کی۔ پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا اور ہر گروہ نے ایک ایک رکعت اپنی الگ الگ ادا کر لی۔

وَّهٰؤُلَآءِ رَكْعَةً . [بخاري: ٤١٣٣؛ ابوداود: ١٢٤٣؛ ترمذي: ٥٦٤؛ نسائي: ١٥٣٧]

○ ○ ○ ○

فائدہ: نماز خوف کے باب میں روایتیں بہت ہیں اور سب صورتیں روا ہیں اور افضلیت اور اولیت میں ہر ایک نے ایک صورت پسند کی ہے چنانچہ اس روایت کو اوزاعی اور اشہب مالکی نے اختیار کیا ہے اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان دونوں گروہوں نے ایک ایک رکعت مل کر ادا کی مگر صحیح یہ ہے کہ الگ الگ ادا کی۔

(١٩٤٣) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيْهِ رضي الله عنه اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْخَوْفِ وَيَقُوْلُ: صَلَّيْتُهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِهٰذَا الْمَعْنٰى.

سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ وہ بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز خوف کا فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے جیسے اوپر گزرا۔

○ ○ ○ ○

(١٩٤٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنه قَالَ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَلٰوةَ الْخَوْفِ فِيْ بَعْضِ اَيَّامِهٖ فَقَامَتْ طَآئِفَةٌ مَعَهٗ وَطَآئِفَةٌ بِإِزَاءِ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِيْنَ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ذَهَبُوْا وَجَآءَ الْاٰخَرُوْنَ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَضَتِ الطَّآئِفَتَانِ رَكْعَةً رَكْعَةً قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رضي الله عنه: فَاِذَا كَانَ خَوْفٌ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَلِّ رَاكِبًا اَوْ قَآئِمًا تُوْمِئُ اِيْمَآءً.

[بخاري: ٩٤٣؛ نسائي: ١٥٤١]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز خوف پڑھی بعض دن اس طرح کہ ایک گروہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوا اور ایک غنیم کے آگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھی پھر وہ لوگ غنیم کی طرف گئے اور دوسرے آئے اور ان کے ساتھ بھی ایک رکعت پڑھی۔ پھر دونوں گروہوں نے اپنی اپنی دوسری رکعت ادا کر لی۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب خوف اس سے بھی زیادہ ہو تو سواری پر یا کھڑے کھڑے اشارہ سے پڑھو۔

○ ○ ○ ○

(١٩٤٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضي الله عنه قَالَ: شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ: صَفٌّ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالْعَدُوُّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَكَبَّرْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَكَعَ وَرَكَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ وَرَفَعْنَا جَمِيْعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُوْدِ وَالصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِيْ نَحْرِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم السُّجُوْدَ وَقَامَ الصَّفُّ الَّذِيْ يَلِيْهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُوْدِ وَقَامُوْا ثُمَّ تَقَدَّمَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں حاضر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز خوف میں۔ پھر ہم سب نے دو صفیں کیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اور اس وقت دشمن ہمارے اور قبلہ کے بیچ میں تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر اولیٰ کہی اور ہم سب نے بھی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا اور ہم سب نے بھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم نے رکوع سے سر اٹھایا پھر سجدے کو جھکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اور وہ صف بھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھی اور دوسری صف دشمن کے آگے کھڑی رہی۔ پھر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کر چکے اور وہ صف بھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھی کھڑی ہو گئی پیچھے کی صف والے سجدہ میں گئے اور جب کھڑی ہو گئی پیچھے کی صف آگے ہو گئی اور آگے کی پیچھے ہو گئی اور رکوع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم سب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکوع کیا (یعنی دونوں صفوں نے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ہم سب

وَتَأَخَّرَ الصَّفُّ الْمُقَدَّمُ ثُمَّ رَكَعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَكَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَرَفَعْنَا جَمِيعًا ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ الَّذِي كَانَ مُؤَخَّرًا فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى وَقَامَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ فِي نُحُورِ الْعَدُوِّ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ السُّجُودَ وَالصَّفُّ الَّذِي يَلِيهِ انْحَدَرَ الصَّفُّ الْمُؤَخَّرُ بِالسُّجُودِ فَسَجَدُوا ثُمَّ سَلَّمَ النَّبِيُّ ﷺ وَسَلَّمْنَا جَمِيعًا قَالَ: جَابِرٌ رضی اللہ عنہ: كَمَا يَصْنَعُ حَرَسُكُمْ هٰؤُلَاءِ بِأُمَرَآئِهِمْ. [نسائی: ١٥٤٦]

نے سر اٹھایا۔ پھر آپ ﷺ سجدہ میں گئے اور اس صف کے لوگ جو آپ ﷺ کے پاس تھے کہ وہ پہلی رکعت میں پیچھے تھے، سب سجدہ میں گئے اور پچھلی صف دشمن کے روبرو کھڑی رہی (یعنی جو پہلی رکعت میں آگے تھی) پھر جب نبی ﷺ سجدہ کر چکے اور وہ صف جو آپ ﷺ کے پاس تھی، تب پچھلی صف سجدہ میں جھکی اور انہوں نے سجدہ کیا پھر سلام پھیر دیا نبی ﷺ نے اور ہم سب نے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: جیسے آج کل تمہارے چوکیدار تمہارے سرداروں کے ساتھ کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث کے ساتھ امام شافعی رحمہ اللہ اور ابن ابی لیلی رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ نے تمسک کیا ہے کہ جب دشمن قبلہ کی طرف ہو اسی طرح ادا کریں۔ اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک آگے کی صف کا پیچھے ہو جانا اور پیچھے کا آگے ہو جانا جائز ہے جیسا اس روایت میں آچکا اور اگر اپنی جگہ میں رہیں اور آگے پیچھے نہ ہوں جب بھی روا ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں وارد ہوا ہے۔

(١٩٤٦) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: غَزَوْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا مِنْ جُهَيْنَةَ فَقَاتَلُونَا قِتَالًا شَدِيدًا فَلَمَّا صَلَّيْنَا الظُّهْرَ قَالَ: الْمُشْرِكُونَ: لَوْ مِلْنَا عَلَيْهِمْ مَيْلَةً لَاقْتَطَعْنَاهُمْ فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذٰلِكَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ. قَالَ: وَقَالُوا: إِنَّهُ سَتَأْتِيهِمْ صَلٰوةٌ هِيَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنَ الْأَوْلَادِ فَلَمَّا حَضَرَتِ الْعَصْرُ قَالَ: صَفَّنَا صَفَّيْنِ وَالْمُشْرِكُونَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ قَالَ: فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ وَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ فَلَمَّا قَامُوا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ تَأَخَّرَ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَتَقَدَّمَ الصَّفُّ الثَّانِي فَقَامُوا مَقَامَ الْأَوَّلِ فَكَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَكَبَّرْنَا وَرَكَعَ فَرَكَعْنَا ثُمَّ سَجَدَ وَسَجَدَ مَعَهُ الصَّفُّ الْأَوَّلُ وَقَامَ الثَّانِي فَلَمَّا سَجَدَ الصَّفُّ الثَّانِي ثُمَّ جَلَسُوا جَمِيعًا سَلَّمَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جہاد کیا ہم نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں ایک قوم سے قبیلہ بنی جہینہ کی اور وہ بہت لڑے۔ پھر جب ہم ظہر پڑھ چکے مشرکوں نے کہا کاش کہ ہم ان پر ایک بارگی حملہ کرتے تو ان کو کاٹ ڈالتے۔ اور جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر دی اور حضور ﷺ نے ہم سے ذکر کیا اور مشرکوں نے کہا کہ ان کی اور ایک نماز آتی ہے کہ وہ ان کو اولاد سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ پھر جب عصر کا وقت آیا ہم نے دو صفیں باندھ لیں (یعنی آگے پیچھے) اور مشرک قبلہ کی طرف تھے اور تکبیر اولیٰ کہی رسول اللہ ﷺ نے اور ہم سب نے اور رکوع کیا آپ ﷺ نے اور ہم سب نے (یعنی دونوں صفیں رکوع تک شریک رہیں) اور سجدہ کیا آپ ﷺ نے اور پہلی صف نے۔ پھر جب آپ ﷺ اور پہلی صف کھڑی ہو گئی دوسری صف نے سجدہ کیا اور اگلی صف پیچھے اور پچھلی آگے ہو گئی۔ اور اللہ اکبر کہا رسول اللہ ﷺ نے اور ہم نے۔ اور رکوع کیا آپ ﷺ نے اور ہم سب نے بھی۔ اور سجدہ کیا آپ ﷺ کے ساتھ صف اول نے اور دوسری صف ویسی کھڑی رہی، پھر جب دوسرے بھی سجدہ کر چکے تو سب بیٹھ گئے اور سب کو سلام دیا رسول اللہ ﷺ نے۔ ابو الزبیر نے کہا کہ جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بات اور

اللّٰهِ ﷺ قَالَ اَبو الزُّبَيرِ: ثُمَّ خَصَّ جَابرٌ اَنْ قَالَ: كَمَا يُصَلِّي اُمَرَآءُ كُمْ هٰؤُلَاءِ.

بھی کہی کہ جیسے آج کل یہ تمہارے حاکم کرتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۴۷) عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِاَصْحَابِهِ فِي الْخَوْفِ فَصَفَّهُمْ خَلْفَهُ صَفَّيْنِ فَصَلّٰى بِالَّذِيْنَ يَلُوْنَهُ رَكْعَةً ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى صَلَّى الَّذِيْنَ خَلْفَهُمْ رَكْعَةً ثُمَّ تَقَدَّمُوْا وَتَاَخَّرَ الَّذِيْنَ كَانُوْا قُدَّامَهُمْ فَصَلّٰى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ قَعَدَ حَتّٰى صَلَّى الَّذِيْنَ تَخَلَّفُوْا رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ.

[بخاري: ٤١٢٩؛ ابوداود: ١٢٣٧، ١٢٣٨، ١٢٣٩؛ ترمذي: ٥٦٥؛ نسائي: ١٥٣٥؛ ابن ماجه: ١٢٥٩]

سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ نماز خوف یوں ادا کی کہ اپنے پیچھے دو صفیں کیں اور اگلی صف جو آپ ﷺ سے قریب تھی، ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور پھر کھڑے رہے یہاں تک کہ جو لوگ آپ ﷺ کے پیچھے تھے انہوں نے ایک رکعت اپنی باقی ادا کر لی پھر وہ پیچھے ہو گئے اور پیچھے والے آگے ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور بیٹھ گئے یہاں تک کہ جو آپ ﷺ کے پیچھے تھے انہوں نے ایک رکعت باقی ادا کر لی، پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث کو مالک شافعی اور ابو ثور رحمہم اللہ وغیرہ نے اختیار کیا ہے اور جائز سب صورتیں ہیں جتنی مروی ہوئی ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔

(۱۹۴۸) عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ ﷺ عَمَّنْ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الْخَوْفِ اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّذِيْنَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وِجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْاُخْرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِي بَقِيَتْ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ.

[راجع: ١٩٤٧]

صالح بن خوات رضی اللہ عنہ نے ایسے کسی شخص سے روایت کی جس نے نماز خوف پڑھی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ذات الرقاع کے دن (ایک غزوہ کا نام ہے اس میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے پیروں کو چیتھڑے باندھے تھے) کہ ایک گروہ نے صف باندھی اور حضور ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور ایک گروہ غنیم کے آگے رہا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ساتھ کی صف کے ساتھ ایک رکعت پڑھی، پھر آپ ﷺ کھڑے رہے اور اس صف والوں نے اپنی نماز پوری پڑھ لی۔ پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے آگے پرا باندھ لیا اور دوسرا گروہ آیا اور آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت باقی ادا کی۔ پھر آپ ﷺ بیٹھے رہے اور ان لوگوں نے اپنی نماز پوری کر لی۔ پھر آپ ﷺ نے ان سب پر سلام کیا۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۱۹۴۹) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: اَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِذَاتِ الرِّقَاعِ قَالَ: كُنَّا اِذَا اَتَيْنَا عَلٰى شَجَرَةٍ ظَلِيْلَةٍ تَرَكْنَاهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَسَيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُعَلَّقٌ بِشَجَرَةٍ فَاَخَذَ سَيْفَ نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ فَاخْتَرَطَهُ فَقَالَ:

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ہم ذات الرقاع تک پہنچے (رقاع ایک پہاڑی کا نام ہے) تو ہماری یہ چال تھی کہ جب ہم کسی سایہ دار درخت پر پہنچتے تو اس کو رسول اللہ ﷺ کے لیے چھوڑ دیتے پھر ایک دن ایک مشرک آیا اور رسول اللہ ﷺ کی تلوار ایک درخت میں لٹکی ہوئی تھی اس نے تلوار لے کر میان سے نکال لی اور آپ ﷺ سے کہا کہ کیوں تم مجھ سے ڈرتے ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَتَخَافُنِیْ؟ قَالَ: ((لَا)) قَالَ: فَمَنْ یَّمْنَعُكَ مِنِّیْ؟ قَالَ: ((اللّٰهُ یَمْنَعُنِیْ مِنْكَ)) قَالَ: فَتَهَدَّدَهُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَاَغْمَدَ السَّیْفَ وَعَلَّقَهُ قَالَ: فَنُوْدِیَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰی بِطَائِفَةٍ رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ تَأَخَّرُوْا فَصَلّٰی بِالطَّائِفَةِ الْاُخْرٰی رَكْعَتَیْنِ قَالَ: فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعُ رَكَعَاتٍ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَانِ. [بخاری: ۲۹۱۰، ۲۹۱۳؛ وانظر فی مسلم: ۵۹۵۰]

''نہیں۔'' اس نے کہا: کون تمہیں میرے ہاتھ سے بچا سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ مجھے بچا سکتا ہے تیرے ہاتھ سے۔'' پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو دھمکایا اور اس نے تلوار میان میں کر لی۔ اتنے میں اذان ہوئی نماز کی تو آپ ﷺ نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت پڑھی اور آپ ﷺ کی چار رکعت ہوئی اور سب کی دو، دو رکعت۔

○ ○ ○ ○

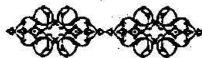
فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرض پڑھنے والے کو نفل پڑھنے والے کی اقتدا درست ہے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ اخیر کی دو رکعتوں میں متنفل تھے۔ اور یہی مذہب ہے امام شافعی رحمہ اللہ کا اور حکایت کیا گیا ہے یہ مذہب حسن بصری رحمہ اللہ سے۔ اور طحاوی حنفی نے جو دعویٰ کیا کہ یہ روایت منسوخ ہے ان کا دعویٰ مقبول نہیں اس لیے کہ نسخ کی کوئی دلیل نہیں۔

(۱۹۵۰) عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ جَابِرًا اَخْبَرَهُ اَنَّهُ صَلّٰی مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْخَوْفِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِاِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی بِالطَّائِفَةِ الْاُخْرٰی رَكْعَتَیْنِ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَصَلّٰی بِكُلِّ طَائِفَةٍ رَكْعَتَیْنِ. [راجع: ۱۹۴۹]

ابی سلمہ بن عبد الرحمٰن نے روایت کی جابر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز خوف کی۔ اور پڑھی رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کے ساتھ دو رکعت اور پھر دوسرے گروہ کے ساتھ دو رکعت، تو آپ ﷺ نے چار رکعت پڑھیں ہر گروہ کے ساتھ دو رکعت۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے وہی مسئلہ ثابت ہوا کہ متنفل کے پیچھے فرض کی نماز روا ہے۔ اور مذہب حنفی اس کے خلاف ہے اور وہ جو خلاف کرتے ہیں محض بے دلیل ہے۔



بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْجُمُعَةِ

جمعہ کا بیان

فائدہ: جمعہ بضم میم اور بسکون اور بفتح میم سب جائز ہے چنانچہ فراء سے یہی مروی ہے اور واحدی وغیرہ ارباب لغت نے بھی یہی لکھا ہے اور ایام جاہلیت میں جمعہ کے دن کو یوم العروبہ کہتے تھے۔

(۱۹۵۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((إِذَا أَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْتِيَ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)).

عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: ”جب ارادہ کرے کوئی تم میں سے کہ جمعہ کی نماز کو آئے تو غسل کر لے۔“

فائدہ: جمعہ کے دن غسل کو بعض لوگوں نے واجب کہا ہے چنانچہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہل ظاہر کا یہی مذہب ہے اور ابن منذر نے امام مالک رحمہ اللہ سے بھی نقل کیا ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی یہی منقول ہے اور جمہور سلف اور خلف سے آیا ہے کہ وہ مستحب ہے اور واجب نہیں اور جمہور نے بھی کئی روایتوں سے تمسک کیا ہے چنانچہ ایک مرفوع روایت میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے وضو کیا تو خیر وہ بھی سہی اور جو نہایا تو نہانا افضل ہے۔“

(۱۹۵۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ: ((مَنْ جَاءَ مِنْكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيَغْتَسِلْ)). [ترمذی: ۴۹۳؛ نسائی: ۱۴۰۶]

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا اور آپ ﷺ منبر پر تھے کہ ”جو تم میں جمعہ کی نماز کو آئے تو نہا لے۔“

○ ○ ○ ○

(۱۹۵۳) عَنْ سَالِمٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [راجع: ۱۹۵۲]

سالم نے اور عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ دونوں صاحبزادے ہیں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مثل اس روایت کے۔

(۱۹۵۴) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِمِثْلِهِ. [بخاری: ۸۷۷]

سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے ان کو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہ سنا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مثل اس کے جو اوپر مذکور ہوا۔

(۱۹۵۵) عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَنَادَاهُ عُمَرُ: أَيَّةُ سَاعَةٍ هٰذِهِ؟

سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے راوی ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن خطبہ پڑھتے تھے کہ ایک صحابی، رسول اللہ ﷺ کے آئے (اور روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو پکارا کہ یہ کون سا وقت ہے آنے کا (یعنی

فَقَالَ: اِنِّیْ شُغِلْتُ الْیَوْمَ فَلَمْ اَنْقَلِبْ اِلٰی اَهْلِیْ حَتّٰی سَمِعْتُ النِّدَاءَ فَلَمْ اَزِدْ عَلٰی اَنْ تَوَضَّأْتُ قَالَ عُمَرُ: وَالْوُضُوْءَ اَیْضًا وَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ یَاْمُرُ بِالْغُسْلِ.

[بخاری: ۸۷۸]

پہلے سے آتا تھا) تو انہوں نے کہا: مجھے آج کام ہو گیا اور میں گھر میں نہیں گیا تھا کہ اذان سنی تو مجھ سے کچھ نہ ہوا فقط وضو کر لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ صرف وضو ہی؟ اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ ﷺ غسل کا حکم دیتے تھے۔



(۱۹۵۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَیْنَمَا عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ یَخْطُبُ النَّاسَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْدَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَعَرَّضَ بِهٖ عُمَرُ فَقَالَ: مَابَالُ رِجَالٍ یَتَاَخَّرُوْنَ بَعْدَ النِّدَاءِ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! مَازِدْتُّ حِیْنَ سَمِعْتُ النِّدَاءَ اَنْ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ اَقْبَلْتُ فَقَالَ عُمَرُ: وَالْوُضُوْءَ اَیْضًا اَلَمْ تَسْمَعُوْا [اَنَّ] رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ اِلَی الْجُمُعَةِ فَلْیَغْتَسِلْ)).

[بخاری: ۸۸۸؛ ابوداود: ۳۴۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دن جمعہ کا خطبہ لوگوں میں پڑھتے تھے کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آئے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ کیا حال ہو گا ان لوگوں کا جو اذان کے بعد دیر لگاتے ہیں۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے امیر المومنین! جب میں نے اذان سنی تو اور کچھ نہیں کیا سوائے وضو کے کہ وضو کیا اور آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف وضو ہی! کیا تم نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''جب کوئی جمعہ کو آئے تو ضرور نہائے۔''



بَابُ وُجُوْبِ غُسْلِ الْجُمُعَةِ عَلٰی كُلِّ بَالِغٍ مِّنَ الرِّجَالِ وَبَیَانِ مَا اُمِرُوْا بِهٖ.

باب: ہر بالغ مرد پر غسل جمعہ فرض ہونے کا بیان۔

(۱۹۵۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اَلْغُسْلُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُحْتَلِمٍ)). [بخاری: ۸۵۸، ۸۹۵، ۲۶۶۵؛ ابوداود: ۳۴۱؛ نسائی: ۱۳۷۶؛ ابن ماجہ: ۱۰۸۹؛ وانظر فی مسلم: ۱۹۲۰]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جمعہ کے دن کا نہانا ہر بالغ کو واجب ہے۔''



(۱۹۵۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ یَنْتَابُوْنَ الْجُمُعَةَ مِنْ مَّنَازِلِهِمْ وَمِنَ الْعَوَالِیْ فَیَاْتُوْنَ فِی الْعَبَاءِ وَیُصِیْبُهُمُ الْغُبَارُ فَتَخْرُجُ مِنْهُمُ الرِّیْحُ فَاَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِنْسَانٌ مِّنْهُمْ وَهُوَ عِنْدِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ باری باری آتے تھے اپنے گھروں سے اور مدینہ کے بلند محلوں سے اور عبائیں پہنی تھیں (اونٹوں کے بالوں کی) اور ان پر غبار پڑتا تھا اور بدبو نکلتی تھی۔ انہی میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس دن آپ ﷺ میرے پاس تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم آج کے دن نہایا کرو تو خوب ہو۔''

((لَوْ اَنَّكُمْ تَطَهَّرْتُمْ لِيَوْمِكُمْ هٰذَا)). [بخاری: ۹۰۲؛ ابوداود: ۱۰۵۵]

○ ○ ○ ○

(۱۹۵۹) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّاسُ اَهْلَ عَمَلٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ كُفَاةٌ فَكَانُوْا يَكُوْنُ لَهُمْ تَفَلٌ فَقِيْلَ لَهُمْ: لَوِ اغْتَسَلْتُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ. [بخاری: ۹۰۳؛ ابوداود: ۳۵۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لوگ محنتی تھے اور ان کے پاس نوکر چاکر تو تھے ہی نہیں اس لیے ان میں بد بو آنے لگی تو ان کو حکم دیا گیا کہ جمعہ کے دن نہایا کرو تو خوب ہو۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الطِّيْبِ وَالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب: جمعہ کے دن خوشبو لگانے اور مسواک کرنے کا بیان۔

(۱۹۶۰) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَسِوَاكٌ وَيَمَسُّ مِنَ الطِّيْبِ مَاقَدَرَ عَلَيْهِ)) اِلَّا اَنَّ بُكَيْرًا لَمْ يَذْكُرْ: عَبْدَ الرَّحْمٰنِ وَقَالَ فِي الطِّيْبِ: وَلَوْ مِنْ طِيْبِ الْمَرْاَةِ. [بخاری: ۸۸۰ تعلیقاً، ابوداود: ۳۴۴؛ نسائی: ۱۳۷۴، ۱۳۸۲ وانظر فی مسلم: ۱۹۵۷]

عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر جوان کو جمعہ کے دن نہانا اور مسواک کرنا ہے اور تھوڑی خوشبو لگا لے جتنی ہو سکے۔“ مگر بکیر نے عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں کیا اور خوشبو کے بارے میں کہا: اگرچہ عورت کی خوشبو ہو۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۶۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ ذَكَرَ قَوْلَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ طَاوُسٌ: فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما وَيَمَسُّ طِيْبًا اَوْدُهْنًا اِنْ كَانَ عِنْدَ اَهْلِهِ؟ قَالَ: لَا اَعْلَمُهُ. [بخاری: ۸۸۵]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا رسول اللہ ﷺ کا قول کہ غسل جمعہ کے باب میں تھا۔ تو طاؤس نے کہا: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ لگائے خوشبو یا تیل اگر اس کی گھر والی کے پاس ہو تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں یہ نہیں جانتا۔

(۱۹۶۲) وَحَدَّثَنَاهُ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ: اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ وَحَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ: حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ۱۹۶۱]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا: روایت کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے، ان سے محمد بن ابوبکر نے اور کہا: مسلم رحمہ اللہ نے روایت کی، ہم سے ہارون نے، ان سے ضحاک نے، دونوں نے ابن جریج سے اسی اسناد سے۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۶۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((حَقٌّ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ اَنْ يَغْتَسِلَ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ اَيَّامٍ يَغْسِلُ رَاْسَهُ وَجَسَدَهُ)). [بخاری: ۸۹۶، ۳۴۸۷؛ نسائی: ۱۳۷۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کا حق ہے ہر مسلمان پر کہ ہر ہفتہ میں ایک بار نہائے اور اپنا سر اور بدن دھوئے۔“

○ ○ ○ ○

(١٩٦٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا أَقْرَنَ وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَاحَ فِي السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَأَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰئِكَةُ يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ)).

[بخاري: ٨٨١؛ ابوداود: ٣٥١؛ ترمذي: ٤٩٩؛ نسائي: ١٣٨٧]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو نہائے جمعہ کے دن جنابت سے (اس میں صاف اشارہ ہے کہ اپنی بی بی سے صحبت بھی کرے) پھر جائے یعنی اول گھڑی میں تو اس نے گویا ایک اونٹ کی قربانی کی۔ اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا ایک گائے کی۔ اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے گویا ایک دنبہ کیا۔ اور جو چوتھی ساعت میں گیا اس نے گویا ایک مرغی کی۔ اور جو پانچویں ساعت میں گیا اس نے ایک انڈا قربان کیا۔ پھر جب امام نکل آیا (یعنی خطبہ پڑھنے لگا) تو فرشتے (یعنی حاضری نویس جو مسجد کے دروازے پر حاضری لکھتے تھے) وہ مسجد میں حاضر ہو گئے اور خطبہ سننے لگے۔'' (غرض اس وقت جو آیا اس کی حاضری نہیں لکھی گئی اور آنے کے ثواب سے محروم رہا اگرچہ نماز کا ثواب پائے)۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ یہ گھڑیوں کا حساب دن کے شروع سے ہے یا زوال کے بعد سے امام مالک رحمہ اللہ اور ان کے اکثر ساتھیوں اور قاضی حسین اور امام الحرمین کا مذہب تو یہ ہے کہ ان گھڑیوں سے مراد زوال کے بعد کے چند لحظے (گھڑیاں) ہیں اور ان کے نزدیک زوال کے بعد جانا چاہیے اور ان لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہی معنی لغوی ہیں۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور ان کے جمہور اصحاب کا مذہب یہ ہے کہ دن کے شروع سے جانا چاہیے اور ان گھڑیوں کا حساب ان کے نزدیک دن کے شروع سے ہے اور حبیب مالکی اور جماہیر علما کا یہی مذہب ہے اور نسائی کی روایت میں آیا ہے کہ جب امام نکلتا ہے تو فرشتے صحیفے کو لپیٹ دیتے ہیں اور پھر کسی کی حاضری نہیں لکھتے۔ غرض دلائل سے قوی مذہب یہی ہے کہ قبل زوال مسجد میں جانا چاہیے اور آنحضرت ﷺ کی عادت بھی یہی تھی۔

بَابٌ فِي الْإِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْخُطْبَةِ.

باب: جمعہ کے دن خطبہ میں خاموش رہنے کا بیان۔

(١٩٦٥) عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((إِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ أَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ)). [بخاري: ٩٣٤؛ ترمذي: ٥١٢؛ نسائي: ١٤٠٠، ١٤٠١]

سعید بن مسیب کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم اپنے ساتھی سے کہو ''چپ رہو'' جمعہ کے دن جس وقت امام خطبہ پڑھتا ہو تو تم نے بھی ایک لغو بات کہی۔'' (یعنی اشارہ سے چپ کرانا ضروری ہے اتنی بات بھی منع ہے)

○ ○ ○ ○

(١٩٦٦) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٩٦٥]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے مثل اس روایت کے جو ابھی گزری۔

(١٩٦٧) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا فِي هٰذَا الْحَدِيثِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ

ابن شہاب سے ان دونوں سندوں سے بھی اس کے مثل حدیث مروی ہوئی ہے مگر ابن جریج نے کہا: ابراہیم بن عبداللہ بن قارظ۔

قَالَ: اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَارِظٍ.

○ ○ ○ ○

(۱۹۶۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ اَنْصِتْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ فَقَدْ لَغِيْتَ)) قَالَ اَبُو الزِّنَادِ: هِيَ لُغَةُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاِنَّمَا هُوَ فَقَدْ لَغَوْتَ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جب تو اپنے ساتھی سے کہے ”چپ رہ“ جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہے تو تو نے لغوبات کی۔“ ابو الزناد نے کہا: لَغِیْتَ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بولی ہے اور یہ لفظ اصل میں لَغَوْتَ ہے۔

فائدہ: قرآن سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لغو میں وارد ہے یا نہیں جیسے کہ فرمایا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے: ﴿وَالْغَوْا فِيْهِ﴾ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے وقت کوئی بات نہ کرنا چاہیے۔ اور اگر کسی کو چپ بھی کرائے تو اشارہ سے، غرض کلام کو بعض علما نے حرام کہا ہے۔ اور شافعی رحمہ اللہ کے اس میں دو قول ہیں۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا کہ امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور شافعی اور عام علما رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ اس وقت چپ رہنا واجب ہے خطبہ سننے کے لیے اور نخعی اور شعبی اور بعض سلف سے منقول ہے کہ یہ واجب نہیں مگر جب کہ خطبہ میں قرآن پڑھا جائے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ جب امام سے دور ہو اور خطبہ نہ سنتا ہو تب بھی چپ رہنا واجب ہے۔ اور نخعی اور احمد اور ایک قول شافعی رحمہ اللہ کا یہ ہے کہ واجب نہیں۔

بَابٌ فِي السَّاعَةِ الَّتِيْ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

باب: جمعہ کے دن دعا کی قبولیت کے وقت کے بیان میں۔

(۱۹۶۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذَكَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: ((فِيْهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ شَيْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ)) زَادَ قُتَيْبَةُ فِيْ رِوَايَتِهِ: وَاَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا. [بخاری: ۹۳۵]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا اور فرمایا: ”اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ جو بندہ مسلمان اس وقت نماز پڑھتا ہو اور اللہ سے جو کوئی چیز مانگے تو بے شک اللہ تعالیٰ اس کو دے دے گا۔“ قتیبہ نے اپنی روایت میں ہاتھ سے اشارہ کیا کہ وہ گھڑی بہت تھوڑی ہے۔

(۱۹۷۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ قَائِمٌ يُصَلِّيْ يَسْأَلُ اللّٰهَ خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ)) وَقَالَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا يُزَهِّدُهَا.

[بخاری: ۶۴۰۰؛ نسائی: ۱۴۳۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو القاسم ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ جو مسلمان اس وقت کھڑا نماز پڑھتا ہو اور اللہ سے کوئی چیز مانگے تو اللہ تعالیٰ بے شک اس کو عطا کرے۔“ اور اپنے ہاتھ سے آپ ﷺ نے اشارہ کیا کہ وہ بہت تھوڑی ہے اور اس کی بے رغبتی دلاتے تھے۔

(۱۹۷۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِمِثْلِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: فرمایا ابو القاسم ﷺ نے اس کے مثل۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۷۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ ﷺ بِمِثْلِهِ. [بخاری: ۵۲۹۴]

کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا ابو القاسم ﷺ نے مثل اس کے۔

○ ○ ○ ○

(۱۹۷۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنَّ فِي الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ نہیں مانگتا ہے اس میں کوئی مسلمان کسی خیر کو مگر اللہ تعالیٰ اس کو ضرور

مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِيهَا خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ) قَالَ: وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ.

دیتا ہے اور وہ ساعت بہت تھوڑی ہے۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: اگلے لوگوں کا اختلاف ہے کہ وہ ساعت کب ہے اور اس کے کیا معنی کہ وہ دعا مانگنے والا کھڑا نماز پڑھتا ہو۔ غرض بعض نے کہا کہ وہ عصر سے مغرب تک ہے اور مراد یصلی سے یعنی نماز سے دعا ہے اس لئے کہ صلوٰۃ کے معنی دعا بھی آئے ہیں۔ اور کھڑے ہونے سے مراد یہ ہے کہ دعا کے ساتھ قیام کرتا ہو یعنی دعا میں مشغول ہو۔ اور کسی نے کہا: وہ ساعت جب سے امام نکلا ہے اس وقت سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک اور کسی نے کہا: کہ وہ نماز کے شروع سے اس کے ختم تک ہے اور ان کے نزدیک صلوٰۃ سے نماز ہی مراد ہے اور بعض نے کہا: وہ جب سے ہے کہ امام منبر پر بیٹھتا ہے نماز سے فارغ ہونے تک۔ اور بعض نے کہا: وہ اخیر گھڑی ہے جمعہ کے دن کی اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا: اور سب اقوال کے مقدمہ میں آثار مروی ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ سے۔ اور بعض نے کہا: وہ زوال کے قریب ہے۔ اور بعض نے کہا: زوال سے اس وقت تک ہے کہ سایہ ایک ہاتھ ہو جائے اور بعض نے کہا: وہ سارے دن میں چھپی ہوئی ہے اور بعض نے کہا: طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔ اور قاضی نے کہا: یہ مراد نہیں ہے کہ وہ ان سب وقتوں میں ہوتی ہے مگر مراد یہ ہے کہ ان سب وقتوں میں سے کسی وقت میں ہوتی ہے اور صحیح بلکہ صواب وہ ہے جو روایت کیا مسلم رحمہ اللہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "وہ اس وقت سے ہے کہ امام بیٹھتا ہے۔" (یعنی منبر پر نماز کے ہونے تک)۔

(١٩٧٤) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَقُلْ: وَهِيَ سَاعَةٌ خَفِيفَةٌ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کیا اور اس میں یہ نہیں کہا کہ وہ ساعت بہت تھوڑی ہے۔

(١٩٧٥) عَنْ اَبِي بُرْدَةَ بْنِ اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما: اَسَمِعْتَ اَبَاكَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي شَأْنِ سَاعَةِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ قُلْتُ: نَعَمْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((هِيَ مَابَيْنَ اَنْ يَجْلِسَ الْاِمَامُ اِلَى اَنْ تُقْضَى الصَّلٰوةُ)). [ابوداود: ١٠٤٩]

ابوبردہ نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تم نے اپنے باپ سے جمعہ کی ساعت کے باب میں کچھ سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ بیان کرتے ہوں؟ میں نے کہا کہ ہاں میں نے ان سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے: "وہ گھڑی اس وقت سے ہے کہ امام بیٹھے (یعنی منبر پر) نماز کے ختم ہونے تک۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ.

باب: جمعہ کے دن کی فضیلت۔

(١٩٧٦) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِيهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ اُخْرِجَ مِنْهَا)). [نسائي: ١٣٧٢]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بہتر ان دنوں میں کا جن میں سورج نکلتا ہے جمعہ کا دن ہے کہ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں جنت میں گئے اور اسی میں وہاں سے نکلے۔"

○ ○ ○ ○

(١٩٧٧) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ وَفِيهِ اُخْرِجَ مِنْهَا وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ اِلَّا فِي يَوْمِ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "بہتر ان دنوں میں کا جن میں سورج نکلتا ہے، جمعہ کا دن ہے کہ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں جنت میں گئے اور اسی میں وہاں سے نکلے اور قیامت نہ ہوگی مگر اسی دن۔"

الْجُمُعَةِ))۔ [ترمذی: ٤٨٨]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بڑے بڑے کام جمعہ کے دن ہوئے اور ہوں گے خواہ وہ فضیلت کے ہوں یا نہ ہوں۔ اور یہ سب اس لئے بیان فرمائے کہ آدمی اس میں نیکی کیلئے تیار ہوں اور اللہ کی رحمت کے امیدوار رہیں اور ابوبکر بن العربی نے کتاب احوذی شرح ترمذی میں کہا ہے کہ خروج آدم علیہ السلام کا جنت سے یہ بھی ایک فضیلت ہو سکتی ہے کہ یہ نکلنا سبب ہوا ان کی اولاد ہونے کا اور انبیا اور رسل کے ظاہر ہونے کا۔ اور قیامت کا ہونا سبب ہے دوستان الٰہی کے بامراد جنت میں چلے جانے کا اور دشمنان الٰہی کے نامراد دوزخ میں داخل ہونے کا۔ غرض اس حدیث سے تمام دنوں پر جمعہ کی فضیلت ثابت ہوئی۔

بَابُ هِدَايَةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ.

باب: اس امت کو جمعہ کے دن کی ہدایت (توفیق) کا ملنا۔

(١٩٧٨) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَيْدَ أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ أُوْتِيَتِ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ ثُمَّ هٰذَا الْيَوْمُ الَّذِي كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْنَا هَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ الْيَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ))۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم پچھلے لوگ ہیں اور قیامت کے دن آگے بڑھ جانے والے ہیں فقط اتنی بات ہے کہ ہر امت کو ہم سے پہلے کتاب ملی ہے اور ہم کو ان کے بعد۔ پھر یہ دن جو ہم پر اللہ نے فرض کیا اس کی ہم کو راہ بتا دی اور سب لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں کہ یہود کی عید، جمعہ کے دوسرے دن ہوتی ہے (یعنی ہفتہ) اور نصاریٰ کی تیسرے دن (یعنی اتوار کو)۔''

(١٩٧٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ وَنَحْنُ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) بِمِثْلِهِ. [راجع: ١٩٧٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہم سب سے آخری ہیں (دنیا میں) اور سب سے پہلے ہوں گے قیامت کے دن۔'' اسی کے مثل۔

(١٩٨٠) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَنَحْنُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بَيْدَ أَنَّهُمْ أُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوْتِيْنَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ فَاخْتَلَفُوْا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ فَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ هَدَانَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُ۔ قَالَ: يَوْمُ الْجُمُعَةِ۔ فَالْيَوْمُ لَنَا وَغَدًا لِلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارٰى))۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم سب کے پیچھے ہیں اور قیامت کے دن سب کے آگے ہو جانے والے ہیں اور ہم جنت میں سب سے پہلے داخل ہوں گے مگر اتنی بات البتہ ہے کہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے ملی ہے اور ہم کو ان کے بعد۔ اور انہوں نے سچی بات میں اختلاف کیا۔ سو یہ جمعہ کا دن وہی ہے جس میں اختلاف کیا۔ اور ہم کو اللہ نے راہ بتا دی۔ پھر یہ جمعہ کا دن تو ہمارے لئے ہے اور دوسرا دن یہود کا (یعنی ہفتہ) اور تیسرا دن نصاریٰ کا (یعنی اتوار)۔''

○ ○ ○ ○

(١٩٨١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بَيْدَ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم دنیا میں سب امتوں سے پیچھے ہیں اور قیامت میں سب سے آگے۔ مگر اتنا ہے کہ ان لوگوں کو کتاب ہم سے پہلے ملی ہے اور ہم کو ان کے بعد اور یہ وہ دن ہے

أَنَّهُمْ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَأُوتِينَاهُ مِنْ بَعْدِهِمْ وَهٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِي فُرِضَ عَلَيْهِمْ فَاخْتَلَفُوا فِيهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ فَهُمْ لَنَا فِيهِ تَبَعٌ فَالْيَهُودُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ)).

(یعنی جمعہ) جوان پر فرض کیا گیا تھا اور اس میں انہوں نے اختلاف کیا۔ سو اللہ نے ہم کو راہ بتادی سو وہ لوگ اس میں ہمارے پیچھے ہیں (یعنی ان کی عید ہماری عید کے پیچھے ہے) تو یہود کی عید کل ہے اور نصاریٰ کی پرسوں۔''

(١٩٨٢) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَحُذَيْفَةَ قَالَا: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَضَلَّ اللّٰهُ عَنِ الْجُمُعَةِ مَنْ كَانَ قَبْلَنَا فَكَانَ لِلْيَهُودِ يَوْمُ السَّبْتِ وَكَانَ لِلنَّصَارٰى يَوْمُ الْأَحَدِ فَجَاءَ اللّٰهُ بِنَا فَهَدَانَا اللّٰهُ لِيَوْمِ الْجُمُعَةِ فَجَعَلَ الْجُمُعَةَ وَالسَّبْتَ وَالْأَحَدَ وَكَذٰلِكَ هُمْ تَبَعٌ لَنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَحْنُ الْآخِرُونَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَالْأَوَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمَقْضِيُّ لَهُمْ قَبْلَ الْخَلَائِقِ)) وَفِي رِوَايَةِ وَاصِلٍ: الْمَقْضِيُّ بَيْنَهُمْ. [نسائی: ١٣٦٧؛ ابن ماجه: ١٠٨٣]

ابو ہریرہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے بھلا دیا جمعہ کو ان لوگوں کیلئے جو ہم سے پہلے تھے، سو یہود کی عید ہفتہ اور نصاریٰ کی اتوار کو ہوئی اور اللہ ہمارے ساتھ آیا اور ہم کو راہ بتائی جمعہ کے دن کی۔ غرض جمعہ اور ہفتہ اور اتوار عید کے دن یہ ترتیب ہوئی اور ایسے ہی وہ لوگ ہمارے پیچھے ہیں اور ہم دنیا میں سب سے پیچھے ہیں اور قیامت میں سب سے آگے ہمارا فیصلہ ہوگا'' اور ایک روایت میں یہ لفظ ہے المقضی بینهم (یعنی ان کا فیصلہ کیا جائے گا)۔

○ ○ ○ ○

(١٩٨٣) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هُدِينَا إِلَى الْجُمُعَةِ وَأَضَلَّ اللّٰهُ عَنْهَا مَنْ كَانَ قَبْلَنَا)) فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ فُضَيْلٍ. [راجع: ١٩٨٢]

حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہم کو راہ بتائی گئی جمعہ کی اور لوگوں کو بھلا دیا جو ہم سے پہلے تھے۔'' اور ساری روایت مثل ابن فضیل کے بیان کی (یعنی جو اوپر گزری)۔

○ ○ ○ ○

بَابُ فَضْلِ التَّهْجِيرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

باب: جمعہ کے دن جلدی جانے کی فضیلت۔

(١٩٨٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلٰئِكَةٌ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي الْبَدَنَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْكَبْشَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الدَّجَاجَةَ ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي الْبَيْضَةَ)).

[بخاری: ٩٢٩، ٣٢١١؛ نسائی: ١٣٨٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جمعہ کا دن ہوتا ہے ہر دروازہ پر مسجد کے دروازوں میں سے فرشتے لکھتے ہیں کہ فلاں سب سے پہلے آیا اس کے بعد وہ، اس کے بعد وہ، پھر جب امام منبر پر بیٹھتا ہے سب فرشتے اعمال نامے لپیٹ دیتے ہیں اور خطبہ آکر سننے لگتے ہیں۔ اور جو اول آیا اس کے ثواب کی مثل ایسی ہے، جیسے کوئی ایک اونٹ قربانی کرے۔ اس کے بعد جو آیا وہ ایسا ہے جیسے کوئی ایک گائے کرے۔ اس کے بعد جو آئے وہ ایسا جیسے کوئی ایک مینڈھا کرلے۔ اس کے بعد جو آئے وہ ایسا ہے جیسے کوئی مرغی کرے۔ اس کے بعد جو آئے وہ ایسا ہے جیسے کوئی ایک انڈا؟ اللہ کی راہ میں دے۔''

(۱۹۸۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [نسائی: ۱۳۸۵؛ ابن ماجه: ۱۰۹۲]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مثل اس کے بیان کیا۔

(۱۹۸۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَكٌ يَكْتُبُ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ. مَثَّلَ الْجَزُوْرَ ثُمَّ نَزَّلَهُمْ حَتّٰى صَغَّرَ اِلٰى مَثَلِ الْبَيْضَةِ. فَاِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ طُوِيَتِ الصُّحُفُ وَحَضَرُوا الذِّكْرَ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مسجد کے ہر دروازہ پر ایک فرشتہ ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے جو آتا ہے اس کو ایسا لکھتا ہے جیسے کسی نے اونٹ قربانی کیا، پھر درجہ بدرجہ جو پیچھے آتے جاتے ہیں ان کو گھٹاتا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کے مثل لکھتا ہے جس نے ایک انڈا اللہ کی راہ میں دیا پھر جب امام منبر پر بیٹھا، نامہ اعمال لپیٹ دیتے اور ہر دروازہ کے فرشتے آکر خطبہ سننے لگتے ہیں۔"

بَابُ فَضْلِ مَنِ اسْتَمَعَ وَأَنْصَتَ فِي الْخُطْبَةِ.

باب: جمعہ کا خطبہ خاموشی سے اور توجہ سے سننے کی فضیلت۔

(۱۹۸۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنِ اغْتَسَلَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَصَلّٰى مَاقُدِّرَ لَهُ ثُمَّ اَنْصَتَ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ خُطْبَتِهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ مَعَهُ غُفِرَلَهُ مَابَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى وَفَضْلُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ "جس نے غسل کیا اور جمعہ میں آیا اور جتنی تقدیر میں تھی نماز پڑھی اور خطبہ سے فارغ ہونے تک چپ رہا پھر امام کے ساتھ نماز پڑھی اس کے گناہ بخشے گئے اس جمعہ سے گزشتہ جمعہ تک اور تین دن کے اور زیادہ۔"

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ خطبہ کے بعد قبل نیت باندھنے کے ضروری بات کرنا روا ہے اور قبل خطبہ کے نوافل مستحب ہے۔ اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور جمہور کا اور خطبہ کے وقت چپ رہنا واجب ہے اور غسل کی فضیلت۔

(۱۹۸۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَلَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْلَغَا)). [ابوداود: ۱۰۵۰؛ ترمذی: ۴۹۸؛ ابن ماجه: ۱۰۹۰]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو وضو کرے اور خوب وضو کرے، پھر جمعہ میں آئے اور خطبہ سنے اور چپ رہے، اس کے اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور تین دن کے اور زیادہ اور جو کنکریوں سے کھیلے اس نے بے فائدہ کام کیا۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ.

باب: سورج ڈھلنے کے وقت جمعہ کی نماز پڑھنے کا بیان۔

(۱۹۸۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ نَرْجِعُ فَنُرِيْحُ نَوَاضِحَنَا

عبداللہ کے فرزند جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نماز پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (یعنی جمعہ کی) پھر لوٹ کر آرام دیتے تھے اپنے پانی لادنے کے

قَالَ حَسَنٌ: فَقُلْتُ لِجَعْفَرٍ: فِيْ اَيِّ سَاعَةٍ تِلْكَ؟ قَالَ: زَوَالَ الشَّمْسِ. [نسائی: ١٣٨٩]

اونٹوں کو۔ حسن نے جعفر سے کہا کہ اس وقت کیا وقت ہوتا تھا۔؟ انہوں نے کہا کہ آفتاب ڈھلنے کا وقت۔

(١٩٩٠) عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ سَأَلَ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ مَتٰى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الْجُمُعَةَ؟ قَالَ: كَانَ يُصَلِّيْ ثُمَّ نَذْهَبُ اِلٰى جِمَالِنَا فَنُرِيْحُهَا زَادَ عَبْدُاللّٰهِ فِيْ حَدِيْثِهِ. حِيْنَ تَزُوْلُ الشَّمْسُ يَعْنِي النَّوَاضِحَ. [راجع: ١٩٨٩]

جعفر نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کب نماز پڑھتے تھے جمعہ کی؟ انہوں نے کہا کہ جب وہ نماز پڑھ چکتے تھے تب ہم جاتے تھے اور اپنے اونٹوں کو آرام دیتے تھے۔ عبداللہ نے اپنی روایت میں یہ بات زیادہ کی کہ جب آفتاب ڈھل جاتا ہے یعنی پانی لادنے والے اونٹ۔

(١٩٩١) عَنْ سَهْلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: مَاكُنَّا نَقِيْلُ وَلَا نَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

سہل نے کہا: ہم دوپہر کا سونا نہ سوتے اور دن چڑھے کا کھانا نہ کھاتے تھے مگر نماز جمعہ کے بعد۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی روایت میں یہ بات زیادہ کی کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں۔

(١٩٩٢) عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا نُجَمِّعُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ نَرْجِعُ نَتَتَبَّعُ الْفَيْءَ. [بخاری: ٤١٦٨؛ ابوداود: ١٠٨٥؛ نسائی: ١٣٩٠؛ ابن ماجہ: ١١٠٠]

ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے کہا: ہم جمعہ پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب سورج ڈھل جاتا تھا، پھر لوٹتے تھے، سایہ ڈھونڈھتے ہوئے (یعنی دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا)۔



(١٩٩٣) عَنْ اِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْجُمُعَةَ فَنَرْجِعُ وَمَا نَجِدُ لِلْحِيْطَانِ فَيْئًا نَسْتَظِلُّ بِهِ. [راجع: ١٩٩٢]

ایاس بن سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی۔ انہوں نے کہا: ہم نماز پڑھتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور جب لوٹتے تھے (یعنی بعد نماز جمعہ کے) تو دیواروں کا سایہ نہ پاتے تھے کہ جس کی آڑ میں آئیں۔

فائدہ: ان سب روایتوں سے جمعہ کا جلدی پڑھنا ثابت ہوتا ہے مگر امام مالک، ابوحنیفہ، شافعی اور جماہیر علما رحمہم اللہ کا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے یہ مذہب ہے کہ جمعہ روا نہیں ہے مگر بعد زوال کے اور اس کا خلاف کسی نے نہیں کیا مگر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ان دونوں کے نزدیک قبل زوال جائز ہے اور اگرچہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام میں شافعیہ وغیرہ کی تائید کی ہے مگر امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب بھی دلائل صحیحہ سے خالی نہیں اگرچہ جمہور سب کی تاویل کرتے ہیں اور جلدی کے مبالغہ پر ان روایتوں کو اتارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم صبح کا کھانا اور دوپہر کا سونا بعد نماز جمعہ کے کرتے تھے اور اس دن ان دنوں میں دیر کرتے اس لئے کہ وہ اول وقت آتے تھے لہٰذا ان کاموں میں دیر کرتے کہ شاید تکبیر اولیٰ یا خطبہ نہ جاتا رہے۔ اور یہ جو مروی ہے کہ ہم سایہ ڈھونڈھتے اور نہ پاتے، اس کی تاویل میں کہتے ہیں کہ جمعہ اول وقت ہوتا تھا اور گھروں کی دیواریں چھوٹی تھیں، اس لئے سایہ نہ ملتا تھا اور شاید سایہ تھوڑا ہوتا ہو مگر آدمی کے پورے قد چھپانے کو کفایت نہ کرتا ہو۔ اور اونٹوں کو آرام دینے سے یہ مراد ہے کہ ان کو کام چھڑا دیتے اور دانہ چارہ دیتے یا چرائی پر چھوڑ دیتے کہ صبح کے کام سے راحت پائیں۔

بَابُ ذِكْرِ الْخُطْبَتَيْنِ قَبْلَ الصَّلَاةِ وَمَا فِيْهِمَا مِنَ الْجَلْسَةِ.

باب: نماز جمعہ سے پہلے دونوں خطبوں کا ذکر اور ان دونوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان۔

(١٩٩٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَائِمًا ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ قَالَ: كَمَا يَفْعَلُوْنَ الْيَوْمَ.

[بخاری: ۹۲۰؛ ترمذی: ۵۰۶]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہو جاتے، جیسے تم آج کل کرتے ہو۔

○ ○ ○ ○

(١٩٩٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ. [ابوداود: ١٠٩٤]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ ہمیشہ دو خطبے پڑھا کرتے تھے اور ان کے بیچ میں بیٹھتے تھے اور خطبوں میں قرآن شریف پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔

(١٩٩٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ يَجْلِسُ ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَخْطُبُ قَائِمًا فَمَنْ نَبَّأَكَ اَنَّهُ كَانَ يَخْطُبُ جَالِسًا فَقَدْ كَذَبَ فَقَدْ وَاللّٰهِ! صَلَّيْتُ مَعَهُ اَكْثَرَ مِنْ اَلْفَيْ صَلٰوةٍ. [ابوداود: ١٠٩٣]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھتے، پھر بیٹھ جاتے، پھر کھڑے ہوتے اور کھڑے کھڑے پڑھتے، اور جس نے تم سے کہا کہ بیٹھ کر پڑھتے اس نے اللہ کی قسم جھوٹ کہا۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ دو ہزار سے زیادہ نمازیں پڑھی ہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾.

باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ جب وہ تجارت یا کوئی اور شغل دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے اکیلا چھوڑ جاتے ہیں۔

(١٩٩٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَخْطُبُ قَائِمًا يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَجَاءَتْ عِيْرٌ مِنَ الشَّامِ فَانْفَتَلَ النَّاسُ اِلَيْهَا حَتّٰى لَمْ يَبْقَ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَاُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ فِي الْجُمُعَةِ ﴿وَ اِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَائِمًا﴾. [بخاری: ٩٣٦، ٢٠٥٨، ٢٠٦٤، ٤٨٩٩؛ ترمذی: ٣٣١١ تعليقاً]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ پڑھتے تھے جمعہ کے دن، سو ایک بار ایک قافلہ آیا، ملک شام سے (غلہ لے کر) اور لوگ اس کے پاس دوڑ گئے صرف بارہ آدمی آپ کے پاس رہ گئے اس پر یہ آیت اتری جو سورۂ جمعہ میں ہے کہ "جب دیکھتے ہیں تجارت یا کوئی کھیل کی چیز تو دوڑ جاتے ہیں اس طرف اور تجھ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔"

○ ○ ○ ○

(١٩٩٨) عَنْ حُصَيْنٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَقَالَ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ وَ لَمْ يَقُلْ: قَائِمًا.

[راجع: ١٩٩٧]

حصین اسی سند سے بیان کرتے ہیں اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور کھڑا ہونا بیان نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(١٩٩٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَدِمَتْ سُوَيْقَةٌ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے جمعہ کے دن، سو ایک ٹانڈا آیا اور لوگ مسجد سے نکل گئے اور بارہ آدمی رہ گئے کہ میں بھی ان میں تھا،

قَالَ: فَخَرَجَ النَّاسُ إِلَيْهَا وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا أَنَا فِيهِمْ قَالَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ. [راجع: ۱۹۹۷]

سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور جب دیکھتے ہیں سوداگری یا کھیل اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور تجھ کو کھڑا چھوڑ جاتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ خطبہ کھڑے ہو کر پڑھنا مسنون ہے اور بیچ میں بیٹھنا بھی سنت ہے اور یہی مذہب ہے شافعیہ کا کہ باوجود قدرت قیام کے بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں اور معلوم ہوا کہ جمعہ میں دو خطبے ضروری ہیں۔اور حسن بصری رحمہ اللہ اور اہل ظاہر وغیرہ کا مذہب ہے کہ بغیر خطبہ کے بھی جمعہ صحیح ہے اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے کھڑے ہو کر پڑھنے پر اجماع نقل کیا ہے۔ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ بیٹھ کر پڑھنا بھی روا ہے اور کھڑے ہونا واجب نہیں۔اور ابوحنیفہ اور مالک اور جمہور رحمہم اللہ کے نزدیک بیٹھنا دونوں خطبوں کے بیچ میں سنت ہے واجب نہیں،اور شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض ہے اور شرط ہے صحت خطبہ کیلئے۔طحاوی نے کہا: یہ امر سوائے شافعی رحمہ اللہ کے اور کسی نے نہیں کہا اور شافعی رحمہ اللہ کی دلیل یہ ہے کہ یوں ہی ثابت ہوا رسول اللہ ﷺ سے۔اور آپ ﷺ نے فرمایا: نماز اسی طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھو۔" اور خطبہ بھی مثل نماز ہے۔(نووی رحمہ اللہ)۔

(۲۰۰۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ قَائِمٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَدِمَتْ عِيرٌ إِلَى الْمَدِينَةِ فَابْتَدَرَهَا أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتَّى لَمْ يَبْقَ مَعَهُ إِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فِيهِمْ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ قَالَ: وَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا﴾. [راجع: ۱۹۹۷]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن کھڑے ہو کر وعظ کر رہے تھے کہ ایک قافلہ مدینہ آیا اور نبی ﷺ کے ساتھی اس کی طرف بڑھے یہاں تک کہ صرف بارہ افراد باقی رہ گئے ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے تو یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَ إِذَا رَأَوْا تِجَارَةً ......﴾ الخ۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۰۱) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ: دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أُمِّ الْحَكَمِ يَخْطُبُ قَاعِدًا فَقَالَ: انْظُرُوا إِلَى هٰذَا الْخَبِيثِ يَخْطُبُ قَاعِدًا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا﴾.

[نسائی: ۱۳۹۶]

کعب بن عجرہ مسجد میں داخل ہوئے اور ام حکم کا بیٹا عبدالرحمٰن بیٹھے بیٹھے خطبہ پڑھتا تھا تو انہوں نے کہا اس خبیث کو دیکھو کہ بیٹھے ہوئے خطبہ پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور جب دیکھتے ہیں کسی تجارت یا کھیل کو تو اس کی طرف دوڑ جاتے ہیں اور تجھ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں۔"

○ ○ ○ ○

بَابُ التَّغْلِيظِ فِي تَرْكِ الْجُمُعَةِ.

باب: جمعہ چھوڑنے پر وعید کا بیان۔

(۲۰۰۲) عَنِ الْحَكَمِ بْنِ مِينَاءَ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ عَلَى أَعْوَادِ مِنْبَرِهِ: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونُنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ)).

حکم بن میناء سے عبداللہ بن عمر اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے اپنے منبر کی لکڑیوں پر کہ "لوگ جمعہ کے چھوڑ دینے سے باز آئیں، نہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا کہ وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔"

○ ○ ○ ○

[نسائی: ۱۳۶۹، ابن ماجه: ۷۹۴]

○ ○ ○ ○

فائدہ: یعنی ان سے لطف و رحمت کو دور کر دے گا اور اس باب خیر کو باز رکھے گا۔ یہی قول ہے اکثر متکلمین کا۔

بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلٰوةِ وَالْخُطْبَةِ.

باب: نماز اور خطبہ مختصر پڑھانے کا بیان۔

(۲۰۰۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ﷺ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَتْ صَلٰوتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا. [ترمذی: ۵۰۷؛ نسائی: ۱۵۸۱]

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ کی نماز اور خطبہ بیچ بیچ کا تھا (یعنی نہ بہت لمبا نہ چھوٹا)۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۰۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: كُنْتُ أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الصَّلَوَاتِ فَكَانَتْ صَلَاتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا.

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کئی نمازیں پڑھیں آپ کی نماز اور خطبہ دونوں درمیانے ہوتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۰۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَطَبَ احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ مُنْذِرُ جَيْشٍ يَقُوْلُ: صَبَّحَكُمْ مَسَّاكُمْ وَيَقُوْلُ: ((بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ)) وَيَقْرُنُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَيَقُوْلُ: ((أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرُ الْهُدٰى هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرُّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) ثُمَّ يَقُوْلُ: ((أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَإِلَيَّ وَ عَلَيَّ)). [نسائی: ۱۵۷۷؛ ابن ماجه: ۴۵]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب خطبہ پڑھتے تو آپ ﷺ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آواز بلند ہو جاتی اور غصہ زیادہ ہو جاتا گویا وہ ایک ایسے لشکر سے ڈرانے والے تھے کہ صبح شام آیا اور فرماتے تھے: ''میں اور قیامت یوں بھیجا گیا ہوں۔'' اور اپنے کلمہ کی اور بیچ کی انگلی ملاتے اور کہتے: ''اللہ کی حمد کے بعد جانو کہ ہر بات سے بہتر اللہ کی کتاب ہے اور ہر چال سے بہتر محمد ﷺ کی چال ہے۔ اور سب کاموں سے برے نئے کام ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے، پھر فرماتے کہ میں ہر مومن کا دوست ہوں اس کی جان سے زیادہ پھر جو مومن مر کر مال چھوڑ جائے وہ اس کے گھر والوں کا ہے اور جو قرض یا بچے چھوڑے ان کی پرورش میری طرف ہے اور ان کا خرچ مجھ پر ہے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں کئی فائدے ہیں۔ اول آداب خطبہ پڑھنے والے کے کہ آواز بلند رکھے۔ بندگان الٰہی کو ڈرائے۔ دوسرے قرب قیامت۔ تیسرے اما بعد کا لفظ کہ خطبوں میں کہنا مسنون ہے۔ چوتھے بدعت کی برائی۔ پانچویں تقسیم بدعت کا باطل ہونا۔ چھٹے محدثات یعنی نئے کاموں کی برائی خواہ عبادت میں ہو یا عادات میں۔ ساتویں آنحضرت ﷺ کی شفقت مومنوں پر جو ہزاروں ماں باپ سے بڑھ کر ہے۔ آٹھویں یہ کہ ابتدائے اسلام میں آپ کی عادت تھی کہ جو مرے اور قرضہ چھوڑ جائے اور کچھ مال اس کے موافق نہ چھوڑے تو اس پر آپ ﷺ نماز جنازہ نہ پڑھتے تھے پھر جب ملک فتح ہوئے تب آپ ﷺ نے یہ حکم دیا جو حدیث میں مذکور ہوا۔

(۲۰۰۶) عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: كَانَتْ

جعفر بن محمد اپنے باپ سے اور وہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن نبی ﷺ کا خطبہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور پھر

خُطْبَةُ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَحْمَدُاللّٰهَ وَيُثْنِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ يَقُوْلُ عَلٰى إِثْرِ ذٰلِكَ وَقَدْ عَلَاصَوْتُهُ ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ. [راجع: ٢٠٠٥]

اس کے بعد بلند آواز سے یہ فرمایا اور اوپر کی روایت کے مثل حدیث بیان کی۔



(٢٠٠٧) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ يَحْمَدُاللّٰهَ وَيُثْنِيْ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ يَقُوْلُ: ((مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَخَيْرُ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ)) ثُمَّ سَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِ حَدِيْثِ الثَّقَفِيِّ. [راجع: ٢٠٠٥]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھتے تھے لوگوں پر اور ان لفظوں سے اس کی حمد وثنا کرتے تھے، جو اس کی درگاہ کے لائق ہیں، پھر فرماتے تھے: ”جس کو اللہ راہ بتادے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ اور سب باتوں سے بہتر اللہ کی کتاب ہے۔“ پھر بیان کی حدیث مثل حدیث ثقفی کے یعنی جو اوپر گزری۔



(٢٠٠٨) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّ ضِمَادًا قَدِمَ مَكَّةَ وَكَانَ مِنْ أَزْدِشَنُوْءَةَ وَكَانَ يَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ فَسَمِعَ سُفَهَاءَ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ يَقُوْلُوْنَ: إِنَّ مُحَمَّدًا مَجْنُوْنٌ فَقَالَ: لَوْ أَنِّيْ رَأَيْتُ هٰذَا الرَّجُلَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَشْفِيْهِ عَلٰى يَدَيَّ قَالَ: فَلَقِيَهُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنِّيْ أَرْقِيْ مِنْ هٰذِهِ الرِّيْحِ وَإِنَّ اللّٰهَ يَشْفِيْ عَلٰى يَدِيْ مَنْ شَاءَ فَهَلْ لَّكَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ)) قَالَ: فَقَالَ: أَعِدْ عَلَيَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَأَعَادَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ: فَقَالَ: لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوْسَ الْبَحْرِ قَالَ: فَقَالَ: هَاتِ يَدَكَ أُبَايِعْكَ عَلَى الْإِسْلَامِ قَالَ: فَبَايَعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَعَلٰى قَوْمِكَ)) قَالَ: وَعَلٰى قَوْمِيْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ضماد مکہ میں آیا (ضماد ایک شخص کا نام ہے) اور وہ قبیلہ ازدشنوءہ میں سے تھا اور جنوں اور آسیب وغیرہ کو جھاڑتا تھا تو مکہ کے نادانوں سے سنا کہ محمد (ﷺ) مجنون ہیں۔ (پناہ اللہ تعالیٰ کی) تو اس نے کہا: ذرا میں ان کو دیکھوں شاید اللہ میرے ہاتھ سے انہیں اچھا کردے۔ غرض آپ ﷺ سے ملا اور کہا: اے محمد (ﷺ) میں جنون کو جھاڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ میرے ہاتھ سے جس کو چاہتا ہے شفا دیتا ہے تو کیا آپ کو خواہش ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان الحمد للہ سے اما بعد تک یعنی سب خوبیاں اللہ میں ہیں۔ میں اس کی خوبیاں بیان کرتا ہوں اور اس سے مدد چاہتا ہوں جس کو اللہ راہ بتائے اسے کون بہکائے اور جسے وہ بہکائے اسے کون راہ بتائے، اور گواہی دیتا ہوں میں کہ کوئی معبود لائق عبادت کے نہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندہ اور بھیجے ہوئے ہیں۔ اب بعد حمد کے جو کہو کہوں۔“ ضماد نے کہا: پھر تو کہو ان کلمات کو (الحمد للہ کہ ضماد پر ایمان کا روپ چڑھ گیا) غرض رسول اللہ ﷺ نے ان کو تین بار پڑھا۔ پھر ضماد نے کہا: بھئی میں نے کاہنوں کی باتیں سنیں، جادوگروں کے اقوال سنے، شاعروں کے اشعار سنے، مگر ان کلمات کے برابر میں نے کسی کو نہیں سنا اور یہ تو دریائے بلاغت کی تہہ تک پہنچ گئے ہیں۔ پھر ضماد نے کہا: اپنا ہاتھ لائیے کہ میں اسلام کی بیعت کروں۔ غرض انہوں نے بیعت کی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم سے اور

قَالَ: فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَرِيَّةً فَمَرُّوْا بِقَوْمِهٖ فَقَالَ صَاحِبُ السَّرِيَّةِ لِلْجَيْشِ هَلْ اَصَبْتُمْ مِنْ هٰؤُلَاءِ شَيْئًا؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ: اَصَبْتُ مِنْهُمْ مِطْهَرَةً فَقَالَ رُدُّوْهَا فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ قَوْمُ ضِمَادٍ. [نسائی: ۳۲۷۸؛ ابن ماجہ: ۱۸۹۳]

تمہاری قوم (کی طرف) سے بیعت لیتا ہوں۔“ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں میں اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کرتا ہوں۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا اور وہ ان (ضماد) کی قوم پر گزرے تو اس لشکر کے سردار نے کہا کہ تم نے اس قوم سے تو کچھ نہیں لوٹا۔ تب ایک شخص نے کہا کہ ہاں میں نے ایک لوٹا ان سے لیا ہے۔ انہوں نے حکم دیا کہ جاؤ اسے پھیر دو اس لیے کہ یہ ضماد کی قوم ہے (اور وہ ضماد کی بیعت کے سبب سے امان میں آچکے ہیں)

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۲۰۰۹) عَنْ وَاصِلِ بْنِ حَيَّانَ قَالَ: قَالَ اَبُوْوَائِلٍ: خَطَبَنَا عَمَّارٌ فَاَوْجَزَ وَاَبْلَغَ فَلَمَّا نَزَلَ قُلْنَا: يَا اَبَا الْيَقْظَانِ لَقَدْ اَبْلَغْتَ وَاَوْجَزْتَ فَلَوْكُنْتَ تَنَفَّسْتَ فَقَالَ: اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ مِنْ فِقْهِهٖ فَاَطِيْلُوا الصَّلٰوةَ وَاقْصُرُوا الْخُطْبَةَ وَاِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا)).

واصل بن حیان نے کہا کہ ابووائل نے کہا کہ خطبہ پڑھا ہم پر عمار رضی اللہ عنہ نے اور بہت مختصر پڑھا اور نہایت بلیغ پھر جب وہ اترے منبر سے تو ہم نے کہا: اے ابوالیقظان! تم نے بہت بلیغ خطبہ پڑھا اور نہایت مختصر کہا اور اگر آپ ذرا اس خطبہ کو طویل کرتے تو بہتر ہوتا۔ تب عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: ”آدمی کا نماز کو لمبا کرنا اور خطبہ کو مختصر کرنا اس کے سمجھدار ہونے کی نشانی ہے سو تم نماز کو لمبا کیا کرو اور خطبہ کو چھوٹا اور بعض بیان جادو ہوتا ہے۔“ (یعنی تاثیر رکھتا ہے)۔

(۲۰۱۰) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ رَجُلًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((بِئْسَ الْخَطِيْبُ اَنْتَ قُلْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ)) قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: فَقَدْ غَوِيَ.
[ابوداود: ۱۰۹۹، ۴۹۸۱؛ نسائی: ۳۲۷۹]

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کے پاس خطبہ پڑھا اور اس نے کہا مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى (یعنی جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی اس نے راہ پائی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تو کیا برا خطیب ہے۔ یوں کہو: مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ۔“ ابن نمیر نے اپنی روایت میں کہا: فَقَدْ غَوِيَ۔

فائدہ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا کے الفاظ کو آپ ﷺ نے اس لیے پسند نہیں کیا کہ اس میں ضمیر جو ہے تو اس سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی برابری معلوم ہوتی ہے اور آگے ذکر کرنا اللہ کے نام کا کہ موجب برکت ہے فوت ہوتا ہے اور وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کو اسی لیے پسند کیا۔

(۲۰۱۱) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَاُ عَلَى الْمِنْبَرِ: ﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ﴾. [بخاری: ۳۲۳۰، ۳۲۶۶، ۴۸۱۹؛ ابوداود: ۳۹۹۲؛ ترمذی: ۵۰۸]

صفوان بن یعلی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا کہ منبر پر پڑھتے تھے ﴿وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ﴾۔

○ ○ ○ ○

فائدہ اس حدیث سے خطبہ میں قرآن پڑھنا ثابت ہوا اور اس کے مشروع ہونے میں اتفاق ہے وجوب میں اختلاف اور شافعیہ کے نزدیک کچھ قرآن پڑھنا واجب ہے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔

(۲۰۱۲) عَنْ اُخْتٍ لِعَمْرَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اَخَذْتُ

عمرہ کی بہن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے سورۂ ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ﴾

﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ﴾ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ یَقْرَأُ بِهَا عَلَی الْمِنْبَرِ فِیْ كُلِّ جُمُعَةٍ. [ابوداود: ۱۱۰۰، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳؛ نسائی: ۹۴۸]

رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر یاد کی ہے کہ آپ ﷺ ہر جمعہ کو خطبہ میں منبر پر پڑھا کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۱۳) عَنْ عَمْرَةَ عَنْ اُخْتٍ لِعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ كَانَتْ اَكْبَرَ مِنْهَا بِمِثْلِ حَدِیْثِ سُلَیْمَانَ بْنِ بِلَالٍ. [راجع: ۲۰۱۲]

اس سند سے بھی مذکورہ حدیث کی مانند روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۱٤) عَنْ بِنْتٍ لِحَارِثَةَ بْنِ النُّعْمَانِ قَالَتْ: مَاحَفِظْتُ ﴿قٓ﴾ اِلَّامِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَخْطُبُ بِهَا كُلَّ جُمُعَةٍ قَالَتْ: وَكَانَ تَنُّوْرُنَا وَتَنُّوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدًا. [راجع: ۲۰۰۹]

حارثہ کی بیٹی نے کہا کہ نہیں یاد کی میں نے سورۂ قٓ مگر رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے سن کر کہ آپ ﷺ اس کو ہر جمعہ میں پڑھا کرتے تھے اور ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک تھا۔ (یہ اپنا قرب بیان کیا رسول اللہ ﷺ سے۔ سبحان اللہ! کیا خوش نصیب لوگ تھے۔ کاش! یہ فقیر اس تنور کا خادم ہوتا)۔

❖ ❖ ❖ ❖

(۲۰۱۵) عَنْ اُمِّ هِشَامٍ بِنْتِ حَارِثَةَ بْنِ النُّعْمٰنِ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَقَدْ كَانَ تَنُّوْرُنَا وَتَنُّوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاحِدًا سَنَتَیْنِ اَوْسَنَةً وَبَعْضَ سَنَةٍ وَمَا اَخَذْتُ ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ﴾ اِلَّا عَنْ لِسَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَقْرَؤُهَا كُلَّ یَوْمِ جُمُعَةٍ عَلَی الْمِنْبَرِ اِذَا خَطَبَ النَّاسَ. [راجع: ۲۰۱۲]

ام ہشام رضی اللہ عنہا بنت حارثہ بن نعمان نے کہا کہ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور ایک ہی تھا، دو برس یا ایک برس اور کچھ ماہ تک۔ اور نہیں سیکھا میں نے سورۂ قٓ کو مگر رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے کہ آپ ﷺ اس کو ہر جمعہ میں منبر پر پڑھتے تھے۔ جب لوگوں پر خطبہ پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۱٦) عَنْ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَیْبَةَ قَالَ: رَاٰی بِشْرَ ابْنَ مَرْوَانَ عَلَی الْمِنْبَرِ رَافِعًا یَدَیْهِ فَقَالَ: قَبَّحَ اللّٰهُ هَاتَیْنِ الْیَدَیْنِ لَقَدْرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا یَزِیْدُ عَلٰی اَنْ یَّقُوْلَ بِیَدِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ. [ابوداود: ۱۱۰٤؛ ترمذی: ۵۱۵]

عمارہ بن رؤیبہ نے بشر، مروان کے بیٹے کو دیکھا کہ منبر پر دونوں ہاتھ اٹھائے ہے (یعنی دعا کیلئے) تو کہا کہ اللہ خراب کرے ان دونوں ہاتھوں کو میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ اس سے زیادہ نہ کرتے تھے اور اشارہ کیا اپنے کلمہ کی انگلی سے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خطبہ میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھانا بدعت ہے اور روا نہیں ہے اور مالک رحمہ اللہ اور اصحاب شافعیہ کا اور فقہا کا یہی مذہب ہے۔

(۲۰۱۷) عَنْ حُصَیْنِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ: رَاَیْتُ بِشْرَ بْنَ مَرْوَانَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فَقَالَ عُمَارَةُ بْنُ رُؤَیْبَةَ: فَذَكَرَ نَحْوَهٗ. [راجع: ۲۰۱٦]

حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: میں نے بشر بن مروان کو جمعہ کے دن دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے دیکھا پھر باقی حدیث اسی طرح بیان کی۔

○ ○ ○ ○

بَابُ التَّحِيَّةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ.

باب: خطبہ جمعہ کے دوران تحیۃ المسجد پڑھنا۔

(۲۰۱۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَصَلَّيْتَ؟ يَا فُلَانُ)) قَالَ: لَا قَالَ: ((قُمْ فَارْكَعْ)). [بخاری: ۹۳۰؛ ابوداود: ۱۱۱۵؛ ترمذی: ۵۱۰؛ نسائی: ۱۴۰۸]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے کہ ایک شخص آیا آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے نماز پڑھی ہے؟'' اس نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو دو رکعت پڑھ لو۔'' (یعنی سنت)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہی مذہب ہے شافعی، احمد اور اسحاق کا اور فقہائے محدثین رحمہم اللہ کا کہ جب مسجد میں آئے اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو دو رکعت ادا کر لینا مستحب ہے اور مختصر پڑھے اور اس کے بعد خطبہ سننے لگے اور اس کے بغیر بیٹھنا مسجد میں مکروہ ہے مگر بعض جہال پہلے بیٹھ لیتے ہیں پھر اٹھ کر ادا کرتے ہیں اور بعض جہال خطبہ اول سن کر دوسرے خطبہ میں کھڑے ہو کر پڑھنے لگتے ہیں۔ یہ اللہ جانے کس نے ان کو سکھایا ہے اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کا مذہب ہے کہ خطبہ کے وقت نہ پڑھے اور حدیثیں ان پر حجت ہیں۔

(۲۰۱۹) عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا قَالَ حَمَّادٌ وَلَمْ يَذْكُرِ: الرَّكْعَتَيْنِ.

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ سے جیسے حماد نے کہا مگر دو رکعت کا ذکر نہیں کیا۔

(۲۰۲۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: دَخَلَ رَجُلٌ نِ الْمَسْجِدَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ: ((اَصَلَّيْتَ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((قُمْ فَصَلِّ الرَّكْعَتَيْنِ)) وَفِي رِوَايَةِ قُتَيْبَةَ قَالَ: ((صَلِّ رَكْعَتَيْنِ)). [بخاری: ۹۳۱؛ ابن ماجه: ۱۱۱۲]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک شخص مسجد میں آیا اور رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے نماز پڑھی؟'' اس نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو دو رکعت پڑھو'' اور قتیبہ کی ایک روایت میں ہے دو رکعت پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

(۲۰۲۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ يَخْطُبُ فَقَالَ لَهُ: ((أَرَكَعْتَ الرَّكْعَتَيْنِ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((ارْكَعْ)). [نسائی: ۱۳۹۹]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں ایک بندہ آیا اور نبی ﷺ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے جمعہ کے دن آپ ﷺ نے اسے کہا: ''کیا تو نے دو رکعتیں ادا کر لی ہیں۔'' اس نے کہا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

(۲۰۲۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ فَقَالَ: ((إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَدْ خَرَجَ الْإِمَامُ فَلْيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)). [بخاری: ۱۱۶۶؛ نسائی: ۱۳۹۴]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے خطبہ میں فرمایا: ''جب کوئی آئے اور امام خطبہ پڑھنے کو صف سے نکل چکا ہو دو رکعت پڑھ لے۔''

○ ○ ○ ○

(۲۰۲۳) عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: جَاءَ سُلَيْكُ نِ الْغَطَفَانِيُّ رضی اللہ عنہ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: سلیک غطفانی رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن آئے اور رسول اللہ ﷺ منبر پر بیٹھے تھے۔ اور سلیک بیٹھ گئے، نماز نہ پڑھی۔ آپ ﷺ

قَاعِدٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَعَدَ سُلَيْكٌ قَبْلَ اَنْ يُصَلِّيَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: ((اَرَكَعْتَ رَكْعَتَيْنِ؟)) قَالَ: لَا قَالَ: ((قُمْ فَارْكَعْهُمَا)).

نے فرمایا: ''تم نے دو رکعت پڑھی؟''۔ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اٹھو اور ان کو پڑھ لو۔''



(٢٠٢٤) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: جَاءَ سُلَيْكٌ الْغَطَفَانِيُّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ فَجَلَسَ فَقَالَ لَهُ: ((يَاسُلَيْكُ! قُمْ فَارْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا)) ثُمَّ قَالَ: ((اِذَا جَاءَ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْإِمَامُ يَخْطُبُ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ وَلْيَتَجَوَّزْ فِيْهِمَا)).

[ابوداود: ١١١٦؛ ابن ماجه: ١١١٤]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: سلیک آئے جمعہ کو اور رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے اور وہ آ کر بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے سلیک! اٹھو اور دو رکعت پڑھ لو۔ اور مختصر پڑھ لو۔ پھر فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی آئے جمعہ کے دن اور امام خطبہ پڑھتا ہو تو ضروری ہے دو رکعت مختصر ادا کرے۔''



فائدہ: اس حدیث کے عام حکم نے مذہب حنیفہ کو پاش پاش کر دیا۔ معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو یہ حدیث نہیں پہنچی۔

بَابُ حَدِيْثِ التَّعْلِيْمِ فِي الْخُطْبَةِ.

باب: خطبہ میں تعلیم سکھانے کے لیے کوئی بات کہنا۔

(٢٠٢٥) عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ: قَالَ اَبُوْ رِفَاعَةَ: انْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ يَخْطُبُ قَالَ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَجُلٌ غَرِيْبٌ جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِيْنِهِ لَايَدْرِي مَا دِيْنُهُ قَالَ: فَاَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَتَرَكَ خُطْبَتَهُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيَّ فَاُتِيَ بِكُرْسِيٍّ حَسِبْتُ قَوَائِمَهُ حَدِيْدًا قَالَ: فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَجَعَلَ يُعَلِّمُنِي مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ ثُمَّ اَتٰى خُطْبَتَهُ فَاَتَمَّ اٰخِرَهَا.

[نسائی: ٥٣٩٢]

حمید بن ہلال نے کہا: ابو رفاعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ایک مرد غریب (مسافر) اپنا دین دریافت کرنے کو آیا ہے، نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے اور اپنا خطبہ چھوڑ کر میرے پاس تک آ گئے اور ایک کرسی لائے۔ میں جانتا ہوں کہ اس کے پائے لوہے کے تھے۔ آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے (معلوم ہوا کرسی پر بیٹھنا منع نہیں) اور مجھے سکھانے لگے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سکھایا تھا۔ آپ ﷺ نے آ کر خطبہ کو تمام کیا (یہ کمال خلق تھا اور معلوم ہوا کہ ضروری بات خطبہ میں روا ہے)

بَابُ مَا يَقْرَاُ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ؟

باب: جمعہ کی نماز میں کیا پڑھنا چاہیے؟

(٢٠٢٦) عَنِ ابْنِ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى لَنَا اَبُوْ هُرَيْرَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَرَاَ بَعْدَ سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ: ﴿اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ قَالَ: فَاَدْرَكْتُ اَبَاهُرَيْرَةَ

ابن ابی رافع نے کہا: مروان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کیا اور آپ مکہ کو گیا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور سورۂ جمعہ کے بعد دوسری رکعت میں سورۂ منافقون پڑھی۔ پھر میں ان سے ملا اور کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ سورتیں پڑھیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جمعہ میں

حِيْنَ انْصَرَفَ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّكَ قَرَأْتَ بِسُوْرَتَيْنِ كَانَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ يَقْرَأُ بِهِمَا بِالْكُوْفَةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ﷺ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهِمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ. [ابوداود: ١١٢٤؛ ترمذی: ٥١٩؛ ابن ماجه: ١١١٨]

یہی پڑھتے تھے۔(یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تقلید سے نہیں پڑھتا بلکہ متبع دلیل ہوں۔ سبحان اللہ! اصحابہ رضی اللہ عنہم کو اس قدر تقلید سے نفرت تھی کہ یہ کہنا پسند نہیں آیا اور رسول اللہ ﷺ کے فعل کی سند بتائی افسوس ہے ان پر جو تقلید پر جان دیتے ہیں)۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٢٧) وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ وَ اَبُوْبَكْرِ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَا: نَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ: نَا عَبْدُالْعَزِيْزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ كِلَاهُمَا عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ: اسْتَخْلَفَ مَرْوَانُ اَبَا هُرَيْرَةَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّ فِيْ رِوَايَةِ حَاتِمٍ فَقَرَأَ بِسُوْرَةِ الْجُمُعَةِ فِي السَّجْدَةِ الْاُوْلٰى وَ فِي الْاٰخِرَةِ ﴿اِذَاجَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ﴾ وَرِوَايَةُ عَبْدِالْعَزِيْزِ مِثْلُ حَدِيْثِ سُلَيْمٰنَ بْنِ بِلَالٍ. [راجع: ٢٠٢٦]

مذکورہ بالا حدیث اس سند سے بھی آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٢٨) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيْدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ: ﴿بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ وَ ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ قَالَ: وَاِذَا اجْتَمَعَ الْعِيْدُ وَالْجُمُعَةُ فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهِمَا اَيْضًا فِي الصَّلٰوتَيْنِ. [ابوداود: ١١٢٢؛ ترمذی: ٥٣٣؛ نسائی: ١٤٢٣، ١٥٦٧، ١٥٨٩؛ ابن ماجه: ١٢٨١]

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عیدین اور جمعہ میں ﴿سبح اسم ربك الاعلى﴾ اور ﴿هل اتاك حديث الغاشية﴾ پڑھا کرتے تھے۔ اور جب جمعہ اور عید دونوں ایک دن میں ہوتیں تب بھی انہی دونوں سورتوں کو دونوں نمازوں میں پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٢٩) وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ [بْنِ] الْمُنْتَشِرِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ٢٠٢٨]

مسلم رحمہ اللہ نے فرمایا: یہی روایت کی مجھ سے قتیبہ نے، ان سے ابوعوانہ نے، ان سے ابراہیم نے اسی اسناد سے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٣٠) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كَتَبَ الضَّحَّاكُ بْنُ قَيْسٍ اِلَى النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ ﷺ يَسْاَلُهُ اَيَّ شَيْءٍ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ سِوٰى سُوْرَةِ الْجُمُعَةِ؟ فَقَالَ: كَانَ

عبیداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ضحاک بن قیس نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ میں سوائے سورۂ جمعہ کے اور کون سی سورت پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا ﴿هل اتاك حديث الغاشية﴾۔

يَقْرَأُ: ﴿هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾. [ابوداود: ١١٢٣؛ نسائى: ١٤٢٢؛ ابن ماجه: ١١١٩]

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يَقْرَأُ فِىْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ ؟

باب: جمعہ کے دن کیا پڑھنا چاہیے؟

(٢٠٣١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِىْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمّٓ ○ تَنْزِيْلُ﴾ السَّجْدَةِ وَ ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾ وَاَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِىْ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ سُوْرَةَ الْجُمُعَةِ وَالْمُنَافِقِيْنَ.
[ابوداود: ١٠٧٤، ١٠٧٥؛ ترمذى: ٥٢٠؛ نسائى: ٩٥٥، ١٤٢٠؛ ابن ماجه: ٨٢١]

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں ﴿ الٓمّٓ ○ تنزيل﴾ اور ﴿هل اتى على الانسان حين من الدهر﴾ پڑھتے تھے اور نماز جمعہ میں سورۂ جمعہ اور منافقون۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٣٢) عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ سُفْيَانَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ. [راجع: ٢٠٣١]

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٣٣) عَنْ مُخَوَّلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ فِى الصَّلَاتَيْنِ كِلْتَيْهِمَا كَمَا قَالَ سُفْيَانُ. [راجع: ٢٠٣١]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت مذکور ہوئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٣٤) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرَأُ فِى الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: ﴿الٓمّٓ تَنْزِيْلُ﴾ وَ﴿هَلْ اَتٰى﴾. [بخارى: ٨٩١، ١٠٦٨؛ نسائى: ٩٥٤؛ ابن ماجه: ٨٢٣]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی فجر میں ﴿الٓمّٓ ○ تنزيل﴾ اور ﴿هل اتى﴾ پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے ان سورتوں کے پڑھنے کا استحباب ثابت ہوا۔

(٢٠٣٥) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِى الصُّبْحِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِـ ﴿الٓمّٓ ○ تَنْزِيْلُ﴾ فِى الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى وَفِى الثَّانِيَةِ ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا﴾.
[راجع: ٢٠٣٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ جمعہ کی صبح کو ﴿ الٓمّٓ ○ تنزيل﴾ پہلی رکعت میں اور ﴿هل اتى على الانسان حين من الدهر لم يكن شيئا مذكورا﴾ دوسری میں پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ.

باب: جمعہ کے بعد نماز پڑھنے کا بیان۔

(٢٠٣٦) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمُ الْجُمُعَةَ فَلْيُصَلِّ بَعْدَهَا اَرْبَعًا)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی جمعہ پڑھے تو اس کے بعد چار رکعت سنت پڑھ لے۔“

○ ○ ○ ○

(۲۰۳۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا صَلَّيْتُمْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَصَلُّوْا اَرْبَعًا)) زَادَ عَمْرٌو فِیْ رِوَايَتِهٖ قَالَ ابْنُ اِدْرِيْسَ: قَالَ سُهَيْلٌ: ((فَاِنْ عَجِلَ بِكَ شَیْءٌ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فِی الْمَسْجِدِ وَرَكْعَتَيْنِ اِذَا رَجَعْتَ)). [ابن ماجه: ۱۱۳۲]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم جمعہ پڑھ چکو تو چار رکعت پڑھ لو۔“ عمرو نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا کہ ابن ادریس نے کہا، سہیل نے کہا: اگر تم کو کچھ جلدی ہو تو مسجد میں دو رکعت اور گھر میں لوٹ کر دو رکعت پڑھ لو۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۳۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُصَلِّيًا بَعْدَ الْجُمُعَةِ فَلْيُصَلِّ اَرْبَعًا)) وَلَيْسَ فِیْ حَدِيْثِ جَرِيْرٍ ((مِنْكُمْ)). [نسائی: ۱٤۲۵]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو تم میں سے بعد جمعہ کے نماز پڑھے تو چار رکعت پڑھ لے۔“ اور جریر کی روایت میں منکم یعنی تم میں سے کا لفظ نہیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: معلوم ہوا کہ یہ چار رکعتیں واجب نہیں مستحب ہیں اور محدثین رحمہم اللہ کی احتیاط دیکھئے کہ ایک لفظ جو جریر کی روایت میں نہ تھا اس کو بھی بیان کر دیا حالانکہ اس کو اصل مطلب میں کچھ دخل نہ تھا۔

(۲۰۳۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا صَلَّى الْجُمُعَةَ انْصَرَفَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ فِیْ بَيْتِهٖ ثُمَّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ. [ترمذی: ۵۲۲؛ ابن ماجه: ۱۱۳۰]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ جب جمعہ پڑھ چکتے تھے تو گھر آ کر دو رکعت ادا کرتے اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ بھی یہی کرتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰٤۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ وَصَفَ تَطَوُّعَ صَلٰوةِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَالَ: فَكَانَ لَا يُصَلِّیْ بَعْدَالْجُمُعَةِ حَتّٰى يَنْصَرِفَ فَيُصَلِّیْ رَكْعَتَيْنِ فِیْ بَيْتِهٖ قَالَ: يَحْيَى بْنُ يَحْيَى: اَظُنُّنِیْ قَرَاْتُ فَيُصَلِّیْ اَوْ اَلْبَتَّةَ. [بخاری: ۹۳۷؛ ابوداود: ۱۲۳۲؛ نسائی: ۸۷۲، ۱٤۲٦]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے نفلوں کو بیان کیا اور کہا کہ جمعہ کے بعد کچھ نہ پڑھتے تھے جب تک گھر نہ لوٹ آتے پھر گھر میں دو رکعت پڑھتے۔ یحییٰ نے کہا کہ مجھے خیال گزرتا ہے کہ میں نے پڑھا ہے (یعنی امام مالک رحمہ اللہ کے روبرو قراءت حدیث کے وقت) پھر ان کو ضرور پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰٤۱) عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّیْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَيْنِ. [ترمذی: ۵۲۱؛ ابن ماجه: ۱۱۳۱]

سالم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ نبی ﷺ جمعہ کے بعد دو رکعت پڑھتے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰٤۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءِ بْنِ اَبِی الْخُوَارِ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهٗ اِلَى السَّائِبِ ابْنِ اُخْتِ نَمِرٍ يَسْاَلُهٗ عَنْ شَیْءٍ رَاٰهُ مِنْهُ مُعَاوِيَةُ رضی اللہ عنہ فِی

عمر بن عطاء نے کہا کہ نافع بن جبیر نے ان کو سائب کی طرف بھیجا اور کچھ ایسی چیز کو پوچھا جو انہوں نے دیکھی تھی، معاویہ رضی اللہ عنہ سے نماز میں تو سائب نے کہا: ہاں، میں نے ان کے ساتھ جمعہ پڑھا ہے مقصورہ میں۔

الصَّلٰوةِ فَقَالَ: نَعَمْ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْجُمُعَةَ فِي الْمَقْصُوْرَةِ فَلَمَّا سَلَّمَ الْإِمَامُ قُمْتُ فِي مَقَامِي فَصَلَّيْتُ فَلَمَّا دَخَلَ اَرْسَلَ إِلَيَّ فَقَالَ: لَا تَعُدْ لِمَا فَعَلْتَ إِذَا صَلَّيْتَ الْجُمُعَةَ فَلَا تَصِلْهَا بِصَلٰوةٍ حَتّٰى تَكَلَّمَ اَوْ تَخْرُجَ فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَنَا بِذٰلِكَ اَنْ لَا نُوْصِلَ صَلٰوةً بِصَلٰوةٍ حَتّٰى نَتَكَلَّمَ اَوْ نَخْرُجَ. [ابوداود: ۱۱۲۹]

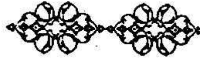
پھر جب امام نے سلام پھیرا تو میں اپنی جگہ پر کھڑا ہوا اور نماز پڑھی۔ پھر جب وہ اندر گئے تو مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ تم نے جو آج کیا ایسا پھر نہ کرنا (یعنی فرض اور سنت کے بیچ میں نہ بات کی نہ اس جگہ سے ہٹے) اور جب جمعہ پڑھ چکنا تو جب تک کوئی بات نہ کرنا یا نکلنا نہیں تب تک کوئی نماز نہ پڑھنا، اور کہا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ نے یہی حکم فرمایا ہے کہ ہم دونوں نمازوں کو ایسا نہ ملائیں کہ ان کے بیچ میں نہ بات کریں اور نہ نکلیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ فرض اور سنت میں فرق کر دینا چاہیے کہ دونوں کے بیچ میں یا بات کرے یا کہیں چلا جائے۔

(۲۰۴۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ عَطَاءٍ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَرْسَلَهُ إِلَى السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ ابْنِ اُخْتِ نَمِرٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ: فَلَمَّا سَلَّمَ قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَمْ يَذْكُرِ: الْإِمَامَ. [راجع: ۲۰۴۲]

عمر بن عطاء سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر نے ان کو بھیجا سائب کے پاس اور بیان کی حدیث مثل اوپر کی روایت کے مگر اتنا فرق ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب اس نے سلام پھیرا میں اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا اور امام کا ذکر نہیں کیا۔





بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ

نمازعیدین کا بیان

فائدہ: نمازعیدین شافعی اور جمہور اصحاب شافعی اور جماہیر علماء رحمہم اللہ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے اور ابوسعید اصطخری شافعی کے نزدیک فرض کفایہ ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک واجب۔ غرض جب ہم قائل ہوں کہ فرض کفایہ ہے تو اگر ایک ملک کے لوگ بالکل اس کو چھوڑ دیں تو ان کے ساتھ قتال واجب ہے اور یہی حکم ہے تمام فرض کفایہ کا۔ اور اگر سنت کے قائل ہوں تو ان کے تارکین سے قتال واجب نہ ہوگا مانند سنت ظہر وغیرہ کے اور بعض نے کہا ہے کہ اس صورت میں بھی قتال واجب ہوگا اس لیے کہ یہ شعار ظاہر ہے اسلام کا۔ اور عید کو عید اس لیے کہتے ہیں کہ بار بار لوٹ کر آتی ہے۔

بَابٌ كِتَابُ صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ.

(٢٠٤٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: شَهِدْتُ صَلٰوةَ الْفِطْرِ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم فَكُلُّهُمْ يُصَلِّيهَا قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ يَخْطُبُ قَالَ: فَنَزَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ حِينَ يُجَلِّسُ الرِّجَالَ بِيَدِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ يَشُقُّهُمْ حَتّٰى جَاءَ النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَقَالَ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾. [٦٠/ الممتحنة:١٢] فَتَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ حِينَ فَرَغَ مِنْهَا: ((أَنْتُنَّ عَلٰى ذٰلِكِ؟)) فَقَالَتِ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ لَمْ يُجِبْهُ غَيْرُهَا مِنْهُنَّ نَعَمْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَا يَدْرِي حِينَئِذٍ مَنْ هِيَ قَالَ: ((فَتَصَدَّقْنَ)) فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهُ ثُمَّ قَالَ: هَلُمَّ فِدًى لَكُنَّ أَبِي وَأُمِّي. فَجَعَلْنَ يُلْقِينَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِمَ فِي ثَوْبِ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ

[بخاري: ٩٦٢، ٩٧٩، ٤٨٩٥، ٥٨٨٠؛ ابوداود: ١١٤٧؛ ابن ماجه: ١٢٧٤]

باب: نماز عیدین کا بیان

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں گیا نماز فطر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ، اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم سب کے ساتھ، تو ان سب بزرگوں کا قاعدہ تھا کہ نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے اور اس کے بعد خطبہ پڑھتے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اترے یعنی خطبہ پڑھ کر گویا میں ان کی طرف دیکھ رہا ہوں، جب انہوں نے لوگوں کو ہاتھ سے اشارہ کر کے بٹھانا شروع کیا۔ پھر ان کی صفیں چیرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی ﴿یا ایھا النبی﴾ سے آخر تک یہاں تک کہ فارغ ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اور پھر فرمایا: ''تم نے ان سب کا اقرار کیا۔'' اس میں سے ایک عورت نے کہا کہ ہاں اے نبی اللہ تعالیٰ کے۔ راوی نے کہا: معلوم نہیں وہ کون تھی۔ پھر انہوں نے صدقہ دینا شروع کیا۔ اور بلال رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا پھیلایا اور کہا: لاؤ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں، اور وہ سب چھلے اور انگوٹھیاں اتار اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں اے نبی! جب آئیں تیرے پاس ایمان لانے والی عورتیں اور بیعت کریں وہ تجھ سے کہ نہ شریک کریں گی اللہ کے ساتھ کسی کو (یعنی نبی، ولی، پنجہ، شدہ، گور، چلہ، امام، امام زادہ کسی کو) اور نہ چوری کریں گی، اور نہ زنا کریں گی، اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی، اور نہ کسی پر اپنے ہاتھ پاؤں سے بہتان باندھیں گی، اور نہ کسی دستور کی بات میں تیری نافرمانی کریں گی، تو ان سے بیعت لے لے اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگ، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمام ہوا ترجمہ آیت کا۔ اور یہ آیت سورۂ ممتحنہ میں ہے۔ غرض اس آیت کے موافق آپ ﷺ نے ان سے اقرار لیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عید میں خطبہ نماز کے بعد ہے بخلاف جمعہ کے۔ اور عورتوں کو نصیحت کرنا مستحب ہے۔ اور عورتوں کا عید میں حاضر ہونا مسنون ہے۔ اور صدقہ کی ترغیب دینا مستحب ہے۔ اور عورتوں کو مردوں سے دور رہنا مستحب ہے اور ضروری اور صدقہ تطوع میں ایجاب وقبول ضروری نہیں صرف دینا اور لینا کافی ہے۔ اور عورتوں کو اپنے مال میں سے شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ دینا روا ہے۔

(٢٠٤٥) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما يَقُوْلُ: اَشْهَدُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ: ثُمَّ خَطَبَ فَرَاٰى اَنَّهُ لَمْ يُسْمِعِ النِّسَآءَ فَاَتَاهُنَّ فَذَكَّرَهُنَّ وَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ وَبِلَالٌ رضی اللہ عنہ قَائِلٌ بِثَوْبِهِ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِى الْخَاتَمَ وَالْخُرْصَ وَالشَّىْءَ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے: میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی خطبہ سے پہلے، اور خیال کیا کہ آپ ﷺ کا خطبہ عورتوں نے نہیں سنا۔ پھر آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور ان کو نصیحت کی اور صدقہ کا حکم دیا۔ اور بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ اور عورتوں میں سے کوئی انگوٹھی ڈالتی اور کوئی چھلا اور کوئی اور کچھ۔

[بخاري: ١٤٤٩؛ ابوداود: ١١٤٢، ١١٤٣، ١١٤٤؛ نسائي: ١٥٦٨؛ ابن ماجه: ١٢٧٣]

○ ○ ○ ○

فائدہ۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر عورتیں دور ہوں تو امام خطبہ کے بعد ان کے پاس جا کر کچھ نصیحت کرے اور ان کو اوامر و نواہی ضرور یہ سمجھائے۔

(٢٠٤٦) عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٢٠٤٥]

اسمٰعیل بن ابراہیم نے روایت کی ایوب سے اسی اسناد سے مثل اس کے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٤٧) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: اِنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَامَ يَوْمَ الْفِطْرِ فَصَلّٰى فَبَدَاَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَلَمَّا فَرَغَ نَبِىُّ اللّٰهِ ﷺ نَزَلَ وَاَتَى النِّسَآءَ فَذَكَّرَهُنَّ وَهُوَ يَتَوَكَّاُ عَلٰى يَدِ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ وَبِلَالٌ بَاسِطٌ ثَوْبَهُ يُلْقِيْنَ النِّسَآءُ صَدَقَةً: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: زَكٰوةَ يَوْمِ الْفِطْرِ؟ قَالَ: لَا وَلٰكِنْ صَدَقَةً. يَتَصَدَّقْنَ بِهَا حِيْنَئِذٍ تُلْقِى الْمَرْاَةُ فَتَخَهَا وَيُلْقِيْنَ وَيُلْقِيْنَ. قُلْتُ لِعَطَاءٍ: اَحَقًّا عَلَى الْاِمَامِ الْاٰنَ اَنْ يَاْتِىَ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے عیدالفطر کے پہلے نماز پڑھی۔ پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا اور جب فارغ ہوئے اترے اور عورتوں میں تشریف لائے اور ان کو نصیحت کی اور وہ بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر تکیہ لگائے ہوئے تھے۔ اور بلال رضی اللہ عنہ اپنا کپڑا پھیلائے ہوئے تھے۔ اور عورتیں صدقہ ڈالتی جاتی تھیں راوی نے کہا: میں نے عطاء سے پوچھا کہ یہ صدقہ فطر تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں یہ اور صدقہ تھا کہ وہ دیتی تھیں۔ غرض ہر عورت چھلے ڈالتی تھی اور پھر دوسری اور پھر تیسری۔ میں نے عطاء سے کہا کہ اب بھی امام کو واجب ہے کہ عورتوں کے پاس جائے۔ جب خطبہ سے فارغ ہو اور ان کو نصیحت کرے تو انہوں نے کہا: کیوں نہیں۔ قسم ہے مجھے اپنی

النِّسَآءَ حِيْنَ يَفْرُغُ فَيُذَكِّرُهُنَّ؟ قَالَ: إِيْ لَعَمْرِيْ إِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ؟

[بخاری: ۹۵۸، ۹۶۱، ۹۷۸؛ ابوداود: ۱۱۴۱]

جان کی بے شک اماموں کا حق ہے کہ ان کے پاس جائیں۔ اور اللہ جانے انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اب اس پر عمل نہیں کرتے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۴۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ يَوْمَ الْعِيْدِ فَبَدَأَ بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ ثُمَّ قَامَ مُتَوَكِّأً عَلٰى بِلَالٍ ؓ فَأَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَحَثَّ عَلٰى طَاعَتِهِ وَوَعَظَ النَّاسَ وَذَكَّرَهُمْ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى أَتَى النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ فَقَالَ: ((تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ)) فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَآءِ سَفْعَآءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ: لِمَ؟ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ ((لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ)) قَالَ: فَجَعَلْنَ يَتَصَدَّقْنَ مِنْ حُلِيِّهِنَّ يُلْقِيْنَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ ؓ مِنْ أَقْرِطَتِهِنَّ وَخَوَاتِمِهِنَّ.

[نسائی: ۱۵۷۴]

جابر ؓ نے کہا کہ میں نماز عید میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا سو آپ ﷺ نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی بغیر اذان اور تکبیر کے پھر بلال ؓ پر تکیہ لگا کر کھڑے ہوئے اور حکم کیا اللہ سے ڈرنے کا اور ترغیب دی اس کی فرمانبرداری کی اور لوگوں کو سمجھایا اور نصیحت کی۔ پھر عورتوں کے پاس گئے اور ان کو سمجھایا بجھایا اور فرمایا: ”خیرات کرو کہ اکثر تم میں سے جہنم کا ایندھن ہیں۔“ سو ایک عورت ان کے بیچ سے کھڑی ہو گئی پچکے رخساروں والی اور اس نے عرض کی کہ کیوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس لیے کہ شکایت بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری۔“ راوی نے کہا: پھر خیرات کرنے لگیں اپنے زیوروں میں سے اور ڈالتی تھیں بلال ؓ کے کپڑے میں اپنے کانوں کی بالیں اور ہاتھوں کے چھلے۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۴۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَا: لَمْ يَكُنْ يُؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْأَضْحٰى ثُمَّ سَأَلْتُهُ بَعْدَ حِيْنٍ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَأَخْبَرَنِيْ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ أَنْ لَا أَذَانَ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ حِيْنَ يَخْرُجُ الْإِمَامُ وَلَا بَعْدَ مَا يَخْرُجُ وَلَا إِقَامَةَ وَلَا نِدَآءَ وَلَا شَيْءَ لَا نِدَآءَ يَوْمَئِذٍ وَلَا إِقَامَةَ. [بخاری: ۹۵۹، ۹۶۰]

ابن عباس اور جابر ؓ نے کہا کہ اذان نہ عید الفطر میں ہوتی تھی اور نہ عید الاضحیٰ میں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا تھوڑی دیر کے بعد اسی بات کو، (یہ قول ہے ابن جریج راوی کا) تو انہوں نے کہا (یعنی ان کے شیخ عطاء نے) کہ خبر دی مجھے جابر بن عبداللہ انصاری ؓ نے کہ نہ اذان ہوتی تھی عید الفطر میں جب امام نکلتا تھا اور نہ بعد اس کے نکلنے کے اور نہ تکبیر ہوتی نہ اذان اور نہ اور کچھ وہ دن ایسا ہے کہ اس دن نہ اذان ہے نہ تکبیر۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہ جو نادان لوگ صلوٰۃ وغیرہ اس دن پکارتے ہیں یہ بدعت ہے اور اس کو مسنون جاننا حماقت ہے اور اس پر تمام علما کا اجماع ہے، اور سلف سے اس میں خلاف منقول نہیں۔

(۲۰۵۰) عَنْ عَطَاءٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَرْسَلَ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ أَوَّلَ مَا بُوْيِعَ لَهُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ

عطاء نے کہا کہ ابن عباس ؓ نے پیغام بھیجا ابن زبیر ؓ کی طرف جب ان سے اول اول لوگوں نے بیعت کی تھی کہ نماز فطر میں اذان نہیں

يُؤَذَّنُ لِلصَّلٰوةِ يَوْمَ الْفِطْرِ فَلَا تُؤَذِّنْ لَهَا قَالَ: فَلَمْ يُؤَذِّنْ لَهَا ابْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَهُ وَاَرْسَلَ اِلَيْهِ مَعَ ذٰلِكَ اِنَّمَا الْخُطْبَةُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَ اِنَّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يُفْعَلُ قَالَ: فَصَلَّى ابْنُ الزُّبَيْرِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. [راجع:۲۰۴۹]

دی جاتی، سوتم آج اذان نہ دلوانا، تو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اذان نہیں دلوائی اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ خطبہ، نماز کے بعد ہونا چاہیے اور وہ یہی کرتے تھے، سو ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بھی نماز خطبہ سے پہلے پڑھی۔



(۲۰۵۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْعِيْدَيْنِ غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ. [ابوداود:۱۱۴۸؛ ترمذی: ۵۳۲]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دونوں عیدوں کی کئی بار بغیر اذان کے اور اقامت کے۔



(۲۰۵۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ وَاَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما كَانُوْا يُصَلُّوْنَ الْعِيْدَيْنِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ. [بخاری: ۹۶۳؛ ترمذی: ۵۳۱؛ نسائی: ۱۵۶۳؛ ابن ماجہ: ۱۲۷۶]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما یہ سب عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔



(۲۰۵۳) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ يَوْمَ الْاَضْحٰى وَيَوْمَ الْفِطْرِ فَيَبْدَاُ بِالصَّلٰوةِ فَاِذَا صَلّٰى صَلٰوتَهٗ قَامَ فَاَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ وَهُمْ جُلُوْسٌ فِیْ مُصَلَّاهُمْ فَاِنْ كَانَ لَهٗ حَاجَةٌ بِبَعْثٍ ذَكَرَهٗ لِلنَّاسِ اَوْكَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ بِغَيْرِ ذٰلِكَ اَمَرَهُمْ بِهَاوَ كَانَ يَقُوْلُ: ((تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا تَصَدَّقُوْا)) وَكَانَ اَكْثَرَ مَنْ يَتَصَدَّقُ النِّسَآءُ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَلَمْ يَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ فَخَرَجْتُ مُخَاصِرًا مَرْوَانَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى فَاِذَا كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ قَدْبَنٰى مِنْبَرًا مِّنْ طِيْنٍ وَّلَبِنٍ فَاِذَا مَرْوَانُ يُنَازِ عُنِیْ يَدَهٗ كَاَنَّهٗ يَجُرُّنِیْ نَحْوَالْمِنْبَرِ وَاَنَا اَجُرُّهٗ نَحْوَ الصَّلٰوةِ فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ قُلْتُ: اَيْنَ الْاِبْتِدَاءُ بِالصَّلٰوةِ؟ فَقَالَ: يَا اَبَا سَعِيْدٍ! قَدْ تُرِكَ مَا تَعْلَمُ قُلْتُ: كَلَّا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا تَأْتُوْنَ بِخَيْرٍ مِّمَّا

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عید قربان اور عید الفطر میں جب نکلتے تو پہلے نماز پڑھتے۔ پھر جب نماز کا سلام پھیرتے تو لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے اور لوگ سب بیٹھے رہتے اپنی نماز کی جگہ پر۔ پھر اگر آپ ﷺ کو کسی لشکر روانہ کرنے کی ضرورت ہوتی تو لوگوں سے بیان کرتے یا اور کوئی کام ہوتا تو اس کا حکم دیتے اور فرماتے: ”صدقہ دو، صدقہ دو، صدقہ دو۔“ اور اکثر عورتیں اس دن صدقہ دیتیں پھر گھر کو لوٹتے۔ غرض آپ ﷺ کی یہی عادت رہی یہاں تک کہ مروان بن حکم حاکم ہوا اور میں اس کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ دے کر نکلا یہاں تک کہ عید گاہ میں آئے اور وہاں کثیر بن صلت نے ایک منبر بنا رکھا تھا گارے اور اینٹوں سے۔ مروان مجھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے لگا گویا وہ مجھے منبر کی طرف کھینچتا تھا اور میں اس کو نماز کی طرف پھر جب میں نے یہ دیکھا تو اس سے کہا: نماز کا پہلے پڑھنا کہاں گیا؟ اس نے کہا: اے ابوسعید رضی اللہ عنہ! چھوٹ گئی وہ سنت جو تم جانتے ہو۔ میں نے کہا: ہرگز نہیں ہو سکتا۔ قسم ہے اس پروردگار کی کہ میری جان اس کے ہاتھ میں ہے کہ تم بہتر کام کر سکو اس سے جو میں جانتا ہوں، (یعنی بدعت سنت کے برابر نہیں ہو سکتی، بہتر ہونا تو کجا) غرض یہ بات میں نے اس سے تین بار کہی پھر لوٹ گیا۔

اَعْلَمُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْصَرَفَ. [راجع: ٢٤٣]

فائدہ: بخاری کی روایت میں ہے کہ انہوں نے نماز کے بعد اس سے یہ گفتگو کی اور نماز خطبہ کے بعد بھی مروان کے ساتھ پڑھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز خطبہ کے بعد بھی روا ہے۔ اور اگر کوئی پڑھ لے تو صحیح ہو جائے گی مگر سنت ترک ہو گی بخلاف نماز جمعہ کے کہ وہ خطبہ سے آگے صحیح نہیں ہو سکتی۔

بَابُ ذِكْرِ اِبَاحَةِ خُرُوْجِ النِّسَاءِ فِي الْعِيْدَيْنِ اِلَى الْمُصَلّٰى وَ شُهُوْدِ الْخُطْبَةِ مُفَارِقَاتٍ لِلرِّجَالِ.

باب: عورتوں کا عیدین کے دن عید گاہ جانا اور مردوں سے الگ خطبہ میں حاضر ہونا جائز ہے۔

(٢٠٥٤) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: اَمَرَنَا تَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ اَنْ نُخْرِجَ فِي الْعِيْدَيْنِ الْعَوَاتِقَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ وَاَمَرَ الْحُيَّضَ اَنْ يَعْتَزِلْنَ مُصَلَّى الْمُسْلِمِيْنَ. [بخاری: ٩٧٤؛ ابوداود: ١١٣٦، ١١٣٧؛ نسائی: ١٥٥٨؛ ابن ماجه: ١٣٠٨]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم کو حکم دیا یعنی نبی ﷺ نے کہ ہم عیدین میں لے جائیں جوان کنواری لڑکیوں اور پردہ نشین عورتوں کو اور حکم دیا کہ حیض والیاں مسلمانوں کی نماز کی جگہ سے ذرا دور رہیں۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٥٥) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: كُنَّا نُؤْمَرُ بِالْخُرُوْجِ فِي الْعِيْدَيْنِ وَالْمُخَبَّاَةُ وَالْبِكْرُ قَالَتْ: اَلْحُيَّضُ يَخْرُجْنَ فَيَكُنَّ خَلْفَ النَّاسِ يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ. [بخاری: ٩٧١؛ ابوداود: ١١٣٨]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمیں حکم دیا گیا دونوں عیدوں میں نکلنے کا کنواری اور جوان لڑکیوں کو اور کہتی ہیں کہ حیض والیاں بھی نکلتیں اور وہ لوگوں سے الگ پیچھے رہتی تھیں اور وہ لوگوں کے ساتھ تکبیر کہا کرتی تھیں۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٥٦) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ نُخْرِجَهُنَّ فِي الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰى الْعَوَاتِقَ وَالْحُيَّضَ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَاَمَّا الْحُيَّضُ فَيَعْتَزِلْنَ الصَّلٰوةَ وَ يَشْهَدْنَ الْخَيْرَ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِيْنَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اِحْدَانَا لَا يَكُوْنُ لَهَا جِلْبَابٌ قَالَ: ((لِتُلْبِسْهَا اُخْتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا)). [ترمذی: ٥٤٠؛ ابن ماجه: ١٣٠٧]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حکم دیا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے کہ لے جائیں ہم عید الفطر اور عید قربان میں کنواری جوان لڑکیوں کو اور حیض والیوں کو اور پردہ والیوں کو۔ سو حیض والیاں جدا رہیں نماز کی جگہ سے اور حاضر ہوں اس کار خیر میں اور مسلمانوں کی دعا میں۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اڑھائے بہن اس کی اپنی چادر۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ عید گاہ میں عورتوں کا حاضر ہونا بھی مستحب ہے اور نیکی کے کام پر ایک دوسرے کو مانگنے کی چیز دینا موجب ثواب ہے۔

بَابُ تَرْكِ الصَّلٰوةِ قَبْلَ الْعِيْدِ وَبَعْدَهَا فِي الْمُصَلّٰى.

باب: عید گاہ میں نماز عید سے پہلے اور بعد نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

(٢٠٥٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ يَوْمَ اَضْحٰى اَوْفِطْرٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عید قربان یا عید الفطر میں نکلے اور دو رکعت پڑھی کہ نہ اس سے پہلے نماز پڑھی نہ بعد میں۔ پھر عورتوں

يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَاءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِي خُرْصَهَا وَ تُلْقِي سِخَابَهَا. [بخاري: ٩٦٤، ٩٨٩، ١٤٣١، ٥٨٨١؛ ابوداود: ١١٥٩؛ ترمذی: ٥٣٧؛ نسائی: ١٥٨٦؛ ابن ماجه: ١٢٩١]

کے پاس گئے اور آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر حکم کیا عورتوں کو صدقہ کا، پھر کوئی تو اپنے چھلے نکالنے لگی اور کوئی لونگوں کے ہار جو ان کے گلوں میں تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٥٨) عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ غُنْدَرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٢٠٥٧]

اور روایت کی ابوبکر بن نافع نے، اور محمد بن بشار نے، دونوں نے کہا: روایت کی ہم سے غندر نے، ان سے شعبہ نے اسی اسناد سے مانند اسی روایت کے۔

بَابُ مَا يُقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْعِيدَيْنِ؟

باب: نماز عید میں کیا پڑھنا چاہیے؟

(٢٠٥٩) عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه سَأَلَ أَبَا وَاقِدِ اللَّيْثِيَّ رضي الله عنه مَا كَانَ يَقْرَأُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْأَضْحٰى وَالْفِطْرِ؟ فَقَالَ: كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيدِ﴾ وَ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ﴾. [ابوداود: ١١٥٤؛ ترمذی: ٥٣٤، ٥٣٥؛ نسائی: ١٥٦٦؛ ابن ماجه: ١٢٨٢]

عبید اللہ نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اضحیٰ اور فطر میں کیا پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ ان میں ﴿ق والقران المجید﴾ اور ﴿اقتربت الساعة وانشق القمر﴾ پڑھتے تھے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٦٠) عَنْ أَبِي وَاقِدِ اللَّيْثِيِّ قَالَ: سَأَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَمَّا قَرَأَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي يَوْمِ الْعِيدِ؟ فَقُلْتُ: بِ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾ وَ﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيدِ﴾. [راجع: ٢٠٥٩]

ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ عید کے دن کیا پڑھا کرتے تھے میں نے کہا: ﴿اقتربت الساعة﴾ اور ﴿ق والقران المجيد﴾.

○ ○ ○ ○

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي اللَّعِبِ الَّذِي لَا مَعْصِيَةَ فِيهِ فِي أَيَّامِ الْعِيدِ.

باب: عید کے روز جن کھیلوں میں گناہ نہیں ان کی رخصت کا بیان۔

(٢٠٦١) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ أَبُوبَكْرٍ رضي الله عنه وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ مِنْ جَوَارِي الْأَنْصَارِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَقَاوَلَتْ بِهِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ قَالَتْ: وَلَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ فَقَالَ: أَبُوبَكْرٍ رضي الله عنه: أَبِمَزْمُورِ الشَّيْطٰنِ فِي بَيْتِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے گھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں تھی کہ وہ بعاث کا قصہ جو انصار نے نظم کیا تھا گا رہی تھیں۔ (بعاث وہ لڑائی تھی جو اوس اور خزرج انصار کے دو قبیلوں میں کفر کی حالت میں ہوئی تھی اور اس میں اوس جیتے تھے) اور وہ لڑکیاں گانے کا پیشہ نہیں کرتی تھیں، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شیطان کی تان

وَذٰلِكَ فِي يَوْمِ عِيدٍ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا اَبَا بَكْرٍ! اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيدًا وَهٰذَا عِيدُنَا)).

[بخاري: ۹۵۲؛ ابن ماجه: ۱۸۹۷]

رسول اللہ ﷺ کے گھر میں؟ اور یہ عید کے دن میں تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! سب کی عید ہوتی ہے اور آج ہماری عید ہے۔'' (یعنی ان کو دل خوش کرنے دو)

فائدہ: نووی رحمہ اللہ نے کہا گانے میں علما کا اختلاف ہے۔ اہل حجاز کی ایک جماعت اس کو مباح کہتی ہے، اور مالک رحمہ اللہ کی ایک روایت بھی یہی ہے اور ابوحنیفہ اور اہل عراق نے حرام کہا ہے اور شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں مکروہ ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کا یہی مذہب مشہور ہے۔ اور جن لوگوں نے مباح کہا ہے ان کی دلیل یہی حدیث ہے اور جن لوگوں نے منع کیا ہے انہوں نے جواب دیا ہے کہ یہ گانا شجاعت اور بہادری اور جرأت بڑھانے والا تھا اور اس میں کوئی مفسدہ نہ تھا بخلاف اس گانے کے جو رغبت دلانے والا ہے شر اور زنا کی۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان لڑکیوں کا گانا اشعار جنگ اور فخر شجاعت اور ظہور کا غلبہ تھا اور اس میں لڑکیوں کے فساد کا وہم بھی نہیں تھا اور یہ گانا اس قسم میں نہ تھا جس میں اختلاف ہے۔ اور یہ تو صرف شعروں کا پڑھنا تھا ذرا بلند آواز سے اور اسی لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ وہ کچھ گانے والیاں نہ تھیں کہ جو شوق دلاتی ہیں فحش کا اور یاد دلاتی ہیں شورش شباب اور جوش جوانی کو، نہ ان کے اشعار ایسے تھے جن سے یہ شر ور پیدا ہوں کہ ان کو غزل کہتے ہیں کہ اس کے لیے یہ مثل مشہور ہے: اَلْغِنَاءُ رُقْيَةُ الزِّنَا یعنی غنا زنا کا منتر ہے اور نہ وہ گانا ان لڑکیوں کا ایسا تھا جس میں کنکرے ہوا اور تانیں ہو اور آوازوں کا ملانا اور لفظوں کا گھٹانا بڑھانا۔ اور عرب کا قاعدہ ہے کہ صرف شعروں کے پڑھنے کو گانا کہتے ہیں۔ غرض یہ گانا وہ ہرگز نہیں جس میں اختلاف ہے بلکہ یہ مباح ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو روا رکھا ہے کہ یہ صرف شعروں کا پڑھنا ہے جس میں کوئی مضمون فسق کا نہیں۔ اور جائز رکھا ہے آخر انہوں نے ان اشعار کو جو اونٹوں کے چلانے کے لیے پڑھے جاتے ہیں اور پڑھے گئے اشعار نبی ﷺ کے روبرو غرض یہ سب مباح ہیں حرام نہیں۔

(۲۰۶۲) وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَ فِيْهِ جَارِيَتَانِ تَلْعَبَانِ بِدُفٍّ.

مسلم رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ بیان کی ہم سے یہی روایت یحییٰ نے اور ابو کریب نے دونوں نے ابو معاویہ سے، اس نے ہشام سے اسی اسناد سے اور اس میں یہ ہے کہ وہ دو لڑکیاں تھیں کہ دف سے کھیلتی تھیں۔

(۲۰۶۳) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ اَبَابَكْرٍ رضی اللہ عنہ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتَضْرِبَانِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مُسَجًّى بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَهُمَا اَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَكَشَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا يَا اَبَابَكْرٍ! فَاِنَّهَا اَيَّامُ عِيْدٍ)) وَقَالَتْ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ وَاَنَا جَارِيَةٌ فَاقْدِرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْعَرِبَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میرے گھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور میرے پاس دو لڑکیاں تھیں منیٰ کے دنوں میں (یعنی ذی الحجہ کی گیارھویں بارھویں وغیرہ میں) گا رہی تھیں اور دف بجاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ اپنے سر کو چادر سے لپیٹے ہوئے تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو جھڑک دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا کپڑا اٹھایا اور فرمایا: ''اے ابوبکر! ان لڑکیوں کو چھوڑ دو، اس لیے کہ یہ عید کے دن ہیں۔'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ مجھے اپنی چادر سے چھپائے ہوئے تھے اور میں ان حبشیوں کا تماشا دیکھتی تھی جو کھیل رہے تھے اور میں لڑکی تھی تو خیال کرو کہ جو لڑکی کم سن اور کھیل کود کی طالب ہوگی وہ کتنی دیر تک تماشا دیکھے گی۔



فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صالحین کے مکان کو کھیل کود کی چیزوں سے پاک رہنا چاہیے اور صالحین کے رفیقوں کو ضروری ہے کہ جب ایسی چیز دیکھیں تو خود منع کریں کہ اس بزرگ کو اس کی تکلیف نہ پہنچے۔ اس میں اس بزرگ کا ادب اور بڑائی ہے (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور حضور ﷺ جو چپ رہے تو اس وجہ سے کہ وہ لڑکیاں ایک مباح کام میں تھیں۔ اور آپ ﷺ نے منہ اس لیے ڈھانپ لیا کہ وہ شرمائیں نہیں۔ اور اس میں آپ ﷺ کی رأفت اور رحمت اور حلم تھا اور معلوم ہوا کہ دف وغیرہ مباح ہے سرود اور خوشی کے وقت پس نکاح وغیرہ میں روا ہے اور معلوم ہوا کہ ایام منیٰ بھی عید میں داخل ہیں کہ قربانی اس میں جائز ہے اور روزہ حرام ہے اور تکبیر مستحب ہے اور دوسری روایت میں وارد ہوا ہے کہ وہ حبشی رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں کھیلتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہتھیاروں کا کھیل مثلاً بندوق کی گولی یا تیر کا نشانہ یا بانک پٹہ وغیرہ بہ نیت جہاد مسجد میں سیکھنا اور کھیلنا روا ہے۔ اگر عورتیں ایسے کھیل مردوں کے دیکھیں تو روا ہے بغیر اس کے کہ ان مردوں کی نظر عورتوں کے بدن پر پڑے۔ اور اگر عورت کی نظر کسی اجنبی پر شہوت سے پڑے تو باتفاق حرام ہے۔ اور اگر شہوت کا خیال نہ ہو اور فتنہ کا خوف بھی نہ ہو تو شافعیہ کے اس میں دو قول ہیں، اصح قول یہ ہے کہ منع ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ﴾ اور رسول اللہ ﷺ نے ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کو ایک اندھے سے پردہ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم تو اسے دیکھتی ہو اگرچہ وہ اندھا ہے غرض جو لوگ اس نظر کو بھی حرام کہتے ہیں وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اول تو اس میں تصریح نہیں ہے کہ ان کے بدنوں کو دیکھتی تھیں۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ شاید پردہ اترنے سے پہلے کا ہو۔ غرض کہ اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کا حسن خلق اور مؤاسات اپنی بیبیوں کے ساتھ ثابت ہوا۔

(٢٠٦٤) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهِ لِكَيْ اَنْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ اَجْلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدِرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ حَرِيْصَةً عَلَى اللَّهْوِ. [بخاري: ٤٥٥]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ میرے حجرہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اپنی چادر سے مجھے چھپائے ہوئے تھے اور حبشی لوگ رسول اللہ ﷺ کی مسجد مبارک میں اپنے ہتھیاروں سے کھیلتے تھے تاکہ میں ان کے کھیل کو دیکھوں۔ پھر کھڑے رہتے تھے میرے لیے یہاں تک کہ میں ہی (سیر ہو کر) لوٹ جاتی تھی تو خیال کرو جو لڑکی کم سن اور کھیل کی شوقین ہو گی، وہ کتنی دیر تماشا دیکھے گی (یعنی جب تک حضور کھڑے رہتے تھے اور بیزار نہ ہوتے تھے یہ کمال خلق تھا)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٢٠٦٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ: مِزْمَارُ الشَّيْطٰنِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((دَعْهُمَا)) فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيْدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَاِمَّا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَاِمَّا قَالَ: ((تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ؟)) فَقَالَتْ: نَعَمْ فَاَقَامَنِيْ وَرَاءَهُ خَدِّيْ عَلٰى خَدِّهِ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ اَرْفِدَةَ)) حَتّٰى اِذَا مَلِلْتُ قَالَ: ((حَسْبُكِ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: ((فَاذْهَبِيْ)).

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے گھر آئے اور میرے پاس دو لڑکیاں گا رہی تھیں بعاث کی لڑائی کو۔ اور آپ ﷺ بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا اور پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھے جھڑکا کہ یہ شیطان کی تان رسول اللہ ﷺ کے پاس، اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''ان کو چھوڑ دو (یعنی گانے دو) پھر جب وہ غافل ہو گئے میں نے ان دونوں کے چٹکی لی کہ وہ نکل گئیں اور وہ عید کا دن تھا۔ اور سوڈانی ڈھالوں اور نیزوں سے کھیلتے تھے۔ سو مجھے یاد نہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے خواہش ظاہر کی یا حضور نے خود فرمایا: ''تم اسے دیکھنا چاہتی ہو۔'' میں نے کہا: ہاں۔ پھر مجھے آپ ﷺ نے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا اور میرا رخسار آپ ﷺ کے رخسار پر تھا اور آپ ﷺ فرماتے تھے: ''اے اولاد ارفدہ کی! تم اپنے کھیل

[بخاري: ٩٤٩، ٢٩٠٦]

میں مشغول رہو۔" یہاں تک کہ جب میں تھک گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "بس۔" میں نے عرض کیا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ۔"



(٢٠٦٦) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: جَآءَ حَبَشٌ يَزْفِنُونَ فِي يَوْمِ عِيْدٍ فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي النَّبِيُّ ﷺ فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلَى مَنْكِبِهٖ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى لَعِبِهِمْ حَتّٰى كُنْتُ أَنَا الَّتِي أَنْصَرِفُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهِمْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھی: کہ ایک بار عید کے دن حبشی آ کر مسجد میں کھیلنے لگے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا میں نے آپ ﷺ کے شانے پر سر رکھا اور ان کے کھیل کو دیکھنے لگی یہاں تک کہ میں ہی ان کے دیکھنے سے بیزار ہو جاتی تھی۔



(٢٠٦٧) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرَا فِي الْمَسْجِدِ.

روایت ہے ہشام سے اسی اسناد سے اور انہوں نے مسجد کا ذکر نہیں کیا۔



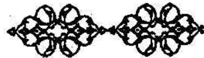
(٢٠٦٨) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا أَنَّهَا قَالَتْ لِلَعَّابِيْنَ: وَدِدْتُ أَنِّي أَرَاهُمْ قَالَتْ: فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْتُ عَلَى الْبَابِ أَنْظُرُ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهٖ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ عَطَآءٌ: فُرْسٌ أَوْ حَبَشٌ قَالَ: وَقَالَ لِي ابْنُ عَتِيْقٍ: بَلْ حَبَشٌ.

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ میں نے کھیلنے والوں سے کہلا بھیجا کہ میں چاہتی ہوں ان کو دیکھوں اور کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور میں بھی دروازہ میں کھڑی ہوئی اور آپ ﷺ کی گردن اور کانوں کے بیچ میں سے دیکھتی تھی اور وہ مسجد میں کھیلتے تھے۔ عطاء نے کہا: وہ فارس کے لوگ تھے یا حبشی۔ ابن عتیق نے کہا: حبشی تھے۔

(٢٠٦٩) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: بَيْنَمَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِحِرَابِهِمْ إِذْ دَخَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ فَأَهْوٰى إِلَى الْحَصْبَآءِ يَحْصِبُهُمْ بِهَا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((دَعْهُمْ يَا عُمَرُ!)) [بخاري: ٢٩٠١]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حبشی کھیلتے تھے اپنے تیروں سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور کنکریوں کی طرف جھکے کہ ان کو ماریں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عمر! ان کو کھیلنے دو۔"





بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ صَلٰوةِ الْاِسْتِسْقَاءِ

نماز استسقاء کا بیان

فائدہ: علما کا اجماع ہے کہ استسقاء سنت ہے۔ اور اس میں اختلاف ہے کہ نماز استسقاء مسنون ہے یا نہیں۔ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ نماز مسنون نہیں صرف پانی کے لیے دعا کرے۔ اور یہ مذہب تمام سلف اور خلف صحابہ اور تابعین اور متقدمین، متاخرین سب کے خلاف ہے۔ اور ان سب کے مقابل میں اکیلے ان کا قول کیوں کر مقبول ہو سکتا ہے اگرچہ انہوں نے ان حدیثوں سے تمسک کیا ہے۔ جن میں صلوٰۃ کا ذکر نہیں ہے۔ اور جمہور نے ان حدیثوں سے تمسک کیا ہے جو صحیحین وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے استسقاء میں دو رکعت ادا کی۔ اور جن روایتوں میں نماز کا ذکر نہیں تو بعض محمول ہیں اس پر کہ راوی بھول گیا اور بعض میں احتمال ہے کہ اختصار کی راہ سے راوی نے ذکر نہیں کیا اور بعض روایتوں میں ایسا وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ نے خطبہ جمعہ میں استسقاء کے لیے دعا کی کہ وہ استسقاء کے لیے بھی کافی سمجھی گئی۔ اور اگر کہیں نماز نہ پڑھنا مروی ہوا تو مراد اس سے یہ ہے کہ بغیر نماز کے صرف دعا پر بھی اکتفا کرنا روا ہے اور اس کے روا ہونے میں کچھ اختلاف نہیں۔ غرض جن حدیثوں میں نماز کا ذکر آ چکا ہے وہ مقدم سمجھی جائیں گی اس لیے کہ اس میں زیادتی علم کی ہے اور ثقہ لوگ جو زائد بات بیان کریں وہ مقبول ہے۔

غرض خلاصہ یہ کہ استسقاء کی تین قسمیں ہیں: اول صرف دعا بغیر نماز کے۔ دوسرے خطبہ جمعہ میں یا فرض نماز کے بعد دعا کرنا، اور یہ اولیٰ سے اولیٰ ہے۔ اور تیسرے دو رکعت ادا کرنا اور دو خطبے پڑھنا اور اس سے قبل اور بعد صدقہ اور روزہ اور توبہ اور نیکیاں اور خیرات بجالانا یہ سب سے کامل ہے۔ (نووی رحمۃ اللہ)

(۲۰۷۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدِ الْمَازِنِيِّ يَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمُصَلّٰى فَاسْتَسْقٰى وَحَوَّلَ رِدَاءَهٗ حِيْنَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ.

عبداللہ بن زید مازنی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ کی طرف نکلے اور پانی مانگا اور آپ ﷺ نے چادر مبارک کو الٹا (یہ گویا نیک فال تھا کہ پروردگار ہمارا اس طرح رت بدل دے) جب قبلہ کی طرف منہ کیا۔

[بخاری: ۱۰۰۵، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲٤، ۱۰۲۵، ۱۰۲٦؛ ابوداود: ۱۱٦۱، ۱۱٦۲، ۱۱٦٤، ۱۱٦٦، ۱۱٦۷؛ ترمذی: ۵۵٦؛ نسائی: ۱۵۰٤، ۱۵۰٦، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹؛ ابن ماجہ: ۱۲٦۷]

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ استسقاء کے لیے باہر نکلنا مستحب ہے اس لیے کہ اس میں عاجزی اور تواضع زیادہ ہے اور لوگوں کے جمع ہونے کے لیے بھی کشادگی ہے۔ اور معلوم ہوا کہ چادر کا الٹنا بھی مستحب ہے۔ شافعیہ نے کہا ہے کہ جب خطبہ ثانی کا ثلث ہو جائے تب الٹے۔ اور یہی مذہب ہے شافعی رحمۃ اللہ اور مالک اور احمد کا اور جماہیر علماء رحمہم اللہ کا کہ سب چادر کا الٹنا مستحب جانتے ہیں بخلاف حنفیہ کے کہ وہ بلا دلیل اس کی سنیت کا انکار رکھتے ہیں اور یہ نہیں ہے مگر حدیث کے تھوڑا جاننے کے سبب سے اور شافعیہ کے نزدیک مقتدیوں کو بھی سنت ہے اور یہی مذہب مالک رحمۃ اللہ وغیرہ کا ہے اور استسقاء کی دو رکعت ہے۔ اور امام شافعی اور جماہیر رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز خطبہ سے پہلے ہے اور لیث نے کہا: بعد خطبہ کے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور امام مالک رحمہ اللہ بھی پہلے لیث کے موافق پھر جمہور کے ساتھ ہو گئے اور اصحاب شافعیہ کا قول ہے کہ اگر خطبہ کو نماز سے پہلے پڑھا تو بھی روا ہے مگر افضل یہ ہے کہ نماز اول ادا کرے مثل نماز عید کے۔ اور شافعی رحمہ اللہ اور ابن جریر رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے صلوٰۃ استسقاء کے قبل تکبیریں کہے مثل عید کے اور یہی مروی ہے ابن مسیب اور عمر بن عبدالعزیز اور مکحول سے اور جمہور کا مذہب ہے کہ یہ تکبیریں نہ کہے۔ اور اذان اور تکبیر اقامت نہ کہنے پر اجماع ہے مثل عید کے مگر الصلوٰۃ جامعۃ کا مضائقہ نہیں۔ (نووی رحمہ اللہ)

(۲۰۷۱) عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْمُصَلَّى فَاسْتَسْقَى وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

[راجع: ۲۰۷۰]

عباد بن تمیم نے اپنے چچا سے سنا کہ نبی ﷺ عیدگاہ کی طرف نکلے اور پانی مانگا اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر کو الٹا اور دو رکعت پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۷۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِنِ الْأَنْصَارِيِّ ﷺ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَرَجَ إِلَى الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِي وَأَنَّهُ لَمَّا أَرَادَ أَنْ يَدْعُوَ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ.

[راجع: ۲۰۷۰]

عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ عیدگاہ کی طرف نکلے اور پانی کے لیے دعا مانگی اور جب ارادہ کیا کہ دعا کریں تو قبلہ کی طرف ہوئے اور اپنی چادر کو الٹا۔

○ ○ ○ ○

(۲۰۷۳) عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ الْمَازِنِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ عَمَّهُ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا يَسْتَسْقِي فَجَعَلَ إِلَى النَّاسِ ظَهْرَهُ يَدْعُو اللّٰهَ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَحَوَّلَ رِدَاءَهُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ.

[راجع: ۲۰۷۰]

عباد بن تمیم مازنی نے اپنے چچا سے سنا جو صحابی تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن استسقاء کے لیے نکلے اور لوگوں کی طرف پیٹھ کی اور اللہ سے دعا کرنے لگے اور قبلہ کی طرف منہ کیا اور چادر الٹی اور دو رکعت پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ رَفْعِ الْيَدَيْنِ بِالدُّعَاءِ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ.

باب: نماز استسقاء کے موقع پر دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا۔

(۲۰۷۴) عَنْ أَنَسٍ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.

[نسائی: ۱۷٤۷]

انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ دعا میں ہاتھ اٹھائے تھے ایسے کہ آپ ﷺ کی بغل کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ہاتھوں کا اتنا بلند اٹھانا آپ ﷺ سے استسقاء میں مروی ہے اور دعا میں اتنا بلند نہ ہوتا اگرچہ اٹھایا جاتا۔

(۲۰۷۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَسْقَى فَأَشَارَ بِظَهْرِ كَفَّيْهِ إِلَى السَّمَاءِ.

[ابوداود: ۱۱۷۱]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کی پیٹھ سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: بلا کے دور ہونے، قحط کے دفع ہونے کے لیے جب دعا کرے تو ایسے ہی مسنون ہے کہ ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف کرے اور جب کچھ مانگے تو ہاتھوں کی پیٹھ آسمان کی طرف کرے۔

(٢٠٧٦) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِنْ دُعَآءٍ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَاءِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ غَيْرَ اَنَّ عَبْدَ الْاَعْلٰى قَالَ: يُرٰى بَيَاضُ اِبْطِهٖ اَوْ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔ [راجع: ٢٠٧٥]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نہیں اٹھاتے تھے ہاتھ کسی دعا میں مگر استسقاء میں یہاں تک اٹھاتے کہ آپ ﷺ کے دونوں بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی۔ اور عبدالاعلیٰ کی روایت میں راوی کو شک ہے کہ ایک بغل کی یا دونوں بغلوں کی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: چونکہ دوسری روایات صحیحہ سے ہاتھ اٹھانا اور دعاؤں میں بھی ثابت ہو چکا ہے کہ وہ روایات قریب تیس کے ہیں اور اس حدیث کی تاویل یوں کرتے ہیں کہ یہاں مبالغہ کے ساتھ اٹھانا مقصود ہے۔

(٢٠٧٧) عَنْ قَتَادَةَ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَهُ۔ [بخاري: ١٠٣١، ٣٥٦٥؛ ابوداود: ١١٧٠؛ نسائي: ١٥١٢؛ ابن ماجه: ١١٨٠]

قتادہ سے روایت ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی اس کے مانند۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الْاِسْتِسْقَاءِ.

باب: نماز استسقاء کے موقع پر دعا مانگنا۔

(٢٠٧٨) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ نَحْوَ دَارِ الْقَضَآءِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا ثُمَّ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُغِثْنَا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا! اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا! اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا!)) قَالَ اَنَسٌ: وَلَا وَاللّٰهِ! مَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ مِنْ سَحَابٍ وَلَا قَزَعَةٍ وَمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِنْ بَيْتٍ وَلَا دَارٍ قَالَ: فَطَلَعَتْ مِنْ وَرَائِهٖ سَحَابَةٌ مِثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَاءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ قَالَ: فَلَا وَاللّٰهِ! مَا رَاَيْنَا الشَّمْسَ سَبْتًا قَالَ: ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَهٗ قَائِمًا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک شخص مسجد میں جمعہ کے دن آیا اس دروازہ سے کہ دار القضاء کی طرف ہے اور رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ پڑھتے تھے، اور وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگوں کے مال برباد ہو گئے اور راہیں بند ہو گئیں، سو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ہم کو پانی دے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: "یا اللہ! ہم کو پانی دے۔ یا اللہ! ہم کو پانی دے۔ یا اللہ! ہم کو پانی دے۔" انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! ہم آسمان میں نہ گھٹا دیکھتے تھے نہ بدلی کا کوئی ٹکڑا۔ اور ہم میں اور سلع کے بیچ میں نہ کوئی گھر تھا نہ محلہ (سلع ایک پہاڑ کا نام ہے مدینہ کے قریب) غرض سلع کے پیچھے سے ایک بدلی اٹھی ڈھال کے برابر اور جب آسمان کے بیچ میں آئی تو پھیل گئی اور مینہ برسنے لگا (یہ آپ ﷺ کا معجزہ ہے اور اللہ کا فضل ہے کہ آپ ﷺ کی دعا کو ایسا جلد قبول کیا ورنہ پانی کا یہاں گمان نہ تھا) پھر اللہ کی قسم! ہم نے آفتاب نہ دیکھا، ایک ہفتہ تک۔ پھر ایک شخص آیا اسی دروازہ سے دوسرے جمعہ کو اور رسول اللہ ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے اور پھر آپ ﷺ کے آگے

اللّٰهِ! هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ يُمْسِكْهَا عَنَّا قَالَ: فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوْلَنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ! عَلَى الْاٰكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ)) قَالَ: فَانْقَلَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ قَالَ شَرِيْكٌ: فَسَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ ﷺ: اَهُوَ الرَّجُلُ الْاَوَّلُ قَالَ: لَا اَدْرِيْ.

[بخاري: ۱۰۲۱؛ نسائي: ۱۵۱۶]

کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مال برباد ہو گئے اور راستے بند ہو گئے تو آپ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ بارش کو روک دے۔ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا: ''اے اللہ! ہمارے گرد برساؤ، نہ ہمارے اوپر۔ یا اللہ! ٹیلوں پر اور بلندیوں پر اور نالوں پر اور درختوں کے اگنے کی جگہ پر برساؤ۔'' غرض مینہ فوراً کھل گیا۔ اور ہم دھوپ میں نکلے۔ شریک نے کہا: میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا یہ وہی شخص تھا جو پہلے آیا تھا۔ انہوں نے کہا: میں نہیں جانتا (بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ وہ پہلا ہی شخص تھا)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ استسقاء میں دعا بھی کافی ہے اور بارش کی موقوفی کے لیے دعا کا طریقہ معلوم ہوا مگر اس کے لیے لوگوں کا میدان میں اجتماع اور نماز مشروع نہیں۔

(۲۰۷۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَخْطُبُ النَّاسَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اِذْ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ بِمَعْنَاهُ وَفِيْهِ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا)) قَالَ فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهِ اِلَى نَاحِيَةٍ اِلَّا تَفَرَّجَتْ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فِيْ مِثْلِ الْجَوْبَةِ وَسَالَ وَادِيْ قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِيْءْ اَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ اِلَّا اَخْبَرَ بِجَوْدٍ. [بخاري: ۹۳۳، ۱۰۱۸، ۱۰۳۳؛ نسائي: ۱۵۲۷]

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک قحط پڑا اور آپ ﷺ ایک دن جمعہ کو منبر پر خطبہ پڑھتے تھے کہ ایک گاؤں والا کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے مال برباد ہو گئے اور لڑکے بالے بھوکے مر گئے۔ اور اخیر تک حدیث بیان کی حدیث اول کے ہم معنی۔ اور اس میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دعا میں عرض کیا: ''اے اللہ! ہمارے گرد برسا، نہ ہم پر۔'' غرض آپ ﷺ جدھر ہاتھ سے اشارہ کرتے تھے ادھر سے بدلی کھلتی جاتی تھی، یہاں تک کہ ہم نے مدینہ کو دیکھا کہ آنگن کی طرح بیچ میں سے کھل گیا، اور قنات کا نالہ ایک مہینہ تک بہتا رہا اور کوئی شخص باہر سے نہیں آیا مگر اس نے ارزانی کی خبر دی۔



فائدہ: قنات مدینہ کے نالوں میں سے ایک نالہ کا نام ہے۔

(۲۰۸۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ﷺ قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَامَ اِلَيْهِ النَّاسُ فَصَاحُوْا وَقَالُوْا: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! قَحِطَ الْمَطَرُ وَاحْمَرَّ الشَّجَرُ وَهَلَكَتِ الْبَهَائِمُ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ الْاَعْلٰى فَتَقَشَّعَتْ عَنِ الْمَدِيْنَةِ فَجَعَلَتْ تُمْطِرُ حَوَالَيْهَا وَمَا تُمْطِرُ بِالْمَدِيْنَةِ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ خطبہ پڑھتے تھے جمعہ کا اور لوگ آپ ﷺ کے آگے کھڑے ہو گئے اور پکار کر کہا اے اللہ کے نبی! مینہ نہیں برستا اور درختوں کے پتے سوکھ گئے اور جانور مر گئے۔ اور بیان کی حدیث آخر تک۔ اور عبدالاعلیٰ کی روایت میں یہ ہے آخر مینہ مدینہ پر سے کھل گیا اور اس کے ارد گرد برستا رہا اور مدینہ میں ایک بوند نہ گرتی تھی۔ اور میں نے دیکھا کہ ٹوپی کی طرح بیچ میں سے کھلا ہوا تھا۔

قَطْرَةً فَنَظَرْتُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَاِنَّهَا لَفِيْ مِثْلِ الْاِكْلِيْلِ. [بخاري: ١٠٢١؛ نسائي: ١٥١٦]

○ ○ ○ ○

(٢٠٨١) عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ بِنَحْوِهِ وَزَادَ: فَاَلَّفَ اللّٰهُ بَيْنَ السَّحَابِ وَمَكَثْنَا حَتّٰى رَأَيْتُ الرَّجُلَ الشَّدِيْدَ تُهِمُّهُ نَفْسُهُ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهُ.

ثابت بیان کرتے ہیں کہ روایت کی ان سے انس رضی اللہ عنہ نے مانند اوپر کی روایت کے اور اس میں یہ بات زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بدلیوں کو اکٹھا کر دیا اور ہمارا یہ حال رہا کہ زبردست آدمی بھی اپنے گھر جانے کو ڈرتا تھا (یعنی مینہ کی شدت سے)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(٢٠٨٢) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ: جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ. وَزَادَ: فَرَاَيْتُ السَّحَابَ يَتَمَزَّقُ كَاَنَّهُ الْمُلَاءُ حِيْنَ تُطْوٰى.

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک گاؤں کا آدمی جمعہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ منبر پر تھے اور بیان کی حدیث آخر تک اور زیادہ کیا اس میں اتنا کہ دیکھا میں نے بدلی کو گویا کہ ایک چادر تھی کہ لپیٹ دی گئی اس طرح پھٹتی تھی۔

(٢٠٨٣) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: اَصَابَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَطَرٌ قَالَ: فَحَسَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثَوْبَهُ حَتّٰى اَصَابَهُ مِنَ الْمَطَرِ فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: لِاَنَّهُ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ. [ابوداود: ٥١٠٠]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم پر برسات ہوئی اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے سو کھول دیا آپ ﷺ نے اپنا کپڑا یہاں تک کہ پہنچا آپ ﷺ پر مینہ اور ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس لیے کہ یہ ابھی اپنے پروردگار کے پاس سے آیا ہے۔“

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پروردگار تعالیٰ شانہ کی ذات مقدس اوپر ہے اور مینہ اوپر ہی سے آتا ہے اور بعض متعبان جہم نافہم جو یہ تاویل کرتے ہیں کہ وہ بھی پروردگار کا پیدا کیا ہوا ہے، یہ تاویل تب صحیح ہوتی کہ معنی ظاہری اس کے نہ بنتے اور جب معنی ظاہری بلا تکلیف بنتے ہوں تو تاویل کی کیا ضرورت ہے۔

بَابُ التَّعَوُّذِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الرِّيْحِ وَالْغَيْمِ وَالْفَرَحِ بِالْمَطَرِ.

باب: ہوا اور بادل دیکھ کر پناہ مانگنا اور بارش دیکھ کر خوش ہونے کا بیان۔

(٢٠٨٤) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا كَانَ يَوْمُ الرِّيْحِ وَالْغَيْمِ عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهِ وَاَقْبَلَ وَ اَدْبَرَ فَاِذَا مَطَرَتْ سُرَّ بِهِ وَذَهَبَ عَنْهُ ذٰلِكَ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ: ((اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَّكُوْنَ عَذَابًا سُلِّطَ عَلٰى اُمَّتِيْ)) وَيَقُوْلُ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ: ((رَحْمَةٌ))

نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ قاعدہ تھا کہ جب آندھی اور بدلی کا دن ہوتا تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر خوف معلوم ہوتا (یعنی عذاب الٰہی سے ڈرتے) اور گھڑی آگے جاتے گھڑی پیچھے۔ پھر اگر مینہ برس گیا تو خوش ہوتے اور آپ ﷺ کا خوف جاتا رہتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں ڈرتا ہوں کہ شاید یہ کوئی عذاب نہ ہو جو اللہ نے میری امت پر بھیجا ہو۔“ اور جب مینہ دیکھتے تو فرماتے: ”یہ رحمت ہے۔“

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۲۰۸۵) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا عَصَفَتِ الرِّيْحُ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ)) قَالَتْ: وَاِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَآءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهٗ وَخَرَجَ وَ دَخَلَ وَاَقْبَلَ وَاَدْبَرَ فَاِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ فَسَاَلَتْهُ فَقَالَ: ((لَعَلَّهٗ يَا عَائِشَةُ! كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ: ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾)). [٤٦/الأحقاف: ٢٤].

[ترمذی: ٣٤٤٩؛ ابن ماجه: ٣٨٩١]

نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی عادت مبارک تھی کہ جب جھونکے کی آندھی آتی اللھم سے ارسلت بہ تک پڑھتے یعنی ''یا اللہ! میں اس ہوا کی بہتری مانگتا ہوں اور جو اس کے اندر ہے اس کی بہتری۔ اور جو اس میں بھیجا گیا ہے اس کی بہتری اور پناہ مانگتا ہوں اس کی برائی سے اور جو اس کے اندر ہے اور اس کی برائی سے اور جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے اس کی برائی سے۔'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آسمان پر بدلی اور بجلی کڑکتی تو آپ ﷺ کا رنگ بدل جاتا اور باہر نکلتے اور اندر آتے اور آگے آتے اور پیچھے جاتے۔ پھر اگر مینہ برسنے لگتا تو آپ ﷺ کی گھبراہٹ جاتی رہتی۔ غرض اس بات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پہچانا اور آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو جیسے عاد کی قوم نے دیکھ کر کہ بدلی ہے جو ان کے آگے آئی ہے کہنے لگے کہ یہ بدلی ہم پر برسنے والی ہے۔''



فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بندہ کا کوئی درجہ ایسا نہیں کہ اس کو اللہ کا خوف نہ رہے بلکہ جتنا اس شہنشاہ عالی جاہ بے پرواہ کا قرب ہوتا جاتا ہے اتنا ہی خوف اس کی بے نیازی کا اور بے پرواہی کی راہ سے بڑھتا جاتا ہے اور بندہ کو لازم ہے کہ ہر آن اس تعالیٰ شانہ کی صفات کاملہ کا مراقبہ کرتا رہے اور اس کے عذاب اور عتاب سے پناہ مانگتا رہے۔

(۲۰۸٦) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهَا قَالَتْ: مَارَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ: وَكَانَ اِذَارَاٰى غَيْمًا اَوْرِيْحًا عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَرَى النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رَجَآءَ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَاَرَاكَ اِذَارَاَيْتَهٗ عَرَفْتُ فِيْ وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةَ؟ قَالَتْ: فَقَالَ: ((يَا عَائِشَةُ! مَا يُؤَمِّنُنِيْ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ قَدْ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْرَاٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوْا: ﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾)). [بخاری: ٤٨٢٨، ٣٢٥٦، ٦٠٩٢؛ ابوداود: ٥٠٩٨]

نبی ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہ دیکھا رسول اللہ ﷺ کو قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے کہ آپ ﷺ کے حلق کا کوا نظر آنے لگتا بلکہ آپ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ مسکراتے تھے اور جب بدلی کو دیکھتے یا آندھی تو آپ ﷺ کے چہرہ میں ڈر معلوم ہونے لگتا سو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اور لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ وہ جب بدلی کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں، اس امید سے کہ اس میں پانی ہوگا۔ اور جب آپ ﷺ بدلی کو دیکھتے تو آپ ﷺ کے چہرہ پر ناگواری ظاہر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے خوف رہتا ہے اس کا کہیں اس میں عذاب نہ ہو اس لئے کہ ایک قوم ہوا ہی کے عذاب سے ہلاک ہو چکی ہے اور جب ایک قوم نے عذاب کو دیکھا تو یوں کہا کہ یہ بدلی ہے ہم پر برسنے والی۔''

○ ○ . ○ ○

فائدہ: سچ ہے یہ مصرع نزدیکاں را بیش بود حیرانی۔ اس شہنشاہ بلند بارگاہ قہار، جبار سے جب ایسے مقدس اور پاکیزہ لوگ یوں ڈرتے ہیں تو ہم گناہگاروں کو کتنا ڈرنا چاہئے مگر افسوس صد افسوس ہے کہ ہم سے کچھ اس کے ڈرنے کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔

بَابٌ فِي رِيحِ الصَّبَا وَالدَّبُورِ. باب: بادصبا اور تیز آندھی کے بیان میں۔

(۲۰۸۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ((نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَأُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُورِ)).

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اللہ کے حکم سے صبا سے مدد دی گئی اور عاد، دبور سے ہلاک کی گئی ہے۔“

[بخاری: ۱۰۳۵، ۳۲۰۵، ۳۳۴۳، ۴۱۰۵]

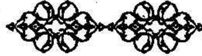
○ ○ ○ ○

فائدہ: صبا وہ ہوا ہے جو مشرق سے آتی ہے جس کو پروائی کہتے ہیں اور دبور جو مغرب سے آئے اور اسے پچھاؤ کہتے ہیں۔

(۲۰۸۸) عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت منقول ہوئی ہے۔

○ ○ ○ ○



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْكُسُوْفِ

کسوف کا بیان

بَابُ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ.

(۲۰۸۹) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ جِدًّا ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَأَطَالَ الْقِيَامَ جِدًّا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ جِدًّا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْخَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمَا فَكَبِّرُوْا وَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! إِنْ مِنْ أَحَدٍ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَزْنِيَ عَبْدُهُ أَوْ تَزْنِيَ أَمَتُهُ يَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) وَفِيْ

باب: کسوف کی نماز کا بیان۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گہن ہوا، سو آپ ﷺ نماز میں کھڑے ہوئے اور بہت دیر تک قیام کیا، پھر رکوع کیا، اور بہت لمبا رکوع کیا، پھر سر اٹھایا، اور دیر تک کھڑے رہے، اور بہت قیام کیا، مگر پہلے قیام سے کم، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، مگر پہلے رکوع سے کم، پھر سجدہ کیا (یہ ایک رکعت میں دو رکوع ہوئے۔ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے) پھر کھڑے ہوئے اور دیر تک قیام کیا مگر قیام اول سے کم۔ پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا مگر پہلے رکوع سے کم۔ پھر سر اٹھایا اور دیر تک کھڑے رہے، مگر قیام اول سے کم، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، مگر پہلے رکوع سے کم، (یہ بھی دو رکوع ہوئے) پھر سجدہ کیا اور فارغ ہوئے اور آفتاب اتنے میں کھل گیا تھا۔ پھر لوگوں پر خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ اور ان میں گہن نہیں لگتا نہ کسی کی موت سے نہ زندگی سے۔ پھر جب تم گہن دیکھو تو اللہ کی بڑائی بیان کرو اور اس سے دعا کرو اور نماز پڑھو اور خیرات کرو۔ اے امت محمد! اللہ سے بڑھ کر کوئی غیرت والا نہیں اس بات میں کہ اس کا غلام یا باندی زنا کرے۔ اے محمد (ﷺ) کی امت! اللہ کی قسم ہے جو میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو بہت روتے اور تھوڑا ہنستے۔ سن لو! میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔“ اور مالک کی روایت میں یہ ہے ”کہ سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔“

رِوَايَةِ مَالِكٍ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ)). [بخاری: ١٠٤٤؛ نسائی: ١٤٧٣]

○ ○ ○ ○

فائدہ: علما کا اجماع ہے کہ نماز خسوف سنت ہے اور امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ با جماعت اس کو ادا کریں اور اہل عراق (یعنی احناف) نے کہا ہے کہ الگ الگ پڑھیں مگر مذہب اول احادیث صحیحہ کی رو سے صحیح ہے۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ ہر رکعت میں دو رکوع کرے اور دو مرتبہ قیام کرے لگر سجدے ہر رکعت میں دو ہی ہیں۔ اور حنفیوں کے نزدیک مثل اور نمازوں کے ایک ہی رکوع ہر رکعت میں ہو مگر شافعی مذہب احادیث صحیحہ کے موافق ہے اور ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ اور بعض روایتوں میں ہر رکعت میں تین رکوع بھی آئے ہیں اور چار بھی مگر دو کے راوی بہت احفظ اور اضبط ہیں مگر قوی مذہب یہ ہے کہ جس طرح چاہے ادا کرے۔ باقی رہی سورۂ فاتحہ، سو قیام اول میں تو باتفاق علما پڑھنا ضروری ہے اور قیام ثانی میں بھی پڑھنا یہ مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ اور مالک رحمہ اللہ کا اور جمہور صحابہ کا اور محمد بن مسلمہ کا مالکیہ میں سے یہ قول ہے کہ قیام ثانی میں نہ پڑھنی چاہیے اور طول قراءت باتفاق علما افضل ہے اور قصر بھی روا ہے۔ اور سجدہ کے طول کے بھی محققین قائل ہیں اور اعوذ پڑھنا بھی ہر قیام میں قبل فاتحہ کے مستحب ہے اور دو خطبے بھی بعد نماز کے مستحب ہیں۔ یہ مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ اسحاق اور ابن جریر رحمہم اللہ اور فقہائے محدثین کا اور مالک رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خطبہ مستحب نہیں۔ اور شافعیؒ کی دلیل احادیث صحیحہ ہیں جو صحیحین وغیرہ میں وارد ہوئی ہیں۔

(٢٠٩٠) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَزَادَ ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ)) وَ زَادَ اَيْضًا ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ)).

ہشام بن عروہ نے اسی سند سے بیان کیا اور یہ زیادہ کیا کہ آپ ﷺ نے حمد کے بعد فرمایا: ”بیشک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں اور یہ بھی زیادہ کیا کہ پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور فرمایا کہ آگاہ رہو میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔“

(٢٠٩١) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَامَ فَكَبَّرَ وَصَفَّ النَّاسُ وَرَآءَهُ فَاقْتَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قِرَآءَةً طَوِيْلَةً ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فَقَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ قَامَ فَاقْتَرَاَ قِرَاءَةً طَوِيْلَةً هِيَ اَدْنٰى مِنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا هُوَ اَدْنٰى مِنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ)) ثُمَّ سَجَدَ وَلَمْ يَذْكُرْ اَبُو الطَّاهِرِ: ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اسْتَكْمَلَ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ وَانْجَلَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ اَنْ يَنْصَرِفَ

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی میں سورج گہن ہوا۔ اور آپ ﷺ نکلے مسجد میں اور نماز کو کھڑے ہوئے اور اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی اور رسول اللہ ﷺ نے لمبی قراءت پڑھی پھر اللہ اکبر کہا اور بہت لمبا رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ کہا اور ربنا لك الحمد اور پھر کھڑے رہے اور لمبی قراءت پڑھی کہ پہلی قراءت سے ذرا کم تھی۔ پھر اللہ اکبر کہہ کے دوسرا رکوع کیا لمبا مگر پہلے رکوع سے کم۔ پھر کہا سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد۔ پھر سجدہ کیا۔ اور ابوطاہر راوی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ پھر سجدہ کیا۔ اور دوسری رکعت میں ایسا ہی کیا یہاں تک کہ چار رکوع ہوئے، اور چار سجدے (یعنی دو رکعت میں، ہر رکعت میں دو رکوع کیے اور دو سجدے) اور آپ کے فارغ ہونے سے پہلے سورج صاف ہو گیا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں پر خطبہ پڑھا اور اللہ کی تعریف کی ان لفظوں سے جو اس کی شان کے لائق ہیں۔ پھر فرمایا: ”سورج اور چاند اللہ کی

ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُمَا فَافْزَعُوْا لِلصَّلٰوةِ)) وَقَالَ اَيْضًا: ((فَصَلُّوْا حَتّٰی يُفَرِّجَ اللّٰهُ عَنْكُمْ)) وَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((رَاَيْتُ فِیْ مَقَامِیْ هٰذَا كُلَّ شَیْءٍ وُعِدْتُّمْ حَتّٰی لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ اُرِيْدُ اَنْ اٰخُذَ قِطْفًا مِّنَ الْجَنَّةِ حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِیْ جَعَلْتُ اُقَدِّمُ. وَقَالَ الْمُرَادِیُّ: اَتَقَدَّمُ. وَلَقَدْ رَاَيْتُ جَهَنَّمَ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِيْنَ رَاَيْتُمُوْنِیْ تَاَخَّرْتُ وَرَاَيْتُ فِيْهَا عَمْرَو بْنَ لُحَیٍّ وَهُوَ الَّذِیْ سَيَّبَ السَّوَآئِبَ))وَانْتَهٰی حَدِيْثُ اَبِی الطَّاهِرِ عِنْدَ قَوْلِهٖ: ((فَافْزَعُوْا لِلصَّلٰوةِ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهٗ.

[بخاري: ١٠٤٦، ١٢١٢؛ ابوداود: ١١٨٠؛ نسائي: ١٤٧١؛ ابن ماجه: ١٢٦٣]

نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں اور کسی کی موت اور زندگی کے سبب سے ان میں گہن نہیں ہوتا (یعنی صرف اللہ کے حکم سے ہوتا ہے) پھر جب تم گہن کو دیکھو تو جلد نماز پڑھنے لگو۔" اور یہ بھی فرمایا: "یہاں تک نماز پڑھو کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے اوپر سے کھول دے۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "میں نے اس جگہ وہ سب چیزیں دیکھیں جن کا تم سے وعدہ ہوا ہے، چنانچہ میں نے اپنے کو دیکھا کہ چاہتا ہوں کہ ایک گچھا لے لوں جنت میں جب تم نے مجھ کو دیکھا تھا کہ میں آگے بڑھا تھا۔ اور مرادی راوی نے اتقدم کہا۔ (معنی دونوں کے ایک ہیں)۔ اور بیشک میں نے جہنم کو دیکھا کہ ایک ٹکڑا دوسرے کو توڑ رہا ہے جب تم نے مجھ کو دیکھا تھا کہ میں پیچھے کو ہٹا تھا اور میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا (ایک آدمی کا نام ہے) اور اسی نے سب سے پہلے سانڈ چھوڑے۔" اور ابو طاہر راوی کی حدیث تو وہیں تمام ہو گئی جہاں آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جلدی نماز پڑھو اور اس کے بعد کچھ ذکر ہی نہیں کیا۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٩٢) عَنْ عَائِشَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: اَنَّ الشَّمْسَ خَسَفَتْ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَبَعَثَ مُنَادِيًا بِ((الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ)) فَاجْتَمَعُوْا وَتَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَصَلّٰی اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِیْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. [بخاري: ١٠٦٦؛ نسائي: ١٤٦٤، ١٤٧٢]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں سورج گہن ہوا اور آپ ﷺ نے مدینہ میں ایک پکارنے والے کو بھیجا کہ یوں پکار دے کہ "سب لوگ مل کر نماز ادا کرو۔" غرض لوگ جمع ہو گئے۔ اور آپ ﷺ نے آگے بڑھ کر تکبیر کہی (یعنی تکبیر اولیٰ) اور چار رکوع کیے دو رکعتوں میں اور چار سجدے۔

(٢٠٩٣) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ جَهَرَ فِیْ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَاءَتِهٖ فَصَلّٰی اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِیْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. [بخاري: ١٠٦٥؛ ابوداود: ١١٩٠؛ نسائي: ١٤٩٣، ١٤٩٦]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گہن کی نماز میں قراءت پکار کر پڑھی اور چار رکوع کیے اور چار سجدے دو رکعتوں میں۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٩٤) قَالَ الزُّهْرِیُّ: وَاَخْبَرَنِیْ كَثِيْرُ بْنُ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اَنَّهٗ صَلّٰی اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ فِیْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ.

زہری نے کہا کہ خبر دی مجھے کثیر بن عباس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی ﷺ نے چار رکوع کیے دو رکعتوں میں اور چار سجدے کیے۔

[بخاری: ١٠٤٦؛ ابوداود: ١١٨١؛ نسائی: ١٤٦٨]

(٢٠٩٥) اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ صَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ بِمِثْلِ مَاحَدَّثَ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ. [راجع: ٢٠٩٤]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کی نماز رسول اللہ ﷺ کی سورج گہن کے دن جیسے عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

○ ○ ○ ○

(٢٠٩٦) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ مَنْ اُصَدِّقُ حَسِبْتُهُ يُرِيْدُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ الشَّمْسَ انْكَسَفَتْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ قِيَامًا شَدِيْدًا يَقُوْمُ قَائِمًا ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ فِيْ ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ وَاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ فَانْصَرَفَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ وَكَانَ اِذَا رَكَعَ قَالَ: ((اَللّٰهُ اَكْبَرُ)) ثُمَّ يَرْكَعُ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهُ قَالَ: ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَقَامَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِمَا [عِبَادَهُ] فَاِذَا رَاَيْتُمْ كُسُوْفًا فَاذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَنْجَلِيَا)).

[ابوداود: ١١٧٧؛ نسائی: ١٤٦٩]

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ روایت کی مجھ سے اس شخص نے جس کو میں سچا جانتا ہوں۔ مراد اس شخص سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں، کہ ایک بار سورج گہن ہوا رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں۔ اور آپ ﷺ نماز میں بڑی دیر تک کھڑے رہے، اس طرح کہ ایک بار کھڑے ہوتے پھر رکوع کرتے، پھر کھڑے ہوتے' پھر رکوع کرتے' پھر کھڑے ہوتے' پھر رکوع کرتے۔ غرض پڑھتے دو رکعت کہ ہر رکعت میں تین رکوع ہوتے اور دونوں رکعتوں میں چار سجدے۔ اور جب فارغ ہوئے آفتاب صاف ہو گیا اور جب رکوع کرتے تو اللہ اکبر کہتے۔ پھر رکوع میں جاتے اور جب سر اٹھاتے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور بعد نماز خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔ پھر فرمایا کہ ''سورج اور چاند میں کسی کی موت و حیات کے سبب سے گہن نہیں لگتا بلکہ یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ ان سے اللہ ڈراتا ہے پھر جب تم گہن دیکھو تو اللہ کو یاد کرو یہاں تک کہ دونوں صاف ہو جائیں۔''

○ ○ ○ ○

(٢٠٩٧) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى سِتَّ رَكَعَاتٍ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ. [نسائی: ١٤٧٠]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے چھ رکوع کیے (یعنی دو رکعت میں) اور چار سجدے۔

بَابُ ذِكْرِ عَذَابِ الْقَبْرِ فِيْ صَلَاةِ الْخُسُوْفِ.

باب: نماز خسوف میں عذاب قبر کا ذکر۔

(٢٠٩٨) عَنْ عَمْرَةَ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً اَتَتْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَسْاَلُهَا فَقَالَتْ: اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يُعَذَّبُ النَّاسُ فِي الْقُبُوْرِ؟ قَالَتْ عَمْرَةُ: فَقَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((عَائِذًا

عمرہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آ کر سوال کرنے لگی اور اس نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ رضی اللہ عنہا کو عذاب قبر سے بچائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا لوگوں کو قبروں میں عذاب ہوگا؟ عمرہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ

بِاللّٰهِ)) ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ غَدَاةٍ مَّرْكَبًا فَخَسَفَتِ الشَّمْسُ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا فَخَرَجْتُ فِيْ نِسْوَةٍ بَيْنَ ظَهْرَيِ الْحُجَرِ فِي الْمَسْجِدِ فَأَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَّرْكَبِهِ حَتّٰى انْتَهٰى إِلٰى مُصَلَّاهُ الَّذِيْ كَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ فَقَامَ وَقَامَ النَّاسُ وَرَاءَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَرَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ ذٰلِكَ الرُّكُوْعِ الْأَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((إِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ كَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ)) قَالَتْ عَمْرَةُ: فَسَمِعْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: فَكُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ. [بخاری: ١٠٤٩، ١٠٥٠، ١٠٥٥؛ نسائی: ١٤٧٤، ١٤٩٨]

کی پناہ۔'' پھر سوار ہوئے رسول اللہ ﷺ ایک دن صبح کو ایک سواری پر اور سورج گہن ہوا۔ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں بھی نکلی اور عورتوں کے ساتھ حجروں کے پیچھے سے مسجد میں آئی اور رسول اللہ ﷺ اپنی سواری سے اترے اور اپنی نماز کی جگہ تک تشریف لے گئے جہاں ہمیشہ امامت کرتے نماز میں اور کھڑے ہوئے اور بہت لمبا قیام کیا۔ اور لوگ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے بہت لمبا قیام کیا پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، پھر اٹھے اور بہت لمبا قیام کیا مگر وہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا، مگر وہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سر اٹھایا اور آفتاب صاف ہوا۔ اور فرمایا: ''کہ میں نے تم کو دیکھا کہ تم قبروں میں جانچے جاؤ گے، جیسے دجال کے وقت جانچے جاؤ گے۔'' عمرہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ فرماتی تھیں کہ میں نے اس کے بعد سنا رسول اللہ ﷺ پناہ مانگا کرتے تھے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے۔



(٢٠٩٩) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنٰى حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ [راجع: ٢٠٩٨]

روایت کی یحییٰ بن سعید نے اسی اسناد سے مثل سلیمان بن بلال کی روایت کے۔

بَابُ مَا عُرِضَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةِ الْكُسُوْفِ مِنْ أَمْرِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ.

باب: جنت اور جہنم میں سے کسوف کے وقت نبی ﷺ کے سامنے کیا کچھ پیش کیا گیا؟

(٢١٠٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ قَالَ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ يَوْمٍ شَدِيْدِ الْحَرِّ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِأَصْحَابِهِ فَأَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى جَعَلُوْا يَخِرُّوْنَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَكَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ رَفَعَ فَأَطَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں سورج گہن ہوا اور ان دنوں میں بڑی گرمی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور بہت لمبا قیام کیا یہاں تک کہ لوگ گرنے لگے۔ پھر رکوع کیا اور لمبا رکوع کیا پھر سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا، پھر رکوع کیا اور لمبا قیام کیا، پھر دو سجدے کیے، پھر کھڑے ہوئے اور اسی طرح کیا۔ غرض چار رکوع ہوئے اور چار سجدے (یعنی دو رکعت میں)

فَصنَعَ نَحْوًا مِنْ ذٰلِكَ فَكَانَتْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَ اَرْبَعَ سَجَدَاتٍ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّهُ عُرِضَ عَلَيَّ كُلُّ شَيْءٍ تُوْلَجُوْنَهُ فَعُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ حَتّٰى لَوْتَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا اَخَذْتُهُ۔ اَوْقَالَ: تَنَاوَلْتُ مِنْهَا قِطْفًا۔فَقَصُرَتْ يَدِيْ عَنْهُ وَعُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ فَرَاَيْتُ فِيْهَا امْرَاَةً مِّنْ بَنِيْ اِسْرَآءِ يْلَ تُعَذَّبُ فِيْ هِرَّةٍ لَهَا رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ وَ رَاَيْتُ اَبَا ثُمَامَةَ عَمْرَو بْنَ مَالِكٍ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَاِنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ: اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ اِلَّا لِمَوْتِ عَظِيْمٍ وَاِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُرِيْكُمُوْهُمَا فَاِذَا خَسَفَا فَصَلُّوْا حَتّٰى يَنْجَلِيَ. [ابوداود: ۱۱۷۹؛ نسائی: ۱۴۷۷]

پھر فرمایا: ''جتنی چیزیں ایسی ہیں کہ تم ان میں جاؤ گے۔ (یعنی دوزخ و جنت، قبر وحشر وغیرہ) وہ سب میرے آگے آئیں۔ اور جنت تو ایسی آگے آئی کہ اگر میں ایک گچھا اس میں سے لینا چاہتا تو ضرور ہی لے لیتا یا یہ فرمایا کہ میں نے اس میں سے ایک گچھا لینا چاہا تو میرا ہاتھ نہ پہنچا اور دوزخ میرے آگے آئی اور ایک بنی اسرائیل کی عورت کو دیکھا کہ ایک بلی کی وجہ سے اس پر عذاب ہو رہا ہے کہ اس نے بلی کو باندھ دیا تھا اور اسے نہ تو کھانے کو دیا اور نہ اسے کھولا تاکہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔ اور دوزخ میں ابوثمامہ عمرو بن مالک کو دیکھا کہ اپنی آنتیں دوزخ میں کھینچتا ہے اور عرب کا یہ خیال تھا کہ سورج اور چاند میں گہن نہیں لگتا مگر کسی بڑے شخص کے مرنے سے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کہ وہ تم کو دکھاتا ہے پھر جب ان میں گہن لگے تو نماز پڑھو جب تک وہ کھل نہ جائے۔''



فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صغیرہ گناہوں پر بھی پکڑ ہوتی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ کافر ہو بلی کے سبب سے اس پر عذاب اور زیادہ ہو گیا۔ یا مسلمان ہو اور سوائے دوزخ کی آگ کے اور کسی طرح کا عذاب اس پر ہوتا ہو چنانچہ حدیث میں صاف نہیں ہے کہ وہ دوزخ میں تھی۔

(۲۱۰۱) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ: ((وَ رَاَيْتُ فِي النَّارِ امْرَاَةً حِمْيَرِيَّةً سَوْدَاءَ طَوِيْلَةً)) وَلَمْ يَقُلْ: ((مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ)).

[راجع: ۲۱۰۰]

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بیان کی یہی روایت مجھ سے ابوغسان مسمعی نے، ان سے عبدالملک نے، روایت کی ہشام نے، اسی اسناد سے مثل اس کے مگر اس میں یہ ہے ''دیکھا میں نے ایک عورت بڑی آواز والی لمبی کالی کو اور یہ نہیں فرمایا: ''وہ بنی اسرائیل کی تھی۔''

(۲۱۰۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ النَّاسُ: اِنَّمَا انْكَسَفَتْ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ سِتَّ رَكَعَاتٍ بِاَرْبَعِ سَجَدَاتٍ بَدَاَ فَكَبَّرَ ثُمَّ قَرَاَ فَاَطَالَ الْقِرَاءَةَ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ فَقَرَاَ قِرَاءَةً دُوْنَ الْقِرَاءَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ مِنَ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: سورج گہن ہوا ایک بار رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جس دن آپ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم انتقال کر گئے تھے، سو لوگوں نے کہا کہ ابراہیم کی موت سے سورج گہن ہوا اور نبی ﷺ لوگوں کے ساتھ کھڑے ہوئے اور چار سجدوں کے ساتھ چھ رکوع کیے۔ اس طرح کہ پہلے اللہ اکبر کہا اور قراءت کی اور لمبی قراءت کی، پھر رکوع کیا قریب قیام کے (یعنی طول میں) پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قراءت کی دوسری قراءت سے کم، پھر رکوع کیا قیام کے برابر، پھر سر اٹھایا اور قیام کیا پھر رکوع کیا، پھر سر اٹھایا اور سجدہ کو جھکے اور دو سجدے کیے پھر کھڑے ہوئے اور پھر رکوع کیے تین رکوع کہ ان میں سے ہر پچھلا رکوع اپنے

الرُّكُوعِ فَقَرَأَ قِرَاءَةً دُونَ الْقِرَاءَةِ الثَّانِيَةِ ثُمَّ رَكَعَ نَحْوًا مِمَّا قَامَ ثُمَّ انْحَدَرَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ أَيْضًا ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ لَيْسَ فِيهَا رَكْعَةٌ إِلَّا الَّتِي قَبْلَهَا أَطْوَلُ مِنَ الَّتِي بَعْدَهَا وَرُكُوعُهُ نَحْوًا مِنْ سُجُودِهِ ثُمَّ تَأَخَّرَ وَتَأَخَّرَتِ الصُّفُوفُ خَلْفَهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا. وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: حَتَّى انْتَهَى إِلَى النِّسَاءِ. ثُمَّ تَقَدَّمَ وَتَقَدَّمَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى قَامَ فِي مَقَامِهِ فَانْصَرَفَ حِينَ انْصَرَفَ وَقَدْ آضَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ. وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: لِمَوْتِ بَشَرٍ. فَإِذَا رَأَيْتُمْ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَصَلُّوا حَتَّى تَنْجَلِيَ مَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلَاتِي هَذِهِ لَقَدْ جِيءَ بِالنَّارِ وَذَلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأَخَّرْتُ مَخَافَةَ أَنْ يُصِيبَنِي مِنْ لَفْحِهَا وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَ الْمِحْجَنِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ يَسْرِقُ الْحَاجَّ بِمِحْجَنِهِ فَإِنْ فُطِنَ لَهُ قَالَ: إِنَّمَا تَعَلَّقَ بِمِحْجَنِي وَإِنْ غُفِلَ عَنْهُ ذَهَبَ بِهِ وَحَتَّى رَأَيْتُ فِيهَا صَاحِبَةَ الْهِرَّةِ الَّتِي رَبَطَتْهَا فَلَمْ تُطْعِمْهَا وَلَمْ تَدَعْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ جُوعًا ثُمَّ جِيءَ بِالْجَنَّةِ وَذَلِكُمْ حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَقَدَّمْتُ حَتَّى قُمْتُ فِي مَقَامِي وَلَقَدْ مَدَدْتُ يَدِي وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَتَنَاوَلَ مِنْ ثَمَرِهَا لِتَنْظُرُوا إِلَيْهِ ثُمَّ بَدَا لِي أَنْ لَا أَفْعَلَ فَمَا مِنْ شَيْءٍ تُوعَدُونَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي صَلَاتِي هَذِهِ)). [ابوداود: ۱۱۷۸]

پہلے رکوع سے کم تھا اور ہر رکوع سجدہ کے برابر تھا۔ پھر آپ ﷺ پیچھے ہٹے اور سب صفیں آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے ہٹیں یہاں تک کہ ہم عورتوں کے قریب پہنچ گئے۔ پھر آپ ﷺ آگے بڑھے اور سب لوگ آپ ﷺ کے ساتھ آگے بڑھے (سبحان اللہ! کیا اطاعت تھی رسول اللہ ﷺ کی) پھر آپ ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے، اور نماز سے فارغ ہوئے اس وقت کہ آفتاب کھل چکا تھا۔ پھر فرمایا: ”اے لوگو! سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ اور بے شک ان دونوں میں کسی آدمی کے مرنے سے گہن نہیں لگتا ہے۔ پھر جب تم دیکھو اس میں سے کچھ تو نماز پڑھو یہاں تک کہ وہ صاف ہو جائے اور کوئی ایسی چیز نہیں رہی جس کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے کہ میں نے اس کو نہ دیکھا ہو اس اپنی نماز میں چنانچہ دوزخ آئی اور جب آئی کہ جب تم نے مجھے دیکھا کہ پیچھے ہٹا، اس ڈر سے کہ شاید اس کی لو مجھے لگ جائے (سبحان اللہ! اتنے بڑے نبی ﷺ کو اللہ ان پر رحمت کرے اور سلام بھیجے۔ دوزخ سے اتنا خوف ہے، پھر ہم کو کتنا لازم ہے) اور وہ یہاں تک قریب ہوئی کہ میں نے اس میں ٹیڑھے منہ کی لکڑی والے کو دیکھا کہ وہ اپنی آنتیں گھسیٹتا تھا آگ میں اور دنیا میں حاجیوں کی اس طرح چوری کرتا تھا کہ اس نے اپنی لکڑی میں کسی چیز کو اٹکایا (یعنی چادر کپڑا وغیرہ) اگر اس کا مالک آگاہ ہوا تو کہہ دیا یہ چیز میری کھونڈی میں اٹک گئی اور اگر اس کا مالک غافل ہو گیا تو وہ لے کر چل دیا اور یہاں تک کہ میں نے اس بلی والی کو دیکھا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا اور نہ کھانا دیا نہ چھوڑا کہ وہ خود زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی یہاں تک کہ بھوک سے مر گئی۔ پھر جنت کو میرے آگے لائے۔ اور وہ اس وقت آئی جب تم نے مجھ کو دیکھا کہ میں آگے بڑھا یہاں تک کہ میں اپنی جگہ جا کر کھڑا ہوا۔ اور میں نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور چاہتا تھا کہ اس کے کچھ پھل توڑ لوں کہ تم دیکھو۔ پھر میں نے خیال کیا کہ نہ کروں۔ غرض جن چیزوں کا تم کو وعدہ دیا گیا ہے ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں رہی جو میں نے اپنی اس نماز میں نہ دیکھی ہو۔“

○ ○ ○ ○

(۲۱۰۳) عَنْ أَسْمَاءَ رضي الله عنها قَالَتْ: خَسَفَتِ

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گہن

الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا وَهِيَ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ: مَاشَأْنُ النَّاسِ يُصَلُّوْنَ؟ فَاَشَارَتْ بِرَأْسِهَا اِلَى السَّمَآءِ فَقُلْتُ:اٰيَةٌ؟ قَالَتْ: نَعَمْ فَاَطَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْقِيَامَ جِدًّا حَتّٰى تَجَلَّانِيَ الْغَشْيُ فَاَخَذْتُ قِرْبَةً مِّنْ مَّآءٍ اِلٰى جَنْبِيْ فَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلٰى رَاْسِيْ اَوْ عَلٰى وَجْهِيْ مِنَ الْمَآءِ قَالَتْ: فَانْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقَدْ تَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: ((اَمَّا بَعْدُ، مَا مِنْ شَيْءٍ لَّمْ اَكُنْ رَاَيْتُهٗ اِلَّا قَدْ رَاَيْتُهٗ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ وَاِنَّهٗ قَدْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِي الْقُبُوْرِ قَرِيْبًا اَوْمِثْلَ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ۔ لَااَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ۔ فَيُؤْتٰى اَحَدُكُمْ فَيُقَالُ: مَا عِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ؟ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُوْقِنُ۔ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُوْلُ: هُوَ مُحَمَّدٌ هُوَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَاءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَا وَاَطَعْنَا ثَلٰثَ مِرَارٍ فَيُقَالُ لَهٗ: نَمْ قَدْ كُنَّا نَعْلَمُ اِنَّكَ لَتُؤْمِنُ بِهٖ فَنَمْ صَالِحًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ۔ لَا اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ رضی اللہ عنہا۔ فَيَقُوْلُ: لَا اَدْرِيْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُ)). [بخاری: ۸۶، ۱۸۴، ۱۰۵۳، ۱۲۳۵، ۷۲۸۷]

ہوا اور میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی۔ وہ نماز پڑھتی تھیں سو میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے سر سے آسمان کو اشارہ کیا۔ میں نے کہا: ایک نشانی ہے؟ (یعنی اللہ کی قدرت کی) انہوں نے اشارہ سے کہا: ہاں (اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں ضرورت کے وقت اشارہ جائز ہے) پھر رسول اللہ ﷺ نے بہت لمبا قیام کیا کہ مجھے غش آنے لگا۔ اور میں نے ایک مشک سے جو میرے بازو پر تھی اپنے سر اور منہ پر پانی ڈالنا شروع کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے اور آفتاب کھل گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ کی حمد و ثنا کی۔ پھر اس کے بعد کہا: "کوئی چیز ایسی نہیں رہی جسے میں نے پہلے نہ دیکھا تھا مگر یہاں میں نے اس کو کھڑے کھڑے دیکھ لیا یہاں تک کہ میں نے جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا۔ اور میری طرف وحی بھیجی گئی کہ تم اپنی قبروں میں جانچے جاؤ گے جیسے دجال کے فتنہ سے جانچے جاؤ گے اور ہر ایک کے پاس ایک آدمی آئے گا اور کہے گا کہ تو اس شخص کو کیا جانتا ہے؟ پھر اگر قبر والا مومن ہے تو کہے گا کہ وہ محمد ﷺ ہیں اللہ کے بھیجے ہوئے اور ان پر رحمت کرے اور سلامتی۔ وہ ہمارے پاس کھلے معجزے اور سیدھی راہ کی خبر لے کر آئے اور ہم نے ان کی حدیث قبول کی اور ان کا کہا مانا۔ تین بار وہ یہی جواب دے گا۔ پھر وہ (یعنی فرشتہ) اس سے کہے گا کہ تو سو جا۔ اور ہم کو معلوم تھا کہ تو ایماندار ہے سو اچھا بھلا سوتا رہ۔ اور منافق کہتا ہے (یعنی فرشتہ کو) کہ میں نہیں جانتا۔ میں لوگوں سے سنتا تھا کچھ کہتے تھے سو میں نے بھی کہہ دیا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں لوگوں سے سنتا تھا کچھ کہتے تھے سو میں نے بھی کہہ دیا یعنی لوگوں کی دیکھا بھالی سے میں بھی کچھ کہتا رہا، کوئی امر تحقیق سے میرے یقین میں نہ تھا معلوم ہوا کہ وہ شخص لوگوں کا مقلد بے معنی تھا اور مضمون رسالت کی دل سے تحقیق اور تصدیق نہ کرتا تھا۔ کسوف اور خسوف دونوں کے معنی ایک ہیں اور چاند اور سورج دونوں کیلئے دونوں لفظ بولنا صحیح ہے اور ایک قول ضعیف ہے کہ سورج کیلئے کسوف کہنا چاہیے اور چاند کیلئے خسوف۔ اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس کے خلاف دعوٰی کیا ہے مگر ان کا قول اس آیت سے رد ہوتا ہے ﴿وَخَسَفَ الْقَمَرُ﴾ اور جمہور اہل علم کا قول ہے کہ خسوف اور کسوف دونوں جائز ہے کہ پورا گہن نہ ہو اور کچھ روشنی باقی رہے اور بعض نے کہا کہ خسوف وہ ہے جس میں ذرا رنگ بدل جائے اور کسوف وہ ہے کہ پورا تغیر آجائے خواہ چاند میں اور خواہ سورج میں۔ اور امام لیث رحمہ اللہ نے کہا کہ خسوف وہ ہے جو پورے میں ہو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) اور کسوف وہ جو تھوڑے میں۔ اور یہ قول عروہ کا ہے جو اوپر مذکور ہوا اس کے وہی قائل ہیں اور کوئی قائل نہیں۔

(٢١٠٤) عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ: اَتَيْتُ عَائِشَةَ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ وَاِذَاهِيَ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ: مَاشَأْنُ النَّاسِ؟ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ. [راجع:٢١٠٣]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور لوگوں کو کھڑے دیکھا اور وہ نماز پڑھتی تھیں سو میں نے کہا: کیا حال ہے لوگوں کا؟ اور بیان کی حدیث مثل حدیث ابن نمیر کے جو انہوں نے ہشام سے روایت کی۔

(٢١٠٥) عَنْ عُرْوَةَ قَالَ: لَا تَقُلْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ وَلٰكِنْ قُلْ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ.

عروہ کہتے ہیں: کسفت الشمس نہ کہو لیکن خسفت الشمس کہو۔

○ ○ ○ ○

(٢١٠٦) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما اَنَّهَا قَالَتْ: فَزِعَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا. قَالَتْ: تَعْنِيْ يَوْمَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ. فَاَخَذَ دِرْعًا حَتّٰى اُدْرِكَ بِرِدَاءِهٖ فَقَامَ لِلنَّاسِ قِيَامًا طَوِيْلًا لَوْ اَنَّ اِنْسَانًا اَتٰى لَمْ يَشْعُرْ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَكَعَ مَاحَدَّثَ اَنَّهٗ رَكَعَ مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ.

ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی ﷺ ایک دن گھبرائے مراد یہ تھی کہ جس دن سورج گہن ہوا تھا اور آپ ﷺ نے گھبراہٹ سے کسی عورت کی بڑی چادر اوڑھ لی اور چلے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر آپ کو لا کر دی اور نماز میں اتنی دیر کھڑے رہے کہ اگر کوئی شخص آتا تو یہ بھی نہ جانتا کہ آپ ﷺ نے رکوع کیا ہے جیسے رکوع آپ ﷺ سے مروی ہوئے ہیں بہت دیر کھڑے رہنے کے سبب سے۔

(٢١٠٧) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَقَالَ: قِيَامًا طَوِيْلًا يَقُوْمُ ثُمَّ يَرْكَعُ وَزَادَ: فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَرْاَةِ اَسَنَّ مِنِّيْ وَاِلَى الْاُخْرٰى هِيَ اَسْقَمُ مِنِّيْ.

ابن جریج روایت کرتے ہیں اسی اسناد سے مثل اس کے اور اس میں یہ کہا کہ کھڑے ہوئے بہت دیر تک کہ کھڑے ہوتے تھے پھر رکوع کرتے تھے۔ اور یہ بھی زیادہ کیا کہ اسماء رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ میں دیکھتی تھی ایک عورت کو جو مجھ سے بوڑھی تھی اور دوسری کو جو مجھ سے زیادہ بیمار تھی۔

(٢١٠٨) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ: كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَفَزِعَ فَاَخْطَاَ بِدِرْعٍ حَتّٰى اُدْرِكَ بِرِدَاءِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالَتْ: فَقَضَيْتُ حَاجَتِيْ ثُمَّ جِئْتُ فَدَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَائِمًا فَقُمْتُ مَعَهٗ فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى رَاَيْتُنِيْ اُرِيْدُ اَنْ اَجْلِسَ ثُمَّ اَلْتَفِتُ اِلَى الْمَرْاَةِ الضَّعِيْفَةِ فَاَقُوْلُ هٰذِهٖ اَضْعَفُ مِنِّيْ فَاَقُوْمُ فَرَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى لَوْ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ. خُيِّلَ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَمْ يَرْكَعْ.

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے وہی مضمون روایت کیا جو اوپر گزرا۔ اور اس کے بعد کہا کہ میں نے اپنی حاجت پوری کی اور پھر مسجد میں آئی اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ نماز کو کھڑے ہیں تو میں بھی ان کے ساتھ کھڑی ہوئی اور بہت لمبا قیام کیا یہاں تک کہ میں اپنے تئیں دیکھتی تھی کہ جی چاہتا تھا کہ بیٹھ جاؤں۔ اور ایک ضعیف عورت کو دیکھا تو میں نے دل میں کہا یہ تو مجھ سے زیادہ ضعیف ہے۔ پھر میں کھڑی رہی۔ پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور بہت لمبا رکوع کیا پھر اپنا سر اٹھایا اور لمبا قیام کیا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اور آتا تو جانتا کہ آپ ﷺ نے ابھی رکوع نہیں کیا (یعنی قومہ، قیام کے برابر تھا)

○ ○ ○ ○

(٢١٠٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: اِنْكَسَفَتِ

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گہن ہوا۔

الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ مَعَهٗ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا قَدْرَ نَحْوِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَدُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ قَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَفَعَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا وَهُوَدُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ رُكُوْعًا طَوِيْلًا وَهُوَدُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدِ انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ)) قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ هٰذَا ثُمَّ رَاَيْنَاكَ كَفَفْتَ فَقَالَ: ((اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُوْدًا وَلَوْ اَخَذْتُهٗ لَاَ كَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا وَرَاَيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ كَالْيَوْمِ مَنْظَرًا قَطُّ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ)) قَالُوْا: بِمَ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((بِكُفْرِهِنَّ)) قِيْلَ: اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ؟ قَالَ: ((يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَارَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)). [بخاری: ۲۹، ۴۳۱، ۷۴۸، ۱۰۵۲، ۳۲۰۲، ۵۱۹۷؛ ابوداود: ۱۱۸۹؛ نسائی: ۱۴۹۲]

اور آپ ﷺ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور بہت لمبا قیام کیا سورہ بقرہ کے برابر، پھر رکوع کیا بہت لمبا، پھر سر اٹھایا اور بہت لمبا قیام کیا مگر پہلے قیام سے کچھ کم تھا، پھر رکوع کیا لمبا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا، پھر قیام کیا لمبا اور وہ پہلے قیام سے کم تھا' پھر رکوع کیا لمبا اور پہلے رکوع سے کم تھا پھر سر اٹھایا، پھر قیام کیا لمبا مگر وہ پہلے قیام سے کم تھا، پھر رکوع کیا لمبا اور وہ پہلے رکوع سے کم تھا، پھر سجدہ کیا اور نماز سے فارغ ہوئے اور آفتاب کھل گیا اور فرمایا: ''سورج اور چاند دونوں اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں کہ گہن نہیں لگتا ہے ان میں کسی کی موت سے نہ کسی کی زندگی سے، پھر جب تم ان کو دیکھو تو اللہ کو یاد کرو۔'' پھر لوگوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے اس جگہ پر کچھ لیا۔ پھر دیکھا آپ ﷺ رک گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت کو دیکھا اور اس میں سے ایک خوشہ کو لیا۔ اگر میں اسے توڑ لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اسے کھاتے رہتے۔ اور میں نے دوزخ کو دیکھا۔ سو آج کی برابر میں نے اس کو کبھی نہیں دیکھا اور اکثر بسنے والی اس کی عورتیں دیکھیں۔'' لوگوں نے عرض کیا: یہ کیوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی ناشکری کی وجہ سے۔'' لوگوں نے عرض کیا کیا وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟۔ آپ ﷺ نے فرمایا: شوہر کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان نہیں مانتیں۔ اگر ساری دنیا کا کوئی ان پر احسان کرے پھر وہ عورت اس کی طرف سے کوئی بات خلاف مرضی دیکھے تو کہنے لگے گی کہ میں نے تم سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔''

○ ○ ○ ○

(۲۱۱۰) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ فِيْ هٰذَا الْاِسْنَادِ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ: ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ. [راجع: ۲۱۰۹]

زید بن اسلم نے اسی اسناد سے مثل اس کے صرف اتنا ہی کہا کہ انہوں نے کہا: ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ یعنی پھر دیکھا ہم نے آپ کو پیچھے ہٹتے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ ذِكْرِ مَنْ قَالَ: إِنَّهُ رَكَعَ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ.

باب: نمازِ کسوف میں آٹھ رکوع اور چار سجدوں کا بیان۔

(٢١١١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ: صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ وَعَنْ عَلِيٍّ مِثْلُ ذَلِكَ. [ابوداود: ١١٨٣؛ ترمذی: ٥٦٠؛ نسائی: ١٤٦٦، ١٤٦٧]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سورج گہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے آٹھ رکوع کیے اور چار سجدے (یعنی دو رکعت میں) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی کے مثل مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢١١٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ صَلَّى فِي كُسُوفٍ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ قَالَ: وَالْأُخْرَى مِثْلُهَا. [راجع: ٢١١١]

ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز پڑھائی کسوف کی، قراءت کی، پھر رکوع کیا، پھر قراءت کی، پھر رکوع کیا پھر قراءت کی پھر رکوع کیا پھر قراءت کی پھر رکوع کیا پھر سجدہ کیا کہا کہ دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھائی۔

بَابُ ذِكْرِ النِّدَاءِ بِصَلَاةِ الْكُسُوفِ ((الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ)).

باب: نماز کسوف کیلئے ((اَلصَّلَاةُ جَامِعَةٌ)) کہہ کر پکارنا چاہیے۔

(٢١١٣) عَنْ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ نُودِيَ: الصَّلٰوةَ جَامِعَةً فَرَكَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي سَجْدَةٍ ثُمَّ جُلِّيَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: مَارَكَعْتُ رُكُوعًا قَطُّ وَلَا سَجَدْتُ سُجُودًا قَطُّ كَانَ أَطْوَلَ مِنْهُ. [بخاری: ١٠٤٥، ١٠٥١؛ نسائی: ١٤٧٨]

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں سورج گہن ہوا اور پکارا گیا کہ سب مل کر نماز پڑھیں۔ اور آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ اور ہر رکعت میں دو رکوع کیے اور سورج صاف ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کبھی اتنے لمبے رکوع، سجدے نہیں کیے۔

○ ○ ○ ○

(٢١١٤) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ((إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِمَا عِبَادَهُ وَإِنَّهُمَا لَا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا وَادْعُوا اللَّهَ حَتَّى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ)). [بخاری: ١٠٤١، ١٠٥٧، ٣٢٠٤؛

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند دونوں نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے کہ اللہ ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور وہ کسی کے مرنے کے سبب سے نہیں گہناتے۔ پھر جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو اور اللہ سے دعا کرو یہاں تک کہ اللہ اس بلا کو تم سے دور کر دے۔''

نسائی: ۱۴۶۱؛ ابن ماجه: ۱۲۶۱]

(۲۱۱۵) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيْسَ يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ وَلٰكِنَّهُمَا اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا)). [راجع: ۲۱۱۴]

ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک سورج اور چاند لوگوں میں سے کسی کی وفات پر گرہن نہیں ہوتے لیکن یہ نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں جب تم ان کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو۔“

○ ○ ○ ○

(۲۱۱۶) عَنْ سُفْيَانَ وَوَكِيْعٍ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ: اِنْكَسَفَتْ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ. [راجع: ۲۱۱۴]

سفیان اور وکیع سے روایت ہے کہ سورج گرہن ہوا جب ابراہیم فوت ہوئے پس لوگوں نے کہا کہ یہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے گرہن ہوا ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۱۷) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺ فَقَامَ فَزِعًا يَخْشٰی اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ حَتّٰی اَتَی الْمَسْجِدَ فَقَامَ يُصَلِّیْ بِاَطْوَلِ قِيَامٍ وَرُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ مَا رَاَيْتُهُ يَفْعَلُهُ فِیْ صَلٰوةٍ قَطُّ ثُمَّ قَالَ: ((اِنَّ هٰذِهِ الْاٰيٰتِ الَّتِیْ يُرْسِلُ اللّٰهُ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَلَا لِحَيٰوتِهٖ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يُرْسِلُهَا يُخَوِّفُ بِهَا عِبَادَهٗ فَاِذَا رَاَيْتُمْ مِّنْهَا شَيْئًا فَافْزَعُوْا اِلٰی ذِكْرِهٖ وَدُعَآئِهٖ وَاسْتِغْفَارِهٖ)) وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ الْعَلَاءِ كَسَفَتِ [الشَّمْسُ] وَقَالَ: ((يُخَوِّفُ عِبَادَهٗ)).

[بخاری: ۱۰۵۹؛ نسائی: ۱۵۰۲]

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں سورج گہن ہوا تو آپ ﷺ گھبرا کر اٹھے کہ قیامت آئی اور مسجد میں آئے اور کھڑے نماز پڑھتے رہے جس میں قیام، رکوع اور سجدہ بہت لمبا تھا کہ میں نے اتنا لمبا ان کی کسی نماز میں نہیں دیکھا۔ پھر فرمایا: ”یہ نشانیاں ہیں کہ اللہ ان کو بھیجتا ہے۔ یہ کسی کی موت اور زندگی کے سبب سے نہیں ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے پھر جب ایسے کچھ دیکھو تو اللہ کے آگے گڑگڑا کے اسے یاد کرو اور اس سے دعا کرو اور اس سے بخشش مانگو“ اور ابن علاء کی روایت میں کسفت کا لفظ ہے اور یہ ہے کہ ”اللہ ڈراتا ہے اپنے بندوں کو۔“

○ ○ ○ ○

(۲۱۱۸) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: بَيْنَمَا اَنَا اَرْمِیْ بِاَسْهُمِیْ فِیْ حَيٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذَا انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهُنَّ وَقُلْتُ: لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی مَا يَحْدُثُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِی انْكِسَافِ الشَّمْسِ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ يَدْعُوْ وَيُكَبِّرُ وَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ حَتّٰی جُلِّیَ عَنِ الشَّمْسِ فَقَرَاَ سُوْرَتَيْنِ وَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ.

[ابوداود: ۱۱۹۵؛ نسائی: ۱۴۵۹]

عبدالرحمٰن بن سمرہ نے کہا کہ میں تیر پھینک رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں کہ سورج گہن ہوا اور میں نے تیروں کو پھینک دیا اور دل میں کہا کہ دیکھوں رسول اللہ ﷺ کو کون سا نیا کام ہوتا ہے سورج گہن میں آج کے دن۔ میں ان تک پہنچا تو وہ دونوں ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے اور دعا کرتے تھے اور اللہ اکبر کہتے تھے اور اس کی تعریف کرتے تھے اور لا الہ الا اللہ کہتے تھے یہاں تک کہ سورج صاف ہو گیا اور آپ ﷺ نے دو رکعت پڑھی اور دو سورتیں پڑھیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے سورج گہن تمام ہونے کے بعد نماز پڑھی (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) مگر یہ مراد نہیں، مگر راوی نے مضمون مقدم و موخر روایت کیا آپ ﷺ کے ہر فعل کو جمع کر کے رکھ دیا اور چوں کہ دوسری روایت میں انہی سے آچکا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب پہنچے تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اس لیے یہ شبہ جاتا رہا کہ بعد کسوف کے آپ ﷺ نے نماز پڑھی ہو اور آخر کے دو قیاموں میں دو سورتیں پڑھیں پچھلی رکعت میں اور نماز گہن کے وقت شروع اور گہن تمام ہونے کے بعد تمام ہوئی۔ سب روایتوں کے ملانے سے یہی معلوم ہوتا ہے۔

(٢١١٩) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ وَكَانَ مِنْ اَصْحٰبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: كُنْتُ اَرْمِیْ بِاَسْهُمٍ لِیْ بِالْمَدِیْنَةِ فِیْ حَیٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ كَسَفَتِ الشَّمْسُ فَنَبَذْتُهَا فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لَاَنْظُرَنَّ اِلٰى مَاحَدَثَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ قَالَ: فَاَتَیْتُهُ وَهُوَ قَائِمٌ فِی الصَّلٰوةِ رَافِعٌ یَدَیْهِ فَجَعَلَ یُسَبِّحُ وَیَحْمَدُ وَیُهَلِّلُ وَیُكَبِّرُ وَیَدْعُوْ حَتّٰى حُسِرَ عَنْهَا قَالَ: فَلَمَّا حُسِرَ عَنْهَا قَرَاَ سُوْرَتَیْنِ وَصَلّٰى رَكْعَتَیْنِ. [راجع: ٢١١٨]

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ راوی نے کہا: جب میں حضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ کو نماز میں ہاتھ اٹھائے ہوئے پایا کہ آپ تسبیح کرتے تھے اور اللہ کی حمد اور لا الہ الا اللہ کہتے تھے اور اللہ کی بڑائی کرتے تھے اور دعا کرتے تھے یہاں تک کہ آفتاب کھل گیا جب آپ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعتیں تمام کیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے صاف معلوم ہوا کہ وہ نماز میں آکر ملے تھے جیسا ہم نے اوپر کہا تھا۔

(٢١٢٠) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ: بَیْنَمَا اَنَا اَتَرَمّٰى بِاَسْهُمٍ لِیْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اِذْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِیْثِهِمَا. [راجع: ٢١١٨]

عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں: میں تیر اندازی کر رہا تھا نبی ﷺ کے زمانہ میں کہ اچانک سورج گرہن ہو گیا پھر مذکورہ حدیث کی طرح بیان کیا۔

○ ○ ○ ○

(٢١٢١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ كَانَ یُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّ لَا لِحَیٰوتِهٖ وَلٰكِنَّهُمَا اٰیَةٌ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْهَا فَصَلُّوْا)). [بخاری: ١٠٤٢، ٣٢٠١؛ نسائی: ١٤٦٠]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے خبر دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''سورج اور چاند کسی کے مرنے، جینے سے نہیں گہناتے بلکہ وہ اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ جب تم ان کو دیکھو تو نماز پڑھو۔''

○ ○ ○ ○

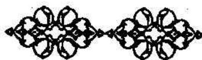
(٢١٢٢) عَنِ الْمُغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ یَقُوْلُ: اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ یَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِیْمُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰیَتَانِ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰهِ لَا یَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گہن لگا سورج کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جس دن ابراہیم فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیشک سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے۔ نہیں گہن لگتا ان کو کسی کی موت کی وجہ سے اور نہ کسی کی زندگی کی وجہ

أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمَا فَادْعُوا اللّٰهَ وَصَلُّوا حَتّٰى يَنْكَشِفَ)). [بخاری: ۱۰۴۳، ۱۰۶۰، ۶۱۹۹]

سے پس جب تم انہیں دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور نماز پڑھو حتی کہ گہن کھل جائے۔"

○ ○ ○ ○



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ الْجَنَائِزِ

جنازوں کا بیان

فائدہ: جنازہ مشتق ہے جنز سے کہ چھپانے کے معنی میں ہے اور جنازہ جیم کے زبر سے بھی درست ہے مگر جیم کے زیر سے فصیح ہے اور بعض نے کہا کہ جب جیم کے زبر سے کہیں تو مردہ مراد ہے اور جب زیر سے کہیں تو وہ چیز مراد ہوگی جس پر مردہ ہے اور بعض نے بالعکس کہا ہے اور جمع اس کی جنائز زبر ہی سے آتی ہے۔

بَابُ تَلْقِينِ الْمَوْتَى لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

باب: قریب الموت کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنا۔

(٢١٢٣) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)). [ابوداود: ٣١١٧؛ ترمذی: ٩٧٦؛ نسائی: ١٨٢٥؛ ابن ماجه: ١٤٤٥]

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے بیماروں کو جو قریب مرنے کے ہوں ان کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: ان کو لا الہ الا اللہ سکھاؤ اس لیے کہ ان کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ ”جس کا یہ آخری کلام ہوگا وہ جنت میں جائے گا“ اور یہ تلقین کا حکم مستحب ہے اور علما کا اس پر اجماع ہے۔ اور مکروہ ہے بیمار کو حکم کرنا اور بار بار اس کو کہنا کہ کہیں تنگ آ کر انکار نہ کر بیٹھے بلکہ لازم ہے کہ اس کے پاس اس کلمہ کو پڑھیں تا کہ وہ بھی سن کر پڑھنے لگے اور جب وہ ایک بار پڑھ لے پھر چپ ہو رہیں۔ ہاں اگر پھر کچھ اور بات کرے تو پھر تلقین کر دیں تا کہ اس کا آخری کلمہ کلمۂ توحید ہو۔

(٢١٢٤) وَحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ - يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ - ح: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ جَمِيعًا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. [راجع: ٢١٢٣]

یہ حدیث اس سند سے بھی مروی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٢٥) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)). [ابن ماجه: ١٤٤٤]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قریب المرگ کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو۔“

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ؟

باب: مصیبت کے وقت کیا کہنا چاہیے؟

(٢١٢٦) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا. إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا)) قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ: أَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِنْ أَبِيْ سَلَمَةَ؟ أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ إِنِّيْ قُلْتُهَا فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ. قَالَتْ: أَرْسَلَ إِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَاطِبَ بْنَ أَبِيْ بَلْتَعَةَ يَخْطُبُنِيْ لَهُ فَقُلْتُ: إِنَّ لِيْ بِنْتًا وَ أَنَا غَيُوْرٌ فَقَالَ: ((أَمَّا ابْنَتُهَا فَنَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يُغْنِيَهَا عَنْهَا وَأَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يَذْهَبَ بِالْغَيْرَةِ)).

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا فرماتے تھے: ''کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ اس کو مصیبت پہنچے اور وہ یہ کہے جو اللہ نے حکم کیا ہے کہ ہم سب اللہ کا مال ہیں اور ہم سب اسی کی طرف جانے والے ہیں۔ یا اللہ! مجھے اس مصیبت کا ثواب دے اور اس کے بدلہ میں اس سے اچھی عنایت فرما مگر اللہ تعالیٰ اس سے بہتر چیز اس کو دیتا ہے۔'' ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ابو سلمہ (یعنی ان کے شوہر) انتقال کر گئے تو میں نے کہا: اب ان سے بہتر کون ہوگا، اس لیے کہ ان کا پہلا گھر تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تھی۔ پھر میں نے یہی دعا پڑھی (انا للہ سے واخلف لی خیرًا منہا تک) تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلے رسول اللہ ﷺ کو شوہر بنا دیا۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس حاطب رضی اللہ عنہ بن ابی بلتعہ کو روانہ کیا۔ وہ مجھے حضور ﷺ کا پیغام دینے آئے، میں نے عرض کیا کہ میری ایک بیٹی ہے اور مجھ میں غصہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کی بیٹی کے لیے تو ہم اللہ سے دعا کریں گے کہ اللہ ان کو بیٹی کے فکر سے بے غم کر دے گا اور ان کے غصہ کے لیے ہم دعا کریں گے وہ اللہ کھو دے گا۔''

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس سے انا للہ اور اس کے بعد کی دعا کی فضیلت ثابت ہوئی۔

(٢١٢٧) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَا مِنْ عَبْدٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ! أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَجَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ مُصِيْبَتِهِ وَأَخْلَفَ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا)) قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ كَمَا أَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ خَيْرًا مِنْهُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

زوجہ نبی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسی مسلمان بندے کو کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ اور ((اَللّٰهُمَّ! أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِنْهَا)) کہتا ہے تو اللہ اس کو اس کی مصیبت میں اجر دیتے ہیں اور اس کا نعم البدل عطا کرتے ہیں۔'' جب ابوسلمہ کا انتقال ہو گیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق کہا تو اللہ نے میرے لیے ابوسلمہ سے بہتر (شوہر) رسول اللہ ﷺ عطا فرمائے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٢٨) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ بِمِثْلِ حَدِيْثِ أَبِيْ أُسَامَةَ وَزَادَ: قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ أَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ: مَنْ خَيْرٌ مِنْ أَبِيْ سَلَمَةَ

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ویسی ہی حدیث سنی۔ اس میں فرمایا: جب ابوسلمہ فوت ہو گئے تو میں نے کہا: صحابی رسول ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہو گا؟ پھر اللہ نے میرے لیے عزم عطا فرمایا تو میں نے اس دعا کو پڑھ لیا۔ فرماتی ہیں:

صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ ثُمَّ عَزَمَ اللّٰهُ لِيْ فَقُلْتُهَا قَالَتْ: فَتَزَوَّجْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.

پھر میرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہو گیا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمَرِيْضِ وَالْمَيِّتِ.

باب: مریض اور میت کے پاس کیا کہنا چاہیے؟

(٢١٢٩) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيْضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُوْلُوْا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ)) قَالَتْ: فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ رضي الله عنه أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سَلَمَةَ قَدْ مَاتَ قَالَ: ((قُوْلِيْ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَلَهٗ وَأَعْقِبْنِيْ مِنْهُ عُقْبٰى حَسَنَةً)) قَالَتْ: فَقُلْتُ فَأَعْقَبَنِيَ اللّٰهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ لِّيْ مِنْهُ مُحَمَّدًا ﷺ. [ابوداود: ٣١١٥؛ ترمذی: ٩٧٧؛ نسائی: ١٨٢٤؛ ابن ماجه: ١٤٤٧]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم بیمار کے پاس آؤ یا میت کے پاس تو اچھی بات کہو اس لیے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں اس پر جو تم کہتے ہو۔“ کہتی ہیں کہ جب ابو سلمہ کا انتقال ہوا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یوں دعا کر اللهم اغفرلی سے حسنة تک یعنی اے اللہ! مجھے اور اس کو بخش دے اور مجھے اس سے اچھا بدلہ عطا فرما۔ کہتی ہیں کہ میں نے یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اچھا بدل عطا کیا یعنی محمد ﷺ۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِيْ إِغْمَاضِ الْمَيِّتِ وَالدُّعَاءِ لَهٗ إِذَا حُضِرَ.

باب: میت کی آنکھوں کو بند کرنا اور اس کے لیے دعا کرنے کا بیان۔

(٢١٣٠) عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رضي الله عنها قَالَتْ: دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى أَبِيْ سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهٗ فَأَغْمَضَهٗ ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ الرُّوْحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ)) فَضَجَّ نَاسٌ مِّنْ أَهْلِهٖ فَقَالَ: ((لَا تَدْعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى مَا تَقُوْلُوْنَ)) ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِيْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِي الْمَهْدِيِّيْنَ وَاخْلُفْهُ فِيْ عَقِبِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ! وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِيْهِ)). [ابوداود: ٣١١٨؛ ابن ماجه: ١٤٥٤]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کو آئے اور ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں، پھر ان کو بند کر دیا اور فرمایا: ”جب جان نکلتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے لگی رہتی ہیں۔“ اور لوگوں نے ان کے گھر میں رونا شروع کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے لیے اچھی ہی دعا کرو اس لیے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں تمہاری باتوں پر۔“ پھر آپ ﷺ نے دعا کی ”یا اللہ! بخش دے ابو سلمہ کو اور بلند کر ان کا درجہ ہدایت والوں میں اور تو خلیفہ ہو جا ان کے باقی رہنے والے عزیزوں میں اور بخش دے ہم کو اور ان کو اے پالنے والے عالموں کے اور کشادہ کر ان کی قبر کو اور روشنی کر اس میں۔“

○ ○ ○ ○

(٢١٣١) عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ: ((وَاخْلُفْهُ فِيْ تَرِكَتِهٖ)) وَقَالَ: ((اَللّٰهُمَّ أَوْسِعْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ)) وَلَمْ يَقُلْ: ((افْسَحْ

خالد الحذاء نے اسی اسناد سے، مانند اوپر کی روایت کے اور اس میں یہ کہا کہ حضور ﷺ نے دعا میں عرض کیا: ”یا اللہ! خلیفہ ہو تو ان کے بال بچوں میں جو یہ چھوڑ مرے ہیں۔“ اور کہا کہ ”یا اللہ! ان کی قبر چوڑی کر۔“ اور

[لَهٗ]) وَزَادَ: قَالَ خَالِدُ الْحَذَّاءُ وَدَعْوَةٌ اُخْرٰى سَابِعَةٌ نَّسِيْتُهَا. [راجع: ٢١٣٠]

افسح کا لفظ نہیں کہا اور یہ بھی زیادہ کیا کہ خالد نے کہا اور ایک دعا کی ساتویں چیز کے لیے کہ وہ میں بھول گیا۔

بَابٌ فِيْ شُخُوْصِ بَصَرِ الْمَيِّتِ يَتَّبِعُ نَفْسَهٗ.

باب: میت کی آنکھیں روح کے پیچھے پیچھے دیکھتی ہیں۔

(٢١٣٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلَمْ تَرَوُا الْاِنْسَانَ اِذَا مَاتَ شَخَصَ بَصَرُهٗ؟)) قَالُوْا: بَلٰى قَالَ: ((فَذٰلِكَ حِيْنَ يَتْبَعُ بَصَرُهٗ نَفْسَهٗ)).

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آدمی کو دیکھو کہ جب مر جاتا ہے تو آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں۔“ لوگوں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کا سبب یہ ہے کہ اس کی نگاہ جان کے پیچھے جاتی ہے۔“

(٢١٣٣) حَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْعَزِيْزِ- يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ- عَنِ الْعَلَاءِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

مسلم رحمہ اللہ نے کہا اور یہی حدیث روایت کی مجھ سے قتیبہ بن سعید نے ان سے عبدالعزیز نے یعنی دراوردی نے ان سے علاء نے اسی سند سے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الْبُكَاءِ عَلَى الْمَيِّتِ.

باب: میت پر رونے کا بیان۔

(٢١٣٤) عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ: لَمَّا مَاتَ اَبُوْسَلَمَةَ قُلْتُ غَرِيْبٌ وَّفِيْ اَرْضِ غُرْبَةٍ لَاَ بْكِيَنَّهٗ بُكَآءً يُّتَحَدَّثُ عَنْهُ فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ لِلْبُكَآءِ عَلَيْهِ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ الصَّعِيْدِ تُرِيْدُ اَنْ تُسْعِدَنِيْ فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: ((اَتُرِيْدِيْنَ اَنْ تُدْخِلِي الشَّيْطٰنَ بَيْتًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ؟)) مَرَّتَيْنِ فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَآءِ فَلَمْ اَبْكِ.

عبید بن عمیر نے کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو میں نے کہا: یہ مسافر پرائی زمین میں مر گیا۔ میں اس کے لیے ایسا روؤں گی کہ لوگوں میں اس کا خوب چرچا ہوگا۔ غرض میں نے رونے کی تیاری کی۔ ایک عورت اور آ گئی مدینہ کے اوپر کے محلہ سے، وہ چاہتی تھی کہ میرا ساتھ دے کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ اس کے آگے آئے اور فرمایا ”کیا تو شیطان کو بلانا چاہتی ہے اس گھر میں جس میں سے اللہ نے اس کو دوبارہ نکالا ہے۔“ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ پھر میں رونے سے باز رہی اور نہ روئی۔

فائدہ: نوحہ کرنا گویا شیطان کو مہمان بلانا ہے۔ اور یہ اخلاق تھے رسول اللہ ﷺ کے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کچھ نہ کہا اس لیے کہ وہ شدت غم میں تھیں اور دوسری عورت کو روک دیا کہ وہ بھی کچھ کر رونے سے باز رہیں۔

(٢١٣٥) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ اِحْدٰى بَنَاتِهٖ تَدْعُوْهُ وَتُخْبِرُهٗ اَنَّ صَبِيًّا لَّهَا. اَوِ ابْنًا لَهَا. فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُوْلِ: ((اِرْجِعْ اِلَيْهَا فَاَخْبِرْهَا اَنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰى وَكُلُّ

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے کہ ایک صاحبزادی نے آپ ﷺ کو پیغام بھیجا اور بلایا اور خبر بھیجی کہ ان کا ایک لڑکا موت کے قریب ہے تو آپ ﷺ نے اس سے کہا: ”تو لوٹ جا اور ان سے کہہ دے کہ اللہ ہی کا تھا جو اس نے لیا اور جو دیا۔ اور ہر چیز کی اس کے نزدیک ایک عمر مقرر ہے سو تم ان کو حکم کر کہ وہ صبر کریں اور

شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ)) فَعَادَ الرَّسُولُ فَقَالَ: إِنَّهَا قَدْ أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا قَالَ: فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَانْطَلَقْتُ مَعَهُمْ فَرُفِعَ إِلَيْهِ الصَّبِيُّ وَنَفْسُهُ تَقَعْقَعُ كَأَنَّهَا فِي شَنَّةٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا هٰذَا؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((هٰذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِي قُلُوبِ عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ)) [بخاری: ۱۲۸۴، ۵۶۵۵، ۶۶۰۲، ۶۶۵۵، ۷۳۷۷؛ ابوداود: ۳۱۲۵؛ نسائی: ۱۸۶۷؛ ابن ماجه: ۱۵۸۸]



اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔" وہ خبر لانے والا پھر آیا اور عرض کیا کہ وہ آپ ﷺ کو قسم دیتیں ہیں کہ آپ ﷺ ضرور تشریف لائیں (اس سے دوسرے کو قسم دینا جائز ہوا) پھر نبی ﷺ اٹھے اور آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بھی چلے۔ اور اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ تھا پھر اس لڑکے کو آپ ﷺ کے آگے اٹھالیا اور وہ دم توڑتا تھا، گویا وہ پرانے مشکیزہ میں کھنکھناتا تھا سو آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں رونے لگیں۔ اور سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول! (یعنی رونے کو صبر کے خلاف سمجھا) آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ رحمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے انہی پر رحمت کرتا ہے جو دوسروں پر رحمت کرتے ہیں۔"

فائدہ: معلوم ہوا کہ فقط آنکھوں سے رونا صبر کے خلاف نہیں البتہ چیخنا، چلانا، بین کرنا، کپڑے پھاڑنا، بال نوچنا، چھاتی کوٹنا، رانیں پیٹنا، کھڑے پچھاڑیں کھانا شیوہ ایمان نہیں۔

(۲۱۳۶) عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ حَدِيثَ حَمَّادٍ أَتَمُّ وَأَطْوَلُ. [راجع: ۲۱۳۲]

روایت ہے عاصم احول سے اسی اسناد سے مگر حدیث حماد کی پوری اور لمبی ہے۔"

(۲۱۳۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوَى لَهُ فَأَتَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَعُودُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ وَجَدَهُ فِي غَشِيَّةٍ فَقَالَ: ((أَقَدْ قَضَى؟)) قَالُوا: لَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فَبَكَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمُ بُكَاءَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَكَوْا فَقَالَ: ((أَلَا تَسْمَعُونَ؟ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُعَذِّبُ بِهٰذَا۔ وَأَشَارَ إِلَى لِسَانِهِ أَوْ يَرْحَمُ)). [بخاری: ۱۳۰۴]

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبدالرحمٰن اور سعد اور عبداللہ رضی اللہ عنہم ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "انتقال ہوگیا ہے؟" لوگوں نے عرض کیا نہیں (اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کو علم غیب نہیں ہوتا) پھر آپ ﷺ رونے لگے۔ اور لوگوں نے جب دیکھا آپ ﷺ کو روتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا وہ تو اس پر عذاب کرتا ہے اور آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کیا یا اس پر ہی رحم کرتا ہے۔" (یعنی جب کلمہ خیر منہ سے نکالے تو رحم کرتا ہے اور جب کلمہ شر نکالے تو عذاب کرتا ہے)۔

بَابُ فِي عِيَادَةِ الْمَرْضَى.

باب: بیماروں کی خبر گیری کا بیان۔

(۲۱۳۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما أَنَّهُ قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَهُ

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ انصار کا ایک شخص آیا اور سلام کیا اور پھر لوٹا۔ اور آپ ﷺ نے

رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَدْبَرَ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((يَا اَخَا الْاَنْصَارِ! كَيْفَ اَخِيْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ؟)) فَقَالَ: صَالِحٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ يَعُوْدُهُ مِنْكُمْ؟)) فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَلَا خِفَافٌ وَلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ نَمْشِيْ فِيْ تِلْكَ السِّبَاخِ حَتّٰى جِئْنَاهُ فَاسْتَاْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتّٰى دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَصْحَابُهُ الَّذِيْنَ مَعَهُ.

پوچھا: ”اے انصار کے بھائی میرا بھائی! سعد کیسا ہے؟۔“ اس نے عرض کیا اچھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں کون ان کی عیادت کرتا ہے؟۔“ آپ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ اور ہم دس پر کئی آدمی تھے کہ نہ ہمارے پاس جوتے تھے نہ موزے اور نہ ٹوپیاں (یہ کمال زہد تھا صحابہ ؓ کا اور دنیا سے بیزاری تھی) اور ہم چلے جاتے تھے اس کنکریلی زمین میں یہاں تک کہ ان تک پہنچے اور لوگ جو سعد ؓ کے پاس تھے وہ ہٹ گئے اور رسول اللہ ﷺ اور وہ لوگ جو آپ ﷺ کے ساتھ تھے ان کے پاس گئے۔

بَابٌ فِي الصَّبْرِ عَلَى الْمُصِيْبَةِ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى.

باب: مصیبت کے فوری بعد صبر ہی حقیقی صبر ہے۔

(٢١٣٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى)).

[بخاری: ١٢٥٢، ١٢٨٣، ١٣٠٢، ٧١٥٤؛ ابوداود: ٣١٢٤؛ ترمذی: ٩٨٨؛ نسائی: ١٨٦٨]

حضرت انس ؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”صبر وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں ہو۔“ (اس لیے کہ آخر میں تو ہر ایک کو صبر آ ہی جاتا ہے مثل ہے شام کے مردے کو کب روئے)۔



(٢١٤٠) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اَتٰى عَلَى امْرَاَةٍ تَبْكِيْ عَلٰى صَبِيٍّ لَّهَا فَقَالَ لَهَا: ((اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ)) فَقَالَتْ: وَمَا تُبَالِيْ بِمُصِيْبَتِيْ فَلَمَّا ذَهَبَ قِيْلَ لَهَا: اِنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاَخَذَهَا مِثْلُ الْمَوْتِ فَاَتَتْ بَابَهُ فَلَمْ تَجِدْ عَلٰى بَابِهِ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ: ((اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ اَوَّلِ صَدْمَةٍ)) اَوْ قَالَ: ((عِنْدَ اَوَّلِ الصَّدْمَةِ)). [راجع: ٢١٣٩]

انس بن مالک ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے اور وہ اپنے لڑکے پر رو رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ سے ڈر اور صبر کر۔“ اس نے کہا: تم کو میری سی مصیبت نہیں پہنچی۔ پھر جب آپ ﷺ چلے گئے تو لوگوں نے کہا: وہ تو اللہ کے رسول ﷺ تھے تو اس کو ایسا برا معلوم ہوا کہ گویا موت ہو گئی یعنی آپ کو جواب دینا برا معلوم ہوا اور وہ آپ ﷺ کے دروازہ پر آئی اور وہاں کوئی چوکیدار نہ پایا (جیسے دنیا داروں کے دروازہ پر ہوتا ہے) اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ”صبر تو وہی ہے جو صدمہ کے شروع میں ہو۔“



(٢١٤١) عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ بِقِصَّتِهِ وَفِيْ حَدِيْثِ عَبْدِ الصَّمَدِ: مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَاَةٍ عِنْدَ قَبْرٍ. [راجع: ٢١٣٩]

روایت کی شعبہ نے اسی اسناد سے مانند عثمان بن عمر کی روایت کے اور وہی قصہ بیان کیا۔ اور عبدالصمد کی روایت میں یہ ہے کہ نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے کہ وہ قبر کے پاس بیٹھی تھی۔

بَابُ الْمَيِّتِ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ.

باب: میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔

(٢١٤٢) عَنْ عَبْدِاللهِ اَنَّ حَفْصَةَ ﷞ بَكَتْ عَلٰى عُمَرَ ﷜ فَقَالَ: مَهْلًا يَا بُنَيَّةُ اَلَمْ تَعْلَمِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ؟)). [نسائی: ١٨٤٧]

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حفصہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں (یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میری بیٹی! چپ رہو۔ کیا تم جانتی نہیں ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”مردہ پر اس کے گھر والوں کے اس پر رونے سے عذاب ہوتا ہے۔“

فائدہ: اس بارے میں کئی روایتیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی صاحبزادی سے مروی ہوئیں ہیں اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو سب فقہا اور مجتہدوں کی ماں ہیں ان میں کلام فرماتی ہیں کہ ان راویوں کو شبہ ہوگیا حضور ایسا کیوں فرمانے لگے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ یعنی کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا پھر اوروں کے رونے سے میت پر کیوں عذاب ہونے لگا۔ اور یہ حدیث جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ استدلال کرتے ہیں یہ تو حضور ﷺ نے ایک یہودیہ عورت کے لیے فرمائی تھی کہ لوگ اس کے لیے رو رہے ہیں اور اس پر عذاب ہو رہا ہے۔ غرض اس پر عذاب اس کے کفر کی جہت سے تھا نہ ان کے رونے سے۔ اور علمانے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایتوں کی یوں تاویل کی ہے کہ مراد ان سے وہ مردہ ہے جو رونے اور نوحہ کرنے کے لیے وصیت کر گیا ہو اور اس کی وصیت پر عمل ہو تو بے شک اس پر عذاب ہوگا۔ اور جس میت پر لوگ خود روئیں اور اس نے وصیت نہ کی ہو یا اس کے دل میں کراہت نوحہ سے ہو تو اس پر غیروں کے رونے سے کیوں عذاب ہونے لگا اس لیے اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ کوئی کسی کا بوجھ نہ اٹھائے گا اور عرب کی عادت تھی کہ رونے کی وصیت کیا کرتے تھے اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ میت اپنے لوگوں کے رونے کو سنتا ہے اور اس سے تکلیف پاتا ہے اور اس پر غم کھاتا ہے اور دل دکھاتا ہے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اس قول کو پسند کیا ہے اور سب اقوال سے عمدہ کہا ہے۔ (نووی رحمہ اللہ)

(٢١٤٣) عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهِ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ)). [بخاری: ١٢٩٢؛ نسائی: ١٨٥٢؛ ابن ماجه: ١٩٥٣]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”میت کو تکلیف ہوتی ہے قبر میں اس کے اوپر نوحہ کرنے کے سبب سے۔“

○ ○ ○ ○

(٢١٤٤) عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهِ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ)). [راجع: ٢١٤٣]

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: ”میت کو عذاب دیا جاتا ہے اس کی قبر میں اس پر نوحہ گری کی وجہ سے۔“

(٢١٤٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ﷜ قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ ﷜ اُغْمِيَ عَلَيْهِ فَصِيْحَ عَلَيْهِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ: اَمَا عَلِمْتُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ؟)).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے بے ہوش ہو گئے اور لوگ ان پر چیخ کر رونے لگے۔ پھر جب ان کو ہوش ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”کہ زندہ کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔“

(٢١٤٦) عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا اُصِيْبَ عُمَرُ ﷜ جَعَلَ صُهَيْبٌ يَقُوْلُ وَا اَخَاهُ! فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَا صُهَيْبُ! اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ

ابو بردہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو صہیب رضی اللہ عنہ رو کر کہنے لگے کہ ہائے میرے بھائی! تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے صہیب! تو نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ”زندہ کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے۔“

الْحَيِّ؟)). [بخاري: ١٢٩٠]

○ ○ ○ ○

(٢١٤٧) عَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قَالَ: لَمَّا أُصِيبَ عُمَرُ أَقْبَلَ صُهَيْبٌ مِنْ مَنْزِلِهِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عُمَرَ رضي الله عنه فَقَامَ بِحِيَالِهِ يَبْكِي فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: عَلَامَ تَبْكِي؟ أَعَلَيَّ تَبْكِي؟ قَالَ: إِي وَاللَّهِ لَعَلَيْكَ أَبْكِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! فَقَالَ وَاللَّهِ! لَقَدْ عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ يُبْكَى عَلَيْهِ يُعَذَّبُ)) قَالَ: فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِمُوسَى بْنِ طَلْحَةَ فَقَالَ: كَانَتْ عَائِشَةُ رضي الله عنها تَقُولُ: إِنَّمَا كَانَ أُولَئِكَ الْيَهُودَ. [راجع: ٢١٤٦]

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخم لگا تو صہیب رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کے آگے کھڑے ہو کر رونے لگے۔ سو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کیوں روتے ہو؟ کیا مجھ پر روتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم! آپ پر روتا ہوں اے مؤمنوں کے سردار! تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی تم جان چکے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ''جس پر لوگ روئیں وہ عذاب کیا جاتا ہے۔'' انہوں نے کہا کہ میں نے اس کا ذکر موسیٰ بن طلحہ سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ یہ لوگ یہود تھے جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا تھا۔

(٢١٤٨) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضي الله عنه لَمَّا طُعِنَ عَوَّلَتْ عَلَيْهِ حَفْصَةُ رضي الله عنها فَقَالَ: يَا حَفْصَةُ أَمَا سَمِعْتِ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((الْمُعَوَّلُ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ؟)) وَعَوَّلَ عَلَيْهِ صُهَيْبٌ فَقَالَ عُمَرُ: يَا صُهَيْبُ! أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْمُعَوَّلَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ؟

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو حفصہ رضی اللہ عنہا ان پر چیخ کر رونے لگیں تو انہوں نے کہا: تم نے سنا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے: ''جس پر چیخ کر روئیں، اس پر عذاب ہوتا ہے۔'' اور صہیب رضی اللہ عنہ بھی ان پر چیخ کر رونے لگے، تو ان کو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس پر چیخ کر روئیں تو اس پر عذاب ہوتا ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٤٩) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ جَنَازَةَ أُمِّ أَبَانٍ بِنْتِ عُثْمَانَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو ابْنُ عُثْمَانَ فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما يَقُودُهُ قَائِدٌ فَأُرَاهُ أَخْبَرَهُ بِمَكَانِ ابْنِ عُمَرَ فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِي فَكُنْتُ بَيْنَهُمَا فَإِذَا صَوْتٌ مِنَ الدَّارِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ. كَأَنَّهُ يَعْرِضُ عَلَى عَمْرٍو أَنْ يَقُومَ فَيَنْهَاهُمْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ: ((إِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ)) قَالَ: فَأَرْسَلَهَا عَبْدُ اللَّهِ مُرْسَلَةً فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: كُنَّا مَعَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ

عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا کہ میں بیٹھا تھا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بازو پر اور ہم سب ام ابان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے جنازے کے منتظر تھے اور ان کے (یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے) پاس عمرو بن عثمان تھے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی آئے کہ ان کو ایک شخص لاتا تھا جو ان کو لے آیا کرتا تھا (یعنی وہ نابینا تھے) پھر گمان کرتا ہوں میں کہ خبر دی ان کو ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جگہ سے پھر وہ آئے اور میرے بازو پر بیٹھ گئے اور میں ان دونوں (یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بیچ میں تھا کہ اتنے میں گھر میں سے ایک رونے کی آواز آئی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا گویا اشارہ کیا عمرو رضی اللہ عنہ کی طرف کہ وہ کھڑے ہو کر ان رونے والوں کو منع کر دیں (یعنی ان کو سنانے کے لیے کہا) کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے: ''میت پر عذاب ہوتا ہے اس پر لوگوں کے رونے

ابْنِ الْخَطَّابِ ؓ، حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ اِذَا
هُوَ بِرَجُلٍ نَازِلٍ فِیْ ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ لِیْ:
اذْهَبْ فَاعْلَمْ لِیْ مَنْ ذٰلِكَ الرَّجُلُ فَذَهَبْتُ
فَاِذَا هُوَ صُهَيْبٌ ؓ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ:
اِنَّكَ اَمَرْتَنِیْ اَنْ اَعْلَمَ لَكَ مَنْ ذٰلِكَ الرَّجُلُ
وَاِنَّهُ صُهَيْبٌ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا فَقُلْتُ
لَهُ: اِنَّ مَعَهُ اَهْلَهُ قَالَ: وَاِنْ كَانَ مَعَهُ اَهْلُهُ
وَرُبَّمَا قَالَ اَيُّوْبُ: مُرْهُ فَلْيَلْحَقْ بِنَا۔ فَلَمَّا
قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ لَمْ يَلْبَثْ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْ
اُصِيْبَ فَجَآءَ صُهَيْبٌ يَقُوْلُ: وَاَخَاهُ! وَاصَاحِبَاهُ!
فَقَالَ عُمَرُ: اَلَمْ تَعْلَمْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ. قَالَ اَيُّوْبُ:
اَوْقَالَ: اَوَلَمْ تَعْلَمْ اَوَلَمْ تَسْمَعْ. اَنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبَعْضِ
بُكَآءِ اَهْلِهِ)) قَالَ: فَاَمَّا عَبْدُاللّٰهِ فَاَرْسَلَهَا مُرْسَلَةً
وَاَمَّا عُمَرُ فَقَالَ: بِبَعْضِ فَقُمْتُ فَدَخَلْتُ
عَلٰی عَائِشَةَ ؓ فَحَدَّثْتُهَا بِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ:
فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! مَا قَالَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَطُّ:
((اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَحَدٍ)) وَلٰكِنَّهُ قَالَ:
((اِنَّ الْكَافِرَ يَزِيْدُهُ اللّٰهُ بِبُكَآءِ اَهْلِهِ عَذَابًا وَ
اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰی ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ
وِّزْرَ اُخْرٰی﴾)) قَالَ اَيُّوْبُ: قَالَ ابْنُ اَبِیْ مُلَيْكَةَ:
حَدَّثَنِی الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ: لَمَّا بَلَغَ
عَائِشَةَ ؓ قَوْلُ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ ؓ قَالَتْ:
اِنَّكُمْ لَتُحَدِّثُوْنِّیْ عَنْ غَيْرِ كَاذِبَيْنِ وَلَا مُكَذَّبَيْنِ
وَلٰكِنَّ السَّمْعَ يُخْطِئُ۔ [بخاری: ۱۲۸۶؛
نسائی: ۱۸۵۷]

سے۔'' اور عبداللہ بن عمر ؓ نے اس کو عام فرمایا (یعنی اس کی قید نہ
لگائی کہ یہ حدیث حضور ﷺ نے یہود کے لیے فرمائی تھی) اس پر ابن
عباس ؓ نے کہا کہ ہم امیر المؤمنین حضرت عمر ؓ کے ساتھ تھے
یہاں تک کہ جب بیداء میں پہنچے (بیداء ایک مقام کا نام ہے) یکا یک
ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ایک درخت کے سایہ میں اترا ہوا ہے تو مجھ سے
امیر المؤمنین ؓ نے فرمایا کہ جاؤ اور معلوم کرو کہ یہ شخص کون ہے؟ پھر
میں گیا اور میں نے دیکھا کہ وہ صہیب ؓ تھے۔ پھر میں لوٹا اور میں نے
کہا مجھے آپ ؓ نے حکم دیا تھا کہ دیکھو یہ کون ہے تو میں نے دیکھا کہ وہ
صہیب ؓ ہیں۔ پھر انہوں نے فرمایا کہ جاؤ اور ان کو حکم دو کہ ہم سے
ملیں۔ میں نے کہا: ان کے ساتھ ان کی بیوی ہیں۔ حضرت عمر ؓ
نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے اگرچہ ہو ان کے ساتھ ان کی بیوی، پھر
جب مدینہ میں آئے تو کچھ دیر ہی نہ لگی کہ امیر المؤمنین زخمی ہو گئے اور
صہیب ؓ آئے اور کہنے لگے کہ ہائے میرے بھائی اور ہائے
میرے صاحب! تو حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ تم نہیں جانتے ہو یا تم
نے سنا نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''کہ مردہ، اس کے
گھر والوں کے رونے سے عذاب پاتا ہے۔'' اور حضرت عمر ؓ نے یہ کہا تھا
کہ بعض لوگوں کے رونے سے عذاب پاتا ہے۔ اور پھر میں کھڑا ہوا (یہ قول
عبداللہ بن ابی ملیکہ کا ہے) اور حضرت عائشہ ؓ کے پاس گیا اور ان سے
یہ سب بیان کیا جو ابن عمر ؓ نے کہا تب انہوں (یعنی ام المؤمنین ؓ)
نے فرمایا: نہیں، یہ بات نہیں ہے اللہ کی قسم، رسول اللہ ﷺ نے یہ
نہیں فرمایا کبھی کہ مردہ کو اس کے لوگوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے
بلکہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے: ''کافر پر اس کے گھر والوں کے رونے
سے عذاب اور زیادہ ہو جاتا ہے اور رلاتا بھی وہی ہے، اور ہنساتا بھی وہی
ہے، (یعنی اللہ) اور کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔'' ایوب نے کہا کہ ابن ابی
ملیکہ نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا قاسم بن محمد نے کہ جب حضرت
عائشہ ؓ کو خبر پہنچی حضرت عمر اور ابن عمر ؓ کے قول کی تو انہوں نے
فرمایا: تم ایسے لوگوں کی بات کرتے ہو جو جھوٹ نہیں بولتے اور نہ وہ
جھٹلائے جا سکتے ہیں مگر سننے میں کبھی غلطی ہو جاتی ہے (یعنی مراد یہ ہے کہ



حضرت محمد ﷺ نے یہ بات یہود یا کسی اور کافر کے لیے فرمائی تھی۔ سننے والوں نے اس کو ہر شخص کے لیے عام سمجھ لیا۔)

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ جس چیز کا ظن غالب ہو اس پر قسم کھا سکتے ہیں جیسے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے قسم کھائی۔

(۲۱۵۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ مُلَیْكَةَ قَالَ: تُوُفِّيَتْ بِنْتٌ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ بِمَكَّةَ قَالَ: فَجِئْنَا لِنَشْهَدَهَا قَالَ: فَحَضَرَهَا ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہم قَالَ: وَاِنِّیْ لَجَالِسٌ بَيْنَهُمَا قَالَ: جَلَسْتُ اِلٰی اَحَدِهِمَا ثُمَّ جَآءَ الْاٰخَرُ فَجَلَسَ اِلٰی جَنْبِیْ فَقَالَ: عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ لِعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ وَهُوَ مُوَاجِهُهٗ اَلَا تَنْهٰی عَنِ الْبُكَآءِ؟ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَآءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ)).

عبداللہ بن ابی ملیکہ نے کہا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے انتقال کیا مکہ میں اور ہم آئے کہ ان کے جنازہ میں شریک ہوں اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی آئے اور میں ان دونوں کے بیچ میں بیٹھا ہوا تھا اور وہ یوں ہوا کہ پہلے میں ایک صاحب کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرے صاحب جو آئے تو میرے بازو پر بیٹھے (اس لیے میں ان دونوں کے بیچ میں ہو گیا) پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا اور وہ ان کے آگے بیٹھے تھے، کہ تم اس رونے سے منع نہیں کرتے اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت پر عذاب ہوتا ہے۔ اس کے گھر والوں کے رونے سے اس پر۔''

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَدْ كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ بَعْضَ ذٰلِكَ ثُمَّ حَدَّثَ فَقَالَ: صَدَرْتُ مَعَ عُمَرَ مِنْ مَكَّةَ حَتّٰی اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ اِذَا هُوَ بِرَكْبٍ تَحْتَ ظِلِّ شَجَرَةٍ فَقَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ مَنْ هٰؤُلَآءِ الرَّكْبُ؟ فَنَظَرْتُ فَاِذَا هُوَ صُهَيْبٌ قَالَ: فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: ادْعُهٗ لِیْ قَالَ: فَرَجَعْتُ اِلٰی صُهَيْبٍ فَقُلْتُ: ارْتَحِلْ فَالْحَقْ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ رضی اللہ عنہ فَلَمَّا اَنْ اُصِيْبَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ دَخَلَ صُهَيْبٌ يَبْكِیْ يَقُوْلُ: وَا اَخَاهُ! وَاصَاحِبَاهُ! فَقَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَا صُهَيْبُ! اَتَبْكِیْ عَلَیَّ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبَعْضِ بُكَآءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ)) فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَآئِشَةَ رضی اللہ عنہا فَقَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ عُمَرَ لَا وَاللّٰهِ! مَا حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَآءِ اَحَدٍ)) وَلٰكِنْ قَالَ: ((اِنَّ اللّٰهَ يَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو یوں کہا کرتے تھے کہ بعض گھر والوں کے رونے سے (یعنی تم نے بعض کا لفظ چھوڑ دیا) پھر حدیث بیان کی اور کہا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ سے واپس آتا تھا یہاں تک کہ جب ہم بیداء میں پہنچے تو وہاں چند سوار ایک درخت کے سایہ کے نیچے دیکھے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ دیکھو یہ سوار کون ہیں؟ میں نے دیکھا تو وہ صہیب رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی تو انہوں نے کہا ان کو بلاؤ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں ان کے پاس گیا اور صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا چلو اور امیر المؤمنین سے ملو۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخم لگا تو صہیب رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور رونے لگے اور کہنے لگے: ہائے میرے بھائی اور ہائے میرے صاحب! تو کہا عمر رضی اللہ عنہ نے صہیب رضی اللہ عنہ کو اے صہیب! کیا تم میرے اوپر روتے ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میت پر بعض لوگوں کے رونے سے عذاب کیا جاتا ہے۔'' تب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا۔ میں نے اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے کہا: اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے حضور ﷺ نے ایسا نہیں فرمایا تھا اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ کسی کے رونے سے مومن پر عذاب نہیں کرتا بلکہ یوں فرمایا: ''اللہ

بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ)) قَالَ: وَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَحَسْبُكُمُ الْقُرْآنُ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عِنْدَ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى. قَالَ ابْنُ اَبِي مُلَيْكَةَ: فَوَاللّٰهِ مَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ شَيْءٍ. [راجع: ٢١٤٩]

تعالیٰ کافر کا عذاب اس کے لوگوں کے رونے سے زیادہ کر دیتا ہے۔" پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم کو قرآن کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے کہ "کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں۔" اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسی بات فرمائی کہ اللہ ہی ہنساتا ہے اور وہی رلاتا ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس پر کچھ نہیں کہا۔

(٢١٥١) عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: كُنَّا فِي جِنَازَةِ اَبَانَ بِنْتِ عُثْمَانَ وَ سَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَنُصَّ رَفْعَ الْحَدِيثِ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كَمَا نَصَّهُ اَيُّوبُ وَابْنُ جُرَيْجٍ وَحَدِيثُهُمَا اَتَمُّ مِنْ حَدِيثِ عَمْرٍو. [راجع: ٢١٤٩]

ابن ابی ملیکہ نے کہا: ہم جنازہ میں تھے کہ وہ ام ابان حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کا تھا اور بیان کی حدیث اور مرفوع کہا ایوب اور ابن جریج نے اور حدیث ان دونوں کی پوری ہے عمرو کی حدیث سے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٥٢) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ.))

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مردہ پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔"

(٢١٥٣) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ قَوْلُ ابْنِ عُمَرَ: الْمَيِّتُ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ فَقَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَحْفَظْ اِنَّمَا مَرَّتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ جِنَازَةُ يَهُودِيٍّ وَهُمْ يَبْكُونَ عَلَيْهِ فَقَالَ: ((اَنْتُمْ تَبْكُونَ وَاِنَّهُ لَيُعَذَّبُ)).

[بخاری: ٣٩٧٨؛ ابوداود: ٣١٢٩؛ نسائی: ١٨٥٤]

ہشام اپنے باپ عروہ سے راوی ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس کہنے کا ذکر ہوا کہ مردہ پر اس کے لوگوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ ابو عبدالرحمٰن پر رحمت کرے کہ انہوں نے سنا کچھ اور اس کو یاد نہ رکھا۔ حقیقت اس کی یوں ہے کہ ایک یہودی کا جنازہ رسول اللہ ﷺ کے آگے آیا اور لوگ اس پر روتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "کہ تم روتے ہو اور اس پر عذاب ہوتا ہے۔"

○ ○ ○ ○

(٢١٥٤) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَرْفَعُ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ: ((اِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ)) فَقَالَتْ: وَهَلَ اِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ اَوْ بِذَنْبِهِ وَاِنَّ اَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الْآنَ)) وَذَاكَ مِثْلُ قَوْلِهِ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَى الْقَلِيبِ يَوْمَ بَدْرٍ وَفِيهِ قَتْلٰى بَدْرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ: ((اِنَّهُمْ لَيَسْمَعُونَ مَا اَقُولُ)) وَقَدْ وَهَلَ اِنَّمَا قَالَ: ((اِنَّهُمْ

ہشام نے وہی مضمون روایت کیا جو اوپر گزر چکا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ (یعنی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) بھول گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے تو یہی فرمایا تھا: "اس پر عذاب ہوتا ہے اس کے گناہ اور خطا کے سبب سے اور لوگ اس پر رو رہے ہیں اس وقت۔" اور یہ قول بھول عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایسی ہے کہ جیسے رسول اللہ ﷺ نے بدر کے کنوئیں پر جس میں بدر کے مشرکوں کے مقتول تھے کھڑے ہو کر فرمایا اور عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یوں روایت کی کہ وہ لوگ سنتے ہیں جو میں کہتا ہوں اور عبداللہ رضی اللہ عنہ بھول گئے حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: "اب وہ جانتے ہیں کہ وہ جو میں ان سے کہا کرتا تھا (یعنی ان کی زندگی

لَيَعْلَمُونَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ)) ثُمَّ قَرَأَتْ: ﴿اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى﴾ [٢٧/ النمل: ٨٠] ﴿وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ [٣٥/ فاطر: ٢٢] يَقُوْلُ: حِيْنَ تَبَوَّءُوْا مَقَاعِدَهُمْ مِنَ النَّارِ. [بخاری: ٣٩٧٩، ٣٩٨٠، ٣٩٨١؛ نسائی: ٢٠٧٥]

میں) وہ سچ نکلا۔" پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ آیت پڑھی کہ "تو نہیں سنا سکتا ہے ان کو جو قبروں میں ہیں" ان کے اس حال کی خبر دیتا ہے جب وہ جگہ پکڑ چکے دوزخ کی بیٹھکوں میں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے تہذیب و اخلاق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا معلوم ہوا کہ مسائل مختلفہ میں کس خوبی اور حسن سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا۔ ایک جگہ فرمایا کہ اللہ ان پر رحم کرے۔ دوسری بار فرمایا کہ وہ بھول گئے بخلاف اس زمانہ کے کہ مناظرات باہمی میں کیسی کیسی خلاف تہذیب باتیں قلم و زبان سے نکلتی ہیں۔

(٢١٥٥) عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ اُسَامَةَ وَحَدِيْثُ اَبِيْ اُسَامَةَ اَتَمُّ.

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٥٦) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ لَهَا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: اِنَّ الْمَيِّتَ لَيُعَذَّبُ بِبُكَاءِ الْحَيِّ فَقَالَتْ عَائِشَةُ: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِاَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَمَا اِنَّهُ لَمْ يَكْذِبْ وَلٰكِنَّهُ نَسِيَ اَوْ اَخْطَاَ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يُبْكٰى عَلَيْهَا فَقَالَ: ((اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِيْ قَبْرِهَا)). [بخاری: ١٢٨٩؛ ترمذی: ١٠٠٦؛ نسائی: ١٨٥٥]

عمرہ نے خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آگے ذکر ہوا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ مردہ پر عذاب ہوتا ہے زندہ کے رونے سے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کو بخشے انہوں نے جھوٹ نہیں کہا مگر بھول چوک ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک یہودی عورت پر گزرے کہ لوگ اس پر رو رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ تو اس پر روتے ہیں اور اس کو قبر میں عذاب ہوتا ہے۔"

○ ○ ○ ○

(٢١٥٧) عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ: اَوَّلُ مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ بِالْكُوْفَةِ قَرَظَةُ بْنُ كَعْبٍ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ نِيْحَ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ يُعَذَّبُ بِمَا نِيْحَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)). [راجع: ٥]

علی بن ربیعہ نے کہا پہلے جس پر کوفہ میں نوحہ ہوا وہ کعب کا بیٹا قرظہ تھا اور مغیرہ رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ "جس پر نوحہ کیا جائے اس کو اس کے سبب سے قیامت کے دن عذاب ہوگا۔"

○ ○ ○ ○

(٢١٥٨) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع: ٢١٥٤]

روایت کی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے انہوں نے نبی ﷺ سے مثل اوپر کی روایت کے۔

(٢١٥٩) عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ. [راجع: ٢١٥٤]

روایت کی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے' انہوں نے نبی ﷺ سے مثل اس روایت کے۔

بَابُ التَّشْدِيدِ فِي النِّيَاحَةِ.

باب: نوحہ کرنے کی سختی کے ساتھ ممانعت۔

(٢١٦٠) عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتْرُكُونَهُنَّ: الْفَخْرُ فِي الْأَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ وَالْإِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ وَالنِّيَاحَةُ)) وَقَالَ: ((النَّائِحَةُ إِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِهَا تُقَامُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ)).

ابو مالک اشعری نے روایت کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں جاہلیت (یعنی زمانہ کفر) کی چار چیزیں ہیں کہ لوگ ان کو نہ چھوڑیں گے، ایک اپنے حسب پر فخر کرنا، دوسرے دوسروں کے نسب پر طعن کرنا، تیسرے تاروں سے پانی کی امید رکھنا، اور چوتھے بین کر کے رونا۔“ اور فرمایا: ”بین کرنے والی اگر توبہ نہ کرے اپنے مرنے سے پہلے تو جب قیامت ہوگی تو اس پر گندھک کا پیرہن اور کھجلی کی اوڑھنی ہوگی۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے بین کر کے رونے کی حرمت ثابت ہوئی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ جب تک موت کی علامات مثل غرغرہ کے ظاہر نہ ہوں تب تک توبہ قبول ہوتی ہے اس کے بعد نہیں۔

(٢١٦١) عَنْ عَائِشَةَ تَقُولُ: لَمَّا جَاءَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَتْلُ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِاللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ قَالَتْ: وَأَنَا أَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ، شَقِّ الْبَابِ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِنَّ نِسَاءَ جَعْفَرٍ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَذْهَبَ فَيَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ فَأَتَاهُ فَذَكَرَ أَنَّهُنَّ لَمْ يُطِعْنَهُ فَأَمَرَهُ الثَّانِيَةَ أَنْ يَذْهَبَ فَيَنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ أَتَاهُ فَقَالَ: وَاللَّهِ! لَقَدْ غَلَبْنَنَا يَارَسُولَ اللَّهِ ﷺ! قَالَتْ: فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: ((اذْهَبْ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: أَرْغَمَ اللَّهُ أَنْفَكَ وَاللَّهِ! مَا تَفْعَلُ مَا أَمَرَكَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مِنَ الْعَنَاءِ. [بخاري: ١٢٩٩، ١٣٠٥، ٤٢٦٣؛ ابوداود: ٣١٢٢؛ نسائي: ١٨٤٦]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما کے قتل کی خبر آئی تو آپ غمگین بیٹھ گئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ان کو دروازہ کی دراڑ سے دیکھتی تھی کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! جعفر کی عورتیں رو رہی ہیں (یعنی چیخ چلا کر جو شرع میں منع ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ ان کو روکو۔“ پھر وہ گیا اور پھر آیا اور عرض کیا کہ انہوں نے نہیں مانا۔ آپ ﷺ نے پھر دوبارہ اس کو فرمایا: ”کہ جاؤ ان کو روک دو۔“ وہ پھر گیا اور پھر آیا اور عرض کیا کہ اللہ کی قسم! ہم کو انہوں نے ہرا دیا اے اللہ کے رسول ﷺ! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں خیال کرتی ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جا ان کے منہ میں خاک ڈال دے۔“ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: تیری ناک میں اللہ خاک بھرے کہ نہ تو وہ کام کرتا ہے جس کا حضور ﷺ تجھے حکم فرماتے ہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑتا ہے کہ تکلیف سے چھوٹ کر بیٹھیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس روایت سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان کا رونا نوحہ اور چیخنے کے ساتھ تھا ورنہ آپ ﷺ ان کے روکنے میں اتنا مبالغہ نہ فرماتے اس لئے کہ آنسوؤں سے رونا منع نہیں ہے اور اس سے رسول اللہ ﷺ کی علو ہمت معلوم ہوتی ہے کہ اس شدت رنج میں بھی امر معروف سے باز نہ آئے اور بعض نے کہا ہے کہ اصحاب ﷺ کی شان سے بعید ہے کہ وہ چیخ کر روتے ہوں اور آپ ﷺ کا فرمانا استحباب کے طریق پر تھا۔

(٢١٦٢) عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالْعَزِيزِ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْعِيِّ. [راجع: ٢١٦١]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ۔

○ ○ ○ ○

(٢١٦٣) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا إِلَّا خَمْسٌ أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ امْرَأَةُ مُعَاذٍ. أَوِ ابْنَةُ أَبِي سَبْرَةَ وَامْرَأَةُ مُعَاذٍ.

[بخاري: ١٣٠٦؛ نسائي: ٤١٩١]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت کے ساتھ اقرار کیا کہ ہم نوحہ نہ کریں تو کسی نے اقرار کو پورا نہ کیا مگر پانچ عورتوں نے ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام علاء رضی اللہ عنہا اور ابو سبرہ کی بیٹی جو عورت تھیں معاذ رضی اللہ عنہ کی یا یوں کہا کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بی بی رضی اللہ عنہا۔

○ ○ ○ ○

(٢١٦٤) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْبَيْعَةِ أَلَّا تَنُحْنَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا غَيْرُ خَمْسٍ مِنْهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ.

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی اور اس میں یہ بات بھی تھی کہ نوحہ نہیں کرنا پس اس بات پر ہم میں سے صرف پانچ نے وفا کی ان میں ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

(٢١٦٥) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴿يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا﴾ ﴿وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ [٦٠/ الممتحنة: ١٢] قَالَتْ: كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ قَالَتْ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِلَّا آلَ فُلَانٍ فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَسْعَدُونِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ لِي مِنْ أَنْ أُسْعِدَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِلَّا آلَ فُلَانٍ)).

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب یہ آیت اتری ﴿يُبَايِعْنَكَ﴾ یعنی "جب مومن عورتیں تیرے پاس آئیں بیعت کرنے کو تو ان سے بیعت لے کہ نہ شریک کریں" وہ اللہ کے ساتھ کسی کو اور وہ کسی دستور کی بات میں تیری نافرمانی نہ کریں تو ان باتوں میں جن کی رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت لی نوحہ بھی تھا۔ پھر میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کہیں نوحہ نہ کروں گی مگر فلاں شخص کے قبیلہ میں اس لیے کہ وہ میرے نوحہ میں جاہلیت کے زمانہ میں شریک ہوتی تھی تو مجھے بھی ان کے ساتھ شریک ہونا ضروری ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کہ خیر فلاں قبیلہ میں سہی۔"

❖ ❖ ❖ ❖

فائدہ: اس حدیث سے بھی نوحہ کا حرام ہونا ثابت ہوا کہ آپ نے سب عورتوں سے اقرار لیا کہ کہیں نوحہ نہ کریں اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے بھی اقرار لیا کہ وہ بھی کہیں نوحہ نہ کریں سوائے اس قبیلہ کے اور شارع کو اختیار ہے کہ بعض حکم میں کسی کو خاص کر دے۔

بَابُ نَهْيِ النِّسَاءِ عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

باب: جنازے کے پیچھے عورتوں کا جانا منع ہے۔

(٢١٦٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ: قَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: كُنَّا نُنْهَى عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا.

محمد بن سیرین نے کہا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم کو جنازہ کے ساتھ چلنے سے روکا جاتا تھا مگر تاکید سے نہیں روکا جاتا تھا۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۶۷) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: نُهِينَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا. [بخاری: ۱۳۱۳؛ ابن ماجہ: ۱۵۷۷]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمیں جنازہ کے پیچھے جانے سے روکا گیا مگر زیادہ سختی نہ کی گئی۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِي غُسْلِ الْمَيِّتِ.

باب: میت کو غسل دینا۔

(۲۱۶۸) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذَلِكَ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَاجْعَلْنَ فِي الْآخِرَةِ كَافُورًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُورٍ فَإِذَا فَرَغْتُنَّ فَآذِنَّنِي)) فَلَمَّا فَرَغْنَا آذَنَّاهُ فَأَلْقَى إِلَيْنَا حَقْوَهُ فَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ)).

[بخاری: ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۸، ۱۲۶۰؛ ابو داود: ۳۱۴۲، ۳۱۴۶؛ نسائی: ۱۸۸۰، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۹، ۱۸۹۲؛ ابن ماجہ: ۱۴۵۸، ۱۴۵۹]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہم ان کی صاحبزادی کو نہلاتے تھے (یعنی ان کے جنازہ کو) تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ان کو نہلاؤ تین بار یا پانچ بار یا اس سے زیادہ اگر تم مناسب جانو پانی سے اور بیری کے پتوں سے اور ڈال دو آخر میں کافور یا فرمایا تھوڑا سا کافور، پھر جب نہلا چکو تو مجھے خبر دو۔'' پھر جب ہم نہلا چکے تو آپ ﷺ کو خبر دی اور آپ ﷺ نے اپنا تہبند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: ''اس کو اندر کا کپڑا کر دو ان کے کفن کا۔'' (یعنی برکت کیلئے اور اس سے ثابت ہوا کہ مرد کے کپڑے سے عورت کو کفن دے سکتے ہیں)۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

○ ○ ○ ○

فائدہ: معلوم ہوا کہ تین بار غسل دینا تو ضروری ہے اور اگر دیکھیں کہ ابھی اور طہارت کیلئے ضرورت ہے تو پانچ بار یا سات بار نہلائیں مگر طاق ہو، اور اگر تین ہی بار صفائی حاصل ہو تو چوتھی بار ضرورت نہیں اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں۔ مگر صحیح یہ ہے کہ یہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں اور آخری پانی میں کافور دینا مستحب ہے اور یہی قول ہے شافعیہ کا اور مالک اور احمد رحمہ اللہ علیہم جمہور کا اگرچہ حنفیہ اس کے استحباب کے قائل نہیں مگر یہ حدیث ان پر حجت ہے حالانکہ کافور بدن کو پاک کرتا ہے جسم کو سخت کرتا ہے اور جلدی سڑنے نہیں دیتا اور خوشبو ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ نیکوں کے کپڑوں سے برکت لینا روا ہے۔ برکت لینے سے مراد یہ ہے کہ کسی متقی، موحد، متبع سنت کی چادر میں کفن دینا جائز ہے۔

(۲۱۶۹) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُونٍ. [ابو داود: ۳۱۴۳؛ نسائی: ۱۸۹۰]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کی تین لڑیں کیں۔

(۲۱۷۰) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: تُوُفِّيَتْ إِحْدَى بَنَاتِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَهُ وَفِي حَدِيثِ مَالِكٍ قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَتِ ابْنَتُهُ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ. [راجع: ۲۱۶۸]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی ﷺ کی ایک صاحبزادی رضی اللہ عنہا کی وفات ہو گئی اور ابن علیہ کی روایت میں ہے کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے اور ہم ان کی صاحبزادی رضی اللہ عنہا کو غسل دیتی تھیں اور مالک کی روایت میں ہے کہ داخل ہوئے ہم پر رسول اللہ ﷺ جب آپ ﷺ کی صاحبزادی رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی جیسے یزید بن زریع کی حدیث میں ایوب سے مروی ہے اور ایوب محمد سے، وہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

(۲۱۷۱) عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ بِنَحْوِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: ((ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ إِنْ رَأَيْتُنَّ ذٰلِكِ)) فَقَالَتْ حَفْصَةُ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ: وَجَعَلْنَا رَأْسَهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ. [بخاري: ۱۲۵۴، ۱۲۵۸؛ نسائي: ۱۸۸۷؛ ابن ماجه: ۱۴۵۹]

حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے ایسا ہی روایت کیا مگر اتنا ہے کہ اس میں یوں کہا: ”غسل دو ان کو تین بار یا پانچ یا سات بار یا اس سے زیادہ اگر تم ضرورت سمجھو۔“ اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے ان کے سر کے بال کی تین لڑیں کر دیں۔



فائدہ: یعنی ایک لڑ آگے بالوں کی اور دو پیچھے کیں جیسے اور روایتوں میں آیا ہے اور اس سے کنگھی کرنا بالوں میں میت کے مستحب ہوا اور یہی مذہب ہے شافعی احمد اسحاق اور اوزاعی رحمہم اللہ کا اگرچہ حنفیہ کے نزدیک مستحب نہیں اور یہ حدیث ان پر حجت ہے۔

(۲۱۷۲) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَ: ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا أَوْ سَبْعًا)) قَالَ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ: مَشَطْنَاهَا ثَلَاثَةَ قُرُوْنٍ. [بخاري: ۱۲۵۴، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰؛ نسائي: ۱۸۸۲، ۱۸۹۱]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس کو طاق مرتبہ غسل دینا تین یا پانچ یا سات مرتبہ۔“ اور ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے اس کی تین مینڈھیاں کیں۔



(۲۱۷۳) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: لَمَّا مَاتَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا ثَلَاثًا أَوْ خَمْسًا وَاجْعَلْنَ فِي الْخَامِسَةِ كَافُوْرًا أَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَإِذَا غَسَلْتُنَّهَا فَأَعْلِمْنَنِي)) قَالَتْ: فَأَعْلَمْنَاهُ فَأَعْطَانَا حَقْوَهُ وَقَالَ: ((أَشْعِرْنَهَا إِيَّاهُ)).

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی زینب رضی اللہ عنہا وفات فرما گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: ”ان کو طاق بار نہلاؤ تین یا پانچ بار اور پانچویں بار کے پانی میں کافور یا فرمایا تھوڑا سا کافور ڈال دو۔ پھر جب نہلا چکو تو مجھے خبر دو۔“ پھر جب ہم نے خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہبند پھینک دیا اور فرمایا: ”اس کا کپڑا کفن کے اندر کر دو“ (یعنی بدن سے لگا رہے تا کہ برکت کا موجب ہو)۔

(۲۱۷۴) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ نَغْسِلُ إِحْدٰى بَنَاتِهِ فَقَالَ: ((اغْسِلْنَهَا وِتْرًا خَمْسًا أَوْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ)) بِنَحْوِ حَدِيْثِ أَيُّوْبَ وَعَاصِمٍ وَقَالَ فِي الْحَدِيْثِ: قَالَتْ: فَضَفَرْنَا شَعْرَهَا ثَلَاثَةَ أَثْلَاثٍ قَرْنَيْهَا وَنَاصِيَتَهَا. [بخاري: ۱۲۶۳؛ ترمذي: ۹۹۰؛ نسائي: ۱۸۸۴]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہم ان کی ایک صاحبزادی کو نہلا رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”طاق بار غسل دو پانچ بار یا زیادہ۔“ جیسے ایوب اور عاصم کی روایت میں آ چکا ہے۔ اور اس حدیث میں ہے کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر ہم نے ان کے بالوں کی تین چوٹیاں گوندھ دیں دونوں کنپٹیوں کی طرف کی اور ایک پیشانی کے سامنے کی۔

(۲۱۷۵) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ حَيْثُ أَمَرَهَا أَنْ تَغْسِلَ ابْنَتَهُ قَالَ لَهَا: ((ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا)). [بخاري: ۱۶۷، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶؛ ابوداود: ۳۱۴۵؛ ترمذي: ۹۹۰؛ نسائي: ۱۸۸۴]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جب ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اپنی صاحبزادی رضی اللہ عنہا کو غسل کا تو فرمایا: ”ہر عضو کو داہنی طرف سے شروع کرنا اور پہلے وضو کے اعضاء کو دھونا۔“



(٢١٧٦) عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ لَهُنَّ فِيْ غَسْلِ ابْنَتِهِ: ((ابْدَأْنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الْوُضُوْءِ مِنْهَا)). [راجع: ٢١٧٥]

ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول ﷺ نے انہیں کہا اپنی بیٹی کے غسل کے متعلق کہ ”شروع کرو اس کی دائیں جانب سے وضو کی جگہوں سے۔“

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِيْ كَفْنِ الْمَيِّتِ

باب: میت کو کفن دینے کا بیان۔

(٢١٧٧) عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ يُوْجَدْ لَهُ شَيْءٌ يُكَفَّنُ فِيْهِ إِلَّا نَمِرَةٌ فَكُنَّا إِذَا وَضَعْنَاهَا عَلٰى رَأْسِهِ فَخَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا وَضَعْنَاهَا عَلٰى رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((ضَعُوْهَا مِمَّا يَلِيْ رَأْسَهُ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ)) وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. [بخاري: ١٢٧٦، ٣٨٩٧، ٣٩١٤، ٤٠٤٧، ٤٠٨٢، ٦٤٣٢، ٦٤٤٨؛ ابوداود: ٢٨٧٦؛ ترمذی: ٣٨٥٣؛ نسائی: ١٩٠٢]

خباب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ کی راہ میں ہجرت کی۔ ہماری غرض یہ تھی کہ اللہ راضی ہو۔ سو ہماری مزدوری اللہ پر ہو چکی سو ہم میں سے کسی نے تو ایسا کیا کہ اس نے اپنی مزدوری کا کوئی حصہ دنیا میں نہ کھایا، ان ہی میں سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو جنگ احد میں شہید ہوئے کہ ان کے کفن کو ایک چادر سے سوائے کچھ نہ ملا وہ بھی ایسی تھی کہ جب ہم ان کے سر پر ڈالتے تو پیر نکلے رہتے۔ (کھل جاتے) اور جو پیر پر ڈالتے تو سر نکلا رہتا (کھل جاتا) تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”چادر تو سر پر ڈال دو اور پیروں کو اذخر سے چھپا دو۔“ (اذخر ایک گھاس ہے مدینہ میں بہت ہوتی ہے) اور ہم میں سے کوئی ایسا ہے کہ اس کے پھل پک گئے اور وہ اس میں چن چن کر کھاتا ہے (یعنی دنیا میں بھی ایمان کے سبب سے ترقی پائی)۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ کفن میت کے رأس المال سے دینا چاہیے اور وہ قرضوں کی ادائیگی پر مقدم ہے اس لئے کہ حضور ﷺ نے ان کے کفن کا حکم فرمایا اور یہ نہ پوچھا کہ اس پر دین ہے یا نہیں۔ اور اذخر ایک خوشبودار گھاس ہوتی ہے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کفن کم ہو تو سر کی طرف کر دیں اور پیر کھلے رہیں تو کسی اور چیز سے ڈھانپ دیں اور اگر بہت کم ہو تو ستر چھپا دیں اس لیے کہ ان کا ڈھانپنا فرض ہے اور اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اخلاص اور زہد معلوم ہوتا ہے کہ بغیر کسی لذت دنیاوی کے اللہ ورسول ﷺ کے عاشق تھے اور اللہ کی راہ میں جان دینا فخر جانتے تھے اس حال میں بھی اللہ پاک کے شکر گزار اور ثنا خواں تھے۔

(٢١٧٨) عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ. [راجع: ٢١٧٧]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٧٩) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيْضٍ سَحُوْلِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ وَلَا عِمَامَةٌ أَمَّا الْحُلَّةُ فَإِنَّمَا شُبِّهَ عَلَى النَّاسِ فِيْهَا أَنَّهَا اشْتُرِيَتْ لَهُ لِيُكَفَّنَ

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو تین سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا جو سحول کے بنے ہوئے تھے (سحول یمن میں ایک جگہ کا نام ہے) جو روئی کے تھے کہ ان میں کرتا تھا نہ عمامہ اور حلہ کا لوگوں کو شبہ ہو گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حلہ آپ ﷺ کیلئے خریدا گیا تھا کہ

فِيهَا فَتُرِكَتِ الْحُلَّةُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ بِيضٍ سُحُولِيَّةٍ فَأَخَذَهَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: لَأَحْبِسَنَّهَا حَتّٰى أُكَفَّنَ فِيهَا نَفْسِي ثُمَّ قَالَ: لَوْ رَضِيَهَا اللّٰهُ [عَزَّوَجَلَّ] لِنَبِيِّهِ لَكَفَّنَهُ فِيهَا فَبَاعَهَا وَتَصَدَّقَ بِثَمَنِهَا.

آپ ﷺ کو کفن دیں پھر نہ دیا اور تین چادروں میں دیا جو سفید سحول کی بنی ہوئی تھیں۔ اور حلہ کو عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے لیا اور کہا: میں اسے رکھ چھوڑوں گا اور میں اپنا کفن اسی سے کروں گا۔ پھر کہا: اگر اللہ کو یہ پسند ہوتا تو اس کے نبی ﷺ کے کفن کے کام آتا سو اس کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت خیرات کر دی۔

فائدہ: حلہ عرب میں چادر اور تہبند کو کہتے ہیں اور حضور ﷺ کو تین ہی کپڑوں میں کفن دیا کیونکہ چوتھا کپڑا اس کے ساتھ نہ تھا۔ اور یہی ظاہر حدیث ہے۔ اور یہی تفسیر کی امام شافعی رحمہ اللہ نے اور جمہور علما نے۔ امام مالک رحمہ اللہ اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: مستحب ہے کہ ان تینوں کے سوا قمیص اور عمامہ بھی ہو اور انہوں نے اس حدیث کا مطلب یہ کیا ہے کہ یہ تین کپڑے عمامہ اور قمیص کے علاوہ تھے اور اس صورت میں پانچ کپڑے ہوں گے مگر یہ ضعیف ہے اس لیے کہ کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں ہوا کہ آپ ﷺ کے کفن میں قمیص اور عمامہ تھا اور گویا اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جس قمیص میں آپ ﷺ کو غسل دیا تھا وہ بعد غسل اتار لیا گیا اور یہی صواب ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جو مروی ہے کہ آپ ﷺ کو کفن دیا گیا تین کپڑوں میں اور ایک حلہ میں اور ان دو کرتوں میں جن میں آپ ﷺ نے وفات فرمائی تو یہ روایت ضعیف ہے اور حجت لانے کے قابل نہیں اس لیے کہ یزید بن ابی زیاد ایک راوی اس کا ایسا ہے کہ اس کے ضعف پر سب نے اتفاق کیا ہے علی الخصوص جب اور ثقہ راویوں کے خلاف کہے۔

(٢١٨٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: أُدْرِجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي حُلَّةٍ يَمَنِيَّةٍ كَانَتْ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ ثُمَّ نُزِعَتْ عَنْهُ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سُحُوْلٍ يَمَانِيَةٍ لَيْسَ فِيهَا عِمَامَةٌ وَلَا قَمِيصٌ فَرَفَعَ عَبْدُاللّٰهِ الْحُلَّةَ فَقَالَ: أُكَفَّنُ فِيهَا ثُمَّ قَالَ: لَمْ يُكَفَّنْ فِيهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأُكَفَّنُ فِيهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔ اس میں اتنا زیادہ ہے کہ پہلے رسول اللہ ﷺ کو یمن کے حلہ میں لپیٹا تھا جو عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ پھر اتار ڈالا اور آخر میں یہ ہے کہ اسی حلہ کو خیرات کر دیا۔

○ ○ ○ ○

(٢١٨١) عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ قِصَّةُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ. [ابوداود: ٣١٥٢؛ ترمذی: ٩٩٦؛ نسائی: ١٨٩٨؛ ابن ماجه: ١٤٦٩]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢١٨٢) عَنْ أَبِي سَلَمَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ فَقُلْتُ لَهَا: فِي كَمْ كُفِّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَتْ: فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ سَحُوْلِيَّةٍ.

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے کفن کے کپڑے پوچھے تو انہوں نے فرمایا: سحول کے تین کپڑے تھے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ تَسْجِيَةِ الْمَيِّتِ.

باب: میت کو کپڑے کے ساتھ ڈھانپ دینے کا بیان۔

(٢١٨٣) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ قَالَتْ: سُجِّيَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی تو

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ مَاتَ بِثَوْبِ حِبَرَةٍ. [بخاري: ٥٨١٤؛ ابوداود: ٣١٢٠]

آپ ﷺ کو یمن کی ایک چادر اڑھادی گئی۔

○ ○ ○ ○

(٢١٨٤) عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ سَوَاءً. [راجع: ٢١٨٣]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِيْ تَحْسِيْنِ كَفَنِ الْمَيِّتِ.

باب: میت کو اچھے کپڑوں میں کفن دینا چاہیے۔

(٢١٨٥) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ يُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَطَبَ يَوْمًا فَذَكَرَ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِهٖ قُبِضَ فَكُفِّنَ فِيْ كَفَنٍ غَيْرِ طَائِلٍ وَّ قُبِرَ لَيْلًا فَزَجَرَ النَّبِيُّ ﷺ اَنْ يُّقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ يُّضْطَرَّ اِنْسَانٌ اِلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهٗ)). [ابوداود: ٣١٤٨؛ نسائي: ١٨٩٤، ٢٠١٢]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک دن خطبہ پڑھا اور اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کا ذکر کیا کہ ان کا انتقال ہو گیا تھا اور ان کو ایسا کفن دیا تھا، جس سے ستر نہیں ڈھنپتا تھا اور شب کو دفن کر دیا تھا، پس جھڑکا ہم کو رسول اللہ ﷺ نے اس بات پر کہ رات کو ان کو دفن کیا کہ حضور نے نماز نہ پڑھی اور ایسا نہ کرنا چاہیے مگر جب انسان لاچار ہو جائے اور آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم میں کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اچھا کفن دے (یعنی تا کہ خوب ڈھانپنے والا ہو اس کے تمام بدن کا)۔

فائدہ: شاید آپ ﷺ کی خفگی اس وجہ سے ہوئی کہ بغیر حضور ﷺ کی نماز کے ان کو دفن کر دیا اور رات کے دفن کرنے میں نمازیوں کی قلت ہوتی ہے اور جن وقتوں میں نماز مکروہ ہے اور نماز جنازہ منع۔ اس میں امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ میت کا دفن کرنا مکروہ نہیں۔ مگر یہ مکروہ ہے کہ اسی وقت کو خواہ مخواہ تاک کر دفن کرے اور امام مالک رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ نماز جنازہ نہ پڑھیں بعد اسفار کے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو جائے اور بعد آفتاب زرد ہونے کے بھی جب تک غروب نہ ہو جائے مگر یہ کہ کسی بات کا خوف ہو اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز نہ پڑھیں جنازے پر طلوع اور غروب اور ٹھیک دوپہر کے وقت، اور لیث نے بھی جمیع اوقات نہی میں مکروہ کہا ہے دفن کو۔ اور اچھا کفن دینے سے یہ مراد نہیں کہ اسراف کرے اور بیش قیمت کپڑا دے بلکہ مراد یہ ہے کہ کپڑا پاک وصاف اور درمیانی قیمت کا ہو (نووی رحمہ اللہ)۔

بَابُ الْاِسْرَاعِ بِالْجَنَازَةِ.

باب: جنازے کو جلدی لے جانے کا بیان۔

(٢١٨٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا اِلَيْهِ وَاِنْ تَكُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ)). [بخاري: ١٣١٥؛ ابوداود: ٣١٨١؛ ترمذي: ١٠١٥؛ نسائي: ١٩٠٩؛ ابن ماجه: ١٤٧٧]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جنازہ لے جانے میں جلدی کرو اس لیے کہ اگر نیک ہے تو اسے خیر کی طرف لے جاتے ہو اور اگر بد ہے تو اسے اپنی گردن سے اتارتے ہو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: جنازہ لے کر جلدی چلنا مستحب ہے نہ دوڑنا کہ جنازہ کے گرنے کا خوف ہو، اور جنازہ کا اٹھانا فرض کفایہ ہے اور اس پر اتفاق ہے کہ مرد ہی اٹھائیں اگرچہ جنازہ عورت کا ہو اس لئے کہ مرد قوی ہیں عورتوں سے۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ صحبت بد سے بچنا ضروری ہے اگرچہ وہ بد جنازہ بھی ہو کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جلدی اسے گردن سے اتار دو۔ پھر جو بد، زندہ ہو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔

(٢١٨٧) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرَ اَنَّ

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ سے مگر معمر کی حدیث میں یہ ہے

فِیْ حَدِیْثِ مَعْمَرٍ قَالَ: لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا رَفَعَ الْحَدِیْثَ.

کہ میں نہیں جانتا مگر انہوں نے مرفوع کیا اس کو۔

(۲۱۸۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ: ((اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَرَّبْتُمُوْهَا اِلَی الْخَیْرِ وَاِنْ كَانَتْ غَیْرَ ذٰلِكَ كَانَ شَرًّا تَضَعُوْنَهٗ عَنْ رِقَابِكُمْ)) [نسائی: ۱۹۱۰]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جلدی لے جاؤ جنازے کو اگر وہ نیک ہوگا تو تم اس کو خیر کے قریب کرو گے اور اگر وہ اس کے علاوہ ہوگا تو شر کو تم اپنی گردنوں سے اتار دو گے۔''

بَابُ فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَی الْجَنَازَةِ وَاتِّبَاعِهَا.

باب: جنازہ کے پیچھے جانا اور نماز جنازہ پڑھنے کی فضیلت۔

(۲۱۸۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْهَا فَلَهٗ قِیْرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا حَتّٰی تُدْفَنَ فَلَهٗ قِیْرَاطَانِ)) قِیْلَ: وَمَا الْقِیْرَاطَانِ؟ قَالَ: ((مِثْلُ الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ)) انْتَهٰی حَدِیْثُ اَبِی الطَّاهِرِ وَزَادَ الْاٰخَرَانِ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ یُصَلِّیْ عَلَیْهَا ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَلَمَّا بَلَغَهٗ حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ: لَقَدْ ضَیَّعْنَا فِیْ قَرَارِیْطَ كَثِیْرَةٍ.

[بخاری: ۱۳۲۵؛ نسائی: ۱۹۹۴]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو حاضر رہے جنازہ پر جب تک کہ نماز پڑھی جائے اس کو قیراط کا ثواب ہے اور جو دفن تک حاضر رہے اس کو دو قیراط کا ثواب ہے۔'' راوی نے کہا: دو قیراط کتنے ہوتے ہیں؟ کہا: دو بڑے پہاڑوں کے برابر ہیں۔ ابو طاہر کی حدیث تمام ہوگئی۔ اور دوسرے دو راویوں نے یہ بھی زیادہ کہا کہ ابن شہاب نے کہا کہ سالم نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی کہ نماز پڑھ کر جنازہ پر سے چلے جاتے تھے پھر جب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنی تو کہا کہ ہم نے بہت سے قیراط ضائع کیے (یعنی افسوس کیا)۔

○ ○ ○ ○

(۲۱۹۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِلٰی قَوْلِهٖ ((الْجَبَلَیْنِ الْعَظِیْمَیْنِ)) وَلَمْ یَذْكُرْ مَا بَعْدَهٗ وَفِیْ حَدِیْثِ عَبْدِالْاَعْلٰی: ((حَتّٰی یُفْرَغَ مِنْهَا)) وَفِیْ حَدِیْثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ: ((حَتّٰی تُوْضَعَ فِی اللَّحْدِ)). [نسائی: ۱۹۹۳؛ ابن ماجہ: ۱۵۳۹]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے وہی روایت کی ہے یہاں تک کہ ''دو بڑے بڑے پہاڑوں'' کا ذکر کیا اور عبدالاعلیٰ نے یہاں تک کہ ''فارغ ہو جائیں ان کے دفن سے'' (یہ لفظ کہا) اور عبدالرزاق نے کہا کہ ''یہاں تک کہ رکھا جائے جنازہ قبر میں۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ثواب کا دوسرا قیراط جب ملے گا کہ دفن سے فارغ ہونے تک حاضر رہے۔

(۲۱۹۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِیْثِ مَعْمَرٍ وَقَالَ: ((وَمَنِ اتَّبَعَهَا حَتّٰی تُدْفَنَ)).

[راجع: ۲۱۹۰]

اس سند سے بھی مذکورہ کی طرح مروی ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے کہ ''جس نے اس جنازے کی پیروی کی اس کے دفن ہونے تک۔''

○ ○ ○ ○

(۲۱۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت کی کہ ''جو جنازہ کی نماز پڑھے

((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ وَلَمْ يَتْبَعْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ فَإِنْ تَبِعَهَا فَلَهُ قِيرَاطَانِ)) قِيلَ: وَمَا الْقِيرَاطَانِ؟ قَالَ: ((أَصْغَرُهُمَا مِثْلُ أُحُدٍ.))

اور ساتھ نہ جائے، اس کو ایک قیراط ہے اور جو ساتھ جائے اس کو دو قیراط ہیں۔'' کسی نے پوچھا: دو قیراط کیا ہیں؟ فرمایا: ''چھوٹا ان میں سے احد کے برابر ہے۔''

(۲۱۹۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنِ اتَّبَعَهَا حَتّٰى تُوضَعَ فِي الْقَبْرِ فَقِيرَاطَانِ)) قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَاهُرَيْرَةَ! وَمَا الْقِيرَاطُ؟ قَالَ: مِثْلُ أُحُدٍ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے جنازہ پڑھا اس کے لیے ایک قیراط اجر ہے اور جو قبر میں ڈالنے تک ساتھ رہا اس کے لیے دو قیراط۔'' ان کے شاگرد پوچھتے ہیں اے ابو ہریرہ! قیراط کیا ہے؟ انہوں نے کہا: احد کے برابر ہے۔

(۲۱۹٤) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهُ قِيرَاطٌ مِنَ الْأَجْرِ)) فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: أَكْثَرَ عَلَيْنَا أَبُوهُرَيْرَةَ فَبَعَثَ إِلَى عَائِشَةَ فَسَأَلَهَا فَصَدَّقَتْ أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَقَدْ فَرَّطْنَا فِي قَرَارِيطَ كَثِيرَةٍ.

[بخاري: ۱۳۲۳، ۱۳۲٤]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے: ''جو جنازہ کے ساتھ جائے اس کو ایک قیراط ثواب ہے۔'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بہت روایتیں کرتے ہیں (یعنی ان کی روایت میں شک کیا) پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھ بھیجا تو انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات کو سچا کہا تب تو ابن عمر رضی اللہ عنہما بولے کہ ہم نے تو بہت سے قیراطوں کا نقصان کیا۔

فائدہ۔اس سے کمال علم محترمہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اور آپ کی کمال جامعیت معلوم ہوئی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خیال میں علی العموم یہ بات جمی تھی کہ جس روایت میں شک ہو یا جس مسئلہ دین میں شبہ ہو تو ان سے دریافت کرو۔ سبحان اللہ! ایسی ماں کس امت کو عنایت ہوئی ہے۔ ﴿ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾۔

(۲۱۹٥) عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ حَدَّثَهُ أَنَّهُ كَانَ قَاعِدًا عِنْدَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضي الله عنهما إِذْ طَلَعَ خَبَّابٌ صَاحِبُ الْمَقْصُورَةِ فَقَالَ: يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ! أَلَا تَسْمَعُ مَا يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ رضي الله عنه؟ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((مَنْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ مِنْ بَيْتِهَا وَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ تَبِعَهَا حَتّٰى تُدْفَنَ كَانَ لَهُ قِيرَاطَانِ مِنْ أَجْرٍ كُلُّ قِيرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُحُدٍ))؟ فَأَرْسَلَ ابْنُ عُمَرَ خَبَّابًا إِلَى عَائِشَةَ رضي الله عنها يَسْأَلُهَا عَنْ قَوْلِ أَبِي هُرَيْرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَيْهِ فَيُخْبِرُهُ مَا قَالَتْ: وَأَخَذَ ابْنُ عُمَرَ قَبْضَةً مِنْ حَصْبَاءِ الْمَسْجِدِ يُقَلِّبُهَا

عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے کہ خباب رضی اللہ عنہ مقصورہ والے آئے اور کہا: اے عبداللہ رضی اللہ عنہ سنتے ہو کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کیا کہتے ہیں، کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ''جو جنازہ کے ساتھ اپنے گھر سے نکلے اور اس پر نماز پڑھ کر ساتھ جائے دفن ہونے تک تو اس کو دو قیراط ثواب ہے ہر قیراط احد کے برابر ہے اور جو نماز پڑھ کے لوٹ جائے تو اس کو احد (پہاڑ) کے برابر ثواب ہے۔'' تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے خباب رضی اللہ عنہ کو ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بات کو پوچھیں۔ وہ گئے اور لوٹ کر آئے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مٹھی بھر کے کنکریاں ہاتھ میں لیں اور ان کو لوٹ پوٹ کرنے لگے (یعنی فکر میں تھے) غرض جب وہ لوٹ کر آئے تو کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابو ہریرہ کی بات کو سچا کہتی ہیں، تب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے

فِي يَدِهٖ حَتّٰى رَجَعَ إِلَيْهِ الرَّسُوْلُ فَقَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: صَدَقَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَضَرَبَ ابْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہ بِالْحَصَى الَّذِيْ كَانَ فِيْ يَدِهِ الْأَرْضَ ثُمَّ قَالَ: لَقَدْ فَرَّطْنَا فِيْ قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ. [ابوداود: ٣١٦٩]

کنکریاں ہاتھ سے پھینک دیں اور کہا: افسوس ہم نے بہت سے قیراط کا نقصان کیا۔



(٢١٩٦) عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ صَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ فَلَهٗ قِيْرَاطٌ فَإِنْ شَهِدَ دَفْنَهَا فَلَهٗ قِيْرَاطَانِ الْقِيْرَاطُ مِثْلُ أُحُدٍ)). [ابن ماجه: ١٥٤٠]

ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جو آزاد کردہ غلام ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے جنازے کی نماز پڑھی اس کے لیے ایک قیراط ہے اگر وہ اس کی تدفین تک موجود رہا تو اس کے لیے دو قیراط ہیں ایک قیراط احد پہاڑ کی مثل ہے۔“

(٢١٩٧) عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ وَفِيْ حَدِيْثِ سَعِيْدٍ وَهِشَامٍ سُئِلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْقِيْرَاطِ فَقَالَ: ((مِثْلُ أُحُدٍ)). [راجع: ٢١٩٦]

روایت کی قتادہ نے اسی اسناد سے مثل اوپر کی روایت کے اور سعید اور ہشام کی روایت میں ہے کہ کسی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا قیراط کا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”احد پہاڑ کی مثل۔“

بَابٌ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ مِائَةٌ شُفِّعُوْا فِيْهِ.

باب: جس شخص کا جنازہ سو آدمی پڑھیں اس میت کے لیے ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

(٢١٩٨) عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَا مِنْ مَيِّتٍ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَبْلُغُوْنَ مِائَةً كُلُّهُمْ يَشْفَعُوْنَ لَهٗ إِلَّا شُفِّعُوْا فِيْهِ)) قَالَ: فَحَدَّثْتُ بِهٖ شُعَيْبَ بْنَ الْحَبْحَابِ فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ بِهٖ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم . [ترمذی: ١٠٢٩؛ نسائی: ١٩٩٠، ١٩٩١]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی مردہ ایسا نہیں کہ اس پر ایک گروہ مسلمانوں کا نماز پڑھے جس کی گنتی سو تک پہنچتی ہو اور پھر سب اس کی شفاعت کریں (یعنی اللہ سے اس کی مغفرت کی دعا کریں) مگر ضرور ان کی شفاعت قبول ہوگی۔ راوی نے کہا: میں نے یہ روایت شعیب بن حبحاب سے بیان کی تو انہوں نے کہا: مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: مترجم: میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے جنازہ پر پاک عقیدہ رکھنے والے مؤمنوں کو جمع فرمائے اور ان کی شفاعت میرے حق میں قبول کرے۔

بَابٌ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ أَرْبَعُوْنَ شُفِّعُوْا فِيْهِ.

باب: جس میت کی چالیس لوگ نماز جنازہ پڑھیں ان کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔

(٢١٩٩) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما أَنَّهٗ مَاتَ ابْنٌ لَهٗ بِقُدَيْدٍ أَوْ بِعُسْفَانَ فَقَالَ: يَا كُرَيْبُ! انْظُرْ مَا اجْتَمَعَ لَهٗ مِنَ النَّاسِ قَالَ: فَخَرَجْتُ فَإِذَا نَاسٌ قَدِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ: تَقُوْلُ هُمْ أَرْبَعُوْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَخْرِجُوْهُ فَإِنِّيْ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک فرزند مر گیا قدید یا عسفان میں (قدید اور عسفان مقام کے نام ہیں) تو انہوں نے کریب سے کہا کہ دیکھو کتنے لوگ جمع ہوئے ہیں، (یعنی نماز جنازہ کیلئے) کریب نے کہا: میں گیا اور دیکھا لوگ جمع ہیں اور ان کو خبر کی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: تمہارے اندازے میں وہ چالیس ہیں؟ میں نے کہا: ہاں۔ کہا: جنازہ نکالو اس لیے

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَامِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ فَيَقُوْمُ عَلٰى جَنَازَتِهِ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا لَا يُشْرِكُوْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا شَفَّعَهُمُ اللّٰهُ فِيْهِ)) وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ مَعْرُوْفٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ؓ.

[ابوداود: ۳۱۷۰؛ ابن ماجه: ۱۴۸۹]

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ ﷺ فرماتے تھے: ”جس مسلمان کے جنازے میں چالیس آدمی ایسے ہوں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں ضرور ان کی شفاعت قبول کرتا ہے۔“ ابن معروف کی روایت میں یوں ہے کہ انہوں نے شریک بن ابونمر سے روایت کی۔ انہوں نے کریب سے، انہوں نے ابن عباس ؓ سے۔

بَابٌ فِيْمَنْ يُثْنٰى عَلَيْهِ خَيْرٌ أَوْشَرٌّ مِنَ الْمَوْتٰى.

باب: میتوں میں سے جس کی اچھی یا بری تعریف کی جائے۔

(۲۲۰۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ: مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ)) وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ)) فَقَالَ: عُمَرُ ؓ فِدًى لَكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ! مُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا خَيْرًا فَقُلْتَ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ)) وَمُرَّ بِجَنَازَةٍ فَاُثْنِيَ عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ: ((وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ))؟ فَقَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ اَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ)). [نسائی: ۱۹۳۱]

انس ؓ نے کہا کہ ایک جنازہ گزرا اور لوگوں نے اسے اچھا کہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگئی۔“ تین بار فرمایا۔ دوسرا جنازہ گزرا لوگوں نے اسے کہا برا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”واجب ہوگئی“ تین بار فرمایا، حضرت عمر ؓ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں ایک جنازہ گزرا اور لوگوں نے اسے اچھا کہا آپ ﷺ نے تین بار فرمایا کہ واجب ہوگئی اور دوسرا گزرا لوگوں نے اسے برا کہا، آپ ﷺ نے تین بار فرمایا کہ واجب ہوگئی (اس کا مطلب کیا ہے؟ کیا چیز واجب ہوگئی) آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کو تم نے اچھا کہا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کو برا کہا اس پر دوزخ واجب ہوگئی۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ تم زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث میں آپ ﷺ نے ایک کلمہ کو تین تین بار اہتمام اور تاکید کے واسطے فرمایا اور صحابہ کرام ؓ کا اچھا کہنا واقع کے موافق تھا، اسی لیے ان کو اللہ تعالیٰ کا گواہ کہا اور میت کو جنتی فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نیکوں کے لیے مومنوں کے دلوں میں بھلائی پیدا کر دیتا ہے اور بروں کے لیے برائی۔ اور صحابہ ؓ نے جس میت کو برا کہا ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ کیوں برا کہا حالانکہ حدیث میں آیا ہے کہ موتیٰ کا ذکر خیر سے کرو، تو جواب اس کا یہ ہے کہ ان موتیٰ کے لیے جن کا نفاق اور بدعت اور فسق کھلا ہوا نہ ہو۔ اور جو کھلا ہوا منافق یا بدعتی ہو اس کو اس نظر سے کہہ دینا کہ لوگ چال چلن سے پرہیز کریں روا ہے کہ اس میں زندوں کی خیر خواہی اور بھلائی ہے اور اسی لیے محدثین نے کہا ہے کہ جس کی صحابہ ؓ نے مذمت کی تھی وہ کھلا ہوا منافق تھا۔

(۲۲۰۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ: مُرَّ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بِجَنَازَةٍ فَذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ

اس سند سے بھی گزشتہ روایت آئی ہے کچھ لفظوں کی تبدیلی کے ساتھ۔

اَنَسٍ غَيْرَ اَنَّ حَدِيْثَ عَبْدِالْعَزِيْزِ اَتَمُّ. [بخاری: ۲٦٤۲؛ ابن ماجہ: ۱٤۹۱]

○ ○ ○ ○

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ مُسْتَرِيْحٍ وَمُسْتَرَاحٍ مِّنْهُ.

باب: آرام پانے والے اور جس سے آرام حاصل کیا گیا ان کا بیان۔

(۲۲۰۲) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيِّ اَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مُرَّ عَلَيْهِ بِجَنَازَةٍ قَالَ: ((مُسْتَرِيْحٌ وَّ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ)) قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ فَقَالَ: ((الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَّصَبِ الدُّنْيَا وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَ الْبِلَادُ وَ الشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ)) [بخاری: ٦٥١۲، ٦٥١۳؛ نسائی: ۱۹۲۹، ۱۹۳۰]

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آپ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا کہ ”یہ خود آرام پانے والا ہے اور اس کے جانے سے اور لوگوں نے آرام پایا۔“ لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کا مطلب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مؤمن دنیا کی تکلیفوں سے آرام پاتا ہے (یعنی موت کے وقت) اور بد آدمی کی جان سے بندے اور شہر اور درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔“

○ ○ ○ ○

فائدہ: معلوم ہوا کہ گناہ سے صرف آدمی خود ہی خراب نہیں ہوتا بلکہ تمام مخلوقات الٰہی کو اس سے ایذا ہوتی ہے اور سب گنہگار سے تکلیف پاتے ہیں۔

(۲۲۰۳) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَفِيْ حَدِيْثِ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ: ((يَسْتَرِيْحُ مِنْ اَذَى الدُّنْيَا وَ نَصَبِهَا اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ)). [راجع: ۲۲۰۲]

قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی ﷺ سے۔ اور یحییٰ کی حدیث میں یہ لفظ ہیں ((يَسْتَرِيْحُ مِنْ اَذَى الدُّنْيَا وَنَصَبِهَا اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ)) یعنی ”مؤمن دنیا کی تکلیفوں سے اور اس کی چوٹ وغیرہ سے آرام پاتا ہے اور اللہ کی رحمت کی طرف جگہ کرتا ہے۔“

❖ ❖ ❖ ❖

بَابٌ فِي التَّكْبِيْرِ عَلَى الْجَنَازَةِ.

باب: نماز جنازہ میں تکبیروں کا بیان۔

(۲۲۰٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَعٰى لِلنَّاسِ النَّجَاشِيَّ [فِي] الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَخَرَجَ بِهِمْ اِلَى الْمُصَلّٰى وَكَبَّرَ اَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ. [بخاری: ۱۲٤٥، ۱۳۳۳؛ ابوداود: ۳۲۰٤؛ نسائی: ۱۹۷۰، ۱۹۷۹]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر دی جس دن انہوں نے انتقال کیا اور عیدگاہ میں گئے اور چار تکبیریں کہیں (یعنی نماز جنازہ پڑھی)

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے نماز جنازہ ثابت ہوئی اور اس پر اجماع ہے کہ وہ فرض کفایہ ہے اور صحیح ہے کہ ایک آدمی سے بھی ادا ہو جاتی ہے اور فرض اتر جاتا ہے اور تکبیرات جنازہ کا چار ہونا بھی ثابت ہوا۔ اور مذہب شافعیہ اور جمہور کا بھی یہی ہے اور ثابت ہوئی نماز جنازہ غائب پر اگرچہ حنفیہ نے بلا دلیل اس کا خلاف کیا ہے۔

(۲۲۰٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّهُ قَالَ: نَعٰى لَنَا

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبر دی ہم کو رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے بادشاہ

رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِي الْيَوْمِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ: ((اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ)). [بخاری:۱۳۲۸]

نجاشی رضی اللہ عنہ کی موت کی جس دن کہ انہوں نے انتقال کیا اور فرمایا: ”اپنے بھائی کے لیے مغفرت مانگو۔“ (یہ ہمدردی ہے)

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَحَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَفَّ بِهِمْ بِالْمُصَلّٰى فَصَلّٰى فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ تَكْبِيْرَاتٍ.

ابن شہاب نے کہا اور روایت کی مجھ سے سعید بن مسیب نے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ صف باندھی عیدگاہ میں اور نماز جنازہ پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔

(۲۲۰۶) عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ كَرِوَايَةِ عُقَيْلٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيْعًا. [بخاری: ۳۸۸۰؛ نسائی: ۱۸۷۸، ۲۰۴۱]

اس سند سے بھی مذکورہ روایت آئی ہے۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۰۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى أَصْحَمَةَ النَّجَاشِيِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا. [بخاری: ۱۳۳۴، ۳۸۷۹]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی اصحمہ رضی اللہ عنہ کی جس کا لقب نجاشی تھا اور چار تکبیریں کہیں۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۰۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَاتَ الْيَوْمَ عَبْدٌ لِلّٰهِ صَالِحٌ أَصْحَمَةُ)) فَقَامَ فَأَمَّنَا وَصَلّٰى عَلَيْهِ. [بخاری: ۱۳۲۰، ۳۸۷۷؛ نسائی: ۱۹۶۹]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج اللہ کے ایک نیک بندہ اصحمہ رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا ہے۔“ اور آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور ہمارے امام بنے اور ان پر نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۰۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخًا لَكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ)) قَالَ: فَقُمْنَا فَصَفَّنَا صَفَّيْنِ. [نسائی: ۱۹۷۲]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے ایک بھائی کا انتقال ہو گیا، سو کھڑے ہو اور اس پر نماز پڑھو۔“ پھر ہم کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے دو صفیں باندھ دیں۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۱۰) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَخَاكُمْ قَدْ مَاتَ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلَيْهِ)) يَعْنِي النَّجَاشِيَّ. وَفِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ: ((إِنَّ أَخَاكُمْ)). [نسائی: ۱۹۴۵]

عمران بن حصین نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک تمہارا بھائی فوت ہو گیا تو تم کھڑے ہو جاؤ اور اس پر جنازہ پڑھو۔“ یعنی نجاشی پر اور زہیر کی روایت میں ((ان اخاکم)) ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْقَبْرِ.

باب: قبر پر نماز جنازہ پڑھنا۔

(۲۲۱۱) عَنِ الشَّعْبِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ بَعْدَ مَا دُفِنَ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا

شعبی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر نماز پڑھی، میت کے دفن کے بعد اور چار تکبیریں کہیں۔ شیبانی نے شعبی سے پوچھا کہ آپ ﷺ

قَالَ الشَّيْبَانِيُّ: فَقُلْتُ لِلشَّعْبِيِّ: مَنْ حَدَّثَكَ هٰذَا؟ قَالَ: الثِّقَةُ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما هٰذَا لَفْظُ حَدِيْثِ حَسَنٍ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ: انْتَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰى قَبْرٍ رَطْبٍ فَصَلّٰى عَلَيْهِ وَصَفُّوْا خَلْفَهٗ وَكَبَّرَ أَرْبَعًا قُلْتُ لِعَامِرٍ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: الثِّقَةُ مَنْ شَهِدَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما.

[بخاری: ۸۵۷، ۱۲۴۷، ۱۳۱۹، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۶، ۱۳۳۶، ۱۳۴۰؛ ابوداود: ۳۱۹۶؛ ترمذی: ۱۰۳۷؛ نسائی: ۲۰۲۲، ۲۰۲۳؛ ابن ماجہ: ۱۵۳۰]

سے یہ حدیث کس نے بیان کی؟ انہوں نے کہا: ایک معتبر نے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے۔ یہ لفظ حسن کی حدیث کے ہیں۔ اور ابن نمیر کی روایت میں ہے کہ پہنچے رسول اللہ ﷺ ایک تازہ قبر پر اور نماز پڑھی اس پر۔ اور لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے صف باندھی اور چار تکبیریں کہیں۔ میں نے عامر سے پوچھا، کس نے تم سے کہا؟ انہوں نے کہا: ایک ثقہ نے جن کے پاس ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے تھے۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۱۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ وَلَيْسَ فِيْ حَدِيْثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا. [راجع: ۲۲۱۱]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی ﷺ سے مثل اس کے، اور کسی کی حدیث میں یہ نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۱۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِيْ صَلَاتِهٖ عَلَى الْقَبْرِ نَحْوَ حَدِيْثِ الشَّيْبَانِيِّ لَيْسَ فِيْ حَدِيْثِهِمْ: وَكَبَّرَ أَرْبَعًا. [راجع: ۲۲۱۱]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے نبی ﷺ سے قبر پر نماز پڑھنے کے باب میں روایت کی شیبانی کی حدیث کے مانند مگر کسی کی روایت میں چار تکبیریں کہنے کا ذکر نہیں۔

(۲۲۱۴) عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى عَلٰى قَبْرٍ. [راجع: ۱۵۳۱]

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے قبر پر نماز پڑھی۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۱۵) عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَوْدَاءَ كَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ أَوْ شَابًّا. فَفَقَدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَ عَنْهَا. أَوْ عَنْهُ. فَقَالُوْا: مَاتَ قَالَ: ((أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِيْ)) قَالَ: فَكَأَنَّهُمْ صَغَّرُوْا أَمْرَهَا. أَوْ أَمْرَهٗ. فَقَالَ: ((دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ)) فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى أَهْلِهَا وَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ)). [بخاری: ۴۵۸، ۴۶۰، ۱۳۳۷؛ ابوداود: ۳۲۰۳؛ ابن ماجہ: ۱۵۲۷]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کالی عورت مسجد کی خدمت کرتی تھی یا ایک جوان تھا اور اس کو حضور ﷺ نے نہ پایا تو پوچھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ مر گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھ کو خبر نہ کی۔'' کہا گویا انہوں نے اس کو حقیر جان کر حضرت محمد ﷺ کو تکلیف دینا مناسب نہ جانا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر بتاؤ۔'' لوگوں نے بتائی۔ آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی اور فرمایا: ''یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کو روشن کر دیتا ہے میرے نماز پڑھنے سے۔''

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے قبر پر نماز جنازہ پڑھنا روا ہے اور یہی مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ کا۔ اور اصحاب مالک رحمہ اللہ نے اس میں تاویلات باطلہ کر کے اس کو ناجائز رکھا ہے۔ اور حدیث پیغمبر معصوم علیہ السلام کے آگے کسی کا قول نہیں چل سکتا۔ اور اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کے حسن اخلاق تواضع اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی خبر گیری اور ان کے حقوق کا خیال رکھنا اور ان کے دنیا و آخرت کے مصالح کا فکر رکھنا (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(گزشتہ سے پیوستہ) ثابت اور معلوم ہوتا ہے اور فرمایا کہ مجھے خبر کیوں نہ دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ میت کی خبر احباب کو دینا تا کہ اس کی نماز و دفن میں شریک ہوں روا ہے۔

(٢٢١٦) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ: کَانَ زَیْدٌ رضی اللہ عنہ یُکَبِّرُ عَلٰی جَنَائِزِنَا اَرْبَعًا وَاَنَّهٗ کَبَّرَ عَلٰی جَنَازَةٍ خَمْسًا فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یُکَبِّرُهَا. [ابوداود: ٣١٩٧؛ ترمذی: ١٠٢٣؛ نسائی: ١٩٨١؛ ابن ماجه: ١٥٠٥]

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کہ زید رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں کی نماز میں چار تکبیریں کہا کرتے تھے اور ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں کہیں اور ہم نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہتے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث علما کے نزدیک منسوخ ہے اور ابن عبدالبر وغیرہ نے اس کے منسوخ ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اب کوئی شخص چار تکبیروں سے زیادہ نہ کہے۔ اور یہ دلیل ہے اس پر کہ ان لوگوں نے زید بن ارقم کے بعد چار پر اجماع کر لیا ہے اور فقہا کا صحیح قول یہ ہے کہ اجماع بعد اختلاف کے صحیح ہے تمام ہوا کلام نووی رحمہ اللہ کا۔

مترجم کہتا ہے اللہ کی مدد سے کہ جب ایک معتبر راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں کہیں تو اجماع سے کیوں کر منسوخ ہو سکتا ہے فعل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا جب تک خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ کی نہی بالتصریح نہ آ جائے اور حال یہ ہے کہ زاد المعاد میں ابن قیم رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ تکبیریں صحیح ہوئیں۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے بعد چار بھی کہتے تھے پانچ بھی چھ بھی، اس کے بعد یہی روایت زید رضی اللہ عنہ کی مسلم سے بیان کی اور پھر کہا علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب نے سہل بن حنیف کے جنازہ پر چھ تکبیریں کہیں اور اہل بدر پر آپ چھ تکبیریں کہا کرتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم پر پانچ اور لوگوں پر سوائے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چار، ذکر کیا اس کا دار قطنی نے اور ذکر کیا سعید بن منصور نے حکم سے۔ انہوں نے ابن عیینہ سے کہ انہوں نے کہا صحابہ رضی اللہ عنہم اہل بدر پر پانچ اور چھ اور سات کہا کرتے تھے اور یہ آثار صحیحہ ہیں تو چار سے زیادہ منع کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار سے زیادہ کو منع نہیں فرمایا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم نے چار کہیں اور جن لوگوں نے منع کیا ہے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے دلیل پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اخیر جنازہ پر جو نماز پڑھی اس میں چار ہی تکبیریں کہیں اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر فعل ہے۔ اور اخیر سے اخیر فعل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لیا جاتا ہے۔ اس حدیث میں ہلال نے اپنے علل میں کلام کیا ہے اور کہا ہے کہ مجھے حارث نے خبر دی ہے کہ کسی نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا ابوالملیح کی روایت کو میمون سے جو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور یہی حدیث پڑھی تو امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا یہ کذب ہے اس کی کچھ اصل نہیں' اور یہ حدیث روایت کی ہے محمد بن زیاد طحان نے اور وہ حدیثیں اپنے دل سے گھڑا کرتا تھا۔ اور منع کرنے والوں نے اس سے بھی دلیل پکڑی ہے کہ میمون بن مہران نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرشتوں نے جب حضرت آدم علیہ السلام پر نماز پڑھی تو چار تکبیریں کہیں اور کہا یہ تمہارے لیے سنت ہے اے بنی آدم! اور اس حدیث کا حال سنیے کہ اثرم نے کہ محمد بن معاویہ نیشاپوری کا ذکر ابو عبداللہ کے پاس آیا یعنی امام احمد رحمہ اللہ کے پاس تو انہوں نے فرمایا: میں اس کی حدیثوں کو دل سے گھڑی ہوئی جانتا ہوں۔ پھر ذکر کیا اسی روایت کو ابی الملیح سے کہ وہ راوی ہیں میمون سے، وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں تو اس کو ابو عبداللہ امام احمد رحمہ اللہ نے بڑی انوکھی بات جانی اور کہا: ابوالملیح کی روایتیں بہت صحیح ہوتی ہیں اور وہ اللہ سے بہت ڈرنے والے تھے اور پاک تھے کہ ایسی روایتیں بیان کریں اور یہ بات کہ اس روایت کو ابوالملیح کی طرف منسوخ کریں ان کو بہت ناگوار ہوئی اور منع کرنے والوں نے بیہقی کی روایت سے دلیل پکڑی جو یحییٰ نے ابی سے روایت کی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام پر نماز پڑھی اور چار تکبیریں کہیں۔ یہ روایت صحیح نہیں اور مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح مروی ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ کے ساتھی سب چار تکبیریں کہا کرتے تھے چنانچہ علقمہ نے عبداللہ سے کہا کہ معاذ کے ساتھی شام سے آئے ہیں اور انہوں نے ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں کہیں تو عبداللہ نے کہا: تکبیریں کچھ مقرر نہیں ہیں امام جتنی تکبیریں کہے تم بھی کہو اور جب وہ سلام پھیر دے تم بھی سلام پھیر دو۔

بَابُ الْقِیَامِ لِلْجَنَازَةِ. باب: جنازہ کے لیے کھڑے ہونے کا بیان۔

(٢٢١٧) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا لَهَا حَتّٰى تُخَلِّفَكُمْ اَوْتُوْضَعَ)) [بخاري: ١٣٠٧، ١٣٠٨؛ ابوداود: ٣١٧٢؛ ترمذي: ١٠٤٢؛ نسائي: ١٩١٤، ١٩١٥؛ ابن ماجه: ١٥٤٢]

عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم جنازہ دیکھو کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ آگے چلا جائے یا زمین پر اتارا جائے۔''



فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جنازہ دیکھ کر اٹھ کھڑے ہونے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا: یہ حکم منسوخ ہے۔ چنانچہ مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی رحمہ اللہ کا یہی مذہب ہے اور امام احمد اور اسحاق اور ابن حبیب نے اور ابن ماجشون مالکی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اختیار ہے چاہے کھڑا ہو یا نہ ہو۔ اور جو جنازہ کے ساتھ گیا ہے اس کے بیٹھنے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف میں سے جب تک جنازہ رکھا نہ جائے نہ بیٹھتے۔ اور اوزاعی، احمد، اسحاق اور محمد بن حسن رحمہ اللہ کا یہی قول ہے اور قبر پر جب تک جنازہ دفن نہ ہو کھڑا ہونے میں بھی اختلاف ہے بعض نے مکروہ کہا ہے۔ بعض نے اس پر عمل کیا ہے۔ اور شافعیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ کھڑا ہونا مستحب نہیں اور یہ حدیث منسوخ ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور متولی نے اصحاب شافعیہ سے کہا ہے کہ کھڑا ہونا مستحب ہے اور یہی مذہب پسندیدہ ہے۔ غرض کھڑا ہونا مستحب ہے اور نہ کھڑا ہونا جائز ہے اور دعویٰ منسوخ ہونے کا ایسی جگہ ٹھیک نہیں جہاں تطبیق ہو سکتی ہو دو روایتوں میں۔

(٢٢١٨) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ ﷺ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مَا شِيًا مَّعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى تُخَلِّفَهُ اَوْ تُوْضَعَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُخَلِّفَهُ)). [راجع: ٢٢١٧]

عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص جنازہ دیکھے تو اگر اس کے ساتھ جانے والا نہ ہو تو کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ وہ آگے نکل جائے یا زمین پر رکھا جائے آگے جانے سے پہلے۔''



(٢٢١٩) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلْيَقُمْ حِيْنَ يَرَاهَا حَتّٰى تُخَلِّفَهُ اِنْ كَانَ غَيْرَ مُتَّبِعِهَا)). [راجع: ٢٢١٧]

ابن جریج کی روایت میں یہ لفظ ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ((اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمُ الْجَنَازَةَ فَلْيَقُمْ حِيْنَ يَرَاهَا حَتّٰى تُخَلِّفَهُ اِنْ كَانَ غَيْرَ مُتَّبِعِهَا)) جنازہ کو دیکھے تو چاہیے کہ کھڑا ہو جائے جب اس کو دیکھے یہاں تک کہ جنازہ آگے چلا جائے اگر اس کو جنازہ کے ساتھ جانا نہیں ہے۔''



(٢٢٢٠) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اِذَا اتَّبَعْتُمْ جَنَازَةً فَلَا تَجْلِسُوْا حَتّٰى تُوْضَعَ)).

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی جنازہ کے ساتھ جائے تو جب تک وہ رکھا نہ جائے اس وقت تک نہ بیٹھے۔''



(٢٢٢١) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((اِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا فَمَنْ تَبِعَهَا فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى تُوْضَعَ)). [بخاري: ١٣١٠؛ ترمذي: ١٠٤٣؛ نسائي: ١٩١٣، ١٩١٦، ١٩٩٧]

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ اور جو ساتھ جائے وہ نہ بیٹھے، جب تک وہ رکھا نہ جائے۔''



(٢٢٢٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: مَرَّتْ جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَقُمْنَا مَعَهُ

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک جنازہ گزرا تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر ہم نے عرض کیا: یا

فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِنَّهَا يَهُوْدِيَّةٌ فَقَالَ: ((اِنَّ الْمَوْتَ فَزَعٌ فَاِذَا رَاَيْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا)).

[بخاري: ١٣١١؛ ابوداود: ٣١٧٤؛ نسائي: ١٩٢١]

رسول اللہ ﷺ! وہ تو یہودی عورت کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''موت گھبراہٹ کی چیز ہے۔ پھر جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔''

○ ○ ○ ○

(٢٢٢٣) عَنْ جَابِرٍ يَقُوْلُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ لِجَنَازَةٍ مَرَّتْ بِهِ حَتّٰى تَوَارَتْ. [نسائي: ١٩٢٧]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کیلئے کھڑے ہوئے یہاں تک کہ وہ چھپ گیا۔

(٢٢٢٤) عَنْ جَابِرٍ يَقُوْلُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَاَصْحَابُهٗ لِجَنَازَةِ يَهُوْدِيٍّ حَتّٰى تَوَارَتْ. [راجع: ٢٢٢٣]

جابر رضی اللہ عنہ کہتے تھے: نبی ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہم کھڑے رہے ایک یہودی کے جنازہ کیلئے یہاں تک کہ وہ آنکھوں سے چھپ گیا۔

(٢٢٢٥) عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى اَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ وَسَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ رضي الله عنهما كَانَا بِالْقَادِسِيَّةِ فَمَرَّتْ بِهِمَا جَنَازَةٌ فَقَامَا فَقِيْلَ لَهُمَا: اِنَّهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَقَالَا: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّتْ بِهٖ جَنَازَةٌ فَقَامَ فَقِيْلَ لَهٗ: اِنَّهٗ يَهُوْدِيٌّ فَقَالَ: ((اَلَيْسَتْ نَفْسًا)).

[بخاري: ١٣١٢، ١٣١٣؛ نسائي: ١٩٢٠]

ابن ابی لیلیٰ نے کہا کہ قیس بن سعد اور سہل بن حنیف دونوں قادسیہ میں تھے اور ایک جنازہ گزرا۔ اور وہ کھڑے ہوئے۔ سو ان سے کہا گیا کہ وہ اسی زمین کے لوگوں میں سے ہے (یعنی کفار میں سے) ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گیا اور آپ ﷺ کھڑے ہو گئے تو عرض کیا کہ وہ یہودی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: ''آخر جان تو ہے۔''

(٢٢٢٦) عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ وَفِيْهِ فَقَالَا: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَمَرَّتْ عَلَيْنَا جَنَازَةٌ. [راجع: ٢٢٢٥]

عمرو بن مرہ نے اسی اسناد سے۔ اور اس میں یہ لفظ ہیں کہ انہوں نے کہا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ایک جنازہ گزرا۔

○ ○ ○ ○

بَابُ نَسْخِ الْقِيَامِ لِلْجَنَازَةِ.

باب: جنازہ کے لیے کھڑا ہونا منسوخ ہے۔

(٢٢٢٧) عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ اَنَّهٗ قَالَ: رَاٰنِيْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ وَنَحْنُ فِيْ جَنَازَةٍ قَائِمًا وَقَدْ جَلَسَ يَنْتَظِرُ اَنْ تُوْضَعَ الْجَنَازَةُ فَقَالَ لِيْ: مَايُقِيْمُكَ؟ فَقُلْتُ: اَنْتَظِرُ اَنْ تُوْضَعَ الْجَنَازَةُ لِمَا يُحَدِّثُ اَبُوْسَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ رضي الله عنه فَقَالَ نَافِعٌ: فَاِنَّ مَسْعُوْدَ بْنَ الْحَكَمِ حَدَّثَنِيْ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رضي الله عنه اَنَّهٗ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَعَدَ. [ابوداود: ٣١٧٥؛ ترمذي: ١٠٤٤؛ نسائي: ١٩٩٨، ١٩٩٩؛ ابن ماجه: ١٥٤٤]

واقد نے کہا کہ مجھ کو نافع نے دیکھا کہ میں ایک جنازہ کے ساتھ کھڑا تھا اور وہ بیٹھے ہوئے انتظار کرتے تھے جنازہ کے اترنے کا، سو انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم کس کے منتظر کھڑے ہو؟ میں نے کہا: میں منتظر ہوں جنازہ رکھنے کا اس حدیث کے خیال سے جو روایت کی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے تو نافع نے کہا کہ مسعود بن الحکم نے روایت کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے پھر بیٹھ گئے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٢٨) عَنْ وَاقِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ

واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ انصاری سے روایت ہے کہ نافع بن جبیر

مُعَاذٍ الْاَنْصَارِيَّ اَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ مَسْعُوْدَ بْنَ الْحَكَمِ الْاَنْصَارِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ فِيْ شَأْنِ الْجَنَائِزِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ ثُمَّ قَعَدَ. وَ اِنَّمَا حَدَّثَ بِذٰلِكَ لِاَنَّ نَافِعَ بْنَ جُبَيْرٍ رَاٰى وَاقِدَ بْنَ عَمْرٍو قَامَ حَتّٰى وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ.

[راجع: ٢٢٢٧]

نے خبر دی کہ مسعود بن الحکم انصاری نے ان کو خبر دی کہ سنا انہوں نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے کہ جنازوں کے حق میں فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ پہلے کھڑے ہو جاتے تھے (یعنی جنازہ دیکھ کر) پھر بیٹھنے لگے۔ اور یہ حدیث اس لیے روایت کی کہ نافع بن جبیر نے دیکھا واقد بن عمرو کو کہ وہ کھڑے رہے یہاں تک کہ جنازہ رکھا گیا۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٢٩) وَحَدَّثَنَاهُ اَبُوْكُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ.

[راجع: ٢٢٢٤]

اور کہا مسلم رحمہ اللہ نے کہ روایت کی ہم سے بھی ابوکریب نے، ان سے ابو زائدہ نے، ان سے یحییٰ نے اسی اسناد سے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٣٠) عَنْ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ فَقُمْنَا مَعَهُ وَقَعَدَ فَقَعَدْنَا يَعْنِيْ فِي الْجَنَازَةِ. [راجع: ٢٢٢٧]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دیکھا ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے ہوئے تو ہم بھی کھڑے ہوئے آپ ﷺ کے ساتھ اور وہ بیٹھنے لگے۔ پھر ہم بھی بیٹھنے لگے یعنی جنازہ میں۔

فائدہ: اب تم کو یقین ہو گیا کہ ہم جو اوپر کہہ آئے تھے کہ کھڑا ہونا امر مستحب ہے اور بیٹھ جانا روا ہے، یہی بات روایتوں کی رو سے، بہت ٹھیک ہے۔

(٢٢٣١) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ. [راجع: ٢٢٢٧]

مسلم رحمہ اللہ نے کہا: اور روایت کی مجھ سے یہی حدیث محمد بن بکر نے اور عبیداللہ بن سعید نے، دونوں نے کہا: روایت کی ہم سے یحییٰ نے اور وہ قطان ہیں انہوں نے شعبہ سے اسی اسناد سے۔

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمَيِّتِ فِي الصَّلَاةِ.

باب: نماز جنازہ میں میت کے لیے دعا کرنے کا بیان۔

(٢٢٣٢) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ: صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَنَازَةٍ فَحَفِظْتُ مِنْ دُعَاءِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ: ((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَ اَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ)) قَالَ: حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَنَا ذٰلِكَ الْمَيِّتَ [ترمذی:

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز پڑھی اور میں نے آپ ﷺ کی دعا میں سے یہ لفظ یاد رکھے ((اللھم ـــ سے النار)) تک یعنی ''یا اللہ! بخش اس کو اور رحم کر، اور تندرستی دے اس کو، اور معاف کر اس کو، اور اپنی عنایت سے میزبانی کر اس کی، اس کا گھر (قبر) کشادہ کر، اور اس کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے، اور اس کو گناہوں سے صاف کر دے، جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے اور اس کو گھر کے بدلے اس سے بہتر گھر دے، اور اس کے لوگوں سے بہتر لوگ دے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی دے، اور جنت میں لے جا اور عذاب قبر سے بچا۔'' یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ یہ مردہ میں ہوتا۔

[۱۰۲۵؛ نسائی: ٦٢، ١٩٨٢، ١٩٨٣]

فائدہ: میں نے آرزو کی کہ یہ مردہ میں ہوتا تا کہ حضرت ﷺ کی دعا مجھے پہنچتی (امام نووی ﷫) اور فقیر مترجم آرزو کرتا ہے کہ یہ مردہ میں ہوتا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی دعا کے حزے میں لوٹتا۔

(۲۲۳۳) وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ وَهْبٍ.

[راجع: ۲۲۳۲]

مسلم نے کہا اور روایت کی ہم سے اسحاق بن ابراہیم نے، انہوں نے معاویہ سے انہی دونوں سندوں سے ابن وہب کی روایت کے مانند۔

(۲۲۳٤) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ ﷺ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَصَلّٰى عَلٰى جَنَازَةٍ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَاعْفُ عَنْهُ وَعَافِهِ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِمَاءٍ وَثَلْجٍ وَبَرَدٍ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ)) قَالَ عَوْفٌ: فَتَمَنَّيْتُ أَنْ لَوْ كُنْتُ أَنَا الْمَيِّتَ لِدُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى ذٰلِكَ الْمَيِّتِ. [ترمذی: ۱۰۲۵؛ نسائی: ٦٢، ١٩٨٢، ١٩٨٣]

عوف بن مالک ﷜ سے روایت ہے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا اور آپ ایک نماز جنازہ میں فرماتے تھے (یعنی یہ دعا پڑھی) ((اللھم سے النار)) تک یعنی "یا اللہ! بخش دے اس کو اور رحم فرما اور تندرستی دے اس کو اور معاف کر اس کو اور اپنی عنایت سے میزبانی کر اس کی اس کا گھر (قبر) کشادہ کر اور اس کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے اور اس کو گناہوں سے صاف کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے اور اس کو گھر کے بدلے اس سے بہتر گھر دے اور اس کے لوگوں سے بہتر لوگ دے اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی دے اور جنت میں لے جا اور عذاب قبر سے بچا اور آگ کے عذاب سے۔" یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ یہ مردہ میں ہوتا۔

بَابُ أَيْنَ يَقُومُ الْإِمَامُ مِنَ الْمَيِّتِ لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهِ.

باب: نماز جنازہ کے لیے امام کس جگہ کھڑا ہو۔

(۲۲۳۵) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ ﷺ قَالَ: صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَصَلّٰى عَلٰى أُمِّ كَعْبٍ مَاتَتْ وَهِيَ نُفَسَاءُ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهَا وَسَطَهَا. [بخاری: ۳۳۲، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲؛ ابوداود: ۳۱۹۵؛ ترمذی: ۱۰۳۵؛ نسائی: ۳۹۱، ۱۹۷۵، ۱۹۷۸؛ ابن ماجہ: ۱٤۹۳]

سمرہ بن جندب ﷜ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور آپ ﷺ نے کعب ﷜ کی ماں پر نماز پڑھی اور وہ نفاس میں تھیں، اور رسول اللہ ﷺ ان کی کمر کے برابر کھڑے ہوئے۔

(۲۲۳٦) عَنْ حُسَيْنٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرُوا

روایت کی حسین سے اسی اسناد سے اور کعب ﷜ کی ماں کا ذکر نہیں کیا۔

أُمِّ كَعْبٍ. [راجع: ٢٢٣٥]

○ ○ ○ ○

(٢٢٣٧) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ ؓ قَالَ: لَقَدْ كُنْتُ عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ غُلَامًا فَكُنْتُ اَحْفَظُ عَنْهُ فَمَا يَمْنَعُنِیْ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا اَنَّ هٰهُنَا رِجَالًا هُمْ اَسَنُّ مِنِّیْ وَقَدْ صَلَّيْتُ وَرَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَلٰی امْرَاَةٍ مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الصَّلٰوةِ وَسْطَهَا. وَفِیْ رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنّٰی قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ وَقَالَ: فَقَامَ عَلَيْهَا لِلصَّلٰوةِ وَسْطَهَا. [راجع: ٢٢٣٥]

سمرہ بن جندب ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مبارک میں میں لڑکا تھا، اور آپ ﷺ کی حدیثیں یاد رکھتا مگر اس لیے نہ بولتا تھا کہ مجھ سے بوڑھے لوگ وہاں موجود ہوتے تھے (سبحان اللہ! یہ کمال سعادت مند اور بزرگوں کا ادب ہے) اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی، ایک عورت پر کہ وہ نفاس میں تھی اور آپ ﷺ نماز کے وقت اس کے بیچ میں کھڑے ہوئے اور ابن مثنیٰ کی روایت کا مضمون بھی یہی ہے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ رُكُوْبِ الْمُصَلِّیْ عَلَی الْجَنَازَةِ إِذَا انْصَرَفَ.

باب: نماز جنازہ پڑھ کر واپسی پر سوار ہونے کا بیان۔

(٢٢٣٨) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: اُتِیَ النَّبِیُّ ﷺ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرًى فَرَكِبَهُ حِيْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ الدَّحْدَاحِ وَنَحْنُ نَمْشِیْ حَوْلَهُ. [نسائی: ٢٠٢٥]

جابر بن سمرہ ؓ نے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک گھوڑا آیا ننگی پیٹھ کا اور آپ ﷺ اس پر سوار ہو لیے اور ہم آپ ﷺ کے گرد پیدل تھے جب ابن دحداح کے جنازہ سے آپ ﷺ لوٹے تھے۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ لوٹتے وقت جنازہ سے سوار ہو کر چلتے۔

(٢٢٣٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ؓ قَالَ: صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَی ابْنِ الدَّحْدَاحِ ثُمَّ اُتِیَ بِفَرَسٍ عُرْیٍ فَعَقَلَهُ رَجُلٌ فَرَكِبَهُ فَجَعَلَ يَتَوَقَّصُ بِهِ وَنَحْنُ نَتَّبِعُهُ نَسْعٰی خَلْفَهُ قَالَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اِنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((كَمْ مِنْ عِذْقٍ مُعَلَّقٍ اَوْمُدَلًّی فِی الْجَنَّةِ لِابْنِ الدَّحْدَاحِ)) أَوْقَالَ شُعْبَةُ ((لِاَبِی الدَّحْدَاحِ)).

جابر بن سمرہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن دحداح (کے جنازہ) کی نماز پڑھی۔ پھر آپ ﷺ کے پاس ایک ننگی پیٹھ کا گھوڑا لایا گیا اور اس کو ایک شخص نے پکڑا پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور وہ کودتا تھا اور ہم سب آپ ﷺ کے پیچھے تھے اور دوڑتے تھے سو ایک شخص نے قوم میں سے کہا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''ابن دحداح کیلئے جنت میں کتنے خوشے لٹک رہے ہیں۔''

○ ○ ○ ○

بَابٌ فِی اللَّحْدِ وَنَصْبِ اللَّبِنِ عَلَی الْمَيِّتِ.

باب: لحد کھودنا اور میت پر کچی اینٹیں نصب کرنا۔

(٢٢٤٠) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ ؓ قَالَ:

سعد بن ابی وقاص ؓ نے اپنی بیماری میں فرمایا جس میں انتقال ہوا کہ

فِي مَرَضِهِ الَّذِي هَلَكَ فِيهِ: الْحَدُوْا لِي لَحْدًا وَانْصِبُوْا عَلَيَّ اللَّبِنَ نَصْبًا كَمَا صُنِعَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. [نسائی: ۲۰۰۷؛ ابن ماجه: ۱۵۵۶]

میرے لیے لحد بنانا اور اس پر کچی اینٹیں لگانا جیسے رسول اللہ ﷺ کیلئے بنائی گئی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ لحد بنانا مستحب ہے جس کو بغلی قبر کہتے ہیں اور حضور ﷺ کیلئے باتفاق صحابہ رضی اللہ عنہم ایسی ہی قبر بنی تھی اور اس میں کچی اینٹیں لگی تھیں۔

بَابُ جَعْلِ الْقَطِيفَةِ فِي الْقَبْرِ.

باب: قبر میں چادر ڈالنے کا بیان۔

(۲۲۴۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جُعِلَ فِي قَبْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَطِيفَةٌ حَمْرَآءُ. [ترمذی: ۱۰۴۸؛ نسائی: ۲۰۱۱]

کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں سرخ چادر ڈال دی گئی۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: مسلم رحمہ اللہ نے کہا: ابوجمرہ کا نام نصر بن عمران اور ابوالتیاح کا نام یزید بن حمید ہے کہ دونوں نے سرخس میں انتقال کیا (یہ دونوں اس سند کے راوی ہیں)۔

بَابُ الْأَمْرِ بِتَسْوِيَةِ الْقَبْرِ.

باب: قبر کو برابر کرنے کا حکم۔

(۲۲۴۲) عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ شُفَيٍّ حَدَّثَهُ قَالَ كُنَّا مَعَ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ بِأَرْضِ الرُّوْمِ بِرُوْدِسَ فَتُوُفِّيَ صَاحِبٌ لَنَا فَأَمَرَ فَضَالَةُ [بْنُ عُبَيْدٍ] رضی اللہ عنہ بِقَبْرِهٖ فَسُوِّيَ ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ بِتَسْوِيَتِهَا. [ابوداود: ۳۲۱۹؛ نسائی: ۲۰۲۹]

ثمامہ بن شفی نے کہا کہ ہم فضالہ کے ساتھ تھے روم کے برودس میں (کہ نام جزیرہ اور مقام کا ہے) اور ہمارا ایک ساتھی مر گیا تو فضالہ نے حکم دیا کہ اس کی قبر برابر کی جائے اور انہوں نے کہا کہ سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ حکم فرماتے تھے ہماری قبروں کے برابر کرنے کا۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سنت یہی ہے کہ قبر زمین سے اونچی نہ کی جائے اور نہ اونٹ کے کوہان کی سی بنائی جائے اور ایک بالشت سے زیادہ اونچی کرنا نہایت برا ہے۔ اور یہی مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور قاضی عیاض رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ افضل یہ ہے کہ کوہان کی طرح یعنی ماہی پشت بنائیں اور یہی مذہب ہے مالک رحمہ اللہ کا۔ غرض اونچی قبریں بنانا اور پختہ کرنا اور گنبدوں کا تیار کرنا یہ سب باجماع امت اور باتفاق علما حرام اور ممنوع ہے اور اس کو افضل اعمال قرار دینا اور شعار اسلام خیال کرنا گویا رسول اللہ ﷺ سے لڑنا ہے۔

(۲۲۴۳) عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ الْأَسَدِيِّ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ [بْنُ أَبِي طَالِبٍ] رضی اللہ عنہ: أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ. [ابوداود: ۳۲۱۸؛ ترمذی: ۱۰۴۹؛ نسائی: ۲۰۳۰]

ابی الہیاج اسدی رحمہ اللہ نے کہا: مجھ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تم کو بھیجتا ہوں اس کیلئے جس کیلئے مجھ کو بھیجا تھا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ چھوڑ کوئی تصویر مگر مٹا دے اس کو اور نہ چھوڑ کوئی بلند قبر مگر اس کو زمین کے برابر کر دے۔

○ ○ ○ ○

(۲۲۴۴) عَنْ حَبِيْبٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ: وَلَا صُوْرَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا. [راجع: ۲۲۴۳]

روایت کی حبیب نے اسی اسناد سے یہی حدیث اور اس میں یہ لفظ ہیں ((وَلَا صُوْرَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا)) یعنی نہ چھوڑ کوئی تصویر مگر یہ کہ مٹا دے اس کو۔

بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَجْصِيْصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ.

باب: قبر کو پختہ کرنے اور اس پر عمارت بنانے کی ممانعت۔

(٢٢٤٥) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ. [ابوداود: ٣٢٢٦، ٣٢٢٥؛ ترمذی: ١٠٥٢؛ نسائی: ٢٠٢٦، ٢٠٦٧؛ ابن ماجه: ١٥٦٣]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا اس سے کہ قبروں کو پختہ کریں، اور اس سے کہ اس پر بیٹھیں اور اس سے کہ ان پر گنبد بنائیں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس سے پختہ قبروں کی نہی ثابت ہوئی اور اس کے اوپر عمارتوں کا بنانا منع ہوا اور قبروں پر بیٹھنا حرام ہوا۔ یہی مذہب ہے شافعی رحمہ اللہ کا اور جمہور علما کا اور امام مالک رحمہ اللہ نے موطا میں کہا ہے مراد اس سے قبروں کے اوپر قضائے حاجت کرنے کیلئے بیٹھنا ہے اور اسی طرح تکیہ لگانا اور مکان بنانا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے ام میں کہا ہے کہ بہت سے اماموں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ قبروں کے گنبدوں وغیرہ کے گرانے کا حکم دیتے تھے اور فقہا نے وہ مٹی جو قبر سے نکلے اس سے زیادہ مٹی لگانا تک قبر میں مکروہ کہا ہے پختہ بنانا اور عمارت کھڑی کرنے کا تو کیا ذکر ہے۔

(٢٢٤٦) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمِثْلِهٖ. [راجع: ٢٢٤٥]

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے تھے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ سے مثل اس کے جو اوپر مذکور ہوا۔

(٢٢٤٧) عَنْ جَابِرٍ ﷺ قَالَ: نَهٰى عَنْ تَقْصِيْصِ الْقُبُوْرِ. [نسائی: ٢٠٢٨؛ ابن ماجه: ١٥٦٢]

جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ ﷺ نے منع فرمایا قبروں کے پختہ بنانے سے۔

○ ○ ○ ○

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْجُلُوْسِ عَلَى الْقَبْرِ وَالصَّلَاةِ عَلَيْهِ.

باب: قبر پر بیٹھنے اور اس پر نماز پڑھنے کی ممانعت۔

(٢٢٤٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَاَنْ يَّجْلِسَ اَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتُحْرِقَ ثِيَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ)).

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر کوئی ایک انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور اس کی کھال تک پہنچے تو بھی بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے۔“

○ ○ ○ ○

(٢٢٤٩) عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ نَحْوَهٗ. [نسائی: ٢٠٤٣]

سفیان نے روایت کی سہیل سے اسی اسناد سے مانند اس کے جو اوپر ہو چکی۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٥٠) عَنْ اَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ ﷺ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تَجْلِسُوْا عَلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تُصَلُّوْا اِلَيْهَا)). [ابوداود: ٣٢٢٩؛ ترمذی: ١٠٥٠، ١٠٥١؛ نسائی: ٧٥٩]

ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قبر پر نہ بیٹھو اور نہ اس کی طرف نماز پڑھو۔“

○ ○ ○ ○

(٢٢٥١) عَنْ اَبِيْ مَرْثَدٍ الْغَنَوِيِّ ﷺ قَالَ:

ابومرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ نے فرمایا: ”قبروں کی طرف نماز نہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((لَا تُصَلُّوْا إِلَى الْقُبُوْرِ وَلَا تَجْلِسُوْا عَلَيْهَا)). [راجع: ٢٢٤٥]

پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔“

○ ○ ○ ○

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْجَنَازَةِ فِي الْمَسْجِدِ.

باب: مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا۔

(٢٢٥٢) عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَمَرَتْ أَنْ يُمَرَّ بِجَنَازَةِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْمَسْجِدِ فَتُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: مَا أَسْرَعَ مَا نَسِيَ النَّاسُ مَا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى سُهَيْلِ ابْنِ الْبَيْضَاءِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ. [ترمذی: ١٠٣٣؛ نسائی: ١٩٦٦، ١٩٦٧]

عباد بن عبداللہ نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد کے اندر لائیں تاکہ آپ بھی نماز پڑھیں تو لوگوں نے اس سے تعجب کیا تب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا جلدی بھول گئے اس کو کہ نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے سہیل رضی اللہ عنہ بن بیضاء پر مسجد ہی میں۔

○ ○ ○ ○

فائدہ: ایک روایت میں آیا کہ بیضاء کے دو بیٹوں پر نماز پڑھی آپ ﷺ نے مسجد میں۔ اور ایک روایت میں ان کا نام سہیل آیا اور ان کے بھائی کا نام۔ علمانے کہا کہ بیضاء کے تین بیٹے تھے سہل، سہیل اور صفوان اور ماں ان کی بیضا تھی کہ نام ان کا دعد تھا اور بیضاء ان کا وصف تھا اور لڑکوں کا باپ وہب تھا۔ اور اس حدیث میں دلیل ہے امام شافعی رحمہ اللہ کو اور اکثر لوگوں کو کہ وہ نماز جنازہ کو مسجد میں روا کہتے ہیں۔ اور یہی مذہب ہے ابی حبیب مالکی کا، احمد، اسحاق، ابن ذئب، ابوحنیفہ اور مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ نماز جنازہ مسجد میں جائز نہیں۔ اور دلیل لائے ہیں یہ لوگ ابوداؤد کی روایت کو کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو جنازہ کی نماز مسجد میں پڑھے اس کے لیے کچھ نہیں ہے۔ اور دلیل شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کی یہ سہیل کی حدیث ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت کے ان لوگوں نے بہت جواب دیے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ وہ ضعیف ہے دلیل لانے کے قابل نہیں، امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے یہ حدیث ضعیف ہے کہ اکیلے صالح مولیٰ توئمہ نے روایت کی ہے اور وہ ضعیف ہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو لَا شَيْءَ عَلَيْهِ کے معنی میں ہے یعنی اس کیلئے کچھ ملامت نہیں۔

(٢٢٥٣) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَمُرُّوْا بِجَنَازَتِهِ فِي الْمَسْجِدِ فَيُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ فَفَعَلُوْا فَوُقِفَ بِهِ عَلَى حُجَرِهِنَّ يُصَلِّيْنَ عَلَيْهِ أُخْرِجَ بِهِ مِنْ بَابِ الْجَنَائِزِ الَّذِي كَانَ إِلَى الْمَقَاعِدِ فَبَلَغَهُنَّ أَنَّ النَّاسَ عَابُوْا ذٰلِكَ وَقَالُوْا مَا كَانَتِ الْجَنَائِزُ يُدْخَلُ بِهَا الْمَسْجِدَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ: مَا أَسْرَعَ النَّاسَ إِلَى أَنْ يَعِيْبُوْا مَا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِهِ عَابُوْا عَلَيْنَا أَنْ يُمَرَّ بِجَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سے روایت ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا تو رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے کہلا بھیجا کہ ان کا جنازہ مسجد میں سے لے جاؤ کہ ہم لوگ بھی نماز پڑھ لیں، سو ایسا ہی کیا اور ان کے حجروں کے آگے جنازہ ٹھہرا دیا کہ وہ نماز پڑھ لیں اور جنازہ کو باب الجنائز سے جو مقاعد کی طرف تھا وہاں سے باہر لے گئے اور لوگوں کو یہ خبر پہنچی تو عیب کرنے لگے اور کہا کہ جنازہ کہیں مسجد میں لاتے ہیں؟ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ لوگ کیا جلدی عیب کرنے لگے جو چیز نہیں جانتے۔ انہوں نے ہم پر عیب کیا کہ جنازہ کو مسجد میں لائے اور بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے بیٹے سہیل پر نماز نہیں پڑھی مگر مسجد کے اندر۔

سُهَيْلِ بْنِ بَيْضَآءَ اِلَّا فِي جَوْفِ الْمَسْجِدِ قَالَ مُسْلِمٌ: سُهَيْلُ بْنُ دَعْدٍ وَهُوَ ابْنُ الْبَيْضَآءِ أُمُّهُ بَيْضَآءُ. [راجع: ٢٢٥٢]

مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ وہ سہیل دعد کے بیٹے ہیں کہ ماں ان کی دعد ہیں اور وصف ان کا بیضاء ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٥٤) عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّ عَائِشَةَ لَمَّا تُوُفِّيَ سَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ قَالَتْ: ادْخُلُوْا بِهِ الْمَسْجِدَ حَتّٰى أُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَأُنْكِرَ ذٰلِكَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ: وَاللّٰهِ! لَقَدْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى ابْنَيْ بَيْضَآءَ فِي الْمَسْجِدِ سُهَيْلٍ وَأَخِيْهِ. [ابوداود: ٣١٩٠]

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں لاؤ کہ میں نماز پڑھوں۔ لوگوں نے اس میں تامل کیا تو انہوں نے فرمایا: ”اللہ کی قسم نماز پڑھی رسول اللہ ﷺ نے بیضاء کے دونوں بیٹوں سہیل اور ان کے بھائی پر مسجد میں۔“

○ ○ ○ ○

بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ دُخُوْلِ الْقُبُوْرِ وَالدُّعَاءِ لِأَهْلِهَا.

باب: قبر میں داخل کرتے وقت کیا کہنا چاہیے اور قبر والوں کے لیے دعا کا بیان۔

(٢٢٥٥) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ . كُلَّمَا كَانَ لَيْلَتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يَخْرُجُ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ اِلَى الْبَقِيْعِ فَيَقُوْلُ: ((السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَّا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ)). وَلَمْ يَقُلْ قُتَيْبَةُ قَوْلَهُ: ((وَاَتَاكُمْ)). [نسائی: ٢٠٣٨]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی باری جب میرے پاس ہوتی تھی تو آخر رات میں بقیع (قبرستان) کی طرف نکلتے تھے اور کہتے: ”سلام ہے تمہارے اوپر اے گھر والے مؤمنو! آ چکا تمہارے پاس جس کا تم سے وعدہ تھا کہ کل پاؤ گے ایک مدت کے بعد اور ہم اگر اللہ نے چاہا تو ملنے والے ہیں۔ یا اللہ! بخش بقیع غرقد والوں کو۔“ اور قتیبہ کی روایت میں ((و اتاکم)) کا لفظ نہیں ہے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٥٦) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ بْنِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهُ قَالَ يَوْمًا: اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِّيْ وَعَنْ اُمِّيْ! قَالَ: فَظَنَنَّا اَنَّهُ يُرِيْدُ اُمَّهُ الَّتِيْ وَلَدَتْهُ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِّيْ وَعَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا: بَلٰى قَالَ قَالَتْ: لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِيَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِيْهَا عِنْدِيْ اِنْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ اِزَارِهِ عَلٰى فِرَاشِهِ

محمد بن قیس نے ایک دن کہا کہ کیا میں تم کو اپنی بیتی اور اپنی ماں کی بیتی سناؤں۔ اور ہم نے یہ خیال کیا کہ شاید ماں سے وہ مراد ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں تم کو اپنی بیتی اور رسول اللہ ﷺ کی بیتی سناؤں؟ ہم نے کہا: ضرور۔ فرمایا: ایک رات نبی ﷺ میرے یہاں تھے کہ آپ ﷺ نے کروٹ لی اور اپنی چادر لی اور جوتے نکال کر اپنے پاؤں کے آگے رکھے اور چادر کا کنارہ اپنے بچھونے پر بچھایا، لیٹ رہے اور تھوڑی دیر اس خیال سے ٹھہرے رہے کہ گمان کر لیا کہ میں سو گئی۔ پھر آہستہ سے اپنی چادر لی

فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ: ((مَا لَكِ؟ يَا عَائِشُ! حَشْيَا رَابِيَةً)) قَالَتْ: قُلْتُ: لَا شَيْءَ قَالَ: ((لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ)) قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي! فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ: ((فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي؟)) قُلْتُ: نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ: ((أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ؟)) قَالَتْ: مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ! نَعَمْ قَالَ: ((فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ: إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ)) قَالَتْ: قُلْتُ: كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ((قُولِي: السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ)). [نسائی: ۲۰۳٦، ۳۹۷۳، ۳۹۷٤]

اور آہستہ سے جوتے پہنے اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور آہستہ سے نکلے اور پھر آہستہ سے اس کو بند کر دیا۔ اور میں نے بھی اپنی چادر لی اور سر پر اوڑھی اور گھونگٹ مارا تہبند پہنا اور آپ ﷺ کے پیچھے چلی یہاں تک کہ آپ بقیع پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے۔ پھر دونوں ہاتھ اٹھائے تین بار۔ پھر لوٹے اور میں بھی لوٹی اور جلدی چلے اور میں بھی جلدی چلی۔ اور دوڑے اور میں بھی دوڑی۔ اور گھر آ گئے اور میں بھی گھر آ گئی مگر آپ ﷺ سے آگے آئی اور گھر میں آتے ہی لیٹ رہی۔ اور آپ ﷺ جب گھر میں آئے تو فرمایا: ''اے عائشہ! کیا ہوا تم کو کہ سانس پھول رہا ہے اور پیٹ پھولا ہوا ہے؟'' میں نے عرض کیا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم بتا دو، نہیں تو وہ باریک بین خبردار (یعنی اللہ تعالیٰ) مجھ کو خبر دے گا۔'' میں نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں اور میں نے آپ ﷺ کو خبر دی تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو کالا کالا میرے آگے نظر آتا تھا وہ تم ہی تھیں؟'' میں نے کہا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے میرے سینے پر گھونسا مارا (یہ محبت سے تھا) کہ مجھے درد ہوا اور فرمایا: ''تو نے خیال کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ تیرا حق دبا لے گا۔ (یعنی تمھاری باری میں اور کسی بی بی کے پاس چلا جاؤں گا) تب میں نے کہا: جب لوگ کوئی چیز چھپاتے تو ہاں اللہ اس کو جانتا ہے (یعنی اگر آپ ﷺ مجھ سے کسی بی بی کے پاس جاتے بھی تو بھی اللہ دیکھتا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے۔ جب تو نے دیکھا انہوں نے مجھے پکارا اور تم سے چھپایا تو میں نے بھی چاہا تم سے چھپاؤں۔ اور وہ تمہارے پاس نہیں آتے تھے کہ تم نے اپنا کپڑا اتار دیا تھا اور میں سمجھا کہ تم سو گئیں۔ تو میں نے برا جانا کہ تم کو جگاؤں اور یہ بھی خوف کیا کہ تم گھبراؤ گی کہ کہاں چلے گئے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تمہارا پروردگار حکم فرماتا ہے کہ تم بقیع کو جاؤ اور ان کیلئے مغفرت مانگو۔'' میں نے عرض کیا کہ میں کیوں کر کہوں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہو: سلام ہے ایماندار گھر والوں پر، اور مسلمانوں پر رحمت کرے گا ہم سے آگے جانے والوں پر اور پیچھے جانے والوں پر۔ اور ہم اللہ

❖ ❖ ❖ ❖ ❖

نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں۔“

فائدہ: اس حدیث سے دلیل لائے ہیں جو لوگ عورتوں کیلئے زیارت قبور کو جائز کہتے ہیں اور اس میں علما کا اختلاف تین طور پر ہے ایک تو یہ کہ عورتوں کو زیارت حرام ہے اس لیے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ))۔ لعنت کرے اللہ تعالیٰ ان عورتوں پر جو قبروں کی زیارت کرتی ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ عورتوں کو مکروہ ہے۔ تیسرے یہ کہ مباح ہے۔ اور جو مباح کہتے ہیں وہ اس حدیث سے اور حدیث: ((نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا)) سے دلیل پکڑتے ہیں۔ اور اس کا جواب یوں ہے کہ اس میں اجازت کا صیغہ مذکور ہے۔ پھر اجازت میں عورتیں داخل نہیں۔ اور اصول میں بھی مذہب مختار ہے کہ صیغہ مذکر میں عورت داخل نہیں۔

(٢٢٥٧) عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُهُمْ اِذَا خَرَجُوْا اِلَى الْمَقَابِرِ فَكَانَ قَائِلُهُمْ يَقُوْلُ۔ فِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ بَكْرٍ: اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ۔ وَ فِيْ رِوَايَةِ زُهَيْرٍ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ . مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَاِنَّآ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَلَاحِقُوْنَ أَسْأَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ. [نسائی: ٢٠٣٩؛ ابن ماجه: ١٥٤٧]

سلیمان بن بریدہ کے باپ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کو سکھلاتے تھے جب وہ قبروں کی طرف نکلتے۔ پس ان میں کا کہنے والا کہتا یہ لفظ ابوبکر کی روایت کے ہیں سلام ہو گھر والوں پر اور زہیر کی روایت میں (یہ لفظ ہیں) سلام ہو تم پر اے صاحب گھروں کے مومنوں اور مسلمانوں سے اور تحقیق ہم اگر اللہ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اپنے اور تمہارے لیے عافیت مانگتے ہیں۔

○ ○ ○ ○

بَابُ اسْتِئْذَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبَّهُ عَزَّوَجَلَّ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ اُمِّهٖ.

باب: نبی ﷺ کا اپنے رب سے اجازت طلب کرنا اپنی والدہ کی قبر دیکھنے کی۔

(٢٢٥٨) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اسْتَأْذَنْتُ رَبِّيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لِاُمِّيْ فَلَمْ يَأْذَنْ لِيْ وَ اسْتَأْذَنْتُهٗ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاَذِنَ لِيْ)).

[ابو داود: ٣٢٣٤؛ نسائی: ٢٠٣٣؛ ابن ماجه: ١٥٧٢، ١٥٦٩]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ”میں نے اپنی ماں کی بخشش مانگنے کے لیے اللہ سے اذن مانگا، پس نہ اذن دیا مجھ کو۔ اور میں نے اس کی قبر کی زیارت کے لیے اذن مانگا، پس مجھ کو اذن دے دیا گیا۔“

○ ○ ○ ○

(٢٢٥٩) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: زَارَ النَّبِيُّ ﷺ قَبْرَ اُمِّهٖ فَبَكٰى وَاَبْكٰى مَنْ حَوْلَهٗ فَقَالَ ﷺ: ((اسْتَأْذَنْتُ رَبِّيْ فِيْ اَنْ اَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ وَاسْتَأْذَنْتُهٗ فِيْ اَنْ اَزُوْرَ قَبْرَهَا فَاُذِنَ لِيْ فَزُوْرُوا الْقُبُوْرَ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُكُمُ الْمَوْتَ)). [راجع: ٢٢٥٨]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: زیارت کی نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی پس آپ روئے اور جو آپ کے پاس تھے ان کو رلایا پس آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنے رب سے اجازت مانگی اپنی ماں کی بخشش مانگنے کی تو مجھے اجازت نہ ملی پھر میں نے قبر کی زیارت کی اجازت مانگی تو مجھے اجازت مل گئی پس تم بھی قبر کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ تمہیں موت یاد دلاتی ہے۔“

❖ ❖ ❖ ❖

(٢٢٦٠) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ فَاشْرَبُوْا فِي الْاَسْقِيَةِ كُلِّهَا وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا)) وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِيْ رِوَايَتِهٖ: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ. [ابوداود: ٣٦٩٨؛ نسائی: ٢٠٣١، ٤٤٤١، ٥٦٦٨، ٥٦٦٩؛ وانظر فی مسلم: ٥١٠٤، ٥١٩٨، ٥٢٠٠]

بریدہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تم کو منع کرتا تھا قبروں کی زیارت سے تو تم اب زیارت کیا کرو۔ اور منع کرتا تھا تم کو تین دن سے زیادہ قربانی کا تمام گوشت رکھنے کو اب جب تک چاہو رکھو اور منع کرتا تھا میں تم کو نبیذ بنانے سے مگر مشکوں میں سو اب پینے کے برتنوں میں جس میں چاہو بناؤ مگر نشہ کی چیز نہ پیو۔'' ابن نمیر نے اپنی روایت میں کہا کہ روایت ہے عبداللہ بن بریدہ سے، وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے۔

○ ○ ○ ○

(٢٢٦١) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ اَبِيْ سِنَانٍ. [ترمذی: ١٠٥٤، ١٥١٠، ١٨٦٩؛ نسائی: ٥٦٩٤؛ ابن ماجه: ٤٠٥]

عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے اپنے باپ بریدہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی ﷺ سے، سب نے ابی سنان کے مانند روایت کی (یعنی جو اوپر گزری)

○ ○ ○ ○

بَابُ تَرْكِ الصَّلٰوةِ عَلَى الْقَاتِلِ نَفْسَهٗ.

باب: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت۔

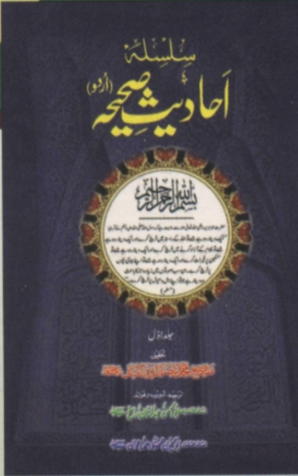
(٢٢٦٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِمَشَاقِصَ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ. [نسائی: ١٩٦٣]

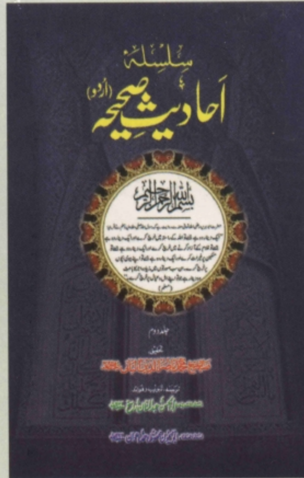
جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے اپنے آپ کو ایک چوڑے تیر سے مار ڈالا تھا تو آپ ﷺ نے اس پر نماز نہ پڑھی۔

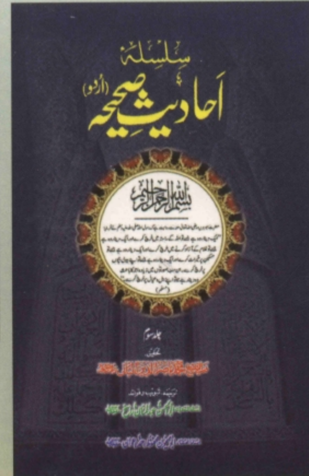
فائدہ: اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے ان لوگوں نے جو فاسق پر نماز جنازہ کو منع کرتے ہیں اور اس پر کہ جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا ہو چنانچہ یہی مذہب ہے عمر بن عبدالعزیز، اوزاعی، حسن، نخعی، قتادہ، مالک، ابوحنیفہ، امام شافعی اور جماہیر علماء رحمہم اللہ کا مذہب ہے کہ اس پر نماز پڑھیں اور اس حدیث کا جواب یہ دیا ہے کہ نبی ﷺ نے خود نماز نہیں پڑھی تاکہ لوگ ڈریں اور اس حرکت سے باز آجائیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھی۔ اور یہ ایسی بات ہے جیسے آپ قرضدار پر نماز نہ پڑھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو نماز سے منع نہ کرتے تھے تاکہ لوگ قرض سے ڈریں اور اس کا خیال رکھیں۔ اور قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ تمام مسلمانوں کا مذہب ہے کہ ہر مسلمان پر نماز پڑھیں اگرچہ اس پر حد ماری گئی ہو یا اس کو رجم کیا ہو۔ اور جس نے اپنے آپ کو مار ڈالا ہو اور ولدالزنا ہو سب پر۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا قول ہے کہ جو امام ہو وہ ان کی نماز سے پرہیز کرے کہ فساق ڈریں اور ان کو جھڑکی اور تنبیہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوسری جلد اختتام کو پہنچی۔ تیسری جلد کا آغاز کتاب الزکوٰۃ سے ہوگا۔

Sahih Muslim









www.qlrf.net